[illegible]

... کتاب مستطاب ضیاء العلوم ... [illegible]

کتاب مرقوم

حصہ دوم - دفتر اول بشرح اردو

مثنوی مولانا روم

رشحات قلم خاکسار ہیچ مدان .... محمد عبد الرحمن دہلوی خلف مداح بشیر و نذیر مولوی محمد حسنین فقیر

باہتمام منشی محمد عبد الغفار مفتون و حافظ محمد احسان الحق کوثر مالکان اخبار فیض عام دہلی

در مطبع حسن المطابع دہلی واقع کوچہ میر عاشق طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

واضح رہے کہ آیندہ پیر چنگی کی داستان شروع ہونے والی ہے اس داستان مین حدیث نفحات رحمانی اور مرتبۂ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا اور قصۂ شب تعریس اور ابر برد ربیع و برد خریف آور باران رحمت غیب اور نالۂ ستون حنانہ اور کنکریون کے کلام اور حضرت عمر کے الہام اور پیر چنگی کی ہدایت کے متعلق عجیب و غریب اسرار بیان ہوے ہین ان سب کی تشریح و تفصیل عنقریب ملاحظہ سے گزرے گی خاکسار شارح کو بعض اشعار کے حل کرنے مین نہایت دقت اوٹھانی پڑی اور اسکا سبب یہ ہے کہ اس شرح مین التزام کیا گیا ہے کہ حتی الامکان مثنوی کے تمام اشعار کے مطالب اس ترکیب سے بیان کیے جائین کہ ظاہر شرع کے خلاف نہون - داستان پیر چنگی کو قصۂ طوطی و سوداگر سے یہ ربط ہے کہ اس قصہ مین موتوا قبل ان تموتوا یعنے مرگ اختیاری کی ہدایت کیگئی ہے اِسکے طفیل طوطی نے قفس تاجر اور تاجر نے قفس جسم عارضی سے نجات پاکر ابدی زندگی حاصل کی ہے اور پیر چنگی کو بھی اِسی فانی ہونے کے باعث گناہون سے نجات اور اوسکی نیک نیتی کے سبب حیات جاودانی حاصل ہوی - چنانچہ یہ باتین اس داستان مین اچھی طرح ذہن نشین ہو جائینگی - نیز پیر چنگی کے حالات اور اوسکی امداد کے متعلق حضرت عمرؓ کے الہام سے معلوم ہو جائیگا کہ خدا اوس شخص کی دو نو جہان مین مدد کرتا ہے جو اوسپر پورا بھروسہ رکھے اور جسکی نیت درست اور اعتقاد مضبوط ہو - ایک حدیث [کے الف]اظ ہین اَللّٰھُمَّ لَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ یعنے اے خدا تو مجھے میرے نفس کے سپرد نہ کر مطلب کہ میرے تمام کامون مین میرا [مددگار رہ۔ اس سے ثابت ہوتا ہ]ے کہ خدا کی مدد اونہین کامون مین ہوتی ہے جو نیک نیتی سے محض خدا کے واسطے ہون -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

داستان پیر چنگی کہ در عہد عمرؓ از بہر خداوند تعالےٰ در گورستان در روز بینوائی چنگ میزد

ترجمہ ایک بوڑہے چنگ بجانیوالے کی داستان جو حضرت عمرؓ کے زمانہ مین بحالت مفلسی گورستان مین بیٹھکر اللہ کے واسطے چنگ بجاتا تہا

این شنیدستی کہ در عہد عمر — بود چنگی مطربے با کر و فر

ترجمہ سُنتے ہین یہ قصۂ عہد عمر — مطرب چنگی تہا اک با کر و فر

شرح یہ پیر چنگی پہلے بڑا ساز و سامان تہا جب اُسپر تنگی آئی تو گورستان مین جا بیٹھا اور یہ نیت کرلی کہ مین لوگون کو بلا بے مزدوری لیے چنگ سنایا کرونگا یہ شخص گو اپنے فعل کی بُرائی سے جاہل تہا مگر چونکہ نیت اچھی رکھتا تہا اسلیئے اللہ تعالےٰ نے اسپر رحم کیا مفصل قصہ آگے آتا ہے۔

بلبل از آواز او بیخود شدے — یک طرب ز آواز خوبش صد شدے

ترجمہ مست بلبل اُسکی اک آواز سے — ایک طرب صد چند اُسکے ساز سے

شرح یعنے اُسکی آواز سے بلبل (با وصف خوشنوائی) بیخود ہو جاتا تہا اور ایک حصہ ذوق و شوق اُسکی خوش الحانی سے سو حصہ تک بڑہ جاتا تہا مطلب یہ کہ وُہ نہایت خوش آواز اور نغمہ سنج تہا۔

مجلس و مجمع دمش آراستے — وز نوائے او قیامت خاستے

ترجمہ باعثِ زیبائش ہر بزم تہا — تہی قیامت خیر اُسکی ہر نوا

شرح دَم بمعنے آواز یعنے اُسکی آواز باعث آرایش انجمن تہی۔ جو محفلون مین قیامت برپا کردیتی تہی۔ یا یہ معنے ہین کہ جسطرح قیامت کے دن روحین نئے سرے سے جسمون مین آجائینگی اسیطرح اُسکی آواز دِلون مین نئی طرح کے ذوق و شوق پیدا کرتی تہی۔ یا یہ مطلب ہے کہ جس طرح قیامت کے دِن ہر روح اپنے خاص جسم کو ڈہونڈلیگی۔ اسیطرح اُسکی آواز کے اثر سے ہر طالب اپنے مطلوب کو اور ہر عاشق اپنے معشوق کو ڈہونڈتا تہا۔ کیونکہ سماع اور خوش آوازی مین مطلوب کے یاد دلانے کا اثر بالخاصہ ہے جسکی تفصیل ابتدائے کتاب ہذا مین دربیان سماع گزر چکی ہے

ہمچو اسرافیل کآوازش بفن — مردگان را جان در آرد در بدن

ترجمہ صور اسرافیل آواز اُسکی تہی — جان دیتی تہی جو مردون کو نئی

شرح فن بمعنے صنع قدرت الٰہی۔ یعنے جسطرح حضرت اسرافیل کی آواز فعل قدرت الٰہی کے باعث صور پہونکنے کے وقت تمام مُردون کی روحون کو جسمون مین داخل کردیگی اسیطرح اُسکی آواز مردہ دلون کو زندگی اور افسردہ خاطرون کو تازگی دیتی تہی۔ سینون مین مسرت تازہ اور دلون مین جدید شوق پیدا کرتی تہی۔

یار رسائل بود۔ اسرافیل را — کز سماعش پر برستے فیل را

ترجمہ: یا وہ تھے پیغام اسرافیل کے — پر نکل آتے تھے جس سے فیل کے

شرح لفظ رسائل یا تو جمع رسالت ہے بمعنے مکتوبات و نامہ ہا و پیغامہا یعنے اُسکی آواز مُردون کے زندہ کرنے مین گویا اسرافیل کے پیغام تھے جسکے سننے سے ہاتھی کے پر نکل آتے تھے یعنے ذوق و شوق صدچند ہو جاتا تھا۔ یا یہ سمجھیے کہ لفظ یار موصوف ہے اور سائل اُسکی صفت یعنے اُسکی آواز اسرافیل کا یار سوال کنندہ تھی مطلب یہ کہ اُسکی آواز نے مُردون کے زندہ کرنے کی صفت کو اسرافیل سے بطور مستعار مانگ رکھا تھا۔ یا لفظ سائل سیلان سے مشتق ہے یعنے اُسکی آواز اسرافیل کا ہمدم اور اُسکے پاس آنے جانے والا یار تھا۔ اور زندہ کر دینے کی صفت اُسمین اثر صحبت اسرافیل سے پیدا ہو گئی تھی بعض نسخون مین یار سیلے بود اسرافیل را۔ ہے اِسصورت مین معنے ظاہر ہین کیونکہ سیل بمعنے ہمزمان ہے

سازد اسرافیل روزی نالہ را — جان دہد پوسیدۂ صدسالہ را

ترجمہ: ہو نگے اسرافیل حسب دم نالہ کن — جی اُٹھین گے استخوانہائے کہن

شرح۔ پوسیدہ بمعنے کہنہ و فرسودہ۔ دراصل بہاے فارسی ہے مگر بائے عربی کے ساتہ مشہور ہو گیا ہے۔ یعنے جسطرح اسرافیل کی آواز اکیدن پُرانی اور ریزہ ریزہ ہڈیون مین جان ڈالدیگی اِسیطرح اُسکی آواز کا حال تھا۔ اِن اشعار مین بربط چنگی کی آواز کی صفت مین شاعرانہ مبالغہ کیا گیا ہے۔

اولیا را در درون ہم نغمہاست — طالبان را زان حیاتے بیبہاست

ترجمہ: نغمہائے اولیا ہین باطنی — ملتی ہے لوگون کو جن سے زندگی

شرح یعنے اولیاء و انبیاء کے ظاہری نغمے (اقوال و احادیث و ملفوظات) تو موجود ہی ہین جنپر مخلوق کی ہدایت منحصر ہے مگر اِس سے قطع نظر اُنکو اللہ تعالےٰ کی طرف سے باطنی نغمے (اسرار معارف) بھی عنایت ہوئے ہین جنسے طالبان حقیقت کو جاودانی زندگی حاصل ہوتی ہے ظاہری نغمے سے کلام لفظی اور باطنی سے کلام نفسی مراد ہے جسکی شرح پہلے گذر چکی ہے۔ بعض نسخون مین اولیاء کی جگہ انبیا ہے۔

نشنود آن نغمہا را گوش حس — کز ستمہا گوش حس باشد نجس

ترجمہ: سُن نہین سکتا ہے اُنکو گوش حس — ہے بُری باتون سے گوش حس نجس

شرح یعنے اولیاء و انبیاء کے باطنی نغمون کو ظاہری کان نہین سُن سکتے۔ کیونکہ یہ کان دنیوی باتین اور ناجائز نغمے سُنتے سُنتے نجس ہو گئے ہین کلام نفسی جو سراسر پاک ہے ناپاک کانون مین نہین سماتا۔ بعض نسخون مین سخنہا کی جگہ ستمہا ہے اور ستم سے مراد سخن بد ہے

نشنود نغمۂ پری را آدمی — کو بود ز اسرار پریان اعجمی

ترجمہ: کیا سُنے نغمہ پری کا آدمی — کیونکہ یہہ اسرار سے ہے اعجمی

شرح - اعجمی - ناداں و نافہم و غیر فصیح - یعنے چونکہ آدمی پریون کے اسرار سے نافہم ہے اِسلیئے اُنکے نغمون کو نہین سُن سکتا علےٰ ہذا القیاس نافہم شخص سے یہ توقع رکھنی بالکل بعید ہے کہ اولیاء کے اسرار اور اُنکے باطنی نغمون سے واقف ہوسکیگا - یہ شعر مضمون سابق کی توضیح ہے بطور تمثیل -

	گرچہ ہم نغمۂ پری زین عالمست	نغمۂ دل برتر از ہر دو دم ست
ترجمہ	گرچہ اِس عالم مین ہے بانگ پری	نغمۂ دلکو ہے سب سے برتری

شرح - اِس شعر کا پہلا مصرع گزشتہ شعر کے پہلے مصرع سے متعلق ہے - یعنے اگرچہ نغمۂ پری بہی اسی جہان دنیا مین موجود ہے لیکن عدم جنسیت کے باعث آدمی اُسے ہرگز نہین سُن سکتا - پہر نغمۂ باطنی تو ان دونو نغمون یعنے آدمی اور پری کی باتون سے برتر ہے - اِسے انسان کب سُن سکیگا نکتہ انسان کامل کا نغمہ چونکہ عالم ملکوت سے تعلق رکہتا ہے اِسلیئے نغمۂ پری سے برتر ہے یہ بہی یاد رہے کہ نغمہ باطنی کی کیفیت گوش دِل سے اور گوینده کی حقیقت نور باطن سے معلوم ہوسکتی ہے - گوش حِسّی اور عقل انسانی اِن اسرار کے سمجہنے سے قاصر ہے -

	کہ پری و آدمی زندانیند	ہر دو در زندان این نادانیند
ترجمہ	ہین پری و آدمی ہر دو اسیر	جہل کے محبس مین دونو جائے گیر

شرح یعنے نغمۂ اولیا نغمۂ انسان و پری سے اِسلیئے برتر ہے کہ یہ دونو قیدخانۂ وجود عارضی مین محبوس اور اسیر غفلت اور اِس نادانی دفریب دنیا کے زندانین مقید اور آخرت سے غافل ہین اور اولیاء اللہ ان تمام قیدون سے آزاد ہوکر صرف اُسی ایک کے ہو لیئے ہین ع بریدۂ زہمہ با خدا گرفتارست - اِسلیئے اُنکے نغمے اعلےٰ درجہ کے ہین جنکے مطالب ہر شخص نہین سمجہ سکتا -

	معشر الجن سورۂ رحمن بخوان	تستطیعوا تنفذوا را باز دان
ترجمہ	سورۂ رحمن پڑہ اے نیک خو	معشر الجن . تستطیعوا . تنفذو
	سورۂ رحمن بخوان اے بتدی	تا شوی بر سر پریان مہتدی
ترجمہ	سورۂ رحمن پڑہ اے مبتدی	بھید سے پریون کے تا ہو آگہی

شرح - یہ مضمون سابق یعنے نغمہائے اولیاء کی برتری پر قرآنی حجت ہے - سورۂ رحمن مین یہ آیت ہے - یٰمعشر الجن و الانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان یعنے اے جن و انسان کی جماعت اگر تم آسمانون اور زمین کے کنارون سے باہر نکلجانے کی طاقت رکہتے ہو تو نکل جاؤ یا تمام علوم علویات و سفلیات حاصل کرنے پر قادر ہو تو حاصل کرلو - لیکن بلا قوت و غلبہ تم ہرگز ایسا نہ کرسکوگے حالانکہ تم مین نہ قوت ہے نہ غلبہ البتہ خدا کی مشیت سب کچہ کرسکتی ہے - یہ آیت اِس بات کی طرف اشارہ کررہی ہے کہ جب ماسوائے بعض تمام جسمانیات کا

علم بلا انعام الٰہی نہ کسی انسان کو ہو سکتا ہے نہ جن و پری کو۔ تو نغمۂ اولیاء و انبیاء اُنکے کانون تک کب پہنچ سکتا ہے۔ جو محض روحانی او کیفیت غیبی ہے۔ اور جب انسان نغمۂ پری کو جو اسی دنیا مین موجود ہے نہین سُن سکتا تو نغمۂ باطنی کو کیونکر معلوم کر سکتا ہے نتیجہ یہ کہ انسان گوش ظاہری کو معطل کر کے گوش باطنی پیدا کرے اور خدا سے روحانی قوت کا طالب رہے ورنہ نغمۂ اندرونی سے محروم رہے گا۔

	نغمہائے اندرون اولیا	اوّلا گوید کہ اے اجزائے لا
ترجمہ	نغمہائے جان پاک اولیا	پہلے کہتے ہین کہ اے اجزائے لا
	ہین ز لائے نفی سرہا بر زنید	دین خیال و وہم بیرون افگنید
ترجمہ	سر نکالو۔ لا سے سنلو غافلو	اِس خیال و وہم کو بس چھوڑ دو

شرح یعنے اولیاء اللہ کے باطنی نغمے زبان معنوی سے سب سے پہلا سبق یہ دیتے ہین کہ اے اجزائے لا یعنے اے مردمان خالی از معرفت یا مقارنان عدم و مقربان فنا لائے نفی یعنے خلو معرفت کی قباحت سے نکلو اور اپنی ہستی کے مستقل اور دائمی ہونے کے خیال کو چھوڑ دو تاکہ دوئی جاتی رہے اور معرفت الٰہی حاصل ہو۔ مگر اُنکے نغمے وہی سنتا ہے جسکے باطنی کان بہرے نہون۔

	اے ہمہ پوسیدہ در کون و فساد	جان باقی تان نروئید و نزاد
ترجمہ	تم ہو محو عالم کون و فساد	جان باقی سے ہو بالکل نامراد

شرح۔ یعنے اولیاء اللہ کے نغمون کا مضمون یہ ہے کہ اے آدمیو تم سب کے سب دنیا مین پھنسکر عالم کون و فساد کے صدمے سہتے سہتے بوسیدہ اور نکمّے ہو گئے ہو گو باطنی نغمے تمہاری پُرانی ہڈیون مین جان ڈال سکتے ہین لیکن تم انہین سُن ہی نہین سکتے بس تو وہ روح جو ہمیشہ باقی رہنے والی تھی گویا تم مین ڈالی ہی نہین گئی۔ اور اہل اللہ کے نزدیک تم ہنوز پیدا ہی نہین ہوی۔

	کار ایشانست زان سوے بری	گر ددت روشن جو جوئی زو پری
ترجمہ	جانب حق سے ہین سارے اُنکے کام	جستجو کرتا کہ ہون روشن تمام

شرح یعنے اولیاء اللہ کے جمیع افعال اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہین۔ اور جانب الٰہی تمام عیوب سے بری ہے (لفظ بری صفت آنسو ہے) جب تو اِس رستہ کو ڈہونڈیگا اور اِس منزل مین پرواز کریگا تو تجھپر بھی اولیا کے اسرار ظاہر ہو جائیگی (پری جوئی پر معطوف ہے بحذف حرفِ عطف) نیز ممکن ہے کہ پہلے مصرع مین پری بیائے فارسی ہو اور دوسرے مین بیائے عربی یعنے اولیاء کا کام اللہ تعالےٰ کی طرف سے پرواز کرتا ہے یعنے وہ عالم ملکوت سے اسرار معرفت لیکر ہر وقت دنیا کے طرف آتے ہین مطلب یہ کہ اللہ اُنکے دلمین الہام کرتا ہے تو بھی اگر اُنکے اسرار کو جستجوے قلبی سے ڈہونڈیگا تو

تو راستہ کو منزل مقصود تک لیجائیگا۔ اسصورت مین پری بمعنے پرواز حاصل بالمصدر ہے۔

گر بگویم شمۂ زان نغمہا	جانہا سر بر زنند از دخمہا
ترجمہ ہو جو اُن نغمون کا اک شمہ بیان	مُردے ہون قبرون سے باہر بےگمان

شرح۔ دخمہ بالفتح بمعنے گنبد مدفن۔ و گورخانۂ آتش پرستان۔ یہان مطلق قبر مراد ہے یعنے اگر نغمۂ اولیاء کا تہوڑا سا حال کہدیا جائے تو مردے زندہ ہو کر قبرون سے نکل آئین مطلب یہ کہ ہر مُردہ دل اولیاء اللہ کے نغمون سے نئی زندگی اور جہالت کی موت کے بدلے مین حیات علمی حاصل کر سکتا ہے۔

گوش را نزدیک کن کان دور نیست	لیک نقل آن بتو دستور نیست
ترجمہ کان لا بانین ہین گوشِ عقل کی	پر نہین ہرگز اجازت نقل کی

شرح گوش سے گوش دِل اور نزدیک کرنے سے صاف کرنا مراد ہے۔ اِسصورت مین معانی غیب سے گوش دِل قریب ہو جاتے ہین مطلب یہ کہ نغمہ اسرار گوش دل کو صاف کر کے سن فی الواقع یہ نغمے کچہ بعید نہین صرف کدورت کا پردہ بیچ مین ہے ہان ظاہری اور جسمی کان اسکے سننے کی طاقت نہین رکہتے۔ دوسرے مصرع کے یہ معنے ہین کہ اولیاء اللہ کو تیرے کانون تک یا بہے بعد واقفیت غیرون کے کانون تک اِس نغمہ کے نقل کرنے کی اجازت نہین ہے اِسکی وجہ اوپر گذر چکی ہے کہ اسرار غیبی گوش حسی مین نہین سما سکتے لفظ دستور بمعنے قاعدہ و آئین و رخصت و اجازت یہان سب طرح صحیح ہے

ہان کہ اسرافیل وقتند اولیا	مردہ را زیشان حیاتست و نما
ترجمہ سچ ہے اسرافیل ہین سب اولیا	جلنسے ہے مُردون کو صد نشو و نما

شرح یعنے اولیا اسرافیل وقت ہین جو مردگان غفلت و جہل کو علم معرفت کی زندگی عنایت فرماتے ہین اور درحقیقت حقیقی زندگی یہی ہے۔ جو بطفیل اولیاء اللہ طالبان حقیقت کو ملتی ہے۔

جانہائے مردہ اندر گور تن	بر جہد ز آواز شان اندر کفن
ترجمہ دفن ہے جو روح زیرِ گور تن	جی اُٹہے اُنکے سخن سے بے سخن

شرح جانہائے مردہ سے مُردگان جہل اور کفن سے غفلت مراد ہے۔ یعنے اولیا کی آواز سُنکر وہ روحین جو جہالت کی موت مر کر جسم کی قبر مین دفن ہین کفن سے باہر نکل آتی ہین۔ اور غفلت کو چہوڑ کر نئی زندگی حاصل کر لیتی ہین۔

گوید این آواز ز آوا جداست	زندہ کردن کار آواز خداست
ترجمہ اور کہے یہ نغمہ ہے سب سے جُدا	کر گیا جو کار آوازِ خدا

شرح۔ گوید کا فاعل وہی مردۂ جہل ہے جو زندہ ہو گیا ہے۔ آوا ہا مخفف آوازہا یعنے جو شخص کلمات اولیا سے زندہ ہوے ہین وہ یہ کہتے ہین کہ یہ آواز جسنے ہمکو زندہ کر دیا ہے انسانی آواز سے جُدا ہے۔ کیونکہ زندہ کرنا آواز خدا یعنی کلمہ کن

کا کام ہے۔ پس تو گویا انبیا اور اولیار کا کلام فی الواقع اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے اور وہ کلام نفسی ہے جس سے حس گوشش ظاہری بے بہرہ ہے۔

مابمردیم و بکلی کاستیم — بانگ حق آمد ہمہ برخاستیم

ترجمہ: چھا گئی تہی ہمپہ بالکل مردنی — بخشتی ہے آواز حق سنے زندگی

شرح یہ بہی اُنہین زندہ ہونیوالون کا کلام ہے جو یہ کہتے ہین کہ ہم اضطراری موت سے پہلے۔ اختیاری موت کے باعث بفحواے موتوا قبل ان تموتوا فنا ہوگئے تہے اسکے بعد اللہ تعالےٰ نے ہمکو حیات ابدی عطا فرمائی اور بفضل کلمات کاملین از سرِ نو زندہ کردیا۔ یا یہ مطلب ہے کہ ہمین کلمات کاملین نے جہالت کی موت سے بچالیا ورنہ ہمارے مرجانے مین کچہ شک نہ تہا۔

بانگ حق اندر حجاب و بےحجیب — آن دہد کو داد مریم را ز جیب

ترجمہ: ظاہر و باطن ندائے کبریا — دیتی ہے جو کچہ کہ مریم کو دیا

شرح۔ حجیب امالۂ حجاب ہے یعنے اللہ تعالےٰ کی آواز اور کلام منزہ عن الحرف و الصوت باحجاب اور بے حجاب دو نوطرح قلوب انبیا و اولیا مین وارد ہوتا ہے اور یہ کلام وہ برکت عطا فرماتا ہے جو حضرت مریم کو عطا فرمائی گئی تہی یعنے جسطرح حضرت مریم کے قلب کو نور نبوت عیسوی اور شکم مبارک کو مولود مسعود سے پر نور کیا گیا تہا۔ اسیطرح انبیا اور اولیا کے قلوب کو کلامِ نفسی سے منور اور مخزن اسرار و معارف بنایا جاتا ہے بانگ حق باحجاب وہ کلام حق جو بواسطۂ غیر کسی نبی یا ولی تک پہنچے۔ مثلاً توریت و انجیل و زبور و قرآن جو بواسطہ حضرت جبریل انبیا تک پہنچے ہین اور بانگ حق بے حجاب وہ کلام الٰہی جو بلا واسطہ ہو۔ مثلاً احادیث قدسی۔ اور الہامات۔

اے فنا تان نیست کردہ زیر پوست — باز گردید از عدم ز آواز دوست

ترجمہ: اے فنا گردیدگان زیر پوست — زندہ ہو جاؤ۔ سنو۔ آواز دوست

شرح یعنے انبیاء و اولیا کی آواز اُنکے صحیفے اور الہامات جو فی الواقع کلام الٰہی ہین یہ کہتے ہین کہ اے غافلو تمکو فنائے جہل کے پردے مین معدوم کردیا ہے فنا سے مراد وہی خلوِ معرفت ہے جسکا ذکر پہلے ہوچکا ہے اب تم اس جہل کی موت سے حیات علم کی طرف پہر آؤ۔ اور اپنے دوست یعنے خدا کی آواز کو جو اولیا کی زبان سے نکل رہی ہے۔ پہچانو۔ تان بمعنے شما ہے۔

مطلق آن آواز خود از شہ بود — گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

ترجمہ: وہ ندائے مطلقہ ہے شاہ سے — گرچہ ہے حلقوم عبداللہ سے

شرح شہ سے اللہ تعالےٰ اور عبداللہ سے انبیا و اولیا مراد ہین۔ اور مطلق آواز بمعنے کلام نفسی ہے جو حرف و صوت کی

قید سے آزاد ہے مطلب یہ کہ انبیاء و اولیا جو کچھ کہتے ہین وہ اپنی طرف سے نہین ہوتا۔ بلکہ اُنکا ہر مقولہ کلام الٰہی ہے۔

	گفت او را من زبان و چشم تو		**من حواس و من رضا و خشم تو**	
ترجمہ	کہدیا ہے۔ مین زبان و چشم ہون		مین حواس اور مین رضا و خشم ہون	

شرح یعنے شاہِ حقیقی نے اپنے بندۂ خاص سے کہدیا ہے کہ مین تیری زبان اور آنکھ ہون۔ اور مین ہی تیرے حواس اور تیری رضا و خشم بنجاتا ہون۔ تیرے تمام افعال میری طرف منسوب ہین۔ اور اسمین شک نہین کہ انبیا و اولیا کی مہربانی خدا کی مہربانی اور اُنکا غضب بیشک خدا کا غضب ہے۔

	رَو کہ بی یسمع و بی یبصر توئی		**سر توئی چہ جائے صاحب سر توئی**	
ترجمہ	جا کہ بی یسمع و بی یبصر ہے تو		عین سر ہے اور صاحب سر ہے تو	

شرح یعنے اللہ تعالےٰ یہ فرماتا ہے کہ اے انسان جا اور طلب معرفت مین کوشش کر کیونکہ تو جامع صفات اور مصداق بی یسمع و بی یبصر ہے۔ یہ حدیث قدسی پہلے بھی نقل ہو چکی ہے کہ لایزال یتقرب الی العبد بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ و بصرہ و یدہ و رجلہ و لسانہ بی یسمع و بی یبصر و بی یمشی و بی یبطش و بی ینطق۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ انسان تو سرِ الٰہی ہے کیونکہ جائے صاحب اسرار ہے اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے کہ مین مومنون کے ٹوٹے ہوے دلون مین رہتا ہون بلکہ تو عین سر ہے کیونکہ حدیث قدسی مین ہے کہ الانسان سرّی من اسراری۔ انسان میرے اسرار مین سے ایک بھید ہے۔ انسان مین قوت محرکہ او آخذہ اور متکلمہ اور سامعہ وغیرہ سب اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہین لیکن انسان کامل اسکو عین قوائے حقیقت جانتا ہے اور اپنے آپ کو فانی سمجھتا ہے اور ناقص چونکہ مشاہدہ مین سے محروم ہے اسلیئے اس قوت کو طبعی اور اعضائی خیال کرتا ہے یہ نہین جانتا کہ اسکا باطن عین حق ہے۔

تفسیر مَن کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ و بیان آن

ترجمہ	اس حدیث کی تفسیر کہ جو خدا کا ہو جائے خدا اُسکا ہو جاتا ہے اور اُسکا مفصل بیان

	چون شدی من کان للہ از وَلَہ		**حق ترا باشد کہ کان اللہ لہٗ**	
ترجمہ	عشق سے جب تو خدا کا ہو گیا		یہ سمجھ اللہ تیرا ہو گیا	

شرح وَلَہ یعنے حیرت و استغراق و جنون و سرگشتگی و عشق یعنے اے انسان جب تو عشق حقیقی حیرت و استغراق کے باعث مصداق مضمون من کان للہ ہو گیا یعنے تو نے اپنے تمام امور اللہ تعالےٰ کے سپرد کر دیئے تو یاد رکھ کہ اللہ تعالےٰ تیرا ہو گیا۔ بعض نسخون مین حق ترا باشد کی جگہ من ترا باشم ہے۔ اسصورت مین یہ شعر گویا کلام قدرت ہے بزبان مولانا یعنے حق تعالےٰ فرماتا ہے اے میرے بندہ جب تو مصداق من کان للہ ہو گیا تو مین تیرا ہو گیا کیونکہ مینے اپنے رسول کی زبانی خبر دیدی ہے کہ مَن کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ۔ چونکہ انبیا علیہم السلام عموماً اور رسول مقبول خصوصاً اور اُنکے خلفا،

مصداق من کان للہ ہین اِسلیے اِس حدیث سے انبیا اور اولیا کا اتحاد ذاتی من وجہ ثابت ہے مگر عبدیین چونکہ من وجہ شان عبدیت بہی ہے اِسلیئے اللہ تعالے کبھی اُنکو باعتبار اتحاد خطاب کرتاہے اور کبھی باعتبار عبود دیتا۔

	گہ توئی گویم ترا گاہے منم	ہرچہ گویم آفتاب روشنم
ترجمہ	گہ توئی گا ہے منم کہتا ہون مین	جو کہون اُسکے لیے زیبا ہون مین

شرح یعنے اللہ تعلےٰ فرماتاہے کہ اے میرے خاص بندے۔ مین کبھی تو تیرا نام توئی رکھتاہون اور تجکو اپنا غیر سمجھتاہون اور کبھی منم کہتاہون۔ یعنے اتحاد کا قائل ہون اور توئی کا اعتبار نہین کرتا۔ چنانچہ انک لاتہدی من احببت اور واللہ یعلم انک لرسولہ مغایرت پر دلالت کرتاہے اور ما رمیت اذ رمیت اتحاد پر۔ بلکہ اسمین اثبات مغایرت اور وحدت دونو پائے جاتے ہین۔ اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ جو کچہ مین کہون میرے لایق ہے کیونکہ مین آفتاب روشن ہون پر تو کہ شہود کثرت مانع شہود وحدت نہین ہو سکتا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ انبیا اور اولیا کا اللہ کی طرف بلانا گویا اللہ تعالےٰ ہی کا بلانا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ خود فرماتاہے واللہ یدعوا الیٰ دار السلام اور اتحاد حقیقی پر یہ آیت بہی دلالت کرتی ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللہَ یعنے اے پیغمبر جو لوگ تمسے بیعت کرتے ہین وہ گویا خدا سے بیعت کرتے ہین اس سے اتحاد کے معنے صاف ظاہر ہین اور پہلی آیتون کا یہ مطلب ہے کہ اے نبی تم جسکو چاہو ہدایت نہین کر سکتے البتہ خدا جسکو چاہے ہدایت دیتاہے اور خدا خوب جانتاہے کہ تم اُسکے رسول ہو۔ اِن آیتون سے معلوم ہوتاہے کہ خدا اور چیز ہے اور نبی اور شے۔

	ہر کجا تابم ز مشکاتے دمے	حل شد آنجا مشکلات عالمے
ترجمہ	جلوہ گر ہون جسجگہ مین اک دم	مشکلین ہوتی ہین حل سب یک قلم

شرح مشکات بمعنے طاق و دریچہ سے مراد مظہر ہے یعنے اللہ تعالےٰ فرماتاہے کہ مین جس مظہر مین اپنے اسمائے صفات کے ساتہ تہوڑی دیر کے لیئے تجلی کرتاہون تو اُسکی تمام مشکلین حل ہو جاتی ہین۔ حل مشکلات عالم کے یہ معنے ہین کہ جب اللہ تعلےٰ صفت محیی کے ساتہ ظاہر ہوتاہے تو زمین سے نباتات پیدا ہوتے اور بچہ پر ماں کے پیٹ سے صحیح و سالم نکلنے کی مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ اور جب صفت ممیت کے ساتہ ظاہر ہوتاہے تو جانکنی کی اور جب صفت ودود کے ساتہ ظاہر ہوتاہے تو عشق کی اور جب صفت رزاق کے ساتہ ظاہر ہوتاہے تو فقر و احتیاج کی مشکلین حل ہوتی ہین وعلےٰ ہذا القیاس۔

	ہر کجا تاریکی آمد ناسزا	از فروغ ما شود شمس الضحیٰ
ترجمہ	ناسزا ظلمت کی ہو جسجا گہٹا	ہو ہمارے جلوہ سے شمس الضحےٰ

شرح لفظ ناسزا ترکیب مین لفظ تاریکی کی صفت واقع ہے اور لفظ شمس الضحیٰ بمعنے آفتاب نیمروز ہے۔

	ظلمتے را کافتابش بر نداشت	از دم ما گردد آن ظلمت چو چاشت	
ترجمہ	وہ اندہیرے جنہین ہو خرشید غرق	ہون ہمارے دم سے سب مانند شرق	

شرح تاریکی اور ظلمت سے کفر وعصیان اور جہالت کے اندہیرے مراد ہین جنکو آفتاب فلک کی روشنی زائل نہین کرسکتے اور فروغ ما اور دم ما بمعنے ارشادات انبیا وخلفا وملفوظات اولیاء وکلمات انسان کامل ہے کیونکہ یہ لوگ کامل طور پر مظہر اسمائے صفات اور آفتابِ توحید ہین۔ انکا قول مقولۂ حق ہے اِسصورت مین یہ معنے ہین کہ انبیا کے ارشادات اور اولیاء کے ملفوظات اندہیرون کو آفتابِ روشن اور ظلمت کو سراسر نور بنا دیتے ہین۔ اور اگر اِن دونو شعرون کو مقولۂ حق کہا جائے تو مطلب خود ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ادنےٰ تجلی تمام ظلمتون کو دفع اور اُسکا دم یعنے کلام تمام اندہیرون کو زائل کرنے والا ہے۔

	آدمی را او زخویش اسما نمود	دیگران را ز آدم اسما میکشود	
ترجمہ	اُسنے آدم کو سکہائے اپنے نام	اور سیکہا سب نے آدم سے کلام	

شرح یعنے اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم (انسان کامل) کو اپنے اسمائے حسنے بذاتہ معلوم کرائے (زخویش بمعنے بنفسہ ہے) اور انسان غیر کامل کو اُسی انسان کامل کے ذریعہ سے بتائے تو نتیجہ یہ نکلا کہ تمام رسول اور اُنکے سچے جانشین یعنے خلفاء واولیاء خلیفہ اللہ اور حق وخلق کے مابین بمنزلۂ برزخ ہین کیونکہ انسان کامل کا مقولہ گویا فرمان الٰہی ہوتا ہے اگرچہ انسان کامل یعنے اولیا وانبیا صورت مین مختلف اور متعدد ہین مگر حقیقت مین سب متحد ہین سب کا کلام کلام الٰہی ہے اِسلئے ایک نبی کا منکر گویا سب کا منکر ہے کیونکہ خاتم النبیین تک تمام انبیا نے وہی کلام الٰہی سُنایا ہے جو اوّل اول حضرت آدمؑ نے سُنایا تہا۔ کلام الٰہی مین اگر اُمتیون نے تصرف نہ کیا ہو تو خواہ اُسکا نام توریت ہو یا انجیل۔ زبور ہو یا قرآن۔ سب کو ایکسان ہدایت کرسکتا ہے۔ کیونکہ حقیقت انبیا باعتبار اشاعت توحید وہدایت بالکل متحد ہے اور اسی اتحاد معنوی کو آیندہ دو شعرون مین بطور تشبیہ بیان کیا گیا ہے۔

	آب خواہ از جو بجو خواہ از سبو	کاین سبو را ہم مدد باشد زجو	
ترجمہ	نہر اور ٹہلیا کا پانی سب ہے ایک	اِسمین ہے اُسکی مدد اے مرد نیک	
	نور خواہ از مہ طلب خواہی زخور	نور مہ ہم ز آفتابست اے پسر	
ترجمہ	چاند کا ہو نور یا خرشید کا	ایک ہین دونو سمجھ لے اے فتا	

شرح یعنے کوئی شخص نہر سے پانی پیئے یا ٹہلیا مین سے ایک ہی بات ہے۔ کیونکہ ٹہلیا نہر ہی کے پانی سے بہری جاتی ہے علےٰ ہذا القیاس چاند سے روشنی حاصل کیجائے یا آفتاب سے نتیجہ متحد ہے کیونکہ چاند آفتاب سے روشنی لیتا ہے۔ اسیطرح کلام الٰہی بذریعہ وحی کسی نبی کی زبان سُنا جائے یا بذریعۂ الہام کسی ولی کی زبان سے سب کا

تاحصل ایک ہے۔ کیونکہ اولیا۔ انبیا علیہ السلام تابع فرمان ہوتے ہین اور انبیا خدا سے ہمکلامی کا شرف رکہتے ہین ایسلئے رسول علیہ الصلوۃ نے یہ حدیث فرمائی ہے جو آیندہ شعر مین مذکور ہے۔

	مقتبس شو زود چون یابی نجوم		گفت پیغمبر کہ اصحابی نجوم
ترجمہ	گر ستادن طلب نور علوم		قول پیغمبر ہے اصحابی نجوم

شرح حدیث شریف مین ہے اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّہِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِہْتَدَیْتُمْ یعنے میرے اصحاب ستارون کے مانند ہین۔ اے لوگو تم انہین سے جس کسیکے پیروی کروگے سیدہا رستہ ملجائیگا۔ یہان سے خود یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ آنسرور کائنات آفتاب ہدایت اور دیگر انبیا اولیا اُس آفتاب سے روشنی حاصل کرنیوالے ہین۔ اِنکا اتباع گویا اتباع پیغمبر ہے مگر چونکہ اِس زمانہ مین صحابہ موجود نہین ہین اِسلئے لفظ نجوم سے اولیا مراد لیکر مولانا قدس سرہ عموماً تاکید فرماتے ہین کہ اے شخص جہان کہین بتجہے اولیا ملجایا کرین اُنسے فی الفور نور باطنی حاصل کیا کر۔ کیونکہ اولیا صحابہ کے تبع ہوتے ہین۔ بلکہ یہ سمجہنا چاہیئے کہ اہل باطن کے نزدیک چونکہ اولیاء روحانی طور پر حاضران محفل نبوت مین سے ہین اِسلئے صحابہ کا حکم رکہتے ہین۔ اِن معنون کی تائید اِس حدیث سے ہوتی ہے کہ مَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَکَاَنَّمَا رَآنِیْ فِی الْیَقْظَۃِ رسول علیہ الصلوۃ فرماتے ہین کہ جسنے مجہے خواب مین دیکہہ لیا گویا اُسنے بیداری مین دیکہا۔ اہل تصوف کے نزدیک خواب سے مراقبہ اور استغراق مراد ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اولیا، حالت مراقبہ مین زیارت حبیب رب العالمین سے مشرف ہوے ہین۔ نتیجہ یہ کہ آپ کا دیکہنے والا مرتبۂ صحابیت حاصل کرلیتا ہے خواہ بیداری مین دیکہے یا خواب مین البتہ اتنا فرق ضرور ہے کہ صحابہ فضیلت صحبت جسمانی وروحانی دونون سے ستفیض ہوتے ہین اور اولیا، کو صرف فضیلت صحبت روحانی نصیب ہوتی ہے۔

	خواہ از آدم گیر نورش خواہ ازو		خواہ از خم گیر مے خواہ از کدو
ترجمہ	نور لے آدم سے یا اُس سے عزیز		بادۂ خم و کدو ہے ایک چیز

شرح یعنے اے مخاطب تو خواہ انسان کامل سے بالواسطہ نور خداوندی حاصل کرے۔ یا بلا واسطۂ غیر بذریعہ رجوع الی اللہ خود اللہ تعالے سے ستفیض ہو۔ دونو باتین برابر ہین اسمین کچہہ فرق نہین کیونکہ دونونکا مقصود اور نتیجہ ایک ہے۔ دوسرا مصرع پہلے کی تشبیہ ہے یعنے کوئی شخص مٹکے مین سے شراب نکالکر پئے یا تونبے مین سے دونو مساوی ہین کیونکہ کدو خم ہی سے فیض یاب ہوتا ہے۔ یعنے اولیا انبیا جو کچہ کہتے ہین وُہ خدا ہی کا مقولہ ہوتا ہے خم سے مراد ذات الٰہی ہے جو منبع جود و احسان ہے اور کدو سے مراد انبیا و اولیا، ہین جو اُس خم سے فیض یاب ہین۔

	کین کدو با خم بہ پیوست ست سخت		نے چو تو شادان کدوئے نیکبخت
ترجمہ	ہے کدوئے وخم مین اک پیوند سخت		ہان نہین تجسا کدوے نیکبخت

شرح یعنے جسطرح یہ ظاہری کدوئے شراب خم کے ساتہ اتصال محکم رکہتا ہے اور اُسی سے فیضیاب ہوتا رہتا ہے۔ اِسطرح

ولی کامل بھی اس خم حقیقی منبع الجود والاحسان سے فیضیاب ہے تو اسکو اس سے جدا نسمجھ۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ کدو تیری طرح لذائذ جسمانی سے خوش نہین ہے بلکہ فنا ہو گیا ہے اور خم وحدت مین غرق ہے بس تو اس کدو سے شراب محبت حاصل کرنی گویا خم حقیقی کے حاصل کرنے کے مانند ہے

	گفت طوبے من رآنی مصطفے	والذی یبصر لمن وجہی رآئے
ترجمہ	مصطفے کہتے ہین طوبے ہے اُسے	مجکو جو دیکھے کہ یارون کو مرے

شرح حدیث مین ہے طوبے لمن رآنی۔ وآمن بی وطوبے لمن رأی من رآنی یعنے اُسکے لیے خوشحالی ہے جسنے مجکو یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا علمائے ظاہر نے اس حدیث سے رویت چشم اور صحبت مراد لی ہے لیکن باطنی معنے یہ ہین کہ خوشحالی ہے اسکو جسنے مجکو یا میرے دیکھنے والے کو چشم قلب سے دیکھا اور روحانی صحبت حاصل کی یعنے یہ خوشخبری وخوشحالی صحابہ کی طرح اولیاء اللہ کو بھی شامل ہے کیونکہ اولیاء اللہ اتباع صحابہ کے باعث بمنزلہ صحابہ ہین۔ گو رسول علیہ الصلوۃ سے ظاہر صحبت نہین رکھتے۔

	چون چراغے نور شمعے را کشید	ہر کہ دید آنرا یقین آن شمع دید
ترجمہ	شمع سے جو نور لیتا ہے چراغ	شمع اُسکو کہتے ہین روشن دماغ

شرح چراغ سے فتیلہ اور شمع سے موم یا روغن مراد ہے۔ یعنے جبکہ فتیلہ نے مادۂ نور موم یا روغن سے لیکر اپنی طرف کھینچا تو فتیلہ کو جو دیکھے گا وُہ یہی سمجھے گا کہ یہ نور موم یا روغن کی طرف سے آیا ہے علےٰ ہذا القیاس انبیا کا نور ہدایت اللہ تعالے کی طرف سے ہے اور صحابہ کا پیغمبر کی جانب سے اور اولیا کا صحابہ کی طرف سے۔ حاصل یہ کہ تمام انوار اسی ایک شمع حقیقی سے حاصل ہوتے ہین لہذا سب کی اصل ایک ہے۔

	ہمچنین تا صد چراغ ار نقل شد	دیدن آخر لقائے اصل شد
ترجمہ	سو چراغ اُس سے ہوے روشن اگر	اصل ہی کی دید ہے پیش نظر

شرح یعنے اسیطرح اگر چراغ مین سو فتیلے لگا دیے جائین تو آخر کا دیکھنا گویا اول کا دیکھنا ہے یعنے معلوم ہو جاتا ہے کہ تمام فتیلون مین مادۂ نور ایک ہی شمع یا ایک ہی جگہہ سے آیا ہے نیز یہ معنے بھی ہین کہ مثلاً ایک چراغ کو ایک شمع سے جلایا یا سو چراغون کو ایک سے روشن کیا مادۂ نور سب نے ایک ہی سے حاصل کیا ہے اور دیکھنے والا یہی کہہ سکتا ہے کہ ان چراغون مین اُسی ایک شمع سے روشنی حاصل ہوی ہے۔ اس صورت مین چراغ اور شمع کی تاویل یعنے فتیلہ و موم غیر ضروری ہے اور مطلب یہ ہے کہ نور ہدایت خواہ بذاتہ توفیق شمع حقیقی سے حاصل ہو یا انبیا کے ارشادات سے یا تابعین و تبع تابعین کے کلمات سے یا اولیاء اللہ کے ملفوظات سے سب کی اصل ایک ہے۔ اور اولیا کا تابع گویا انبیا کی شمع ہدایت سے نور حاصل کرنیوالا ہے اور انبیا کا نور گویا نور الٰہی کا جزو ہے

	خواہ از نور پسین بستان تو آن		ہیچ فرقے نیست خواہ از شمع جان
ترجمہ	پہلا پچھلا نور ہے سب ایکسان		ایک ہے نور پسین و شمع جان

شرح نور پسین (پچھلے نور) سے اولیا، اُمت محمدی اور شمع جان سے شمع ذات الٰہی یا خود شمع نور محمدی مراد ہے یعنے اے مخاطب تو ذات الٰہی سے نور ہدایت حاصل کرے یا شمع محمدی سے یا پچھلی شمع یعنے اولیا اللہ سے سب ایکسان ہے اس نور اور اُس نور مین کچھ فرق نہین۔ نور محمدی

	خواہ بین نور از چراغ آخرین		خواہ بین نورش ز شمع غابرین
ترجمہ	خواہ پچھلی شمع سے حاصل ہو نور		خواہ پہلی شمع سے اے پُر شعور

شرح نور آخرین سے وہی اولیا۔ اور شمع غابرین سے وہی شمع نور محمدی مراد ہے اور غابر بمعنے سابق و ماضی ہے چونکہ نور محمدی نور اولیائے محمدی سے سابق تھا۔ اسلیئے اُسے غابر کہا گیا۔ مطلب وہی ہے جو گزشتہ شعر کا تھا یعنے فتیلون یا چراغون کی کثرت اتحاد نور کو منع نہین کرسکتی۔ چراغ ہزار ہوا کرین مگر نور ہر حالت مین ایک ہی ہوگا۔ اسی مناسبت کے لیئے آئندہ حدیث منقول ہوی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ نفحات الٰہی (خدا کی رحمتین یعنے اولیائے کامل) ہر زمانہ مین موجود ہین اُنکا اتباع گویا پیغمبر کا اتباع ہے۔

تفسیر حدیث انّ لربکم فی ایام دہرکم نفحاتٌ الا فتعرضوا الیہا

ترجمہ یعنے تحقیق تمہارے رب کے لیے تمہارے زمانہ کے دنون مین نفحات ہین تم تعظیم سے پیش آؤ اور اُن نفحات کو قبول کرو

شرح نفحات بمعنے بو ہائے خوش ہے و نفحات بمعنے دمید تہائے باد یعنے کلام یہان دونو لفظ درست ہین اور نفحات یا نفحات سے مراد یا تو دعوت انبیا اور ارشاد اولیا ہے یعنے ہر زمانہ مین ہر وقت دعوت انبیا و ارشاد اولیا موجود ہے اُسکو قبول کرو۔ یا نفحات سے مراد نعمتین ہین۔ نعمتون کا قبول کرنا اُنکا شکریہ اور انتقال از مشاہدۂ قدرت حق بسوئے حق ہے یا نفحات سے مراد وہ کیفیت ہے جو قلب پر وارد ہوتی ہے (جسکو الہام سمجھنا چاہیئے اور جو موصل بمعرفت ہے) اور اُس کا قبول کرنا اُس سے متاثر ہونا اور واردات رحمانی و شیطانی مین تمیز کرنا ہے نفحات کے یہ پچھلے معنے آئندہ ابیات سے نہایت مناسبت رکھتے ہین۔

	گفت پیغمبر کہ نفحہائے حق		اندرین ایام مے آرد سبق
ترجمہ	نفحت حق کو یہ کہتے ہین رسول		آتا رہتا ہے ہمیشہ اے جہول

شرح۔ یہان اندرین ایام سے زمانۂ خاص مراد نہین بلکہ یہ لفظ بمعنے جمیع اوقات ہے اور سبق آوردن بمعنے ظاہر و غالب شدن ہے یعنے رسول علیہ الصلوۃ فرماتے ہین کہ نفحات الٰہی یعنے خدا کی رحمتین (اولیائے کامل) یا اُنکی نعمتین یا دعوات انبیاء اولیاء یا واردات قلبیہ ہر وقت ظاہر ہوتی رہتی ہین اور ہر دم تمام زمانے پر برسنے والی گھٹا کی طرح چھائے

ہوئے ہین۔ لیکن یہ باطنی کیفیتین ہر شخص کو معلوم نہین ہوسکتین۔

	گوش ہش دارید این اوقات را	در ربائید این چنین نفحات را
ترجمہ	تم غنیمت جانو ان اوقات کو	تھام لو جانے نہ دو نفحات کو

شرح یعنے اے طالبین نفحاتِ الٰہی اپنی ان اوقات عزیز کی طرف گوش عقل کو متوجہ کرو اور نفحات کو قبول کر لو کیونکہ نفحات الٰہی جو ہر وقت پائے جاتے ہین گوش عقل ہی سے معلوم ہوتے ہین۔ اگر اوقات کو رائگان کھو دوگے تو نفحات سے محروم رہجاؤگے **فائدہ** اگر حسب تشریح سابق نفحات سے ارشاد اور دعوت مراد ہے تو معنے یہ ہونگے کہ انبیا کے دعوت اور اولیا کے ارشادات کو قبول کرو اور کسی وقت کو اُنکے اتباع سے خالی نہ جانے دو۔ اور اگر نعمتین مراد ہین تو معنے یہ ہونگے کہ بعض نعمتین گوش عقل یعنے سُننے سے تعلق رکھتی ہین مثلاً وعظ اور قرآن اُنسے کسی وقت کو خالی نجانے دو اور اگر مراد واردات قلب ہین تو گوش ہوش بمعنے گوش دل ہے۔ یعنے دلکو کسی وقت نیز نفحات سے غافل نہ رکھو۔ اور یہ جانچ لیا کرو کہ یہ نفحۂ رحمانی ہے یا وسوسۂ شیطانی۔

	نفحہ آمد مر شما را دید و رفت	ہر کرا میخواست جان بخشید و رفت
ترجمہ	نفحہ آیا چلدیا کرکے نظر	جسکو چاہا دی اُسے جان دگر

شرح یعنے نفحۂ الٰہی آتا ہے مگر تمہین غافل دیکھکر چلا جاتا ہے۔ اور اپنے طالب کو معنوی روح (علم معرفت) عنایت فرمایا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نفحات الٰہی پے در پے آتے جاتے رہتے ہین مگر غافل کو اُس سے حصہ نہین ملتا اور یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ نفحات سے مراد واردات قلبیہ ہی ہین جنپر آنے جانے کا اطلاق بے تکلف ہوسکتا ہے نیز دعوات وارشادات اولیا بھی ہر وقت اللہ کی طرف سے آتے ہین لیکن آدمی کو غافل پاکر دل سے نکلجاتے ہین اور جو مقبول بارگاہ ہین اُنکو روح تازہ عنایت فرماتے ہین لیکن یہ معنے واردات قلب کے مطلب سے قریب قریب ہین ہان اگر نفحات سے مراد نعمتین ہین تو آنا جانا درست ہے کیونکہ نعمائے الٰہی ہر وقت آتے ہین اگر بندے کو شکر سے غافل پاتے ہین چلے جاتے ہین۔ اور اگر شاکر پاتے ہین تو اور زیادہ ہوکر زندگی تازہ عنایت کرتے ہین۔ قرآن مجید مین ہے لئن شکرتم لأزیدنکم اور اگر نفحہ بمعنے رحمت الٰہی سے مُرشد کامل مراد ہے تو بھی آنے جانے کے معنے درست ہین کیونکہ مُرشد کامل اگر طالبین کو مستعد اور قابل تلقین پاتا ہے تو راز معرفت سے آگاہ کرکے انہین نئی زندگی عطا فرما دیتا ہے ورنہ جہان خدا لیجائے چلا جاتا ہے۔

	نفحۂ دیگر رسید آگاہ باش	تا ازین ہم وانمانی خواجہ تاش
ترجمہ	نفحہ آیا دوسرا اے رہ ہوشیار	تا نہو محروم اِس سے ہرزہ کار

شرح یعنے اے طالب نفحات افسوس تونے پہلے ارشادات و دعوات یا نعمتون کو قبول نہ کیا اور نہ کیفیت قلبی

مین تمیز کر سکا لیکن چونکہ نفحات متواتر آتے ہین اسلیئے دوسرے نفحہ کو قبولکر - ورنہ اس سے بہی محروم رہیگا - خواجہ تاش بمعنے شریک خواجہ - حرف ندا خواجہ تاش سے پہلے محذوف ہے یہ مولانا قدس سرہٗ نے طالب کو ترغیب دی ہے یعنے اے بندۂ خدا یا اے شریک اُمت محمدی - یا اے مُرید مُرشد کامل تو تو خواجہ تاش ہے یعنے جسطرح اور طالب خدا کے بندے اور رسول کی اُمت اور مُرشد کے مُرید ہین اسیطرح تو بہی ہے - پہر یہ کیا سبب کہ دیگر طالبین کی طرح تو نفحات کو قبول نہین کرتا اب بہی ہوشیار ہو اور مُرشد کامل کا اتباع کرنا کہ تجہے نفحات الٰہی کا حصہ ملجائے

	جان آتش یافت زان آتش کشے	جان مردہ یافت از وے جنبشے
ترجمہ	جان آتش کے لیئے ہے شعلہ کش	جان مردہ اُس سے ہو جاتی ہے خوش

شرح - بعض نسخون مین جان آتش کی جگہ جان ناری ہے جس سے وہ جان مراد ہے جو آتش شہوت وغضب کی طرف منسوب ہے - یا وہ جان جو مجسم آتش نفسانی ہے مطلب یہ کہ ارشادات انبیاء اور دعوات اولیا سے جان آتش نفسانیہ کو ایک ایسا لقمہ ملگیا جو آتش کُش تہا یعنے اُسنے نار غضب وشہوت کو بالکل بجہا دیا - اور وُہ نار گویا نور بنگئی اور روح جو معاصی کے باعث مُردہ ہوگئی تہی وُہ متحرک فی امور الدین ہوگئی اور اسکے تمام ظلمانی صفات نورانی اور روحانی صفات سے بدل گئے - دوسرے معنے یہ ہین کہ جو شخص گرفتار آتش نفسانی تہا اسکو اس نفحہ نے ہلاک کر دیا - کیونکہ گرفتار آتش نفس ارشادات کو قبول نہین کر سکتا اور یہ عدم قبول اسکے حق مین ہلاکت ہے اور اُس شخص کو جو اوصاف نفسانی کی طرف سے مُردہ تہا حیات ابدی اور حرکت لسوے معرفت عنایت فرمائی اشارہ از ان اور از وے بجانب نفحات الٰہی ہے

	جان ناری یافت از وی انطفا	مردہ پوشید از بقائے او قبا
ترجمہ	جان ناری اُس سے بالکل بجہگئی	بہنی مُردے نے قبائے زندگی

شرح - یہ شعر گزشتہ شعر کی طرح وہی دو معنے رکہتا ہے اور اُسی مطلب کی توضیح ہے قبا بمعنے لباس حیات ابدی اور انطفا بمعنے بجہنا ہے - یعنے نفحۂ الٰہی جان ناری کو بجہانیوالا ہے اور اسکی بقا یا لقا مُردون کو قبائے زندگی پہناتی ہے -

	تازگی وجنبش طوبیست این	ہمچو جنبش ہائے خلقان نیست این
ترجمہ	تازگی وجنبش طوبا ہے یہہ	کب مثال گلشن دنیا ہے یہہ

شرح بعض نسخون مین تازگی کی جگہ نازکی ہے بمعنے لطافت - اس شعر مین اُس حرکت فی الدین کی تشریح ہے جو اگلے شعر سے معلوم ہوئی تہی یعنے نفحات الٰہیہ سے جو حرکت فی الدین حاصل ہوتی ہے - وُہ گویا حرکت طوبے اور لطافت یا تازگی طُوبے ہے جو ہر حالت مین باعث مسرت ابدی ہے یہ حرکت درختان مخلوق کی حرکت نہین کہ بہار مین ہے خزان مین نہین

	گر در افتد در زمین و آسمان	زہرۂ شان آب گردد در زمان
ترجمہ	گر زمین و آسمان پر گر پڑے	پانی سب ہوجائے خوف سے

شرح اُفتہ کی ضمیر نفحات کی طرف ہے لیکن اگر نفحات سے واردات قلبیہ مراد لیے جائین تو یہ شعر اُس سے انطباق تمام رکھتا ہے۔ کیونکہ معرفت اور ورود نور ذات حق واردات قلبیہ مین سے ہے جسکی گنجایش نہ زمین مین ہے نہ آسمان مین البتہ مومن کے دل مین ہے۔ اور اگر دعوات مراد لیے جائین تب بھی معنے درست ہو سکتے ہین۔ کیونکہ دعوات انبیا کی سمائی بھی زمین و آسمان مین کہین نہین ہو سکتی۔ یہ انبیاء علیہم السلام ہی کے دل ہین کہ کلام الٰہی جیسی عالیمرتبہ چیز کے متحمل ہو سکتے ہین۔ اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ یعنے اگر ہم اس قرآن کو بالفرض کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو اے دیکھنے والے تو اُس پہاڑ کو خدا کے خوف سے ترسناک اور رنجیدہ دیکھتا۔ لیکن غور کیا جائے تو دعوت کے یہ معنے واردات قلبیہ ہی سے ملتی جلتی ہین۔ البتہ آیندہ ابیات مین نفحات کو بمعنے دعوات لینا تکلف اور ذوق سلیم سے بعید ہے اسلیئے ہم آیندہ نفحات کو بمعنے واردات قلبیہ ہی لینگے چونکہ تقریر بالا ذرا باریک بات ہے اسلیئے غور سے سمجھنی چاہیے

	خود ز بیم این دمِ بے منتہا	باز خوان فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا
ترجمہ	ہے انہین خوف دمِ بے منتہا	دیکھ لے فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا

شرح۔ دم بے منتہا سے وہی نفحات الٰہی مراد ہین جنکی انتہا ہی نہین ہوتی اور جو متواتر آتے جاتے ہین نکتہ لفظ دم سے صاف ظاہر ہے کہ نفخات اور نفحات کے ایک ہی معنے ہین۔ کیونکہ خوشبو دم یعنے سانس سے تعلق رکھتی ہے اور نفخہ خود دم ہے اور لفظ بے منتہا اشارہ کر رہا ہے کہ نفحات واقعی طور پر بمعنے واردات قلبیہ ہے۔ کیونکہ دعوت انبیا و اولیا غیر منتہی نہین ہوتی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ۔ آج مینے تمہارے دین کو کامل کردیا ہے اس آیت سے دعوت کی انتہا صریح طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ البتہ واردات قلبیہ بیشک غیر متناہی ہین۔ اسلیئے نفحات کو بمعنے واردات قلبیہ ہی سمجھنا چاہیئے۔ اور انہین واردات قلبیہ یعنے وحی و الہامات کی شان مین یہ آیت نازل ہوئی ہے اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا یعنے بیشک ہمنے آسمانون اور زمین اور پہاڑون کے سامنے اپنی امانت پیش کی مگر ان سب نے اُسکے تحمل سے انکار کیا اور ڈر گئے اور انسان نے اسکو برداشت کر لیا۔ بیشک انسان ظالم اور جاہل ہے کہ جس بوجھ کو زمین آسمان اور پہاڑ نہ اُٹھا سکے اُسنے اُٹھا لیا لفظ امانت کی تفسیر مین اختلاف ہے علمائے ظاہر نے امانت کو بمعنے امانت معروف و بمعنے عبادت لیا ہے اور زمین و آسمان و جبال کے انکار کرنے اور ڈر جانے سے عبادات اور امانت کی تعظیم اور علو شان مراد ہے اور علمائے باطن مین سے بعض نے امانت سے عشق الٰہی مراد لیا ہے۔ کہ یہ اول مین ہر نوع مخلوق کے سامنے پیش ہوا مگر سب نے انکار کیا اور انسان نے اختیار کر لیا اگرچہ تمام موجودات مین عشق الٰہی موجود ہے مگر اور دن مین اضطراری ہے اور انسان مین اختیاری۔ کیونکہ لفظ حمل اختیار کی طرف اشارہ کر رہا ہے اور بعض نے

امانت سے جامعیت مراد رکھی ہے۔ کیونکہ انسان باعتبار مظہر جامع اسمار صفات الٰہی ہے اور اسکو تمام مخلوقات سے وہ نسبت ہے جو قلب کو تمام جسم سے اور بعض نے امانت سے تمام عالم مراد لیا ہے کیونکہ انسان جہان مین خلیفۃ اللہ ہے عالم یا اسکا کوئی حصہ اسکے سپرد کیا گیا ہے تاکہ یہ ہر ایک کے حقوق ادا کرے اور نیز حقوق الٰہی کا لحاظ رکھے مولانا قدس سرہ نے امانت سے نفحات یعنے واردات قلبیہ مراد رکھے ہین جنمین عشق الٰہی اہم النفحات اور سب سے بڑا الہام ہے اور جسکی برداشت آسمان و زمین اور پہاڑ نہین کرسکتے۔ ظلوم و جہول انسان کی مدح بھی اور مذمت بھی۔ کیونکہ جسوقت ظلوم بمعنے ظالم برنفس خود بسبب قبول عشق و فنا، خود در عشق الٰہی۔ اور جہول بمعنے جاہل از غیر حق یا جاہل از نفس خود کہ باوجود حاجت اکل و شرب یعنے قوت بہیمیہ عشق کو اختیار کر بیٹھا تو مدح ہوگی اور اگر ظلوم سے یہ مراد ہے کہ انسان نے وجود اشیا کو اپنی طرف نسبت کرلیا ہے اور جہول سے یہ مراد کہ وہ خدا کو بھول گیا ہے جو موجد اور اشیا کا مالک حقیقی ہے تو مذمت ہوگی۔ نتیجہ یہ ہے کہ جسنے مخلوقات پر حسب استعداد خود افاضۂ خیر کیا اور حق اللہ و حقوق مخلوق پورے طور پر ادا کیے وہ ممدوح ہے اور جسنے اسمین کمی کی وہ ظالم اور جاہل ہے ظلوم بمعنے مَن یَظلِم نَفسَہٗ و جہول بمعنے من یجہل نفسہ بھی آیا ہے سطلب شعر یہ ہے کہ یہ دم بے منتہا یعنے نفحات یا الہامات اور عشق الٰہی ایسی عظیم الشان چیز ہے کہ آسمان و زمین اور پہاڑ اسکی برداشت سے انکار کرگئے اور اس سے ڈر گئے اے انسان تو نے اگر قبول کرلیا ہے تو اسکے حقوق پوری طرح ادا کر۔ ورنہ تیرا خطاب ظلوم و جہول ہوگا۔

	ورنہ خود اشفقن منہا چون بدے	گرنہ از بیمش دل کہ خون بدے
ترجمہ	ورنہ ہے اشفقن منہا کیلئے	کوہ کا دل خون ہے اس خوف سے

شرح یعنے اگر زمین و آسمان اور پہاڑ اس امانت کو اٹھا سکتے تو قرآن مجید اشفقن منہا نازل نہوتا اور پہاڑونکا دل خوف سے خون ہو کر نہ بہ جاتا۔ یہ شعر گذشتہ مطلب اور پہلی آیت کی اقتباس کا تتمہ ہے۔

	دوش دیگر گونہ این میداد دست	لقمۂ چندے درآمد ره ببست
ترجمہ	سامنے تہا کل یہ باطرز دگر	کردیا لقمہ نے لیکن بند در

شرح این کا مشار الیہ نفحہ ہے۔ اور یہ شعر بجز اسکے کہ نفحہ بمعنے واردۂ قلبیہ لیا جائے دوسرے معنو پر منطبق ہی نہین ہوسکتا۔ مصرع دوم مین لقمہ سے مراد واردۂ نفسانی ہے جو لذات جسمانی کی طرف کھینچتا ہے اگرچہ مولانا کی طرف ایسے وارده کو نسبت کرنا انکے کمالات سے بعید ہے مگر انہون نے صرف تنبیہ طالبین کے لیے اپنی طرف منسوب کرکے انکو حظوظ نفسانی اور لذائذ جسمانی اور کثرت اکل سے منع کیا ہے کیونکہ عارفین کا مقولہ ہے لا تمیتوا القلوب بکثرۃ الاکل یعنے کثرت غذا سے اپنے دلون کو مردہ نہ بناؤ مگر چونکہ مولانا کا قال بعینہ انکا حال ہے اسلیئے ممکن ہے کہ کبھی انپر بھی ایسا وارده آیا ہو سطلب شعر یہ ہے کہ کل رات نفحۂ رحمانی نئی طرح سے آیا کہ اسکے ہمراہ واردۂ نفسانی بھی تہا جسنے

مجھے لذائذ جسمانی کی طرف کھینچلیا اور اِس واردۂ نفسانی کی شامت سے باب افادت واردۂ رحمانی بند ہوگیا۔

	بہر لقمہ گشت لقمانی گرو	وقت لقمانی ست اے لقمہ برو
ترجمہ	تجھے لقمانی مین آیا ہے خلل	وقت لقمانی ہے اے لقمے نکل

شرح یہ شعر مضمون سابق کا تتمہ ہے یعنے واردۂ نفسانی کے آتے ہی میری تمام لقمانی (دانائی) مقید لذات جسمانی ہوگئی۔ لیکن پھر واردۂ دیگر یعنے الہام رحمانی نے یہ کہا کہ یہ (عمر دو روزہ) دانائی کا وقت ہے اے واردۂ نفسانی نکل اور حریم دل سے باہر چلا جا کیونکہ نیکیان بدیون کو دفع کردیتی ہین۔

	از ہوائے لقمہ این خار خار	از کف لقمان برون آرید خار
ترجمہ	ہے ہوائے لقمہ سے رنج و ملال	پانوسے لقمان کے کانٹا نکال

شرح۔ پہلے مصرع مین خار خار بمعنے رنج والم وکشمکش ہے اور دوسرے مین بمعنے کانٹا۔ اِسلیئے قافیہ درست ہوگیا لقمہ کے بعد حرف ربط (ست) محذوف ہے اور لقمان بمعنے روح ہے جو حضرت لقمان کی طرح فی ذاتہ دانا ہے۔ یعنے یہ رنج والم اور یہ دنیوی کشمکش فقط خواہش خط نفسانی کے لیئے ہے جو ہرگز نہونی چاہیئے۔ اے لوگو روح کی کف پا سے اِس کانٹے کو نکال ڈالو۔ تاکہ وہ عالم ملکوت تک پرواز کرجائے۔

	در کف او خار و سایش نیز نیست	لیک تان از حرص آن تمییز نیست
ترجمہ	سست ہے کانٹے سے سایہ اے عزیز	حرص سے لیکن نہین تمکو تمیز

شرح یعنے چونکہ روح کے کف پا مین کانٹا ہے اِسلیئے اُسکا سایہ تیز نہین ہے یعنے جسم جو سایۂ روح ہے محبت الٰہی کی طرف نہین دوڑتا۔ کیونکہ منظل یعنے روح جب پابند خار ہوگئی تو ظل یعنے جسم مین سُرعت کہان رہی مثلاً جب آفتاب ابر مین ہو تو دھوپ زمین پر نہین دوڑ سکتی لیکن اے لوگو تمکو بسبب حرص لذائذ نفسانی اسبات کی تمیز نہین کہ روح کے پانوین کانٹا ہے یا نہین بعض نسخون مین بجائے تیز لفظ نیز موجود ہے یعنے تمہاری روح کے پانوین کانٹا ہے حالانکہ کانٹا تو درکنار کانٹے کا سایہ بھی کف پا روح کے لیئے سزاوار نہین گویا خطوط نفسانی کے متعلق تمام مشغلون کے چھوڑ دینے کو بطور مبالغہ بیان کیا گیا ہے

	خار دان آن را کہ خرما دیدۂ	زانکہ بس نان کور و بس نادیدۂ
ترجمہ	جسکو خرما جانتا ہے خار ہے	حرص کا لیکن تجھے آزار ہے

شرح۔ یعنے اے مخاطب تو جس لذت نفسانی کو خرما جانتا ہے اُسکو روح کے حق مین خار سمجھ اور اِس بات کو جان کہ تو نہایت درجہ نان کور (کافر نعمت و ناشکر گذار) ہے کہ روح جیسی چیز کی قدر نہین جانتا اور اُسے کانٹے کھلا رہا ہے اور اور نہایت ندیدہ اور حریص ہے کہ خار کو خرما سمجھ رہا ہے یا نان کور کے یہ معنے ہین کہ تجھے روٹی یعنے کھانے کی چیزون

کتابت مرقوم

نہین دکہائی دیتے بلکہ تو خار کو نان سمجھکر لذات نفسانی پر جان دیتا ہے - اور غذاے روح یعنے معرفت کو چہوڑ بیٹھا ہے

	جان لقمان کہ گلستان خداست	پاے جانش خستۂ خارے چراست
ترجمہ	جان لقمان ہے گلستان خدا	پائے جان مین کیون ہے کہٹکا خار کا

شرح - جان لقمان مین یا تو اضافت توصیفی ہے یا اس سارے لفظ سے مراد انسان ہے یعنے روح یا انسان جو دانائی مین بمنزلہ لقمان ہے بیشک اسرار و معارف خداوندی کا باغ ہے اسمین کانٹے کا کیا کام کہ یہ لذات نفسانی کے کانٹون سے زخمی کیون ہے اسکو تو سراسر مورد تجلیات الٰہی اور مصدر واردات رحمانی ہونا چاہیئے۔

	اشتر آمد این وجود خار خوار	مصطفےٰ زادے برین اشتر سوار
ترجمہ	شکل اُشتر ہے وجود خار خوار	مصطفےٰ زادہ ایک اُسپر ہے سوار

شرح اشتر خار خوار (کانٹے کہانے والے اونٹ) سے جسم کثیف مراد ہے جو لذات نفسانی کے کانٹے کہاتا رہتا ہے اور اُنہین پر مائل ہے اور مصطفےٰ زاد (اولاد مصطفےٰ) سے مراد روح مومن ہے - چنانچہ حدیث شریف مین ہے انا من نور اللہ والمومنون من نوری یعنے رسول علیہ الصلوٰۃ فرماتے ہین کہ مین خدا کے نور سے پیدا ہوا ہون اور مومن میرے نور سے

	اشترا تنگ گلے بر پشت تست	کز نسیمش در تو صد گلزار رست
ترجمہ	پیٹھہ پر خروار گل ہے اے شتر	جسکی خوشبو سے ہین سو گلزار پُر

شرح تنگ بالفتح بمعنے خروار - یہان تنگِ گل سے وہی روح اور اُشتر سے وہی جسم مراد ہے اور گلزار بمعنے گلشن اسرار و معارف ہے

	میل تو سوے مغیلانست و ریگ	تا چہ گل چینی ز خار مردہ ریگ
ترجمہ	تجکو رغبت ہے مغیل و ریگ کی	اور انمین گل نہین کہلتے کبہی

شرح مغیلان و ریگ سے خطوط نفسانی اور لذائذ جسمانی مراد ہین اور مردہ ریگ اُس ریگ شور کو کہتے ہین جسمین سے نباتات تو کیا پانی بہی نہین نکلتا - یہ تینون شعر قطعہ بند ہین اور مطلب یہ ہے کہ اے جسم تجہپر ایک مصطفےٰ زاد یعنے روح سوار ہے یا پہولون کی ایک خروار (وہی روح) تیری پیٹھہ پر لدی ہوئی ہے - اور ان پہولون کی خوشبو سے گویا تیرے پاس سو گلزار موجود ہین - باایہمہ افسوس ہے کہ تو گلزار کو چہوڑکر کانٹون (لذات نفسانی) کی طرف دوڑا چلا جاتا ہے اور تیرے پاؤن ریت (خطوط جسمانی) مین دہسے جاتے ہین - اس سے تجہے اور تیرے سوار کو تکلیف پہنچتی ہے یہ تو بتا کہ جس ریگ شور یا خارزار (لذات جسمانی) کی طرف ترا میلان طبع ہے اس سے تو کس قسم کے پہول چننے کی امید رکہتا ہے ہرگز نہین - بلکہ اس سے بجز زحمت خار و ریگ خاک حاصل نہوگا۔

	اے بگشتہ در طلب از کو بکو	چند گوئی آن گلستان کو و کو
ترجمہ	پہر رہا ہے کیون طلب مین کُو بکو	تا کجا اُس بوستان کی جستجو

شرح کو بجو بمعنے از جائے بجائے دیگر۔ اور دوسرے مصرع مین کو بمعنے کجا ہے یعنے ایمخاطب اخترِ صفت تو جو گلستان معرفت کو جگہ جگہ ڈہونڈتا پہرتا ہے یہ تیری غفلت ہے تو لوگون سے کب تک پوچہتا پہریگا کہ گلستان آلہی کہان ہے۔ ارے کمبخت کف پائے روح سے لذات نفسانی کا کانٹا نکال کے دیکہہ لے گلستان الہی صاف نظر آتا ہے

	ہین ازان کین خار پا بیرون کنی	چشم تاریکست جولان چون کنی
ترجمہ	بارے جان سے جلد کانٹے کو نکال	ورنہ ہوگا دوڑنا بالکل محال

شرح یعنے جب تک تو روح کے پانو سے لذت نفسانی کا کانٹا نہ نکال لیگا گلستان الٰہی کی طرف ہرگز نہین دوڑ سکتا۔ کیونکہ جبب تجہے اپنے پانو کا کانٹا ہی نہین سوجہتا تو گلستان آلہی کیا خاک نظر آئیگا۔ البتہ کانٹا نکلنے کے بعد تیری آنکہین کہلجائینگی اور یہ معلوم ہوجائیگا کہ گلستان معرفت خود تیری ذات مین پنہان تہا۔

	آدمی کو مے نگنجد در جہان	در سرِ خارے ہمیگردد نہان
ترجمہ	اس جہان مین جو سما سکتا نہین	حیف زیر خار ہو وہ مردین

شرح۔ چونکہ انسان جامع حقیقت انسانی اور مظہر اسمائے آلہی ہے اسلیئے بجائے خود عالم اکبر ہے اور دنیا اِسکے مقابلہ مین عالِم اصغر اور یہ ظاہر ہے کہ عالِم اکبر عالِم اصغر مین نہین سما سکتا۔ مطلب شعر یہ ہے کہ باوجودیکہ انسان اپنی حقیقت کے لحاظ سے عالم اصغر مین نہین سما سکتا مگر بایہمہ نہایت تعجب ہے کہ لذت نفسانی کے ایک کانٹے نے اُسکو اپنے اندر چہپا کر یا اُلجہا کر عالم ملکوت کی پرواز سے روک رکہا ہے اور خارِ لذت اِسکے لیئے باعث حجاب معرفت ہوگیا ہے۔ **فائدہ** یہان یہ شبہ ہوتا ہے کہ جب عالم اکبر (انسان کامل) عالم اصغر یعنے دنیا مین نہین سما سکتا تو پیغمبر آخر الزمان کے تشریف لانیکا کیا سبب ہے اِسکا جواب یہ ہے کہ گو حقیقت محمدیہ فی الواقع کون و مکان مین ہرگز نہین سما سکتی تہی۔ مگر صرف ارشاد و ہدایت کی لئے صفت بشریت لی گئی ہے۔ اور الدنیا سجن المومن سے صاف ظاہر ہے کہ حضور کو دنیوی تعلقات ہرگز پسند نہ تہے۔ چنانچہ اسی مضمون کی طرف مولانا آئندہ شعر مین اشارہ فرماتے ہین۔

	مصطفٰے آمد کہ سازد ہمدمی	کَلِّمِینِی یَا حُمَیْرَا کَلِّمِی ۲
ترجمہ	مصطفٰے آئے جو ہو ہمدمی	بول اُٹھے یا حُمیرا کَلِّمی
	اے حمیرا آتش اندر نہ تو نعل	تا ز نعل تو شود این کوہ لعل
ترجمہ	اے حمیرا آگ مین رکھدے یہ نعل	نعل سے ہو جائے تا یہ کوہ لعل

شرح۔ حُمیرا تصغیر حمرا بمعنے زن سُرخ رنگ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰے عنہا کا لقب ہے نیز حسب محاورہ اہل عرب شفقت کے وقت عموماً عورتین اِس لفظ سے مخاطب ہوا کرتے ہین شعر قطعہ بند ہین اور

دونو شعرون کے معنے دو طرح ہو سکتے ہین **اول** یہ کہ محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم عالم دنیا مین اسلیئے آئے کہ کسیکو اپنا مصاحب وہمدم بنائین اور کسی بشر سے تعلق وہمدمی پیدا کرین کیونکہ آپ کا عالم لاہوت سے عالم ناسوت کی طرف آنا اسلیئے تہا کہ متعلق بالبشریت ہون ورنہ ارشاد اور ہدایت عالم امر غیر ممکن ہو جاتا کیونکہ بشر بشر ہی کے ساتہ مانوس ہوتا ہے اور اُسکا کلام سمجہ سکتا ہے اسلیئے آپنے تعلق بشریت پیدا کرنے کے لیئے حضرت عائشہ صدیقہ سے کلمی کلمی کہا یعنے اے عائشہ مجہسے کلام کر کیونکہ تیرا کلام میرے لیے باعث جذب وتسخیر ہوگا اور میرے جبل وجود کو جو عالم لاہوت مین مستغرق تجلی ذات ہے عالم ناسوت کی طرف لے آئیگا۔ اور اس سے لعل بدخشان معرفت اور اسرار حقیقت الفاظ اور عبارات کے رنگ مین ظاہر ہونگی۔ کیونکہ اگر مین عالم لاہوت سے عالم ناسوت کی طرف تنزل کر کے تعلقات بشری پیدا نہ کرونگا تو عالم کی ہدایت محال ہو جائیگی۔ اس صورت مین تفضیل عائشہ بر رسول لازم نہین آتی البتہ دوسرے معنون مین یہ شبہ پیدا ہوتا ہے لیکن اُسکا جواب وہین مذکور ہوگا۔ **دوم** یہ کہ رسول اللہ صلعم نے جب ذات حق سے ہمدمی اور اُسکا مشاہدہ چاہا تو حضرت عائشہ سے ارشاد فرمایا کہ تو مجہسے کلام کر کیونکہ ام المؤمنین کے مظہر مین ذات حق بوجہ کمال ظاہر تہی۔ اور آپ کا کلام گویا آواز نفحات آلٰہیہ تہا۔ دوسرے شعر مین نعل اندر آتش نہادن بمعنے گرمے ہنگامہ وبیقرار ساختن ہے کیونکہ اہل ولایت کا قاعدہ تہا کہ جب کوئی غلام بہاگجاتا تہا تو کسی چارپایہ کا نعل لیکر اور اُسپر کچہ لکہکر آگ مین دبا دیتے تہے۔ اُسکی تاثیر سے غلام کے دلکو مولا کی طرف کشش ہوتی تہی اور وہ واپس آجاتا تہا۔ بعدہ اس لفظ کی اصطلاح جذب اور تسخیر اور بیقراری کے معنون مین ٹہر گئی۔ حاصل یہ کہ اے عائشہ ہمارے شوق کو گرم کر اور ہمین اپنے کلام سے جو فی الواقع نفحۂ الٰہی ہے بیقرار کر تاکہ تیرے جذب اور تسخیر سے کوہ بدن لعل ہو جائے اور جلوۂ حق بوجہ اتم متجلی ہو۔ بلحاظ اسیمعنے اس اشعار کو پہلے اشعار سے یہ ہی ربط ہوگا کہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ خار حظوظ نفسانی کے دور کرنے سے گلستان حق جلوہ گر ہوتا ہے۔ اور اب یہ معلوم ہوا کہ رسول مین گنجایش خار محالات سے تہے اور بہ برکت رسول حضرت عائشہ سے بہی یہ خار دور ہو گئے تہے اور نور حق بجمیع اسماء وصفات ام المؤمنین مین جلوہ گر تہا۔ اور رسول اُسکا مشاہدہ کیا کرتے تہے تا زنعل تو شود این کوہ لعل سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ رسول پر حضرت عائشہ کے کلام اور گرمی ہنگامۂ شوق سے پہلے جلوۂ حق بوجہ تمام متجلی نہین ہوتا تہا۔ حالانکہ یہ محال ہے اسکا جواب یہ ہے کہ رسول ہر وقت مستغرق بحر تجلی تہے جسکو عائشہ کے کلام اور غیر کلام سے کچہ تعلق نہین مگر آپکا کلمی کلمی فرمانا حضرت عائشہ کے مرتبہ کا اظہار ہے اور اس بات کو معلوم کراتا ہے کہ اُنمین حق بجمیع اسماء وصفات جلوہ گر ہے اور اُنکا کلام نفحۂ الٰہی ہے۔ بعض شارحین نے مصطفے سے نفخۂ حق اور حمیرا سے باعتبار تانیث روح مراد رکہی ہے اور ابیات سابقہ سے ان شعرون کو یون ربط دیا ہے کہ اے روح تو لقمۂ خار کب تک کہائیگی۔ دیکہہ نفخۂ حق دوسرے بار یہ کہتا ہوا آیا ہے کہ اے روح مجہسے کلام کر یعنے مجہسے

مونس ہو اور مجھے قبول فرما اس صورت مین دوسرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ اے روح اس نفخہ الٰہی کے قبول کرنے کو تیار رہ اور اُسکے لیئے بیقرار ہو جا تاکہ تیری اس بیقراری اور قبول نفخہ کے باعث کوہ جسم سے معرفت کے لعل پیدا ہونے لگین نفخۂ الٰہی کا دوسری بار آنا گذشتہ شعر نفخۂ دیگر رسید آگاہ باش سے ظاہر ہے۔ اس آخری مطلب سے آئندہ اشعار زیادہ مربوط ہوتے ہین۔ گو یہ مطلب خود بعید الفہم ہے۔

	این حمیرا لفظ تانیث ست وجان		نامِ تانیثش نہند این تازیان
ترجمہ	یہ حمیرا ہے مؤنث اور جان		کہتے ہین عورت اِسے اہل زبان

شرح دوسرے مصرع مین ضمیر شین لفظ جان کی طرف راجع ہے اور تازی بمعنے اہل عرب ہے۔ مطلب یہ کہ لفظ حمیرا مؤنث ہے نیز اہل عرب جان یعنے روح کو مؤنث کہتے ہین۔ اور اُسے نامِ تانیث ہی کے ساتھ موسوم کرتے ہین صرف اتنا فرق ہے کہ حمیرا مؤنث حقیقی ولفظی ہے اور روح مؤنث سماعی۔ لیکن روح کی تانیث صرف باعتبار لفظ ہے ورنہ باعتبار معنے روح کو لاکھہ مردون کا ایک مرد سمجھنا چاہیئے اور علےٰ ہذا القیاس حضرت عائشہ روح اللّٰہ مصورہ ہین اُنکی تانیث اُنکو عرفان سے بار نہین رکھ سکتے۔ اور نہ ادراک اسرار حقیقت مین کچھہ ضرر پہنچا سکتی ہے یہ شعر معترض کے وہمی اعتراض کا جواب ہے جو یہ کہتا تہا کہ حمیرا اور روح دونو مؤنث ہین انسے میدان عرفان مین کیا مردانگی ہوسکتی ہے؟ مولانا صاحب نے جواب دیدیا کہ لفظی تانیث معنے مین کچہ اثر نہین رکھتی۔ نیز اس شعر کے معنے دوسری طرح بہی ہوسکتے ہین وہ یہ کہ مولانا لفظ جان اور روح اور جان جان سے ذاتِ حق مراد لیتے ہین اس قاعدہ کے اعتبار سے یہان بہی جان سے ذاتِ حق مراد ہے چونکہ پہلے یہ بات معلوم ہوچکی ہے کہ حمیرا مین ذات حق کا ظہور بوجہ اتم ہے۔ اسلیئے یہ مصرع نئی توجیہ کے ساتہ اُس مضمون کی شرح ہے اور لفظ جان حمیرا پر معطوف ہے یعنے حمیرا اور ذات دونو مؤنث ہین اور چونکہ جنس اپنی جنس کی طرف مائل ہے اسلیئے حمیرا (عائشہ صدیقہ) بوجہ اکمل مظہر ذات ہین۔ اور اطلاق لفظ مذکر و مؤنث ذات کے حق مین برابر ہے کیونکہ وہ دونو سے بری ہے۔ یہان یہ اعتراض وارد نہین ہوسکتا کہ ہر مؤنث قاعدۂ الجنس الی الجنس یمیل کے مطابق مظہر ذات ہوسکتی ہے۔ کیونکہ ہر مؤنث مین اثر مجالست و مکالمت و مخالطت رسول صلعم کہان ہے اور دیگر ازواج مین فضیلت مناکحت سہی۔ مگر وہ شرف نظر خاص نہین ہے جو حمیرا کو ملا تہا۔

	لیک از تانیث جان را باک نیست		روح را با مرد و زن اشراک نیست
ترجمہ	جان عورت ہونے سے بے باک ہے		روح وصف مرد و زن سے پاک ہے

شرح اس شعر مین لفظ جان یا تو بمعنے روح ہے یعنے ہمنے مانا کہ روح لفظاً مؤنث ہے مگر اس سے اُسے کچھ ضرر نہین پہنچتا۔ کیونکہ روح کو مرد و زن کے ساتہ شرکت نہین ہے یعنے ایسا نہین ہوتا کہ روح مرد مین ہو تو مرد کہلائے

اور عورت میں تو عورت بلکہ روح تو ایک امر ربّی اور دونو صفتون سے عاری ہے نہ مرد ہے نہ عورت اسپر جو لفظ جاہو اطلاق کرو کیونکہ اطلاق سے فقط تعبیر مقصود ہے نہ کہ اثبات تذکیر و تانیث یا جان سے مراد ذات حق ہے جو تذکیر و تانیث سے پاک ہے یا لفظ جان سے روح مصورہ ہونے کے سبب حمیرا یعنے حضرت عائشہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ جنکا مؤنث ہونا اُنکے مرتبۂ عرفان کو ہرگز نقصان نہین پہنچا سکتا۔

	از مؤنث وز مذکر برتر است	این نہ آن جانست کز خشک و تر است
ترجمہ	ہے مؤنث اور مذکر سے الگ	کیونکہ ہے یہ خشک اور تر سے الگ

شرح یعنے جس روح کا ہم ذکر کر رہے ہین اُس سے روح ملکوتی یا ذات حق مراد ہے جو تذکیر و تانیث سے عاری ہے۔ نہ کہ روح حیوانی جو رطوبت و یبوست اور حرارت و برودت۔ اور لطافت اخلاط کے اجتماع اور اعتدال سے حاصل ہوتی ہے یہ روح ادنے درجہ کی ہے اور اسکے وسیلہ سے مرتبۂ عرفان حاصل نہین ہو سکتا۔

	این نہ انجان ست کافزاید زنان	یا گہے باشد چنین گاہے چنان
ترجمہ	یہ نہین وُہ جو بڑہے کہا کہا کے نان	یا کہ ہو گا ہے چنین گاہے چنان

شرح یعنے یہان جان سے وُہ روح حیوانی مراد نہین جو غذا کی کمی بیشی سے گہٹتی بڑہتی یا حوادث زمانہ سے متغیر ہوتی رہتی ہے بلکہ جان سے یا روح ملکوتی مراد ہے یا ذات حق جسمین تغیر و تبدل اور کمی بیشی کو ہرگز دخل نہین۔

	خوش کنندہ ست و خوش و عین خوشی	بے خوشی نبود خوشی اے مرتشی
ترجمہ	تہے خوش و خوش ساز و خود عین خوشی	بے خوشی کب ہے خوشی اے مرتشی

شرح ضمیر ست جان کی طرف ہے اور جان سے مراد اگر ذات حق ہے تو یہ معنے ہین کہ ذات حق اپنا جلوہ دکہا کر عشاق کو اور اسباب زندگانی عطا فرما کر عموماً تمام عالم کو خوش کرنے والی ہے اور یہ خود ہی خوش یعنے حَسَن اور جمیل بلکہ عین حسن و جمال ہے کیونکہ صفات حق عین ذات ہین اور اگر جان سے روح مراد ہے تو یہ مطلب ہوا کہ روح ملکوتی اکتساب معرفت کے باعث عاشقان الٰہی کو مسرت بخشنے والی ہے اور اِس اکتساب سے خود ہی اِسقدر خوش ہے کہ عین مسرت بنگئی ہے۔ دوسرے مصرع مین اول لفظ خوشی بمعنے مسرت یعنے حاصل مصدر۔ اور دوسرا بمعنے خوش بودن ہے اور مرتشی بمعنے رشوت ستان ہے عام مخاطب مراد ہے جو شب و روز حظوظ نفسانی اور لذات جسمانی حاصل کرنے مین منہمک ہے۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اے پابستۂ لذات جسمانی۔ ذات حق یا روح ملکوتی خوش کنندہ عالم اور عین خوشی ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ جب تک کیسکے دلمین مسرت نہو اُسکا خوش ہونا غیر ممکن ہے چنانچہ اولیا اللہ تعالےٰ کی باطنی مسرت کا باعث وہی عین خوشی یعنے ذات الٰہی یا روح ملکوتی ہے۔ اور تو گو بظاہر خوش معلوم ہوتا ہے مگر تیرے دلمین عین خوشی روح ملکوتی یا ذات حق نہین ہے اِس سے معلوم ہوا کہ تونے حظوظ نفسانی کو عین خوشی سمجھ رکہا ہے چنانچہ آیندہ اشعار مین اسکی تصریح موجود ہے

	چون تو شیرین از شکر باشی بود	کان شکر گاہے ز تو غائب شود
ترجمہ	کھاکے شکر تو اگر ہو باطرب	تجھسے غائب ہو شکر خود کیا عجب

شرح شیرین بمعنے خوش و شکر بمعنے خطوط نفسانی ہے اور لفظ بود مصرع ثانی سے متعلق ہے۔ یعنے ایمخاطب جبکہ تو خطوط نفسانی کے حاصل ہونے سے خوش ہوگا تو اسکا نتیجہ ناخوشی ہے کیونکہ ممکن ہے کہ یہہ شکر (خط نفسانی) گاہے گاہے تجھسے غائب ہوجائے اسلیئے کہ جسمانی لذتین سراسر فانی ہین بس تو فنا ہونے والی چیز سے خوش نہو۔ بلکہ اس آیندہ شعر پر عمل کر۔

	چون شکر گردی ز تاثیر وفا	پس شکر کے از شکر گردد جدا
ترجمہ	جب شکر تو خود ہوا اے مرد خدا	پس شکر سے کب شکر ہوگی جدا

شرح وفا سے وفائے عہد الست اور طاعات وعبادات الٰہی اور دوسرے مصرع مین اول لفظ شکر سے حلاوت روحانی اور دوم سے عبادت یزدانی مراد ہے یعنے ایمخاطب خط نفسانی کی شکر کو چھوڑ کر وفائے عہد الست اور طاعات کے باعث سراسر شکر بنجا۔ پس جبکہ تو مجسم شکر بنجیا تو شکر تجھسے جدا نہین ہوسکتی کیونکہ کسی شئے کا اپنے نفس سے جدا ہوجانا محال ہے یا یہ معنے ہین کہ جب تو شکر بنجائیگا تو لذت روحانی تیری عبادت سے جدا نہوگی

	زہر محض ست آنکہ باشد بیوفا	ہب لنا یا ربنا نعم الورا
ترجمہ	سربسر ہے زہر جو ہے بیوفا	یاالٰہی دے ہمین نعم الورا

شرح بیوفا سے بندۂ لذات جسمانی اور نعم الورا (بہترین مخلوق) سے مرشد کامل مراد ہے۔ یعنے بیوفا آدمی خالص زہر ہے۔ یا الٰہی اسکی صحبت سے بچا اور ہمین مرشد کامل عنایت فرما۔ بعض نسخون مین نعم الولا ہے ولا بمعنے دوستی ہے یعنے الٰہا ہمین بہترین دوستی (اپنی محبت) عطا کر۔

	عقل جزوی عشق را منکر بود	گرچہ بنماید کہ صاحب سر بود
ترجمہ	عقل منکر عشق کی ہے سربسر	صاحب سر گرچہ آتی ہے نظر

شرح یعنے عقل جزئی (عقل معاش) عشق حقیقی کی منکر ہے اور اسکو محالات سے سمجھتی ہے یا جنون جنا لکہتی ہے یہی باعث ہے کہ اطبائے عشق کو امراض مین شمار کیا ہے۔ حالانکہ یہ غلط خیال ہے۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اگرچہ عقل جزئی ظاہر مین صاحب سر اور واقف راز معلوم ہوتی ہے مگر فی الواقع بالکل ناواقف ہے ورنہ اس سے انکار عشق سرزد نہوتا۔

	زیرک و دانا ست اما نیست نیست	تا فرشتہ لا نشد اہرمنیست
ترجمہ	زیرک و دانا ہے لیکن ہست ہے	لا نہین ہے جو وہ دیو پست ہے

شرح - اوّل لفظ نیست بمعنے فانی اور دوسرا کلمہ نفی ہے یا یہ سمجھیے کہ نفی النفی مفید اثبات ہے یعنے عقل جزئی زیرک و دانا تو ضرور ہے مگر فانی یا نیست نہین ہے بلکہ ہست یعنے مدعی انانیت ہے - اور یہی سبب ہے کہ اپنی ہستی کے مقابلہ مین عشق کو نیست جانتی ہے - اگر یہ اپنے آپ کو فانی سمجھتی تو عاشق باقی ہو کر واصل ذات ہو جاتی - کیونکہ بقائے الٰہی کے سامنے فنا ہوئے بغیر قرب کی جگہ بُعد حاصل ہوتا ہے - اور فرشتہ شیطان بنجاتا ہے - دیکھیے ابلیس فقط انانیت اور اپنے دعوے (انا خیر منہ یعنے مین حضرت آدم سے بہتر ہون) کے سبب معلم الملکوت ہو کر ملعون کیا گیا - دوسرے مصرع مین اسطرف اشارہ ہے کہ عقل فرشتہ کے مانند یا خود فرشتہ سہی مگر چونکہ فانی نہین ہے اسلیئے شیطان ہے -

	او بقول و فعل یار ما بود		چون بحکم حال آئی - لا بود	
ترجمہ	سارے قول و فعل مین گو یار ہے		اعتبار عشق سے ہے ہیچ سنے	

شرح یعنے عقل جزئی گو اقوال و افعال مین ہماری مددگار ہے اور اُس سے اکثر اقوال و افعال مطابق شرع صادر ہوتے ہین - لیکن بحکم حال (یعنے باعتبار عشق حقیقی) بالکل ہیچ اور سراسر معدوم ہے - ورنہ ہر شخص عاشق ذات ہوتا - لا بمعنے لاشئے و معدوم ہے عشق کے متعلق عقل کی باتونکا کچھ اعتبار نہین

	لا بود چون او نشد از ہست نیست		زانکہ طوعاً لا نشد کرہاً لیست	
ترجمہ	جو نہین ہے نیست یارب کیا ہے وہ		گر نہین طوعاً تو کرہاً لا ہے وہ	

شرح یعنے جو عقل جزئی ہست سے نیست یعنے فنا فی اللہ نہوئی وہ بالکل لاشئے اور ناقابل اعتبار ہے - کیونکہ جو چیز اپنی خوشی سے لا اور فنا نہوگی وہ ایکدن جبراً لا یا معدوم ہو جائیگی یعنے جو عقل عاشق ذات نہین ہے وہ معرض ہلاک ہوگی عقل سے مراد صاحب عقل ہے یعنے صاف عقل جزئی مرنیکے بعد بالکل معدوم ہو جائیگا - اور عاشق الٰہی مرکر حیات ابدی حاصل کریگا - لفظ لیے ضرورت قافیہ کے لیے امالہ لفظ لا ہے بمعنے نیست - بعض نسخون مین لیست کی جگہ بست ہے یعنے بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جو چیز رضی خوشی سے فنا نہین ہوتی وہ جبراً فنا ہو جاتی ہے - مطلب یہ کہ جو لوگ عشق الٰہی مین اختیاری موت کو پسند نہین کرتے وہ اضطراری موت کے پنجہ مین گرفتار ہو جاتے ہین اور اسکے بعد انہین ابدی زندگانی نصیب نہین ہوتی -

	جان کمال ست و ندائے او کمال		مصطفٰے گویان کہ ارحنا یا بلال	
ترجمہ	روح ہی کامل ندا اُسکا کمال		کہتے ہین حضرت ارحنا یا بلال	

شرح یعنے انسان کامل کی روح فی الحقیقت کامل بلکہ عین کمال ہے کہ اپنی ذات مین مشاہدۂ حق کرتی رہتی ہے - اسلیئے اُسکی ندا بھی جو دراصل ندائے حق ہے کمال سے خالی نہین ہوتے اسکا سبب یہ کہ روح چونکہ امر ربی ہے اسلیئے فی ذاتہٖ مطلقاً کمال ہے اور غلبۂ قوائے جسمانی جو کبھی کبھی اُسکے کمال کو نقصان پہنچاتا ہے وہ مجاہدۂ ریاضت کے باعث

مغلوب ہوکر خود کمال بنجاتا ہے پس توجب روح عین کمال ہے تو اسکی ندا ہی کمال یعنے ندائے حق۔ اور نفخہ الٰہی ہے۔ یا یہ معنے ہین کہ جان عشق الٰہی کے باعث کامل ہے اور اسکی ندا چونکہ ندائے عاشق ہے اِسلیئے باثر اور عین کمال یعنے ندائے خداوندی اور نفخہ رحمانی ہے۔ اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ چونکہ حضرت بلال کے روح عین کمال اور اُنکی آواز نفحات الٰہیہ مین سے تہی اِسلیئے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم انقباض طبع کیوقت اُنکو حکم دیا کرتے تہے کہ اَرِحنا یا بلال۔ یعنے اے بلال ہمکو اپنے آواز اور اذان سے راحت پہنچا اور اِسکا یہ سبب تہا کہ حضرت بلال عاشق کامل تہے اور اُنکی آواز گویا آواز حق تہی جسکے سُننے سے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ کو اندرونی راحت پہنچتی تہی۔ اس آواز اور اذان کی شرح قصۂ شب تعریس مین آنیوالی ہے۔

	اے بلال افراز بانگ سلسلت	زان دمے کاندر دمیدم در دلت
ترجمہ	دل سے اپنے بانگ مدہوشی نکال	یعنے جو پہونکی ہے تجہہ مین اے بلال

شرح سلسل مخفف سلسال بمعنے آب شیرین وخنک یہان بمعنے خوشگوار ہے یعنے اے بلال اپنی خوشگوار آواز کو اُس نفخۂ الٰہی کے ساتہ بلند کر جو مینے تجہمین دم کیا ہے اس دم سے نفخہ رحمانی یا سرِ معرفت حق یا نکتۂ وحدت مراد ہے جو بذریعۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت بلال کے قلب مبارک مین جاگزین تہا اور جسکی برکت سے بلال کو مرتبۂ بقا بعد الفنا حاصل تہا۔ ایسی حالت مین بمقتضائے بی یسمع وبی ینطق بلال کی آواز گویا آواز حق تہی اور یہی باعث تہا کہ رسول مقبول اُنکی آواز کے مشتاق تہے۔

	اے بلال این گلبنت را جان نگر	خیز بلبل وار جان میکن نثار
ترجمہ	دیکہہ اِس گلبن کی اِس گُل کی طرح	نالہ کر اُلفت مین بلبل کی طرح

شرح۔ گلبن (درخت گل) سے گلبن عشق الٰہی مراد ہے۔ یعنے اے بلال اس گلبن عشق پر بلبل کی طرح اپنی جان نثار کردے اسمین یہ اشارہ ہے کہ جسطرح بلبل عشق گل مین نالان رہتا ہے اِسیطرح تو بہی زمزمہ اللہ اکبر اور نغمۂ اشہد ان لا الٰہ کے ساتہ نالہ کر تیرے آواز خود تیرے اور دیگر سننے والون کے لیئے باعث مدہوشی ہوگی۔

	زان دمے کادم ازو مدہوش شد	ہوش اہل آسمان بیہوش شد
ترجمہ	دم نہین مدہوشی آدم ہے یہ	باعث بیہوشی عالم ہے یہ

شرح مدہوش بمعنے حیران عربی اور بیہوش بمعنے بیعقل فارسی لفظ ہے اِسلیئے قافیہ جائز ہوگیا۔ دم سے وہی نفخہ الٰہی۔ اور آدم سے انسان کامل اور خلیفۃ اللہ یعنے ابو البشر حضرت آدم مراد ہین۔ اور احادیث وتفاسیر سے ثابت ہے کہ حضرت آدمؑ نفخۂ حق یعنے استفاضۂ معنے نفخت فیہ من روحی کے بعد اپنی ذات مین صفات متضادہ (ملکوتی و ناسوتی) کو مجتمع دیکہکر اور اپنے آپ کو جامع اسمائے صفات پاکر ایک مدت تک متحیر (اللہ نفخہ حق یعنے روح کی)

حقیقت اور عجائبات کے معلوم کرنے مین ایک عرصہ تک حیران رہے اور کچہ حضرت آدم ہی پر منحصر نہین بلکہ حقیقت روح کے معاملہ مین اہل آسمان یعنے ملائکہ اور جمیع پیغمبران غرق دریائے حیرت ہین۔ مطلب شعر یہ ہے کہ اے بلال اپنے خوشگوار آواز کو اُس نفخۂ الٰہی کے ساتہ بلند کر جسکے اثر سے حضرت آدم حیران رہے اور فرشتے بے عقل اور اُسکی حقیقت سے ناواقف ہین۔ چونکہ حضرت بلال نے اپنی ہستی کو نور محمدی مین فنا کر دیا تہا اسلیئے آواز بلال صوت محمدی۔ اور صوت محمدی نفخۂ ذات الٰہی تہے اور اسکو ہم ابہی ثابت کر چکے ہین کہ نفخۂ ذات الٰہی حضرت آدم کی مدہوشی اور اہل آسمان و زمین کی بیہوشی کا باعث ہے۔

مصطفی بیخویش شد زان خوب صوت — شد نمازش در شب تعریس فوت

ترجمہ: مصطفیٰ نے جب سنی آواز زار — ہو گئی اُس شب قضا بالکل نماز

شرح تعریس لغت مین آرام کرنے کے لیئے آخر شب مین مسافر کے سواری وغیرہ سے اُتر پڑنے کو کہتے ہین اور شب تعریس کا قصہ احادیث مین اسطرح ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مع صحابہ خیبر سے آتے وقت تمام شب رستہ چلے اور آخر شب مین استراحت کے لیے اُتر پڑے۔ اور بلال سے یہ فرمایا کہ تم وقت کی نگہبانی کرتے رہنا تاکہ نماز صبح فوت نہو جائے۔ حضرت بلال نماز تہجد مین مشغول ہو گئے اور جب صبح قریب ہوئی تو بلال نے اونٹ کے کاٹہی سے تکیہ لگایا اور طلوع فجر کی طرف متوجہ ہو کر بیٹہے۔ لیکن پہر بلال پر نیند غالب آگئی اور فجر ہو گئی یہانتک کہ آفتاب نکل آیا دہوپ کے اثر سے سب سے پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور نماز قضا ہو جانے کے سبب گہبرائے اور بلال سے اِسکا سبب پوچہا اُنہون نے یہ جواب دیا کہ مجہپر بہی وہی خواب غالب آگیا تہا جو آپ پر مسلط تہا یعنے مین بہی اُسی مشاہدہ حق مین مستغرق تہا جسمین آپ تہے اُنہتے نکتہ مولانا قدس سرہ نے بیہوشی اور استغراق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا باعث بلال کے خوشگوار آواز کو گردانا ہے۔ حالانکہ احادیث سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ بلال نے تہجد یا فجر کی اذان کہی تہی۔ جس سے رسول اللہؐ اور صحابہؓ بیہوش ہو گئے تہے پس توان اشعار کے یہ معنے ہین کہ رسولؐ اور صحابہ بلال کے روحی آواز سے بیہوش ہوئے۔ چونکہ آپ بلال کے آواز پہلے بارہا سُن چکے تہے اور اُسوقت بسبب قربِ نماز فجر اُنہی کے آواز کا خیال تہا اور آواز بلال فی الواقع آواز ذات حق تہے اِسیلئے آپ اُس آواز کے خیال سے بیہوش ہوئے۔ اور بلال کی آواز چونکہ نفخۂ حق تہے اِسیلئے اُنکو خود بہی بیہوش ہونا پڑا بعض روایات مین یہ بہی ہے کہ اُسوقت رسول اللہؐ نے فرمایا کہ بلال کو شیطان نے خواب مین ڈالدیا۔ گو یہ روایت بحسب ظاہر نفخۂ حق اور استغراق کی منافی ہے مگر اِسکا جواب یہ ہے کہ بلال ابتدائے خواب مین تنزل بمرتبۂ بشریت کرکے انتہا مین مرتبۂ استغراق تک پہنچ گئے تہے۔ کیونکہ استغراق بعد تنزل بمرتبۂ بشریت ہوتا ہے ورنہ استغراق کی کیفیت

ظاہر نہو لتعرف الاشیاء باضدادہا۔ اور بعض روایتون مین آپنے اُس وادی کو جہان نماز فوت ہوگئی تہی۔ وادی شیطان بہی کہا ہے۔ لیکن اُسکا وادی شیطان ہونا منافی استغراق نہین ہے رسولون پر شیطان کا تسلط کبہی نہین ہوتا ہان شاید آپ کو اُسکا وادی شیطان ہونا بطور وحی کسی اور باعث سے معلوم ہوا ہو۔ البتہ یہان ایک اور شبہ ہے رسول اللہؐ نے فرمایا ہے تنام عینی و لاینام قلبی یعنے میری آنکہین سویا کرتی ہین مگر دل نہین سوتا۔ اس سے یہہ نکلتا ہے کہ جب آپکا دل بیدار تہا تو نماز کے فوت ہو جانے کا کیا باعث؟ اسکا جواب یہ ہے کہ رسول اللہؐ کے دونو حالتین تہین البتہ حالت خواب چشم اور بیداری قلب اکثر تہی۔ شاید شب تعریس مین یہ نہو۔ بلکہ دوسری حالت ہو بالجملہ رسول اللہؐ نے مع صحابہ اُس وادی سے کوچ کیا اور تہوڑی دور جاکر بلال کو اذان اور اقامت کا حکم دیا اس سے معلوم ہوا کہ صلوۃ فائتہ کے اذان واقامت ثابت اور قضاے فائتہ واجب ہے۔

	در شب تعریس پیش آن عروس	یافت جان پاک ایشان دستبوس
ترجمہ	تہی شب تعریس مین پیش عروس	جان اصحاب و پیمبر دست بوس

شرح۔ عروس استعارہٗ ذاتِ حق ہے۔ کیونکہ اُسکا وصال عروس (نئی دلہن) سے بدرجہا بہتر ہے۔ اور دستبوس رہا تہہ چومنا یہان بمعنے عجز و نیاز ہے۔ یعنے شبِ تعریس مین رسول اللہ صلعم اور بلال اور دیگر تمام صحابہ کی روحین بحر مشاہدہ مین غرق۔ اور ذاتِ حق کے سامنے محو عجز و نیاز تہین۔ اسلیئے نماز صبح قضا ہوگئی۔

	عشق و جان ہر دو نہانند و ستیر	گر عروسش خواندہ ام عیبے مگیر
ترجمہ	عشق و جان و دونو ہین پنہان جانئن	کیا ہوا اگر کہدیا مینے دولہن

شرح۔ ستیر بمعنے پوشیدہ و مستور۔ اور لفظ عشق سے مراد معشوق حقیقی ہے۔ یعنے روح اور معشوق حقیقی دونو مخفی اور مستور ہین اور ہماری مراد انکے مخفی ہونے سے یہ نہین کہ یہ عورت یا مرد ہین۔ بلکہ معشوق حقیقی کو بطریق استعارہٗ تمثیلیہ اگر مینے عروس کہدیا ہے تو مجکو معیوب نسمجہ کیونکہ میری مراد عروس سے اُسکے معنے لازم ہین یعنے ستر اور خفا اور یہ اسلیئے کہ اللہ تعالے ردائے کبریائی مین مخفی ہے اور اپنے لطافت کے باعث نظر سے پنہان ہے۔ قرآن مجید مین موجود ہے لاتدرکہ الابصار وہو یدرک الابصار وہو اللطیف الخبیر۔

	از ملال یار خامش کردمے	گر ہمہ او مہلت بدادے یکدمے
ترجمہ	رنج ہوتا مین وقف خامشی	گر نہوتی اسمین خود اسکی خوشی

شرح۔ یعنے اگر یار (ذات حق) مجکو اپنے استغراق اور جذب سے ایک دم کی مہلت دیتا۔ تو مین خوف ملال یار کے سبب اس کلمہ (یعنے اُسکو عروس کہنے سے) خاموش ہو جاتا۔ لیکن مین کیا کرون کہ یہ تمثیل اُسکی رضا کے موافق ہے اور وہ اس سے ملول نہین ہوتا۔ البتہ اگر مجہسے جذبات الٰہیہ تہوڑی دیر ہی جدا ہو جاتے اور

کتاب مرقوم

مین مرتبۂ عقل مین ہوتا تو یہ کلمہ نہ کہتا نکتہ اِس سے معلوم ہوا کہ مولانا غوث اور قطب زمانہ تھے اور ہر دم غرق بحر وحدت رہتے تھے اور اُنکا کلام حالت استغراق کا خلاصہ ہے۔

	لیک میگوید بگو ہین عیب نیست	جز تقاضائے قضائے غیب نیست
ترجمہ	وُہ مگر کہتا ہے یہ کیا عیب ہے	یہ تقاضائے قضائے غیب ہے

شرح یعنے مین تو اُسے عروس نہ کہتا مگر معشوق حقیقی خود یہ کہتا ہے کہ تیرا ہمکو عروس کہنا عین تقاضائے حکم غیبی ہے۔ اگرچہ مُنکر قضا کے نزدیک عیب ہو۔ کیونکہ جو لوگ بحر وحدت مین غرق ہین وُہ عیب جوئی سے کام نہین لیتے بلکہ اُنکے جمیع افعال اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہوتے ہین نتیجہ یہ ہوا کہ مولانا قدس سرہ کا شاہ غیبی کو عروس کہنا اپنی طرف نہین بلکہ تقاضائے حکم غیبی تہا اِسلیئے اُسپر اعتراض نہین ہو سکتا۔

	عیب باشد کو نہ بیند جز کہ عیب	عیب کے بیند روان پاک غیب
ترجمہ	عیب بینون کی نظر مین ہے یہ عیب	عیب بین کب ہے روان پاک غیب

شرح یعنے ایسے کلمات اُس شخص کے نزدیک عیب ہین جو بجز عیب اور کسی چیز کو نہین دیکھتا اور جسکی روح پاک اور عالم غیب تک واصل ہے اُسکے نزدیک عیب نہین۔ روان پاک وغیب سے جان عارف مراد ہے دوسرے معنے یہ ہین کہ مولانا جان اور روان سے ذات حق مراد لیا کرتے ہین۔ اِسصورت مین یہ مطلب ہوا کہ ایسے کلمات ظاہر پرستون۔ ناواقفون۔ اور عیب بینون کے نزدیک عیب ہین اللہ تعالےٰ کے نزدیک عیب نہین ہین۔ بلکہ اُسکی مرضی کے مطابق ہین کیونکہ اولیا اور عارفان کامل کے زبان سے جسقدر الفاظ نکلتے ہین وُہ سب نفحات الٰہیہ مین سے ہوتے ہین

	عیب شد نسبت بمخلوق جہول	نے بہ نسبت با خداوند قبول
ترجمہ	عیب ہے نزدیک مخلوق جہول	عیب بین کب ہے خداوند قبول

شرح یعنے مخلوق البتہ عیب کو عیب جانتی ہے مگر اللہ تعالےٰ نہین جانتا۔ کیونکہ جب وُہ عیوب دیکھکر اُنکو ڈہانک لیتا ہے اور عفو کر دیتا ہے تو گویا عت اُسکے نزدیک عیب ہی نہین۔ ہان جاہل مخلوق اسقدر اندہی ہے کہ عیب تو عیب ہی ہے ہنر کو بہی عیب کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ یا یہ معنے ہین کہ عارفان کامل کسیکے عیب کو عیب نہین خیال کرتے بلکہ یہ سمجہیئے کہ اُنکی نگاہ عیب پر پڑتی ہی نہین۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ اور عارفان کامل خداوند قبول ہین یعنے لوگون کے عیبون کو ہنر کی طرح قبول کر لیتے ہین۔ لفظ خداوند قبول سے ذات الٰہی اور عارفان کامل دونو مراد ہو سکتے ہین

	کفر ہم نسبت بہ خالق حکمت است	چون بما نسبت کنی کفر آفت است
ترجمہ	کفر بہی ہین یہان کچہ حکمتین	ہمسے ہو منسوب تو ہین آفتین

شرح یعنے اگر اللہ تعالےٰ کی طرف خلق کفر کو منسوب کرو۔ اور یون کہو کہ اللہ تعالےٰ خالق کفر ہے تو کچہ عیب نہین کیونکہ علم عقائد مین تصریح موجود ہے کہ افعال کا خالق اللہ ہے۔ اور کاسب بندے ہین۔ منجملہ افعال کے کفر بہی

ایک فعل ہے اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَا بَاطِلًا۔ چونکہ کفر بھی مابین آسمان وزمین موجود ہے اِس سے معلوم ہوا کہ اِسکا پیدا کرنا بھی خالی از حکمت نہین۔ بہت بڑی حکمت تخلیق کفر مین یہ ہے کہ اگر کفر نہوتا تو ایمان اور عرفان مین تمیز نہوتی۔ تعرف الاشیاء باضدادہا۔ دوسرے یہ کہ کفر نہوتا تو دوزخ کا پیٹ جو مخلوق الٰہی ہے کسچیز سے بہرا جاتا؟ البتہ اگر کفر ہماری طرف منسوب ہو تو موجب آفت اور دوزخ ہے

	ور یکے عیبے بود با صد صفات	بر مثال چوب باشد در نبات	
ترجمہ	ایک ہو گر عیب اور ہون صد صفات	ہے یہ ایسا جسطرح چوب نبات	

شرح۔ بعض شارحین کے نزدیک نبات بمعنے نبات شکر یعنے نیشکر۔ وگنا ہے اور چوب بمعنے گرہ نیشکر ہے لیکن فی الواقع نبات بمعنے قند مصفا ہے جسکو اُردو مین مصری کہتے ہین۔ اور چوب سے مراد تنکے ہین جو بعض اوقات نباتے وقت مصری مین ملجاتے ہین۔ یعنے اگر کسی شخص مین بہت سی صفتون کے ساتہ ایک آدہ عیب بہی ہے تو اسکے ایسی مثال ہے جیسے مصری مین تنکا۔ کہ فی الواقع عیب نہین گنا جاتا۔ اور اِس تنکے کے باعث کوزۂ نبات کی قیمت کم نہین ہوتی۔ علےٰ ہذا القیاس اگر غلبۂ شوق اور مرتبۂ وجد واستغراق مین کسینے ذات حق کو عروس کہدیا تو ہرگز عیب کی بات نہین اور اگر ہے تو قائل مین بہت سی صفتین بہی تو موجود ہین۔ کیونکہ ایسے الفاظ اولیا اللہ ہی کی زبان سے نکلا کرتے ہین جو ہمہ صفت موصوف ہین۔

	در ترازو ہر دو را یکسان کشند	زانکہ آن ہر دو چو جسم و جان خوشند	
ترجمہ	تلتے ہین کانٹے مین دونو ایکسان	متحد ہین دونو بشکل جسم وجان	

شرح۔ یعنے ترازو یا کانٹے مین مصری اور اُسکے تنکے کو ایکسان اور ایک چیز سمجہکر تولتے ہین۔ یہ نہین ہوتا کہ تنکے کے وزن کی برابر مصری کی قیمت کم ہو جائے۔ یا تنکے نکالکر مصری تولی جائے کیونکہ مصری اور تنکا بشدت آمیزش کے باعث ایک جان ہو گئے ہین۔ جنکا انفصال نہین ہو سکتا۔ لفظ ترازو سے صاف ظاہر ہے کہ پہلے شعر مین نبات بمعنے قند یعنے مصری ہے کیونکہ گنا ترازو مین نہین تلتا نکتہ کتب فقہ مین ایک مسئلہ موجود ہے کہ غالب الفضۃ فضۃ وغالب الذہب ذہب یعنے جس زیور یا برتن یا کسی اور شے مین کہوٹ کم ہو اور سونا یا چاندی زیادہ ہو تو وہ چیز ساری کی ساری خالص سونے یا چاندی ہی کی سہے اور اُسکی زکوۃ خالص سونے یا چاندی ہی کے حساب سے دیجائے گی۔ کیونکہ للاکثر حکم الکل اِسیطرح مصری مین ایک آدہ تنکا یا ڈورہ رہگیا ہے تو وہ خالص مصری کے حکم مین ہے۔ اور اولیاء اللہ مین کوئی عیب ہے تو بمنزلہ ہنر ہے

	پس بزرگان این نگفتند از گزاف	جسم پاکان ہمچو جان افتاد صاف	
ترجمہ	قول یہ سچ ہے نہین ہے پُر گزاف	جسم ہے پاکونکا بشکل روح صاف	

شرح یعنے جب تجھے یہ معلوم ہوگیا کہ ایک آدہ عیب بہت سے ہنرون مین شامل ہوکر ہنر ہی ہوجاتا ہے تو بزرگوں کا یہ قول غلط یا لغو یا بیجا نہین ہے کہ پاک لوگون کا جسم اُنکی روح کی طرح پاک ہوتا ہے - بلکہ یہ خیال فی الواقع درست اور بالکل بجا ہے - پاکون کے جسم روح کے مانند پاک وصاف ہوتے ہین -

	گفت شان و فعل شان و ذکر شان	جملہ جان مطلق آمد بے نشان
ترجمہ	اُنکا قول و فعل و ذکر اے میری جان	جان مطلق ہے سراسر بے نشان

شرح یعنے پاکون کا ہر قول و فعل اور اُنکا ذکر اللہ جان مطلق (سر بسر روح) اور بے نشان (فنا فی الذات یا فنا فی رضاء اللہ) ہے کیونکہ اُنکا جسم مع صفات مرتبہ فنا مین ہے - بعض نسخون مین - گفت شان و نفس شان و نقش شان ہے یعنے پاکون کے جمیع حرکات و سکنات اور اُنکا نفس اور نقش جسمی بسبب صفائے قلب روح مطلق بنگیا ہے - اور روح مطلق عین حق ہے بمقتضائے اَلرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ - پس تو پاکون کے حرکات و سکنات اُسیکی حرکات و سکنات ہین - اُنپر عیب گیری بیجا ہے - ایک صاحب نسبت صوفی کا قول ہے اور فی الواقع نہایت درست ہے - وُہ یہ کہ ارواحنا اجسادنا و اجسادنا ارواحنا - یعنے ہمارے جسم بمنزلہ ارواح ہین اور ہماری روحین بمنزلہ اجسام - مطلب یہ کہ اولیاء اللہ فنا فی الذات ہوتے ہین -

	جان دشمن وارشان جسمی ست صرف	چون زیاد از نرد او اسمے ست صرف
ترجمہ	جان ہے اُنکے عدو کی جسم صرف	شکل زائد نرد ہے اک اسم صرف

شرح - دوسرا مصرع پہلے کی توضیح ہے یعنے دشمن اولیا کے ایسی مثال ہے جیسا کوئی قصیر اور کوتاہ قامت آدمی اپنا نام اپنی طرف سے زیاد رکھلے - تو وُہ فقط نام ہی نام ہے - لفظ زیاد مترادف افزدن و افزون شدن کے معنے وہان نہین پائے جاتے - نیز ممکن ہے کہ نرد کیجگہ نرد ہو - نرد شطرنج کے مقابلہ مین ایک قسم کی کہیل کا نام ہے - جو سات طرح کہیلا جاتا ہے اور زیاد اُسکی سات بازیون مین سے ایک بازی کو کہتے ہین - وُہ اسطرح ہے کہ کہیلتے وقت کعبتین کا جو نقش پڑے اُس سے ایک زیادہ شمار کرتے ہین - مثلاً گیارہ کو بارہ اور سترہ کو اٹھارہ جانتے ہین مولانا کا یہ مطلب ہے کہ اولیاء کا دشمن ایسا ہے جیسا نرد کے کہیل مین زیاد کی بازی کہ اسکا نام ہی نام ہے فی الواقع خال ہائے کعبتین مین وعدہ نہین ہوتا - نرد کے سات بازیون کے نام یہ ہین - اول - فار - دوم - زیاد سوم ستارہ - چہارم - خانہ گیر - پنجم طویل - ششم ہزارہ - ہفتم منصوبہ -

	آن بخاک اندر شد و کل خاک شد	این نمک اندر شد و کل پاک شد
ترجمہ	خاک مین جاکر وُہ بالکل خاک ہے	یہ نمک مین جاکے بالکل پاک ہے

شرح یعنے اولیاء اللہ کا دشمن خاک مین گیا اور کل کا کُل خاک ہوگیا - اور اِسکو مرنے کے بعد حیاتِ ابدی ظلی اور یہ یعنے

یعنے ولی کامل جو سراسر روح ہے انتقال کے بعد گویا نمک مین گیا اور کل کا کل نمک مین گیا۔ کیونکہ ہر چیز یکہ در کان نمک رفت نمک شد۔ جو شے نمک مین جاتی ہے وہ خود نمک بنجاتی ہے۔ نمک سے مراد نمک اسرار ہے جو باعث اصلاح غذاہائے روحانی ہے۔ مطلب یہ کہ اولیا بعد مرگ سراسر اسرار بنگئے اور قید جسم ظاہری سے گو پہلے ہی پاک اور طاہر تھے مگر اب بالکل اطہر ہوگئے۔ کیونکہ نمک کی خاصیت پاک کرنے اور قلب ماہیت کی ہے۔ چنانچہ شراب حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نمک سے پاک ہوجاتی ہے پھر جس حالت مین ناپاک چیز نمک سے پاک ہوجاتی ہے تو اولیا جو پاک تھے اور بھی پاک اور اطہر ہوجائینگے۔ انہین معنون کی طرف اس حدیث مین اشارہ ہے کہ انا املح من اخی یوسف و یوسف اجمل منّی یعنے مین اپنے بھائی یوسف سے زیادہ ملیح اور یوسف مجھسے زیادہ جمیل ہین۔

	آن نمک کزوے محمد املح است	زان حدیث بانمک او افصح است
ترجمہ	وہ نمک جس سے محمد ہین ملیح	ہے حدیث بانمک اُنکی فصیح
	آن نمک باقی است از میراث او	با تواند آن وارثان او۔ بجو
ترجمہ	اُنکی میراث آجتک ہے وہ نمک	ڈھونڈلے وارث ہین اُنکے آجتک

شرح یعنے اولیا جس نمک مین جاتے ہین وہ یہ نمک ظاہری نہین ہے بلکہ وہ نمک ہے جس سے رسول اللہ املح ہین اور جس نمک سے آپ کی حدیث بانمک افصح ہوگئی ہے اور یہ نمک اسرار و معرفت آپ کی میراث ہمیشہ باقی رہیگا ایمخاطب اُس نمک کے وارث تجھین یعنے تیری جنس مین موجود ہین مگر جستجو شرط ہے۔ کیونکہ العلماء ورثۃ الانبیاء۔ ورثا سے مراد علماء ظاہر و باطن ہین۔ جو قیامت تک موجود رہین گے۔

	پیش تو شستہ ترا خود پیش کو	پیش ہست جان پیش اندیش کو
ترجمہ	دیکھ لے بیٹھے ہین تیرے روبرو	تو مگر کرتا نہین کچھ جستجو

شرح۔ لفظ شستہ مخفف نشستہ ہے یعنے وارثان حقیقت محمدی تیرے آگے بیٹھے ہین۔ لیکن تجھین پیش بینی نہین ہے کہ اُنکو اپنے روبرو بیٹھا دیکھہ سکے۔ یعنے تو اُنکی جستجو مین سعی نہین کرتا۔ اور وہ وارث تیرے حضور مین موجود ہین مگر تیرے جان پیش اندیش (متفکر و ساعی اور اپنا آگا سوچنے والی) نہین ہے۔ یہی باعث ہے کہ وارثان نمک محمدی اور واقفان اسرار سرمدی تجھے نظر نہین آتے۔

	گر تو خود را پیش و پس کردی گمان	بستۂ جسمی و محرومی ز جان
ترجمہ	پیش و پس کا گر کیا تو نے گمان	رہگیا بس قید تن مین میری جان

شرح اس شعر کو اور اسکے مابعد اُن تمام اشعار کو جنمین لفظ پس و پیش ہے گزشتہ اشعار سے کچھ تعلق نہین بلکہ بہ تقریب لفظ پس و پیش مطلب دیگر کی طرف انتقال کیا گیا ہے۔ یعنے اگر تو نے اپنی نسبت پیش و پس کا گمان

کیا اور یہ کہا کہ جو شخص باعتبار صورت مقدم تھا وہ باعتبار معنے بھی مقدم ہے اور جو باعتبار صورت مؤخر ہے وہ باعتبار معنے بھی مؤخر رہیگا اور اسکا نتیجہ تو نے یہ نکال لیا کہ مجاہدہ اور عرفان سے کچھ حاصل نہین کیونکہ جب مین باعتبار صورت مؤخر ہون۔ تو لاکھ مجاہدہ کرون باعتبار معنے بھی مؤخر رہونگا۔ تو اس قسم کے خیال کا یہ نتیجہ ہوگا کہ تو ہمیشہ مقید جسم رہیگا۔ کیونکہ پیش وپس اور جہات جسم کی صفتین ہین روح کو اس سے کچھ تعلق نہین ایمخاطب تو اپنے اِس خیال فاسد کے باعث حقیقت روح کے ادراک سے محروم رہیگا۔ کیا تو یہ نہین جانتا کہ رسول اللہ باعتبار صورت جمیع انبیاء سے مؤخر تھے مگر باعتبار معنے سب سے مقدم ہین۔ کیونکہ معنے اور جان کو پیش وپس اور جہات سے کیا علاقہ اے شخص قید جسم سے نکلجا اور سر بسر روح بن۔

	زیر و بالا پیش وپس وصف تن است	بے جہت ہا ذات جان روشن است
ترجمہ	زیر و بالا پیش وپس ہے وصف تن	بے جہت ہے ذات جان ایجان من

شرح یہ پہلے شعر کی توضیح ہے۔ یعنے زیر و بالا یا پیش ہونا صفات جسمیہ مین سے ہے۔ نیچے اوپر یا آگے پیچھے وہی شئے ہو سکتی ہے۔ جو صاحب جسم ہو۔ روح جو ایک جوہر روشن ہے ان اوصاف سے بالکل پاک ہے۔ تو اگر پیش وپس اور زیر و بالا کو مدنظر رکھے گا تو ہمیشہ قید جسم مین گرفتار رہیگا۔ حالانکہ تجھے قید جسم سے آزاد ہو کر روح روشن بننا چاہیئے۔ بعض نسخون مین بے جہت ہا آن جہان روشن ست ہے۔ اس صورت مین جہان روشن سے وہی عالم جان مراد ہے جو گزشتہ شعر مین تھا مطلب دونون نسخون کا ایک ہے۔

	بر گشا از نور پاک شہ نظر	تا نہ پنداری تو چون کوتہ نظر
ترجمہ	نور پاک شاہ سے دیکھ اے بشر	ہے غلط یہ وہم اے کوتہ نظر
	کہ ہمینی در غم و شادی و بس	اے عدم کو مر عدم را پیش وپس
ترجمہ	کہ فقط ہے شادی و غم مجکو بس	اے عدم کب ہے عدم کو پیش وپس

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین۔ اور دوسرے شعر مین کاف سر مصرع پنداری کا بیان ہے شہ سے بادشاہ حقیقی اللہ تعالے ہے اور نور پاک شہ سے مرشد کامل مراد ہے یعنے اے غافل مرشد کامل کے ذریعہ سے جو فی الواقع بادشاہِ حقیقی کا نور ہے اپنی حقیقت کو دیکھ اور مرشد کامل یا نور پاک شہ اسلیئے ضروری ہے کہ تو کوتہ نظر شخص کی طرح یہ گمان نہ کرلے کہ مین فقط مقید غم و شادی ہون یعنے محبوس ادبار غم یا اقبال مسرت ہون۔ بلکہ جب مرشد کامل کے نور پاک سے دیکھیگا تو معلوم ہو جائیگا کہ تو سراسر عدم اور فانی ہے اور عدم کے لیئے اقبال وادبار اور پیش وپس کچھ نہین ہوتا آخر مصرع مین لفظ کو بمعنے کجا یا تو مفید استفہام انکاری ہے یا گوشتن از گفتن صیغۂ امر ہے۔ یعنے اے شخص فانی ہمین عدم کا پیش وپس بتا کہ کسطرف اور کہان ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ نہین ہوتا۔

	از وجود و از عدم گر بگذری	از حیات جاودانی بر خوری
ترجمہ	اس وجود اور اس عدم سے در گزر	زندگانی سے ہو تو تا بہرہ ور

شرح - یعنے اگر تو وجود (ہستی فانی) اور عدم (مرتبۂ فنا) سے گزر کر مرتبۂ بقا بعد الفنا حاصل کریگا تو ابدی زندگانی ملیگی

	روز باران ست میرو تا بشب	نے ازین باران ازان باران رب
ترجمہ	دن ہے یہ مینہہ کا چلا چل بہ شب	اور سمجہ اس مینہہ کو تو باران رب

شرح - باران سے باران واردات رحمانی و فیوض الٰہی - اور شب سے تاریکی موت مراد ہے اور یہ ظاہر ہے کہ باران فیوض الٰہی دنیوی باران نہین ہے - جس سے بسا اوقات پہل اور غلے پیدا ہوتے ہین جو اکثر حالتون مین باعث غفلت ہین - بلکہ وہ باران معنوی ہے جس سے قلوب زندہ اور روح بالکل صاف و پاک ہوجاتی ہے - اور معرفت کے پہول کہلتے ہین - مطلب یہ کہ اے مخاطب - یہ موسم (زمانۂ زندگی) گویا برسات کا موسم ہے ہر طرف فیوض الٰہی کا مینہہ برس رہا ہے تو مرتے دم تک اسی مینہہ کا طالب رہ

	ہست بارانے جزین باران بدان	کہ نمے بیند ورا جز چشم جان
ترجمہ	ہے وہ باران غیر باران جہان	سو جہتا ہے کیسکو غیر چشم جان

شرح یعنے واردات رحمانی اور فیوض الٰہی کا مینہہ اس دنیوی مینہہ سے الگ ہے - جو ان ظاہری آنکہون سے نظر نہین آتا بلکہ اسکے ملاحظہ کو ایسی باطنی چشم درکار ہے جیسے کہ حضرت عائشہ صدیقہ کو ملی تہی اور جسکا قصہ عنقریب آنے والا ہے -

	چشم جان را پاک کن نیکو نگر	تا ازان باران عیان بینی خضر
ترجمہ	دیکہہ اسے اور چشم جانکو پاک کر	تا کہ سبزہ سے سبز آوے نظر

شرح اگر دوسرے مصرع مین لفظ خِضر بالکسر ہے تو یہ سمجہنا چاہیئے کہ معرفت الٰہی کو باعتبار بلندی مرتبہ حضرت خضر کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے اور اگر خَضَر بفتحتین ہے تو بمعنے سبزہ زار عرفان ہے - اور مطلب دونوںکا ایک ہے - یعنے ایمخاطب چشم باطن کو معائنہ اسباب دنیوی سے پاک کرکے اچہی طرح دیکہہ تجکو باران فیوض الٰہی اور سبزہ زار عرفان ظاہر طور پر نظر آجائے گا - اور اسکے ظہور مین کسی قسم کا شک باقی نہ رہیگا -

سوال کردن عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا از حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ امروز باران بارید و جامۂ مبارک تو چون ترنشد

ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کا حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنا کہ اسکا کیا سبب کہ آج مینہہ تو برسا - مگر آپ کے کپڑے نہ بہیگے

شرح۔ چونکہ پہلے واردات الٰہی اور فیوض ربانی کے ذکر مین مولانا قدس سرہ فرما چکے ہین کہ فیوض رحمانی ہر ایک آنکھہ کو نہین بلکہ خاصان حق کو نظر آتے ہین اس قصہ مین اُس ولیۂ حق (حضرت عائشہ صدیقہؓ) کا ذکر ہے جسکو وُہ باران فیوض ظاہر طور پر نظر آتے تھے۔

	مصطفےٰ روزے بگورستان برفت	با جنازہ مردے از یاران برفت
ترجمہ	پہنچے گورستان مین اک دن مصطفا	بہر دفن نعش یار با صفا
	خاک را در گور او آگندہ کرد	زیر خاک آن دانہ اش را زندہ کرد
ترجمہ	اُنکی تُربت کو گِل آگندہ کیا	خاک مین دانے کو زندہ کر دیا

شرح۔ اس شعر کے یا تو یہ معنے ہین کہ پیغمبرؐ نے اُسکو دفنا کر از سر نو زندہ کر دیا اور اپنے ہاتھہ سے مٹی دیکر اپنے صحابی کو حیات ابدی عنایت فرمائی۔ کیونکہ المؤمنون لایموتون بل ینقلون من دار الفناء الی دار البقاء یعنے مومن مرتے نہین بلکہ دار فنا سے دار بقا کی طرف انتقال کر جاتے ہین۔ یا یہ معنے ہین کہ اُسکو دانہ کی طرح زمین مین مدفون کر دیا اور اس سے دیگر صحابہ پر اس بات کا اظہار منظور رہا کہ یہ شخص حشر کے دن اِسطرح زندہ ہوگا جسطرح دانہ زمین سے اُگتا ہے۔ مگر پہلے معنے نہایت عمدہ اور بلیغ ہین۔ دانہ سے مراد دونو صورتون مین جسم ہے اس سے آگے مولانا قدس سرہ نے اثباتِ حشر و نشر کے لیئے اشجار دنیا کو اجسام سے تشبیہ دی ہے۔ تاکہ کوتاہ نظر اور عوام اچھی طرح سمجھہ لین کہ اشجار کی طرح اجسام بھی محشر کے دن زمین سے نکلینگے۔

	این درختانند ہمچو خاکیان	دستہا بر کردہ اند از خاکدان
ترجمہ	خاکیون کی شکل ہین یہ سارے درخت	ہاتھہ اُٹھا کر خاک سے اے نیکبخت

شرح خاکیان سے اجسام خاکی اور دستہا (جمع دست بمعنے ہاتھہ) سے درختون کی شاخین مراد ہین اور خاکدان بمعنے زمین ہے یعنے یہ دنیوی درخت زمین مین سے اپنے ہاتھہ (شاخین) نکالکر اشارہ کر رہے ہین کہ جسطرح ہم زمین سے نکل آئے ہین اسیطرح حشر کے دن تمام اجسام خاکی زمینون قبرون۔ خاکستر اور راکھہ کے ڈھیرون سے ضرور نکلین گے۔ اور اللہ تعالےٰ کے روبرو حساب وکتاب کے لیے پیش ہونگے۔

	سوئے خلقان صد اشارت میکنند	وانکہ گوش استش عبارت میکنند
ترجمہ	جانبِ مخلوق اشارت کرتے ہین	کان مین نقل عبارت کرتے ہین

شرح گوش ست کے بعد شین ضمیر لفظ آنکہ کیجانب راجع ہے اور اشارت سے اشارہ بزبان حال و زبان برگ مراد ہے یعنے تمام درخت زمین سے نکلکر زبان حال سے یہ اشارہ کر رہے ہین کہ اے غافلو ہماری طرح مرنے یا دفن ہونے کے بعد تم بھی ایک دن ضرور زمین سے نکلوگے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ درختون کے

اِس اشارہ کو تو ہر کوئی سمجھ سکتا ہے لیکن ولی کامل اور اُس شخص سے جو باطنی گوش رکھتا ہے۔ تمام درخت زبان مقال سے یہی مضمون کہتے ہین۔ کیونکہ انبیا اور اولیا کے ساتھ درختون کا ہمکلام ہونا احادیث سے ثابت ہے۔ رسول اللہؐ کے ساتھ ایک درخت کا ہمکلام ہونا صحیح حدیث مین موجود ہے۔

	باز بان سبز و با دست دراز		از ضمیر خاک مے گویند راز
ترجمہ	سب زبان رکھتے ہین اور دستِ دراز		اور ضمیر خاک کا کہتے ہین راز

شرح۔ زبان سبز سے سبز پتے۔ اور دست دراز سے لمبی لمبی ٹہنیان اور اندرون زمین کے راز سے حشر کے دن مردون کا اُٹھنا مراد ہے یعنے درخت پتون کی زبان حال۔ اور شاخون کے ہاتھون سے حالات حشر و نشر کی طرف اشارہ کر رہے ہین۔

	تیز گوشان راز ایشان بشنوند		غافلان آواز ایشان نشنوند
ترجمہ	تیز گوش آگاہ ہین اُس راز سے		اور غافل بے خبر آواز سے

شرح تیز گوش۔ وُہ شخص جسکی شنوائی نہایت تیز ہو۔ یہان اِس لفظ سے عارف مرفوع الحجاب مراد ہے جو اسی ظاہری کان سے درختون کے راز سُنتا ہے۔ اور غافلون کے روبرو اگر درخت فی الواقع بولنے لگے تب بھی اُنکو آواز سُنائی نہین دیتی۔ مطلب یہ کہ عارف درختون کے راز سے واقف ہین اور غافلون کو آواز تک نہین سُنائی دیتی

	ہاہمچو بطان سر فرو بردہ باب		گشتہ طاؤسان و بودہ چون غراب
ترجمہ	شکل بط رہ کے • گویا زیر آب		بنگئے طاؤس وہ جو تھے غُراب

شرح درخت بیج ہو جانے کے زمانہ مین بط کی طرح پانی کے نیچے ہوتے ہین۔ اور زمین سے نکلنے کے بعد موسم ربیع مین طاؤس کی طرح مزین اور سرسبز ہو جاتے ہین اور ربیع سے پہلے جاڑون مین خشک اور کوے کی طرح سیاہ اور بے رونق رہتے ہین۔ اِسیطرح مردے دفن ہوتے وقت گویا دانہ کی طرح زیر زمین ہوتے ہین بعدہ اُنکی ہڈیان اور گوشت پوست سب خاک مین ملکر گویا خزان آجاتی ہے اور بدن بے رونق ہو جاتا ہے مگر تمام اجسام محشر مین طاؤس کی طرح مزین یعنے کامل و صحیح و سالم ہوکر نکلنے والے ہین یعنے بدن کے اجزا جو خاک کے ذرون مین ملکر منتشر اور بظاہر لاشے یا معدوم ہو گئے ہین سب جمع ہوکر اسی صورت مین اللہ تعالےٰ کے روبرو پیش ہونے والے ہین جس صورت مین مرنے سے پہلے دنیا مین موجود تھے۔ حدیث شریف مین یہ الفاظ موجود ہین۔ یُحشر النّاس حُفَاۃً عُرَاۃً غُرلاً۔ یعنے تمام آدمی حشر کے دن ننگے پاؤن ننگے بدن اور غیر مختون اُٹھائے جائینگے اور قبرون سے اُسیطرح نکلینگے جسطرح مان کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے۔ یہانتک کہ ختنہ کی کھال اپنی جگہ چسپان ہو جائیگی۔

	در زمستان شان اگر محبوس کرد	آن غرابان را خدا طاؤس کرد
ترجمہ	گو زمستان مین کیا محبوس اُنہین	کردیا پہر بعد ازان طاؤس اُنہین
	در زمستان شان اگرچہ داد مرگ	زندہ شان کرد از بہار و داد برگ
ترجمہ	کردیا جاڑون مین اُنکو صید مرگ	اور بہاران مین عطا فرمائے برگ

شرح ان دونو شعرون مین اُسی گزشتہ مطلب کی توضیح ہے نر طاؤس بمعنے مور ہے اور غراب بمعنے کوا۔ یعنے اگرچہ جاڑون اور خزان کے موسم مین اللہ تعالے درختون کو اسیر رنج خزان اور کوونکی طرح بے رونق کردیتا ہے لیکن پہر موسم بہار مین طاؤس کی طرح بارونق اور سرسبز کرکے نکالتا ہے اور اُنکی خزانی موت موسم بہار مین نئی زندگی سے بدلجاتی ہے۔ اسیطرح موت اجسام کے حق مین خزان اور حشر اُنکے لیئے بمنزلہ بہار ہے قیامت کے دن تمام اجسام اسطرح زندہ ہوجائینگے جسطرح بہار مین سوکے ہوے درخت یا تخم سرسبز ہوجاتے ہین۔

	منکران گویند ہست این خود قدیم	این نہ بندیم بر رب کریم
ترجمہ	کہتے ہین منکر کہ یہ خود ہے قدیم	یہ نہین ہے صفت رب کریم

شرح۔ یہان سے منکران حشر و نشر اور حکمائے ملحدین کا رد شروع ہوا ہے یعنے اہل فلاسفہ اور دہریئے یون کہتے ہین۔ کہ یہ درختون کا بوباجانا اور سرسبز ہونا اور پہر خشک ہوجانا۔ اور پہر سبز ہوجانا اور علے ہذا القیاس دیگر تمام اشیائے کائنات کا تغیر و تبدل ازلی و ابدی ہے ہر شے کے افراد انواع ازل سے ابد تک ضمن اشخاص مین باقی رہینگی یعنے زید مرگیا تو کیا ہوا اُسکے نوع یعنے انسان کے افراد مثلاً خالد و محمود و حامد وغیرہ ہمیشہ باقی رہنے والے ہین اسیطرح جانورون اور دیگر اشیا کو خیال کرنا چاہیئے یہ رہٹ ہمیشہ سے یونہی چلا آیا ہے اور ہمیشہ یونہی چلتا رہیگا نیز اُنکا مقولہ ہے کہ اشیائے کائنات کا تغیر و تبدل تغیر فصول کے باعث ہے اور چونکہ دہریئے عالم کو فانی نہین مانتے اسلیئے حشر و نشر کے بہی منکر ہین۔ مگر قرآن مجید کے بہت سی آیتین اُنکے اس قول کی تکذیب کرکے اُنپر کفر کا فتوے دیتی ہین۔ اللہ تعالے فرماتا ہے وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِذَا کُنَّا تُرَاباً وَّآبَآؤُنَا اِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ یعنے کافر از راہ تعجب یہ کہتے ہین کہ کیا ہم اور ہمارے باپ دادا اسطے مین مٹی ہوکر پہر زندہ کیئے جائینگے۔ یعنے حشر ہرگز نہوگا اسلام کے علمائے ظاہر کے نزدیک ذات الٰہی کے سوا سب چیزین حادث اور مسبوق ہین۔ مگر اتنی بات ہے کہ اُسکے اسماء صفات مسبوق بہ سبقت زمانیہ نہین ہین بلکہ متصل واقع ہین۔ نہ عین ذات ہین نہ غیر ذات۔ اور چونکہ تمام اجسام فانی ہین۔ اسلیئے اُنکا حشر و نشر اور حساب و کتاب ضرور ہے۔ اور علمائے صوفیۂ اہل اسلام کے نزدیک اللہ تعالے مع اپنے اسمائے حسنے کے قدیم ہے۔ اور دیگر متعاقب متصل واقع ہین۔ اور عالم اُنکے نزدیک قدیم نہین بلکہ متجدد ہے یعنے ایک شے فانی ہوکر اُسی قسم کے دوسرے نئی شے اُسکی جگہ جہان مین آجاتی ہے۔

اور فانی پر حشر و نشر اور حساب و کتاب ضروری ہے اہل فلاسفہ کی یونتو بہت سے فرقے ہین مگر تین جماعتین بڑی بڑی ہین۔ **اول** دہریون جنہین اصطلاح مین دہریہ کہتے ہین یہ لوگ صانع حقیقی اور خالق کل کے منکر ہین۔ اور عالم کو غیر فانی ولا یزال اور موجود بنفسہ جانتے ہین۔ نیز نطفہ کو حیوان سے اور حیوان کو نطفہ سے ہمیشہ باقی رہنے والی چیز سمجھتے ہین اور یہ خیال کرتے ہین کہ کیفیت عالم ہمیشہ اسیطرح رہیگی جسطرح اب موجود ہے **دوم** طبیعیون۔ جو اکثر طبیعت حیوانی سے بحث کرتے ہین یہ لوگ عجائبات قدرت رب العالمین دیکھکر صانع کے تو قائل ہین۔ مگر چونکہ انکا بحث اکثر طبیعت سے ہے اسلیئے انکا یہ گمان ہے کہ قوت انسانی مزاج کے تابع ہے جب مزاج اور عنصر باطل ہوگیا تو قوت بہی باطل ہو جائیگی۔ اور چونکہ اعادۂ معدوم محال ہے اسلیئے نفس کا اعادہ سمجھ مین نہین آتا۔ اور حشر و نشر وحساب وکتاب کچہ نہین ہے۔ علے ہذا القیاس طاعت کا ثواب اور معصیت کا عذاب بہی موہوم ہے **سوم** الٓہیون۔ جو متاخرین فلاسفہ سے ہین مثلاً سقراط استاد افلاطون۔ اور افلاطون استاد ارسطاطالیس۔ جنہون نے پہلے دونو فرقون کا رد کیا ہے۔ مگر انہین بہی کفر کی بعض خصلتین موجود تہین سب سے زیادہ افسوس اسپر ہے کہ اسقدر دانا ہوکر مذکورۂ بالا تینون فرقے مرنیکے بعد حشر و نشر کے یکسان منکر ہین اور یہ کہتے ہین کہ اشیا کا تغیر و تبدل اور ہر ذی روح کی موت وحیات گردش فلک اور تغیر فصول کے باعث ہے۔ قدامت سے اسیطرح ہوتی آئی ہے ہم ان تغیرات کو خدا کی طرف منسوب نہین کرتے یعنے یہ نہین کہتے کہ خدا ایسا کرتا ہے بلکہ خود زمانہ اور اُسکی تاثیر سے یہ تغیرات ظاہر ہوتے ہین۔

	جملہ پندارند این خود دائم است	**وز قدم این جملہ عالم قائم است**
ترجمہ	ہے گمان سب کا کہ خود دائم ہے یہ	اور قدم سے اپنے خود قائم ہے یہ

شرح یعنے تمام حکماء فلاسفہ کا گمان یہ ہے کہ عالم بالتحقیق یا بذاتہ قدیم اور حالت قدم مین ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ افلاک اپنی خاص شکلون کے ساتہ اور زمینی اشیا اپنے اجناس و انواع کے ساتہ ازلی وابدی ہین اور اسکو نہین سمجہتے کہ عالم حادث وفانی اور متجدد الامثال ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ یعنے بجز ذات الٓہی دیگر تمام چیزین ہلاک اور فنا ہونے والی ہین۔

	کوری ایشان درون دوستان	**حق برویاند باغ و بوستان**
ترجمہ	ہین وہ اندہے اور قلب دوستان	لطف خالق سے ہے رشک بوستان

شرح کوری ایشان مبتدا ہے اور اُسکی خبر حسب قرینہ محذوف ہے یعنے کوری ایشان ثابت ست مطلب یہ کہ ان منکران حشر کا اندہاپن ظاہر ہے کیا یہ اتنا نہین سمجہتے کہ جو شے قدیم ہوتی ہے وہ تغیرات سے محفوظ رہتی ہے اور عالم چونکہ متغیر ہے اسلیئے حادث ہے اور حادث فانی ہوتا ہے اس لحاظ سے انسان بہی

فانی ہے۔ اِس فانی کو جزا و سزا کے لیئے ضرور محشر کے دن زندہ کیا جائے گا اور حقوق العباد و حقوق الٰہی کے متعلق اِس سے ٹھیک سوال ہوگا۔ ورنہ عدالتِ خداوندی قایم نہین رہتی۔ اِسلیئے منکرین کا اندھاپن ظاہر ہے اور اُنکے برخلاف اولیاء اللہ کے دلمین باغ معرفت کہل رہا ہے اور وہ عالم کو فانی سمجھکر مرتبۂ بقا باللہ حاصل کیے ہوے ہین۔ یا اُسکے لیئے کوشش کر رہے ہین یا یہ معنے ہین کہ اُنکے اندھے پن کے سبب اولیاء کے دلمین اللہ نے بوستان معرفت شگفتہ کر دیا ہے یعنے اُنکے باطنی عقل زائل ہوکے اولیا کے حصہ مین آگئی ہے۔ اِس صورت مین سر مصرع اول مین از سببیہ محذوف ہے۔

	ہر گلے کاندر درون بویا بود	آن گل از اسرار کل گویا بود	
ترجمہ	سچ یہ ہے باطن مین بویا ہے جو گل	ہے وُہ گل گوئیندۂ اسرار کل	

شرح یہان اسرار کل سے اسرار ذات مستجمع جمیع صفات کمالیہ یعنے اسرار ذات الٰہی مراد ہین مطلب یہ کہ معرفت کا پہول جو عارفون کے دِل مین شگفتہ ہوکر گلشن حقیقت کی خوشبو پہیلا رہا ہے وُہ فی الواقع چپکے چپکے گویا اسرار الٰہی کہہ رہا ہے یعنے معرفت کا پہول اِس بات کی خبر دیتا ہے کہ بجز ذات الٰہی ہر شے حادث اور فانی ہے کیونکہ جبتک جمیع ماسوے اللہ کو فانی نمانا جائے عرفان حاصل ہی نہین ہوتا۔ یا کل بمعنے ہر چیز ہے یعنے معرفت کا پہول اپنی خوشبو سے ہر چیز کے اسرار بیان کر دیتا ہے۔ اور اِسی نے عارفون کو یہ بتا دیا ہے کہ ماسوے اللہ ہر شے حادث اور فانی ہے۔

	بوے ایشان رغم انف منکران	گرد عالم مے رود پردہ دران	
ترجمہ	اُنکی بو برعکس قول منکران	گشت کرتی پہرتی ہے گرد جہان	

شرح۔ رغم انف لُغت مین بمعنے مالیدن بینی بخاک ناک کا خاک آلودہ ہونا ہے اور مجازاً کسی کام برعکس کرنے کو کہتے ہین۔ اور اصطلاح مین بمعنے ذلت آتا ہے۔ یعنے اولیاء اللہ کے بوئے معرفت جو برعکس اعتقاد ملحدان اور باعث ذلت منکران حشر و قائلان قدم عالم ہے شکوک اور غفلت کے پردے پہاڑ کر گردِ عالم تک پہنچ گئی ہے اور تمام جہان کو معلوم ہوگیا ہے کہ ذاتِ الٰہی کے سوا ہر شئے حادث اور فانی ہے اور عدالت خداوندی قایم رکھنے کے لیے مرنیکے بعد زندہ ہونے یعنے حشر و نشر کا سچے دِل سے جاننا فرض ہے

	منکران ہمچون جُعل زان بوئے گل	یا چو نازک مغز از بانگ دُہل	
ترجمہ	منکرین بنگئے کرم نجاست	یا ڈہل سے جسطرح اِک نازنین	

شرح لفظ جُعل عربی ہے۔ ایک سیاہ رنگ اور پردار جانور کو کہتے ہین جو زنبور کا ہمشکل ہوتا ہے اور سرگین وغیرہ بدبو کی چیزون مین رہتا ہے اور خوشبو سے بہت ایذا پاتا ہے۔ یہانتک کہ مرجاتا ہے مطلب یہ کہ علوم انبیا

و اولیا کے باعث جو مانند بوے گل ہے منکرین اسطرح ہلاک ہو جاتے ہین جسطرح جُعل خوشبو پاتے ہی مر جاتا ہے یا اُنکا حال ایسا ہو جاتا ہے جیسا کسی نازک دماغ آدمی کا کہ ڈھول کی آواز کا متحمل نہین ہوتا۔ حالانکہ حدوثِ عالم اور قدم ذات الٰہی کی آواز بانگ دُہل کی طرح تمام عالم مین پہنچ گئی ہے۔

	خویشتن مشغول مے سازند و غرق	چشم مے دوزند از لمعان برق
ترجمہ	اپنے بیہودہ شاغل میں ہیں غرق	دیکھ سکتے ہی نہیں لمعانِ برق

شرح یعنے منکرین اپنے آپ کو اسلیئے دنیوی احکام اور باریکیون مین مشغول رکھتے ہین۔ کہ کہین فرصت پاکر احکام اور باریکیون مین مشغول رکھتے ہین۔ کہ کہین فرصت پاکر احکام شرعیہ نہ سُن لین اور لمعان برق معنوی اور علم لدنی سے آگاہی حاصل ہو جاے۔ بلکہ اُنکا مشغلہ صرف خطوط نفسانی کے لیئے ہے وُہ لمعان برق (بجلی کی چمک ہے یعنے علم الٰہی اور فرمان انبیا سے آنکھین چراتے ہین۔ اُنپر نظر ہی نہین ڈالتے یہی سبب ہے کہ وُہ کفر والحاد کی تاریکیون سے ایمان کی روشنی مین نہین آسکتے۔

	چشم مے دوزند و آنجا چشم نے	چشم آن باشد کہ بیند مامنے
ترجمہ	بند آنکھیں ہوں تو کب ہاتھ آئے امن	آنکھ وہ ہے دیکھ لے جو جائے امن

شرح۔ یعنے یہ کیون کہا کہ منکرین۔ احکام شرعیہ اور علوم معنویہ سے دانستہ چشم پوشی کرتے ہین بلکہ یون کہنا چاہیئے تھا کہ وُہ آنکھین ہی نہین رکھتے۔ کیونکہ آنکھ تو وہی کام کی ہے جو امن یعنے نجات اور فلاح دارین کا راستہ دکھائے جو منکرین کو نصیب نہین قرآن مجید مین ہے فَاِنَّہَا لَا تَعۡمَی الۡاَبۡصَارُ وَلٰکِنۡ تَعۡمَی الۡقُلُوۡبُ الَّتِیۡ فِی الصُّدُوۡرِ یعنے آنکھین اندھی نہین ہوتین۔ بلکہ دل اندھے ہو جاتے ہین۔

	چون ز گورستان پیمبر باز گشت	سوئے صدیقہ شد و ہمراز گشت
ترجمہ	ہو کے واپس آپ گورستان سے	حضرتِ صدیقہ کی جانب گئے

شرح نصیحت کے بعد قصہ کی طرف رجوع ہوا ہے یعنے پیمبر صلے اللہ علیہ وسلم اپنے صحابی کو دفنا کر حضرت عائشہ صدیقہؓ پاس تشریف لائے۔

	چشم صدیقہ چو بر رویش فتاد	پیش آمد دست بر وے مے نہاد
ترجمہ	عائشہ کی جب پڑی اُنپر نظر	آگے آکے ہاتھ رکھا چہرہ پر
	بر عمامہ و روئے او و موئے او	بر گریبان و بر و بازوئے او
ترجمہ	اور ٹٹولا بالوں کو دستار کو	جیب و بازوئے شہ ابرار کو

شرح دو نو شعر قطعہ بند ہین۔ یعنے جب سرور کائنات اپنی صحابی کو دفنا کر گورستان سے دولتخانہ مین واپس

تشریف لائے تو حضرت عائشہ آپ کے عمامے اور چہرۂ مبارک اور بالون۔ اور گریبان اور بغل۔ اور بازو پر ہاتہہ پہیر کر یہ معلوم کرنا چاہتی تہین کہ آج مینہہ برسا ہے شاید آپ کے کپڑے بہیگ گئے ہونگے۔

	گفت پیغمبر چہ میجوئی بشتاب	گفت باران آمد امروز از سحاب
ترجمہ	بولے پیغمبر کہ ہے کیا جستجو	وہ یہ بولین مینہ تہا آج اے نیک خو

شرح۔ لفظ شتاب پہلے گفت سے بہی متعلق ہوسکتا ہے۔ اور دوسرے سے بہی۔ یعنے یہ حالت دیکہکر یا تو پیغمبر نے جلدی سے پوچہا کہ اے عائشہ تم کس چیز کی جستجو مین ہو یا پیغمبر نے جب یہ کہا کہ اے عائشہ کیا ڈہونڈ رہی ہو تو حضرت عائشہ نے جلدی سے جواب دیا کہ آج مینہہ برسا تہا مین یہ دیکہہ رہی ہون کہ کہین آپ کے کپڑے نہ بہیگ گئے ہون۔

	جامہای ات می بجویم در طلب	تر نمی بینم ز باران یا عجب
ترجمہ	آپکے کپڑون کو کرتی ہون طلب	کیون نہین بہیگے یہ ہے جائے عجب

شرح۔ یہ شعر تتمۂ جواب حضرت عائشہ ہے۔ یعنے صدیقہ نے یہ فرمایا کہ یا رسول اللہ مین آپ کے کپڑون کو ٹٹول رہی ہون مگر یہ تعجب ہے کہ با اینہمہ جستجو جامۂ مبارک کو تر نہین دیکہتی۔ حالانکہ آج مینہہ برس چکا ہے اسکا کیا سبب ہے کہ مینہہ برسا اور آپ کے کپڑے نہ بہیگے۔

	گفت چہ بر سر فگندی از ازار	گفت کردم آن ردای تو خمار
ترجمہ	بولے وہ کیا سر پہ ڈالا تہا بتا	بولین یہ وہ آپ ہی کی تہی ردا

شرح۔ ازار بمعنے تہبند ہے یہان مطلق جامہ مراد ہے اور خمار چادر یا اوڑہنی کو کہتے ہین یعنے حضرت عائشہ کے اس سوال کے جواب مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ اے عائشہ تو نے جب مینہہ دیکہا تہا تو سر پر کیا کپڑا ڈالا تہا۔ کیونکہ مینہہ کے وقت بہیگنے کے خوف سے آدمی کپڑا سر پر ڈال لیتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ عرب مین اسوقت تک چہتری کا رواج نہ تہا حضرت عائشہ نے جواب دیا کہ مینے آپ کی ردا چادر مبارک کو اپنی اوڑہنی بنا کر سر پر ڈال لیا تہا۔

	گفت بہر آن نمود اے پاک جیب	چشم پاکت را خدا باران غیب
ترجمہ	پہر کہا حضرت نے سن اے پاک جیب	ہے یہ چادر منظہر باران غیب

شرح۔ یہ شعر تتمۂ جواب رسول اللہ ہے یعنے آپ نے حضرت عائشہ سے یہ سنکر کہ انہون نے مینہہ دیکہکر آپ کی چادر اپنے سر پر ڈال لی تہی یہ فرمایا کہ اے پاکدامن بی بی اس چادر ہی کی برکت سے تجکو باران غیب معلوم ہوا ورنہ آج مینہہ نہین برسا نکتہ رسول اللہ کے فرمانے سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ کو

باران غیب چادر مبارک آنحضرت سر پر ڈالنے کے بعد معلوم ہوا اور حضرت عائشہ کا قول اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ چادر مبارک مینہہ برسنے کے بعد سر پر ڈالی۔ کیونکہ مینہہ سے پہلے اُسکا بچاؤ کوئی نہین کرتا۔ اِسکا جواب یہ ہے کہ شاید اُسدن ابر ہو۔ اور حضرت عائشہ نے مینہہ کی آمد دیکھکر سر پر چادر ڈال لے ہو ہان یہ ضرور ہے کہ اُسدن باران آب نہ تہا۔ بلکہ باران رحمت تہا صرف منبع فیوض الٰہی اور سحاب واردات رحمانی یعنے آنسرور کی چادر کی برکت سے حضرت عائشہ کو باران غیب برستا معلوم ہوا۔ **فائدہ** یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ جسطرح سرور کائنات کی چادر کی برکت سے حضرت عائشہ کو اسرار غیب ظاہر طور پر نظر آ گئے۔ اِسیطرح ہر مرشد کامل کے فیض صحبت اور برکت ارشاد و ہدایت سے اسرار معارف معلوم ہو سکتے ہین مگر دیکھنے والا چشم باطن اور نور معرفت رکھتا ہو۔ ورنہ بجز محرومی و ناکامی کچھ بھی حاصل نہو گا

	نیست آن باران ازین ابر شما	ہست ابر دیگر و دیگر سما
ترجمہ	وہ مگر اس ابر کا باران نہین	ہے وہ ابر چرخ دیگر بالیقین
	ایچنین باران زابر دیگر ست	رحمت حق در نزولش مضمر ست
ترجمہ	ہے یہ دیگر ابر سے اے مہربان	رحمت حق جسمین رہتی ہے نہان

شرح۔ یہ اشعار قول آنسرور کائنات بھی ہو سکتے ہین اور مقولۂ مولانا قدس سرہ بھی۔ یعنے یہ باران غیبی اس تمہارے آسمانی ابر سے نہین برسا۔ بلکہ اِسکا ابر اور آسمان کچھ اور ہی ہے جسکے نزول مین سراسر رحمت پوشیدہ ہے بخلاف باران آبی کہ اسمین کبھی رحمت پوشیدہ ہوتی ہے اور کبھی زحمت۔ اس باران غیب اور آسمان غیبی وغیرہ کی شرح۔ آئندہ تفسیر قول سنائی مین آنیوالی ہے۔ اور اِسیلئے مولانا قدس سرہ نے آنحضرت صلعم اور حضرت عائشہ کے سوال و جواب کو چھوڑ کر حکیم سنائی کی قول کی تفسیر لکھی ہے۔

تفسیر قول حکیم سنائی

ترجمہ: حکیم سنائی کے قول کی تفسیر

آسمانہاست در ولایت جان ٭ کار فرمای آسمان جہان ٭ در رہ روح پست و بالاہاست ٭ کوہہائے بلند و دریاہاست

ترجمہ روح کی ولایت مین ایسے آسمان مین جو آسمان دنیا کے حاکم ہین اور روح کے رستے مین پستی و بلندی۔ اور کوہ و دریا سب موجود ہین

شرح۔ یہ دونو شعر حکیم سنائی کے ہین یعنے روح کی ولایت یا عالم روح مین ایسے آسمان موجود ہین جنکا تصرف آسمان دنیا پر ثابت ہے۔ بلکہ آسمان دنیا کو آسمانہائے روح کا عکس اور فرمان پذیر سمجھنا چاہیئے کیونکہ آسمانہائے روح سے عالم الٰہی مراد ہین اور اس آسمان دنیا مین اُسیکے آثار اور شیون ظاہر ہوتے رہتے ہین نیز روح کے رستہ مین پستی اور بلندیان اور کوہ ہائے بلند اور دریا ہین۔ یعنے مراتب تعینات موجود ہین جنکے پستے مرتبہ عالم ناسوت اور بلندی مرتبہ

عالم لاہوت اور کوہ بلند مراتب معرفت اور دریا بحر تجلی کا استغراق ہے۔ انسان جسقدر تعلق عالم جسمانی کو کم کرتا جائے گا اُسکے بدلے مین کیفیت عالم روحانی حاصل ہوتی جائے گی۔ یہانتک کہ مرتبہ استغراق نصیب ہو جائیگا۔ چنانچہ آیندہ اشعار مین مولانا قدس سرہ یہی اشارہ کرتے ہین۔

	بشنو از قول سنائی در رموز	معنیے تا واقف آئی بر کنوز
ترجمہ	نکتۂ قول سنائی سُن ضرور	واقفِ معنی ہوتا اے پُر شعور

شرح یعنے ایمخاطب ہمارے اس قول کی تائید مین کہ غیبی ابر اور معنوی آسمان کچھ اور چیز ہے حکیم سنائی کے اُس قول کے معنے سُن رکھہ جو اُسنے بیان رموز الٰہی کے متعلق کہا ہے۔ تاکہ تو باطنی خزانون کے حالات سے واقف ہو جائے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ معنیے ناواقف مین اضافت مقلوب اور آئی بشنو پر معطوف ہو یعنے اے ناواقف معنے حکیم سنائی کا قول سن اور علم کے خزانون کی طرف آ۔

	گر تو بکشائے ز باطن دیدۂ	زو بیابی سرمۂ بگزیدۂ
ترجمہ	دیدہ باطن اگر تو پائے گا	سُرمہ نایاب ہاتھ آجائیگا

شرح یعنے اگر تو چشم باطن کھولکر دیکھے تو تجھے ایسا سرمہ (جلائے بصارت معنوی) ملجائے جسکو اولیاء اللہ کی آنکھین پسند کرتے ہین اور جسکے آنکھون مین لگانے سے اہل عرفان کو اسرار غیبی نظر آجاتے ہین۔

	پیر دانا اندرین رمزے کہ گفت	در حقیقت زین صدف دُرّے بسفت
ترجمہ	پیر دانا کا جو کچھ فرمان ہے	در حقیقت گوہر عرفان ہے

شرح یعنے اُس عقلمند بوڑھے (حکیم سنائی) نے اس قول مین جو اُسکی زبان سے نکلا ہے فی الحقیقت اس صدف (صدف معرفت) سے نکالکر ایک بیش قیمت موتی پرو دیا ہے یعنے حکیم سنائی کا یہ قول جواہر سے تولنے کے قابل ہے

	غیب را ابرے و آبے دیگرست	آسمان و آفتابے دیگرست
ترجمہ	معنوی ہے ابر دیگر۔ دیگر آب	آسماں دیگر ہے۔ دیگر آفتاب

شرح یعنے عالم غیب کا ابر و آب اور آسمان و آفتاب اس ظاہر ابر و آب اور آسمان و آفتاب سے جدا ہے جو خارج مین نظر آتا۔ ان چیزون کو صرف چشم حقیقت بین دیکھہ سکتی ہے۔ مثلاً معنوی ابر سائبان رحمت الٰہی ہے جو عاشقان حقیقی کے لیئے باعث راحت ہے یا ظلمت معاصی کی کالی گھٹا ہے جو غافلون کے دلونپر چھائی ہوئی ہے اور معنوی مینہ نیکون کے لیئے متواتر توفیق حسنات اور بدون کے لیئے پے درپے ارادۂ سیئات ہے علیٰ ہذا القیاس باطنی آسمان نیکون کے لیئے بلندی مرتبہ عرفان ہے اور بدون کے لیئے تکبر ونخوت وخودستائی اور تعلّی اور باطنی آفتاب نیکون کے حق مین روشنضمیری اور نور عقل ہے اور بدون کے حق مین ظاہری چمک دمک اور دنیوی معاملات مین دلسوزی ہے

	نا ید آن الا کہ بر خاصان پدید	باقیان فی لبس من خلق جدید
ترجمہ	خاصگانِ حق پہ ہوتا ہے پدید	باقیوں کو شبہۂ خلق جدید

شرح یعنے ابر و آب باطنی اور آسمان و آفتاب معنوی دیگر شے ہے اور ظاہری دیگر شے ۔ معنوی ابر و آب وغیرہ سوائے خاصان حق کے اور کسی پر ظاہر نہین ہوتا ۔ عوام اور غیر خاصان حق اس نئی مخلوق سے شبہ مین ہین یعنے جونکہ انکو غیب کا ابر اور آفتاب وغیرہ نظر نہین آتا ۔ اسلئے اُنکے وجود مین شبہ کرتے ہین یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے افعیینا بالخلق الاول بل ہم فی لبس من خلق جدید یعنے کیا ہم مخلوق کو اول بار پیدا کرنے کے باعث تہک گئے ہین ہرگز نہین تہکے (یہ استفہام انکاری ہے) بس تو علے ہذا القیاس ہم دوبارہ پیدا کرنے سے بہی نہ تہکینگے علمائے ظاہر نے اس آیت سے حشر و نشر کا اثبات کیا ہے اور علمائے باطن نے تجدد امثال کا ۔ جو کہ ہر آن مین ایک جدید مخلوق کی طرح ظاہر ہوتا ہے (تجدد امثال کی شرح مفصل طور پر پہلے گذر چکی ہے) اور مولانا نے اس آیت سے دونو مطلب ثابت کئے ہین آپ کا مدعا یہ ہے کہ عالم غیب مین جو کچہ مخلوق ہو چکا ہے یا ہوگا غافل اور منکر اُسکی نسبت شک مین ہین خواہ وہ حشر ہو یا تجدد امثال یا عالم معنوی جسمین باران و آسمان معنوی موجود ہے اور اِس انکار و شک کا یہ سبب ہے کہ اُنہین چشم حقیقت مین نہین ملی ۔ اسلئے جو شے ظاہر مین نظر نہین آتی اُسکے معنوی وجود سے بہی انکار کرتے ہین یا اُسکی نسبت شک مین پڑے ہوئے ہین ۔

	ہست باران از پئے پروردگی	ہست باران از پئے پژمردگی
ترجمہ	ایک مینہہ ہے از پئے پروردگی	ایک مینہہ ہے از پئے پژمُردگی

شرح یعنے جسطرح اس باران ظاہری مین نفع اور پروردگی (پرورش نباتات) کا مادہ مخفی ہے اسیطرح ضرر اور پژمردگی (نباتات کو پژمردہ کرنے اور انکی جڑون کو گلا دینے) کا مادہ بہی موجود ہے علے ہذا القیاس باران غیبی مین ہم دونو باتین موجود ہین معاصی جو باران غضب آلہی کے قطرے ہین باعث ضرر اور روح کو پژمردہ کرنے والے ہیں ۔ اور طاعات جو باران رحمت کی بوندیان ہین موجب نفع اور دلون کو پرورش کرنے والی ہین ۔

	نفع باران بہاری بوالعجب	باغ را باران پائیزی چو تب
ترجمہ	سودِ باراں بہاری ہے عجب	اور بارانِ خزان ہے شکل تب

شرح پائیز بیائے معروف بروزن تاثیر موسم خزان کو کہتے ہین یعنے فصل بہار کا مینہہ نہایت تعجب انگیز اور خوشگوار ہوتا ہے کہ برستے ہی تمام باغ اور جنگل سرسبز ہو جاتے ہین ۔ اور ہزار ہا طرح کے پہول بوٹے شگفتہ ہو کر نمونۂ قدرت آلہی دکہا دیتے ہین ۔ لیکن اسکے مقابلہ مین فصل خزان کا مینہ باغ کے لیئے ایسا ہے جیسا کہ ذی روح کے حق مین تپ یا بخار ۔ کہ دو ہی دن مین پژمردہ کر دیتا ہے علے ہذا القیاس باران غیبی کو خیال کرنا چاہیئے ۔

	آن بہاری نازپرور دش کند	وین خزانی ناخوش وزردش کند
ترجمہ	اُسکو خوش کرتا ہے باران بہار	اور خزانی زرد کر دیتا ہے یار

شرح لفظ بہاری اور خزانی مین یائے نسبت ہے یعنے موسم بہار کا مینہہ باغ کو نازپرورده (خوش وخرم) اور فصل خزان کا ناخوش اور زرد کر دیتا ہے۔ مینہ بصورت ظاہر ایکسان معلوم ہوتا ہے۔ مگر اسکی تاثیر الگ ہے اور اُسکی الگ

	ہمچنین سرما و باد و آفتاب	بر تفاوت دان وسررشتہ بیاب
ترجمہ	ہے اُسی صورت سے سرما، مہر، باد	فرق ہے ان سب مین رکھہ نکتے کو یاد

شرح یعنے جسطرح مینہہ کی دو حالتین ہین (کبھی نافع۔ کبھی ضرر رسان) اسیطرح جاڑے اور ہوا۔ اور سورج کی بہی دو حالتین ہین۔ ایمخاطب تو ان تینون کو بہی پُر تفاوت جان اور سررشتۂ مدعا کو سمجہ یعنے یہ بات بدیہی ہے کہ ان چیزون کے اثر متفاوت ہین۔ ہوا کبھی نقصان پہنچاتی ہے اور کبھی نفع علی ہذا القیاس جاڑے اور آفتاب کو سمجھنا چاہیئے نتیجہ یہ ہے کہ ان ظاہری ابروآب وآفتاب وغیرہ کی طرح باطنی ابروآب وآفتاب کی بہی دو حالتین ہین اسکی تشریح آیندہ شعر مین ہے۔

	ہمچنین در غیب انواع ست این	در زیان و سود و در ربح وغبین
ترجمہ	اور اسی صورت سے ہے سُن میری جان	غیب مین ربح وغبین سود وزیان

شرح یعنے جسطرح ابروآب وآفتاب ظاہری کی دو حالتین ہین اسیطرح باران وآفتاب غیبی وغیرہ کی حالت بہی نفع اور نقصان رسانی مین متفاوت ہے۔ مثلاً نماز وذکر وروزه اور تمام نیکیان باران بہاری اور باعث نفع ہے اور غیبت وشرک وکفر وکبر ونخوت اور محبت دنیائے فانی باران خریف اور باعثِ ضرر ہے نیکیون کا ابر رحمت الٰہی کا مینہہ برساتا ہے اور گناہون کی کالی گہٹاؤن سے سانپ بچھو برستے ہین۔ آفتاب تجلی رحمت دیگر شے ہے اور آفتاب تجلی غضب دیگر چیز۔ شعر مین سود بمعنے فائدہ اور غبین بمعنے غبن وخسارہ ہے۔

	این دمِ ابدال باشد زان بہار	در دل وجان روید از وے سبزہ زار
ترجمہ	ہے دمِ ابدال اک جنس بہار	جس سے اُگتا ہے دلون مین سبزہ زار

شرح یعنے یہ ابدال اور اولیا کا دم یا کلام گویا اس بہار (باران بہاری) سے مخلوق ہوا ہے جو سراسر فائدہ مند ہے اور اُنکے فیض سے طالبین کے دلمین سبزہ زار معرفت اور علم وحکمت اُگتا ہے۔

	فعل باران بہاری با درخت	آید از انفاسِ شان با نیکبخت
ترجمہ	کرتی ہے گلشن سے جو باد بہار	ہان وہ کرتا ہے دمِ مردانِ کار

شرح یعنے جو تاثیر باران بہاری کی درخت کے ساتہ ہوتی ہے وہی تاثیر اولیا کے انفاس متبرکہ سے طالب مین آجاتی

ہے بشرطیکہ طالب نیک بخت اور ازل مین صاحب نصیب ہو۔

	گر درختِ خشک باشد در مکان	عیب آن از باد جان افزا مدان
ترجمہ	ہو کسی گھر مین اگر سوکھا درخت	اسمین عیب باد کیا اے نیکبخت

شرح طالب کے مستعد و غیر مستعد ہونے کو تشبیہ مین بیان کیا گیا ہے یعنے اگر کسی مکان مین کوئی ایسا خشک درخت ہو کہ اسمین نشو و نما کی استعداد ہی نہ رہی ہو تو یہ درخت ہی کا عیب ہے اسمین باد جان افزا کا کچھ قصور نہین بلکہ درخت ہی مین قابلیت اور استعداد قبول باد جان افزا نہو تو ہوا کیا کر سکتی ہے۔ یہی حال طالب کا ہے۔ اگر اسمین استعداد نہین ہے تو انفاس اولیا کچھہ اثر نہین کر سکتے۔

	باد کار خویش کرد و بر وزید	آنکہ جانے داشت بر جانش گزید
ترجمہ	کر گئی ہے کام سب اپنا ہوا	مُردۂ بے جان کی ہے کیا دوا
	وانکہ جامد بود خود واقف نشد	وائے آن جانے کہ او عارف نشد
ترجمہ	اُس سے جو پتھر ہے وہ واقف نہین	حیف ہے اُسپر کہ جو عارف نہین

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند اور اُسی گزشتہ مضمون کی تشریح ہین وزیدن بمعنے ہوا چلنا۔ اور گزیدن بفتح کاف فارسی بمعنے ڈنک مارنا اور اثر پہنچانا مطلب یہ کہ ہوا نے اپنا کام کیا اور درختون پر چلی اور جو درخت کہ جان لا استعداد نشو و نما رکھتا تھا اُسکی جان پر اثر پہنچایا۔ یعنے سرسبز کر دیا اور جو درخت کہ پتھر کے مانند جامد (افسردہ یا نا قابل نشو و نما) تھا اُسے خبر بھی نہوی۔ کہ باد جان افزا کسلیئے چلی تھی یہی حال طالبان معرفت کا ہے۔ صاحبان استعداد کو مرشد کامل کے انفاس متبرکہ نئی زندگی عطا فرماتے ہین۔ اور نا قابلان استعداکسی قسم کا فائدہ نہین اُٹھا سکتا۔ اسلیئے مولانا قدس سرہ نے آخر مصرع مین افسوس کر کے یہ فرمایا ہے کہ اُس شخص کی حالت پر صد حیف جو مرشدان کامل کے انفاس متبرکہ سے فیضیاب ہو کر بھی عارف نہ بنا۔ نیز گزید بضم کاف فارسی بمعنے اختیار کرنا بھی درست ہے۔

در معنی حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم اغتنموا برد الربیع فانہ یعمل بابدانکم کما یعمل باشجارکم واجتنبوا برد الخریف فانہ یعمل بابدانکم کما یعمل باشجارکم

ترجمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا بیان کہ موسم بہار کی ٹھنڈک کو غنیمت جانو کیونکہ یہ تمہاری بدنونکے ساتھہ وہی فعل کرتی ہے جو درختون کے ساتھ اور فصل خزان کی ٹھنڈک سے بچتے رہو کیونکہ یہ تمہارے بدنون کے ساتھ وہی فعل کرتی ہے جو درختون کے ساتھ یعنے برد ربیع درختون اور بدنون کو سرسبز اور تر و تازہ کر دیتی ہے۔ اور برد خریف افسردہ

شرح۔ مطلب یہ کہ موسم بہار کی ٹھنڈک سے اپنے جسمون کو پوشیدہ نہ رکھا کرو۔ کیونکہ یہ جسطرح درختون مین نشو و نما کا مادہ پیدا کرتی ہے اسیطرح تمہارے جسمون مین خون و طاقت اور تازگی و مسرت کو بڑھا دیتی ہے۔ اور فصل

خریف کی ٹھنڈک جسطرح درختون کو پژمردہ اور زرد کردیتی ہے اسیطرح تمہارے جسمون کو افسردہ کرنے والی ہے یہ حدیث شریف کے ظاہر معنے ہین باطنی تفسیر عنقریب مولانا قدس سرہ خود بیان فرمائینگے۔ چونکہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ظاہری اور معنوی جاڑے کی دو حالتین ہین اسیلئے حدیث مذکور گویا مولانا قدس سرہ کے دعوے کی روشن دلیل ہے۔

	قول پیغمبر بشنو اے جان من	دور کن از خویشتن انکار و ظن
ترجمہ	قول پیغمبر کا سُن لے جانِ من	دور کر دے دل سے سب انکار و ظن

شرح یعنے ہم جو یہ کہہ چکے ہین کہ ہمچنین در غیب انواع است این۔ یعنے ظاہری ابر و آب و آفتاب وغیرہ کیطرح عالم غیب مین بھی یہ چیزین موجود ہین اسکی دلیل پیغمبرؐ خدا کی حدیث ہے۔ اسکو سن۔ اور موجودات عالم غیب کا انکار یا شک اپنے دل سے دور کر۔

	گفت پیغمبر ز سرمائے بہار	تن مپوشانید یاران زینہار
ترجمہ	زندگی افزا ہے سرمائے بہار	تن نہ ڈھانکو اس سے یارو زینہار
	زانکہ با جان شما آن میکند	کان بہاران با درختان مے کند
ترجمہ	کیونکہ یہ جانوں سے کرتی ہے وہ کام	جو شجر سے کرتی رہتی ہے مدام

شرح یعنے پیغمبر علیہ الصلوۃ نے فرمایا ہے کہ موسم بہار کی ٹھنڈک سے اپنے بدن نہ ڈھانکو کیونکہ یہ جسمون کے ساتھ وُہ کام کرتی ہے جو درختون کے ساتھہ کیا کرتی ہے۔

	پس غنیمت باشد آن سرمائے او	در جہان بہر عارفان وقت جو
ترجمہ	پس غنیمت ہے یہ سرمائے بہار	عارفوں کے واسطے اے ہوشیار

شرح ضمیر او بہار کی جانب راجع ہے اور عارفان وقت جو سے عارفان الٰہی نہین بلکہ وُہ لوگ مراد ہین جو ہر کام موسم کی شناخت اور وقت کے لحاظ سے کیا کرتے ہین یعنے موسم بہار کی ٹھنڈک وقت کا لحاظ رکھنے والون کے حق مین نہایت غنیمت ہے۔

	در بہاران جامہ از تن برکنید	تن برہنہ جانب گلشن روید
ترجمہ	ان بہاروں میں برہنہ تن چلو	تن برہنہ جانب گلشن چلو

شرح یعنے پیغمبر علیہ الصلوۃ کے اس قول سے کہ موسم بہار کی ٹھنڈک کو غنیمت جانو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس موسم مین ننگے بدن باغو نمین جایا کرو تاکہ صحت اور مسرت حاصل ہو کیونکہ اس موسم کی ٹھنڈک جسطرح درختوں کو نشو و نما دیتی ہے۔ اُسیطرح بدنوں کو تر و تازہ کر دیتی ہے

	لیک بگریزید از باد خزان	کان کند کان کرد با باغ و رزان
ترجمہ	برخلاف اسکے مگر بادِ خزاں	باغ کو اور جان کو ہے نقصاں رساں

شرح یعنے پیمبر علیہ الصلوۃ نے اسکی ساتہ یہ بہی فرمایا ہے کہ موسم خزان کی ٹہنڈک سے بچتے رہا کرو کیونکہ یہ درختون کی طرح جسمون کو بہی افسردہ کر دیتی ہے۔ باغ سے مطلق درخت مراد ہین۔ اور رزان جمع رز ہے یعنے درخت انگور

	راویان این را بظاہر بردہ اند	ہم بران صورت قناعت کردہ اند
ترجمہ	راویوں نے حمل ظاہر پر کیا	یعنے جو ظاہر تھا وہ مطلب لیا
	بیخبر بودند از سرّ آن گروہ	کوہ را دیدہ ندیدہ کان بکوہ
ترجمہ	بے خبر اسرار سے تھا وہ گروہ	کوہ میں جبکو نہ سوجھی کانِ کوہ

شرح یعنے راویان حدیث مذکور اور علمائے ظاہر نے اس حدیث کو ظاہری معنون پر محمول کیا ہے اور لفظ ربیع وخریف کے انہی ظاہری معنون (یعنے بہار وخزان) پر قناعت کی ہے یہ گروہ (علمائے ظاہری) اس حدیث کے سِر (باطنی معنے) سے بیخبر ہے اور اُنکی مثال ایسی ہے جیسا کہ کسی شخص کو پہاڑ تو دکہائی دیتا ہے مگر لعل وجواہر کی وہ کانین جو پہاڑ مین ہوتی ہین نظر نہین آتین یعنے یہ لوگ ظاہر الفاظ سے ظاہر معنے سمجہ لیتے ہین اور باطنی معنون کی طرف متوجہ نہین ہوتے۔ چنانچہ اُنہون نے اِس حدیث سے روح کے باطنی موسم (ربیع وخریف) کو نہین سمجہا۔ مولانا باطنی معنے آئندہ اشعار مین بیان فرماتے ہین۔

	آن خزان نزد خدا نفس و ہواست	عقل و جان عین بہارست و بقاست
ترجمہ	وہ خزان نفس و ہوا ہے۔ مردکار	اور بقا و عقل و جان عین بہار

شرح یعنے وہ معنوی برد خریف جسکا نام ہمارے نزدیک خزان ہے خدا کے نزدیک اُسکا نام نفس امّارہ اور ہوا (خواہش بد) ہے اور جسکو برد ربیع یا موسم بہار کہا گیا ہے معنوی دفتر مین اُسکا نام عقل اور روح ہے۔ بُری خواہشون سے پرہیز کرنا اور عقل وروح سے فائدہ اُٹھانا لازم ہے۔ جو شخص بُری باتوں سے بچنے کے لئے عقل سے کام نہیں لیتے سو وہ جانوروں کی مانند بلکہ اُن سے بھی بدتر ہیں کیونکہ وہ عقل جیسی نعمت کا شکریہ ادا نہیں کرتے دوسرے مصرع مین یہ جو ارشاد ہوا ہے کہ روح وعقل عین بہار اور عین بقا ہین اسکا سبب یہ ہے کہ روح امر ربّی ہے اور امر ربّی بیشک ہمیشہ رہنے والا ہے اور عقل اسلئے عین بقا ہے کہ اس سے جو کچہ افعال صادر ہونگے اُنکی جزا وسزا ہمیشہ باقی رہیگی نیز عقل وروح کا عین بہار ہونا خود ظاہر ہے کیونکہ بے عقل اور بے روح شے معرفت الٰہی حاصل نہین کر سکتے جو عین بہار ہے۔ نفس وہوا خریف اسلئے ہے کہ انکے غلبہ کے وقت عقل وروح کے ادراکات اسطرح جلتے رہتے ہین جسطرح خریف مین پتّے۔ بعض نسخون مین عین بہار کیجگہ ہمچون بہار ہے

	گر ترا عقلیست جزوے در نہان	کامل العقلے بجو اندر جہان
ترجمہ	عقل جزوی ہے اگر تجھین نہان	ڈہونڈ کامل عقل والے کو میان

شرح یعنے اگر تجھے عقل جزوی دیگئی ہے (اور یہ ظاہر ہے کہ ضرور دیگئی ہے) تو جہان مین کسی کامل العقل اور مُرشد کامل کو ڈہونڈ صرف عقل جزوی کے ذریعہ سے اسرار الٰہی حاصل نہین ہوسکتے جب تک مُرشد کامل کے وسیلہ سے عقل جزوی عقل کلی نہو جائے۔

	جزو تو از کلِّ او کلّے شود	عقل کل بر نفس چون غُلّے شود
ترجمہ	جزوٗ تیرا اُس سے ہوجائے گا کُل	عقل کل ہے نفس کی گردن کا غُل

شرح کُلّے اور غُلّے مین یائے وحدت برائے تعظیم ہے اور غُل بمعنے طوق یعنے اے مخاطب تیری عقل جزوی مُرشد کامل کے عقل کامل کے باعث عقل کل ہو جائے گی اور عقل کل ایسی چیز ہے جو نفس امارہ کی گردن مین طوق کے مانند ہے یعنے اُسے لذائذ جسمانی اور شہوات سے روکتی ہے۔

	جزو کل از کلِّ او گردد پدید	آنچنان کہ مستی عقل از نبید
ترجمہ	جزو ہوجائیگا کُل ہو کر عیان	مے سے جیسے مستی عقل نہان

شرح لفظ جزو بلا اضافت ہے اور کل بمعنے کل شدہ نیز دوسرا مصرع پہلے کی مثال ہے اور نبید بمعنے شراب جسکے باعث نشہ کُل ہوکر ظاہر ہوتا ہے کیونکہ شراب مین اصل شے نشہ ہے اور وہ نشہ ہی کے سبب پینے والون کو محبوب ہے۔ اگر نشہ نہو تو شراب اور پانی برابر ہے۔ بس تو معلوم ہوا کہ مُرشد بادۂ عرفان ہے اُسکی مصاحبت ضرور طالب مین نشۂ توحید و معرفت پیدا کردیگی۔ بعض نسخون من یہ شعر نہین پایا جاتا۔ مستی عقل بمعنے نشہ ہے۔

	پس بتاویل این بود کانفاس پاک	چون بہارست و حیات برگ تاک
ترجمہ	بس یہ معنے ہین کہ کل انفاس پاک	ہین بہار و زندگی برگ تاک

شرح یعنے جب یہ معلوم ہوگیا کہ عقل و روح مین بہار یا مانند بہار ہے اور یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ عقل جزئی اولیاء اللہ کے انفاس متبرکہ کے باعث عقل کل ہو جاتی ہے تو حدیث مذکور کی تاویل (باطنی معنے) یہ ہوے کہ اولیاء کے انفاس پاک بردر ربیع اور ابر بہاری اور باعث زندگانی برگ تاک (قلوب طالبان حقیقت) ہین نیز اس تقریر سے۔ بطور مفہوم مخالف یہ خود معلوم ہو گیا۔ کہ انفاس شیطان اور نفس امارہ فصل خریف ہین جنسے سراسر مضرت پہنچتی ہے کیونکہ تعرف الاشیاء باضدادہا۔ ہر شے اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔

	از حدیث اولیا نرم و درشت	تن مپوشان زانکہ دینت راست پشت
ترجمہ	اولیا کا ہر سخن نرم و درشت	ہے برائے دین پناہِ خاص و پشت

شرح یہ تو پہلے ثابت ہوچکا ہے کہ معنوی طور پر برد ربیع (موسم بہار) سے عقل و جان اور برد خریف (فصل خزان) سے نفس و ہوا مراد ہے۔ اب ثابت کرنا مقصود ہے کہ برد ربیع کے لیئے بدن کو وقف کردینے اور برد خریف سے جسم کو بچانے کے کیا معنے ہین۔ اِسلیئے ارشاد ہوتا ہے کہ اولیا اللہ کی نرم و سخت باتین بمنزلۂ برد ربیع ہین اُنکے سُنتے سے بدن نہ ڈہانک یعنے پہلو تہی نکر بلکہ اُنکی بتائی ہوی ریاضت و محنت کو غنیمت سمجہ اور مُرشد کامل خواہ صفت جمالی کے ساتہ پیش آئے خواہ جلالی کے ساتہ۔ سب کو بسر و چشم قبول کرلے۔ کیونکہ اس سے تیری روح کو صفائی حاصل ہوگی۔ اور اُنکا حکم تیرے دین کا پشت و پناہ اور محافظ بنجائے گا۔ یہان سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نفس و ہوا بمنزلۂ برد خریف ہے ایمخاطب اس سے اپنے بدن کو ڈہانک یعنے اعضا کو نفس امارہ اور بُری خواہشون کے احکام بجالانے سے بچا

	گرم گوید سرد گوید خوش بگیر	تاز گرم و سرد بجہی وز سعیر
ترجمہ	گرم و سرد اُسکا ہے بالکل دلپذیر	ہے پناہ دوزخ و نار سعیر

شرح یعنے اولیا کی گرم و سرد (سخت و نرم) باتونکو رضامندی کے ساتہ قبول کر۔ تاکہ تو قید گرم و سرد (قید عناصر و زندان وجود عارضی) سے رہائی پاکر انجام کار سعیر (آتش دوزخ) سے نجات پاجائے۔

	گرم و سردش نو بہار زندگیست	مایۂ صدق و یقین و بندگی ست
ترجمہ	گرم و سرد اُسکا ہے جانِ زندگی	مایۂ صدق و یقین و بندگی

شرح یعنے مُرشد کامل کی نرم و سخت باتین ابر رحمت اور نو بہار زندگی اور سرمایۂ صدق و یقین و بندگی ہین جنسے اسرار غیب کی تصدیق اور حشر و نشر پر یقین اور خدا کی عبادت و بندگی کا سیدہا رستہ ملتا ہے۔

	زانکہ زان بستان جانہا زندہ است	زان جواہر بحر دل آگندہ است
ترجمہ	باغ جان اُنکی ہوا سے زندہ ہے	موتیون سے بحرِ دل آگندہ ہے

شرح یعنے اگر مرشد کامل تجہپر خفا یا گرم ہو تو اُس سے رضامند رہ۔ کیونکہ خریف کے بعد ربیع ہوتی ہے جس سے بہار باغ متصور ہے۔ اسیطرح مُرشد کامل گرمی و درشتی کے بعد نرمی کے ساتہ قلب کو فیوضات الٰہی سے سرسبز کردیگا اور اُسکی باتون سے جو بمنزلۂ جواہر ہین دریائے دِل پر ہوجائے گا۔ پہلے مصرع مین زان سببیہ اور کاف بیانیہ ہے اور کلمۂ زان ثانی مین اشارۂ آن مُرشد کامل کے گرم و سرد کی طرف ہے۔ بعض نسخون مین زان کز دہے۔ اور مطلب دونونکا ایک ہے۔

	بر دلِ عاقل ہزاران غم بود	گر ز باغ دل خلالے کم شود
ترجمہ	عاقلون کے دلکو گہیرین لاکہہ غم	ایک تنکا ہو جو باغِ دِل سے کم

شرح یعنے نیکون کے باغ دلمین علوم و معرفت الٰہی کے سیکڑون درخت لگے ہوے ہین با اینہمہ اس باغ مین سے

ایک تنکا یعنے مراتب علوم معرفت مین سے ایک ادنے مرتبہ بہی کم ہو جاتا ہے تو صاحبدل کو بہت بڑا غم ہوتا ہے بس تو اپنا طب افسوس کہ تیرا باغ دل بالکل اوجڑ ہے۔ اور اسپر صد حیف کہ تو اولیا کے انفاس متبرکہ سے جو بمنزلہ نفحۂ الٰہی اور باد جان افزا اور ابر رحمت ہے اس باغ کے سرسبز کرنے کی کوشش نہین کرتا اور نہ تجکو کبھی اسکا غم نہین ہوتا کہ میرا باغ دل ہمیشہ پامال خزان کیون رہتا ہے۔

	پرسیدن عائشہ صدیقہ کہ یارسول اللہ سر باران امروزینہ چہ بود
ترجمہ	حضرت عائشہ صدیقہ کا آنحضرت سے یہ پوچہنا کہ آج مینہہ برسنے مین کیا حکمت تہی

شرح باران سے وہی باران غیب مراد ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کو چادر کی برکت سے برستا معلوم ہوتا تہا اور جسکی شرح گذر چکی ہے۔

	پس سوالش کرد صدیقہ ز صدق	با خشوع و با ادب از جوش عشق
ترجمہ	اُن سے صدیقہ نے پہر پوچھا سبب	باو داد و با خشوع و با ادب

شرح یہان سے حضرت عائشہ کے قصۂ باران غیب اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سوال وجواب کی طرف رجوع ہوا ہے یعنے باران غیب دیکہکر حضرت عائشہ کا جوش عشق الٰہی اور بڑہگیا اور نہایت عاجزی وادب کے ساتہ جناب رسالت مآب سے یہ سوال کیا کہ آج کے دن مینہہ برسنے یعنے نزول باران غیب کا خاص سبب کیا ہے

	کاے خلاصۂ ہستی و زبدۂ وجود	حکمت باران امروزی چہ بود
ترجمہ	اور کہا اے انتخاب روزگار	آج کیوں برسا ہے یہ ابر بہار

شرح یعنے حضرت عائشہ نے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ سے یہ عرض کیا کہ اے خلاصۂ ہستی (منتخب روزگار) و اے زبدۂ وجود (پسندیدہ عالم) حضور کی چادر کی برکت سے مجھے باران غیب تو معلوم ہوگیا مگر یہ فرمائیے کہ آج کے دن اس مینہہ برسنے مین کیا حکمت تہی۔ امروزی مین یائے معروف نسبتی اور یائے مجہول وحدت اور یائے تحتانی کی جگہ ہائے ہوز تینون نسخے صحیح ہین

	این ز باران ہائے رحمت ہاست یا	بہر تہدیدات و عدل کبریا
ترجمہ	بارش رحمت ہے یہ لے مصطفا	یا کوئی تہدید و عدل کبریا

شرح یہ اور آیندہ شعر تتمۂ سُوال حضرت عائشہ ہین۔ یعنے یارسول اللہ یہ فرمائیے کہ یہ مینہہ اللہ تعالے کے دریائے رحمت مین سے تہا یا دریائے غضب و تہدید مین سے اور اُسکے فضل ومہر سے متعلق تہا یا غضب وقہر سے۔ کیونکہ مینہہ ظاہری ہو یا غیبی رحمت و زحمت دونون سے متعلق ہوسکتا ہے۔ چنانچہ اسکی مفصل تشریح ابہی ابہی گزرچکی ہے۔ نکتہ اس شعر کے دوسرے مصرع مین۔ لفظ عدل کو تہدید پر اسلیئے معطوف کیا ہے کہ عدل انصاف کو کہتے

ہین اور اللہ تعالےٰ اگر اپنے اور اپنے بندون کے حقوق کا انصاف کرے یہ انصاف بمنزلۂ تہدید ہے - کیونکہ بندون کے اعمال ایسے نہین ہین کہ امتحان انصاف مین پورے اُتر سکین کسیکا یہ مقولہ بالکل سچ ہے کہ عدل کرے تو لٹیان فصل کرے تو چہٹیان یعنے اگر اللہ تعالےٰ نے فصل کیجگہ صرف انصاف اور عدل سے کام لیا یعنے بندون کو اُنکے اعمال کے مطابق سزا دینی چاہی تو یہ سمجھیئے کہ بندے لُٹ گئے غارت ہو گئے جہنمی بنگئے کیونکہ اعمال بندگان سراسر نا قابل ہین - اور اگر اُسنے عدل کیجگہ اپنا فضل و کرم کیا تو چہٹی اور دوزخ سے بالکل نجات ہو گئی

	این از ان لطف و بہارایت بود		یا ز پائیزی پر آفات بود	
ترجمہ	کیا یہ تھا لطف و بہار باب سے		یا خزانِ سر بسر آفات سے	

شرح یہ گزشتہ شعر سے قریب المعنے اور اُسیکی توضیح ہے یعنے یا حضرت علیک الصلوٰۃ یہ مینہہ دریائے لطف الٰہی اور ابر بہاری (احسانات خداوندی) مین سے تہا یا ابر خزانی (قہر یزدانی) مین سے یہ پہلے ہی معلوم ہو چکا ہے کہ پائیز بمعنے فصل خزان ہے -

	گفت این از بہر تسکین غم ست		کز مصیبت بر نژاد آدم ست	
ترجمہ	بولے حضرت - تھا پے تسکین غم		کیونکہ آدم زاد ہے وقف الم	

شرح یعنے آپنے حضرت عائشہ کو یہ جواب دیا کہ یہ مینہہ نہ تو تہدید اور غضب کو ساتھ لیئے ہوئے ہے - اور نہ اس سے قلوب عارفین پر افاضۂ رحمت معنوی و کمالات باطنی مقصود ہے بلکہ صرف تسکین غم کے لیئے ہے - کیونکہ مصیبت کے وقت غم کرنا ابن آدم کی خلقت مین رکہا ہوا ہے مطلب یہ کہ جو لوگ اُس مرحوم صحابی کے وفات سے مغموم تھی اُنپر اللہ تعالےٰ نے باران غیب برسایا یعنے اُنکے دل مین صبر و تسلی کو جگہ دی اور فنائے عالم کے معنے اچھی طرح ذہن نشین کر دئے جس سے اُنکے غم کی کیچڑ دہلگئی نکتہ دِل کو مسرت اور روح کو فرحت پہنچانے والے سامان (مثلاً ابر و باران یا زن و فرزند یا مال و جاہ) بندون کو عالم غیب سے اِسلیئے عنایت ہوتے ہین کہ اُنکے لیئے باعث تسکین اور اُنکے غم کا نعم البدل ہو جائین اور دنیا قایم رہے کیونکہ اِن چیزون سے غفلت پیدا ہوتی ہے اور غفلت باعث قیام دنیا ہے - باِس اعتبار سے اگر سالکین اور متوسط درجہ لوگون کے حق مین - ان چیزون کو ابر رحمت کہا جائے تو بالکل بجا ہوگا - ہان عوام اور اہل غفلت کے لیئے یہ سامان حرص لذات دنیوی بڑہانے اور خدا سے بالکل غافل کرنے والے ہین - چنانچہ اہل غفلت شادیون مین ناچ رنگ کو عبادت اور اسراف کو سخاوت جانتے ہین برسات آتے ہی باغون مین خلاف شرع جلسون کی تیاری ہو جاتی ہین شراب کی بوتلون کے کاک کوؤن کی طرح اُڑتے ہین - یاران جلسہ کے چہچہے اور بازاری عورتون کے قہقہے نغمہائے عندلیب کی یاد دِل سے بہلا دیتے ہین امرئون مین جہولے پڑے ہین باغین کڑاہی چڑہ رہی ہے نگاہ سبزۂ خودرو سے اُٹھکر جب کیسکے دہانی

جاتی ہے توساون کے گدہے کو ہرا ہی ہرا سوجھتا ہے۔ اس لحاظ سے اگر ابر بہاری کو السیون کے حق مین ابر خرابی کہا جائے تو بالکل ٹھیک ہے۔ یہان سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ حسب مضمون شعر ہست باران از پے پرورد گی ٭ ہست باران از پے پژمرد گی۔ یہی ظاہری مینہہ عارفون کے لیئے باران رحمت ہے اور غافلون کے لیے سراسر زحمت

	گر بران آتش بماندے آدمی	بس خرابی اوفتادے وکمی
ترجمہ	آتش غم مین جو رہتا آدمی	ہوتی دنیا مین خرابی و کمی

شرح۔ یعنے اگر آتش غم اور نار فکر و مصیبت ہی مین آدمی گرفتار رہتا تو دنیا اُجڑ جاتی۔ اور دنیوی حرص دلو سے نکلجاتے حالانکہ منظور خدا یہ ہے۔ کہ دنیا جب تک اُسکی عمر ہے اسیطرح قایم رہے۔ دنیا باُمید قایم بہت ٹھیک مقولہ ہے۔ اِسلیئے اللہ تعالے مصیبت کے بعد راحت اور غم کے بعد فرحت دیدیتا ہے تاکہ اہل دنیا غافل ہو کر اپنے اپنے کاروبار مین مصروف ہون۔ بعدہ تنبیہہ کے لیے پہر مصیبت آجاتی ہے اور اُسکے بعد پہر راحت ہوتی ہے۔ و علے ہذا القیاس۔

	این جہان ویران شدے اندر زمان	حرصہا بیرون شدے از مردمان
ترجمہ	ایک لحظہ مین اُجڑ جاتا جہان	دل سے ہوجاتی بردن حرص نہان

شرح پہلے شعر کی توضیح ہے۔ یعنے آدمی اگر ہمیشہ گرفتار غم اور تابعہ رنج والم ہی رہتا تو سارا جہان فی الفور ویران ہو جاتا کیونکہ دنیوی حرص و اُمید ہرگز باقی نہ رہتی جو باعث قیام عالم ہے۔ اس شعر کا دوسرا مصرع پہلے کی دلیل ہے

	اُستن این عالم ایجان غفلت است	ہوشیاری این جہان را آفت است
ترجمہ	عین غفلت اس جہانکا ہے ستون	ہوشیاری اسکو کرتی ہے زبون

شرح لفظ اُستن بمعنے عمود و ستون و آلۂ قیام ہے یعنے غفلت قیام دنیا کے حق مین ایسی چیز ہے جیسا چہت کے حق مین ستون اگر غفلت نہو تو نظام عالم درہم برہم ہوجائے کیونکہ تمام مخلوق شب و روز طاعات وعبادات الٰہی مین مصروف رہکر دنیا و مافیہا کو بالکل بہول جائے۔ اور خوف قیامت وہیبت جلال الٰہی سے روحین قید جسم سے فوراً نکلجائین۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ ہوشیاری (خواب غفلت سے بیداری اور ذکر الٰہی) اس جہان دنیا کے لیئے موجب آفت ہے۔ یہی باعث ہے کہ اہل اللہ کے نزدیک بجز ذات الٰہی دنیا و مافیہا سب لاشے ہے اور وہ ہر چیز کو معدوم و فانی جانتے ہین۔

	ہوشیاری زانجہانست و چو آن	غالب آید پست گردد ایجہان
ترجمہ	ہوشیاری اس جہان کی ایسی ہے	یہ فنا ہے جب وہ غالب آتی ہے

شرح زانجہان سے عالم ملکوت اور اینجہان سے عالم دنیا مراد ہے یعنے بیداری قلب و معنوی ہوشیاری عالم

ملکوت سے نازل ہوتے ہی اور جب یہ ہوشیاری غفلت پر غالب آجاتی ہے یعنے عالم شہادت کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے تو یہ جہان اس ہوشیار آدمی کے نزدیک خراب اور لاشے ہو جاتا ہے۔

	ہوشیاری آفتاب و حرص یخ	ہوشیاری آب و این عالم وسخ
ترجمہ	ہوشیاری مہر ہے اور حرص برف	وہ ہے آب اور یہ ہے میل اے نیک ظرف

شرح یعنے معنوی ہوشیاری حرص دنیا کو اسطرح فنا کر دیتی ہے جسطرح آفتاب برف کو اور پانی میل کچیل کو زائل کر دیتا ہے یخ برف وسخ میل۔ دونوں مصرعون مین ہوشیاری و غفلت کو بطور تشبیہ بیان کیا ہے۔

	زانجہان اندک ترشح مے رسد	تا نخیزد در جہان حرص و حسد
ترجمہ	اُس جہان سے کچھ ترشح ہوتی ہے	سر بسر حرص و حسد کو کھوتی ہے

شرح اندک ترشح سے تھوڑی سی مصیبت مراد ہے یعنے عالم الٰہی سے تھوڑی سی مصیبت اسلیئے پہنچتی ہے کہ آدمی بالکل دنیا مین حرص و حسد کا ہی پابند ہو رہے۔ اور بنظر انجام یہ مصیبت بھی رحمت ہے۔ کیونکہ جب آدمی کو تھوڑا سا صدمہ پہنچ جاتا ہے تو خدا کی طرف رجوع ہو کر نیکیون مین مصروف ہو جاتا ہے۔

	گر ترشح بیشتر گردد ز غیب	نے ہنر ماند درین عالم نہ عیب
ترجمہ	گر ترشح بیشتر ہو غیب سے	پاک ہو عالم ہنر سے عیب سے

شرح یعنے اگر مصیبت اور غضب الٰہی زیادہ نازل ہو تو دنیا مین اچھا برا کچھ نہ رہے۔ یا یہ معنے ہین کہ اگر سالک پر ترشح مصائب کثرت سے ہو اور وہ اُسکو قبول بھی کر لے۔ تو آثار بشریت سے فنا ہونے کی باعث نجات پا جائے اور عالم تمیز من و تو سے الگ ہو جائے۔ اور ہنر یعنے طلب معرفت اور عیب یعنے حجاب ظلمانی سے ہی

	این ندارد حد سوئے آغاز رو	سوئے قصہ مرد چنگی باز رو
ترجمہ	ہے یہ بیحد سوئے اول کر رجوع	مرد چنگی کا ہوا پھر قصہ شروع

شرح یعنے اسرار غیبی کی کچھ انتہا نہین۔ کوئی کہانتک بیان کرے۔ اسلیئے انمخاطب اسکو چھوڑ کر پیر چنگی کا قصہ سن لے۔

بقیہ قصہ پیر چنگی در زمان عمرؓ و مخلص آن

ترجمہ پیر چنگی کے قصہ کا بقیہ جو حضرت عمرؓ کے زمانہ مین تھا۔ اور اُسکے نجات پانے کا حال

شرح پیر چنگی کی مخلصی سے بطفیل ہدایت حضرت عمرؓ اسکا عشق ماسوائے اللہ سے نجات پانا مراد ہے جسکا مفصل بیان عنقریب آنیوالا ہے۔

	مطربے کز وے جہان شد پر طرب	رستہ زآوازش خیالات عجب
ترجمہ	پیر چنگی سے جہان تھا پُر طرب	ہر قوا مین تھے خیالاتِ عجب

شرح خیالات عجب سے تاثیر باطنی مراد ہے جو پیر چنگی کے آواز سے لوگون کے دلون مین پیدا ہوکر انہین بیتاب کردیتی تہی

	از نوائش مرغ دل پران شدے	وز صدایش ہوش جان حیران شدے
ترجمہ	باعث پرواز دل اُسکی نوا	ہر صدا تہی بہر جان حیرت فزا

شرح یعنے اُسکی آواز سے مرغ دل بازوے شوق کی مدد سے آشیانۂ عشق کی طرف اُڑجاتا تہا۔ اور ہوش جان حیران و مدہوش ہوکر رہجاتا تہا۔ مطلب یہ کہ اُسکی آواز اپنے فطرتی قاعدہ کے مطابق اہل عشق کے دلون مین ذوق و شوق پیدا کردیتی تہی۔

	چون بر آمد روزگار و پیر شد	باز جانش از عجز پشہ گیر شد
ترجمہ	ہوگیا بعد جوانی جب وہ پیر	اور باز جان مطرب پشہ گیر

شرح۔ باز مشہور شکاری جانور اور پشہ گیر کنایہ از عاجز ہے یعنے وُہ باز جو پہلے مثلاً کبوتر کا شکار کیا کرتا تہا اب مچھر پکڑنے لگا مطلب یہ کہ ضعیفی مین مطرب چنگی کی آواز اُس زور و شور کی نرہی جیسی کہ پہلے تہی۔ اب یہ حال ہوگیا گویا باز مچھر کا شکار کر رہا ہے۔ پشہ گیر اسم فاعل ترکیبی ہے لیکن اگر اسکو اسم مفعول (بمعنے گرفتار پشہ) کہا جاے تو معنے زیادہ بلیغ ہونگے یعنے ضعیفی مین پیر چنگی کی جان اِسقدر ناتوان ہوگئی کہ ایک مچھر اُسپر غالب آسکتا تہا۔ غرض کہ وُہ بڑہاپے مین اپنے جان سے عاجز ہوگیا۔

	باز گرچہ پیل باشد بے گمان	پشہ اش سازد ضعیف و ناتوان
ترجمہ	باز رشک پیل ہے گو بے گمان	پشہ کردیتا ہے اُسکو ناتوان

شرح یہ مقولۂ مولانا ہے بطور پند و عبرت۔ یعنے اگرچہ عالم جوانی مین باز مست ہاتہی کی مانند شہ زور ہوتا ہے مگر بڑہاپے مین اسکو ایک مچھر مغلوب کرسکتا ہے۔ ایمخاطب اپنی جوانی اور طاقت پر نازان نہو زمانہ ہمیشہ ایکسان نہین رہتا

	پشت او گردید ہمچون پشت خم	ابروان بر چشم ہمچون پاردم
ترجمہ	ہوگئی پشت اُسکی شکل پشت خم	اور بہوین بڑہ کے شکل پاردم

شرح۔ پشت خم۔ مٹکے کی پیٹہہ پاردم گہوڑے کی دُمچی۔ یعنے وُہ رسی یا تسمہ جو دُم کے نیچے ہوتا ہے یعنے بڑہاپے مین اُس مطرب کی پیٹہہ پشت خم کی طرح جُہک گئی اور اُسکی بہوین گہوڑے کی دُمچی بنگئین یعنے بڑہتے بڑہتے ٹیڑہی ہوگئین۔

	گشت آواز لطیف و جانفزاش	ناخوش و مکروہ و زشت و دلخراش
ترجمہ	پہلے تہی اُسکی جو آواز لطیف	ہوگئی اب سر بسر زشت و ضعیف

شرح یعنے اُسکی آواز جو نہایت باریک۔ پُر لطف اور جانفزا تھی بڑھاپے مین نہایت مکروہ بھدی اور دل کو پراگندہ کرنے والی ہو گئی۔ بعض نسخون مین دوسرا مصرع اس طرح سے زشت ودنز د کس بنر زیدے بلاش۔ یعنے اُسکی آواز ایسی بُری ہو گئی کہ اُسکو کوئی لاشے کے بدلے مین بھی نہین خریدتا تھا۔ لاش بمعنے لاشے۔ وہ صحیح ہے

	آن نوا کہ رشک زہرہ آمدہ	ہمچو آواز خر پیرے شدہ
ترجمہ	وہ نوا جو رشک زہرہ تھی کبھی	اب صدا ہا ہے گدہے کی بنگئی

شرح یعنے اس مطرب کی وہ آواز جو رشک زہرہ تھی بڈھے گدہے کی آواز کے مشابہ ہو گئی۔ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ اِنَّ اَنکَرَ الاَصوَاتِ لَصَوتُ الحَمِیرِ یعنے آوازون مین سب سے زیادہ مکروہ گدہون کی آواز ہے اُسپر بڈھے گدہے کی آواز اور بھی بُری ہوتی ہے۔

	خود کدامین خوش کہ آن ناخوش نشد	یا کدامین سقف کان مفرش نشد
ترجمہ	کون وُہ خوش تھا جو ناخوش نہین	کونسی چھت تھی جو اب مفرش نہین

شرح یہ بطور نصیحت مولانا کا مقولہ ہے یعنے وُہ کونسی چیز ہے جو ہمیشہ خوش رہی ہو۔ اور اُسپر کبھی ناخوشی نہ آئی ہو اور وہ کونسی چھت ہے جو گر کر فرش زمین نہ ہو گئی ہو۔ اسی سے عالم کا حادث اور فانی ہونا ثابت ہے مفرش یا تو بمعنے مفروش ہے یا مصدر میمی ہے بمعنے فرش و اُفتادہ بر زمین۔

	غیر آواز عزیزان در صدور	کہ بود عکس دم شان نفخ صور
ترجمہ	غیر آواز عزیزان حضور	عکس ہے جنکی صدا کا نفخ صور

شرح صدور یا تو جمع صدر ہے بمعنے سینہ۔ یا مصدر ہے بمعنے ظہور۔ اور عزیز بمعنے ارجمند و مرغوب و کمیاب سے مراد ولی ہے۔ مطلب یہ کہ سب آوازین متغیر ہو جاتے ہین مگر اولیاء کے آواز جو سینون مین ہے یعنے وہ نفخۂ الٰہی جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے، اور جسکو حرف وصوت ظاہری سے کچھ علاقہ نہین یا یہہ کہ اولیاء کے آواز جو اُنکے مُنہ سے صادر اور ظاہر ہوتی ہے ہرگز متغیر نہین ہوتی۔ کیونکہ یہ ایسے پاک اور زندگی بخش آواز ہے کہ نفخ صور جس سے مردے زندہ ہونگے اسی آواز کا عکس ہے اس آواز سے قلوب مُردہ زندہ ہوتے ہین۔ اور چونکہ قلوب کا زندہ کرنا اجسام کے زندہ کرنے سے اشرف اور اعلے درجہ کا ہے اسلئے نفخ صور انکی آواز کا عکس اور اُس سے کم مرتبہ کا ہے۔

	اندرونے کاندرونہا مست ازوست	نیستے کاین ہستہا مان ہست ازوست
ترجمہ	یہ وُہ دل ہین جنسے سب دل مست ہین	نیست ہین ایسے کہ ہم سب ہست ہین

شرح یعنے اولیاء کے قلوب ایسے قلوب ہین کہ تمام قلوب اُن سے مست بادۂ عرفان ہین اور اولیا اس قسم کے

فانی ہین کہ تمام زمانہ کی ہستیان اُنہی کی بدولت ہین۔ کیونکہ اولیا مظہر اسما و صفات ہین اور اسما و صفات کا تصرف جمیع موجودات مین ہے اسلیئے اولیا کا تصرف بھی اسیطرح کا ہے۔

	کہربائے فکر و ہر آواز او	لذت الہام و وحی و ساز او
ترجمہ	سخت دلکش اُسکی ہر آواز ہے	لذت الہام و وحی و ساز ہے

شرح کہربا سے مراد جذب ہے یعنے ولی اور انسان کامل کی ہر آواز فکر و عقل اور قلب انسانی کو اپنی طرف کہربا کی طرح کھینچتی ہے مصرع دوم یعنے لذت الہام و وحی و ساز او آواز پر معطوف ہے بحذف حرف عطف مطلب یہ کہ اُسکی آواز اور لذت الہام اور وحی یعنی اسرار اور ساز یعنے نغمۂ الٰہی سب کے سب جذب قلوب کے حق مین مانند کہربا ہین۔ یا یہ معنے ہین کہ اولیا کی آواز اور الہام و وحی اور ساز غم رُبائی (دفع غم دنیوی) کے حق مین کہربا کا اثر رکھتی ہے اور غم ماسوے اللہ کو دلون سے کھینچ لیتی ہے یعض نسخون مین ساز او کی جگہ راز او ہے۔ اسصورت مین یہ مطلب ہے کہ اولیا کی ہر آواز کہربائے فکر اور لذت الہام اور وحی اور راز الٰہی ہے۔ کیونکہ الہام و راز الٰہی کی حلاوت بلا تکلم اولیا ہرگز نہین حاصل ہو سکتی۔

	چونکہ مطرب پیرتر گشت و ضعیف	شد ز بے کسبی رہین یک رغیف
ترجمہ	ہو گیا جب پیر جنگی ناتوان	اور پھر افلاس سے محتاج نان

شرح رغیف بمعنے روٹی اور بے کسبی بمعنے بے روزگاری اور رہین بمعنے گرو یعنے وہ مطرب بڑھاپے مین بیروزگاری اور کس مپرسی کے سبب ایک ایک ٹکڑے کو محتاج ہو گیا۔ کوئی ایک روٹی پر اُسے رہن رکھہ لیتا تو وہ خوشی سے رہجاتا ہے۔ یہ اُسکی انتہا درجہ کی مفلسی کا بیان ہے۔

	گفت عمر و مہلتم دادی بسے	لطفہا کردی خدایا با خسے
ترجمہ	یہ لگا کہنے کہ یارب العلا	عمر و مہلت تونے کی مجکو عطا

شرح آدمی کا قاعدہ ہے کہ جب سب طرف سے جواب ملجاتا ہے تو اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے چنانچہ مطرب نے مجبور ہوکر بارگاہ مجیب الدعوات مین مناجات شروع کی ہے۔ گفت کا فاعل مطرب ہے اور لفظ یارب حسب قرینہ محذوف اور لفظ خس بمعنے خاشاک و زبون و ناکس ہے یعنے اے خدا تونے مجھے بہت بڑی عمر اور فرصت عنایت کی اور مجھ جیسے ایک شخص ناچیز و ناکس اور عاجز پر بڑی بڑی مہربانیان کین۔

	معصیت ورزیدہ ام ہفتاد سال	باز نگرفتی ز من روزے نوال
ترجمہ	کی ہے مینے معصیت ہفتاد سال	پھر بھی روزی تونے دی یا ذوالجلال

شرح اگر روزے بیائے مجہول ہے تو یہ معنے ہین کہ اے خدا مینے ستر برس تک گناہ کیے مگر تونے اپنی عطاو

بخشش کو واپس نہین لیا۔ اور اگر بیائے معروف ہے تو روزی نوال مین اضافت مقلوب ہے یعنے باوجود معاصی تونے عطائے روزی کو واپس نہین لیا۔

	نیست کسب امروز مہمانِ توام	چنگ بہر تو زنم کانِ توام
ترجمہ	آج ہون مفلس ترا مہمان ہون	چنگ زن تیرا ہون تیری آن ہون

شرح کسب بمعنے مزدوری ہے اور لفظ کان کہ آن سے مرکب ہے کاف تعلیلیہ ہے اور آن بمعنے ملک یعنے ایخدا اب مجھے کہین سے مزدوری نہین ملتی۔ آج سے مین تیرا مہمان یعنے تجھپر متوکل ہوکر بیٹھتا ہون۔ اور فقط تیرے نام پر چنگ بجاتا ہون۔ کیونکہ مین تیرا مملوک ہون۔ مملوک جب مالک کا کام کریگا تو ضرور ہے کہ مالک اُسکے روزی کا خبرگیران رہیگا۔ اِس سے پہلے جنکے لیئے مین چنگ بجاتا تہا اُنہین سی روزی ملتی تہی۔ اب محض تیرے لیئے گورستان مین بیٹھکر چنگ نوازی کرتا ہون۔ اور اِسکا اُمید وار ہون کہ تو مہمان نوازی کریگا۔

	چنگ را برداشت شد اللہ جو	سوے گورستان یثرب آہ گو
ترجمہ	چنگ اُٹہا کر اُسکا طالب ہوگیا	اور گورستان یثرب کو گیا

شرح۔ یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے۔ اور اللہ جو بمعنے طالب خُدا و متوکل علے اللہ ہے۔ یعنے خدا سے مناجات کرکے پیر چنگی نے اپنا چنگ اُٹہایا اور طالب خدا بنکر آہین کرتا ہوا گورستان یثرب (مدینہ منورہ) کیطرف چلا گیا

	گفت خواہم از حق ابریشم بہا	کو بہ نیکوئی پذیرد قلبہا
ترجمہ	اور کہا ہون طالب ریشم بہا	یعنے حق دیتا ہے بد لیکر بہلا

شرح ابریشم بہا۔ بمعنے قیمت ابریشم۔ اِس سے معلوم ہوا کہ چنگ مین ریشم کے تار بہی ہوتے ہین یعنے پیر چنگی نے گورستان مین پہنچکر اپنے دل سے یہ کہا کہ مین چنگ بجاکر۔ اللہ تعالے سے صرف ریشم کے قیمت طلب کرونگا اور اگرچہ میرے یہ طلب خلاف شریعت ہے مگر اللہ تعالے کبہی کبہی قلب یعنے کہوٹی چیز کو بہی اپنے لطف سے قبول کرلیتا ہے۔ اور بدلے مین کہرا مال عنایت فرمایا ہے۔

	چنگ زد بسیار و گریان سر نہاد	چنگ بالین کرد و بر گورے فتاد
ترجمہ	چنگ شدت سے بجایا ہوکے زار	گر پڑا اک قبر پر انجام کار

شرح یعنے پیر چنگی نے گورستان مین پہنچکر اول تو بہت دیر تک چنگ بجایا۔ اور پہر بحالت گریہ و زاری چنگ کو تکیہ کو بناکر اسپر سر رکہلیا اور ایک قبر پر گر پڑا اور اِسی حالت مین اُسے نیند آگئی روتے روتے سو گیا۔

	خواب بردش مرغ جانش از حبس رست	چنگ و چنگی را رہا کرد و بجست
ترجمہ	آگئی نیند اور اُسکا مرغ جان	اُڑ گیا سوے فراز لامکان

شرح یعنے جبکہ پیر چنگی کو نیند آگئی تو اُسکا مُرغ روح قید جسم عارضی سے رہا ہو گیا اور خنیک چنگی آلۂ طرب و مطرب)
دونونکو عالم دنیا مین چھوڑ گیا۔

	گشت آزاد از تن و رنج جہان	در جہان سادۂ و صحرائے جان
ترجمہ	چلدیا سب چھوڑ کر رنج جہان	اس جہان سے جانب صحرائے جان

شرح یہ اُسی گذشتہ شعر کی توضیح ہے۔ یعنے پیر چنگی نیند کے سبب ہر قسم کے رنج و تعب سے چھٹکر صحرائے جان یعنے عالم ارواح مین چلا گیا جو سر بسر عالم راحت ہے کیونکہ النوم اُخت الموت والموت راحۃ المومن نیند موت کی بہن ہے اور موت مومن کے لیے راحت رسان مطلب یہ کہ مطرب کو نیند نے عالم دنیا سے فارغ کر دیا اور اُسے خواب مین عجائبات عالم ارواح نظر آئے چنانچہ آئندہ شعر انہین معنون کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

	جان او وانجا سرایان ماجرا	کاندرینجا گر بماندندے مرا
ترجمہ	روح کہتی تھی کہ رب العالمین	کاش مجکو کچھ جگہ ملتی یہین
	خوش بُدے جانم ازین باغ و بہار	مست این صحرائے غیب و لالہ زار
ترجمہ	دیکھتی رہتی ہمیشہ یہ بہار	مست رہتی دیکھکر یہ لالہ زار

شرح یہ دو شعر قطعہ بند ہین اور لفظ ماندندے بمعنے گزاشتندے و جا دادندے ہے یعنے پیر چنگی کی روح سیر جنت یا عجائبات عالم ارواح کو خواب مین دیکھکر یہ راگ لائی یعنے یہ کہنے لگی کہ اگر کار کنان قضا و قدر مجھے یہین چھوڑ دیتے اور اس ناتوان کو تھوڑی سی جگہ یہین دیدیتے تو مین ہمیشہ اس باغ و بہار کی سیر سے نہایت خوش اور اس صحرائے غیب کی فضا اور لالہ زار معنوی کے نظارہ سے مدام سرمست شادمانی رہتی بعض نسخون مین مست این صحرا و غیبی لالہ زار ہے اور مطلب دونونکا ایک ہے۔

	بے پر و بے پا سفر مے کردمے	بے لب و دندان شکر میخوردمے
ترجمہ	کرتی رہتی بے سر و بے پا سفر	کھاتی رہتی بے لب و دندان شکر

شرح یعنے مطرب عالم خواب مین یہ کہتا ہے کہ اگر مجکو عالم ارواح مین جگہ ملجاتی تو بے پر و بے پا سفر کرتا۔ اور بے لب و دندان شکر کھاتا پھرتا یعنے قید جسم سے آزاد ہو کر روحانی لذتین حاصل کرتا رہتا کیونکہ معنوی سیر کے لیے نہ پر کی ضرورت ہے نہ پانو کی۔ اور باطنی شکر خوری نہ لب پر موقوف ہے نہ دندان پر۔ چنانچہ فرشتونکی سیر روحانی ہونے کے باعث بلا پر و پائے جسمی ہے

	ذکر و فکرے فارغ از رنج و دماغ	کردمے با ساکنان چرخ لاغ
ترجمہ	ذکر کرتی رہتی بے رنج دماغ	اور کرتی آسمان والون سے لاغ

شرح لاغ بمعنے ہزل وانبساط ہے اور باساکنان چرخ لاغ سارا جملہ۔ ذکر وفکر پر معطوف ہے۔ بحذف حرف عطف۔ اور فارغ از رنج دماغ ذکر وفکر سے جملہ حالیہ واقع ہوا ہے اور فکرے مین یائے وحدت ہے یعنے مطرب خواب مین اس بات کی تمنا کر رہا ہے کہ اگر مجکو عالم ارواح مین جگہ دیجاتی تو مین ذکر وفکر اور ساکنان چرخ کے ساتہ ہزل وانبساط کرتا۔ درانحالیکہ میرا ذکر وفکر رنج ومحنت اوٹہانے اور میرا ہزل وانبساط دماغی مشقت سے خالی ہوتا۔ کیونکہ عالم ارواح کے کاروبار رنج ومحنت اور دماغی مشقت سے کچہ تعلق نہین رکہتے۔ بعض نسخون مین ذکر فکری بلا عطف وبیائے نسبت ورنجِ دماغ بالاضافت ہے اسصورت مین ذکرِ فکری سے ذکر روحی مراد ہے جو بلا رنج دماغ محض روح کا فعل ہے اور باقی ترکیب اور مطلبِ شعر حسب سابق ہے۔

	چشم بستہ عالمے مے دیدمے		ورد وریحان بے کفے میچیدمے
ترجمہ	چشم بستہ دیکہتی مین اک جہان		پہول چنتی بے کف دست عیان

شرح یعنے کاش مین آنکہین بند کرکے بلا احتیاج چشم سارے عالم کو دیکہتا۔ اور بلا احتیاج کف ودست عالم ارواح کے گل وریحان چُنتا۔ کیونکہ عالم ارواح دنیوی اجسام یا دست لب و دندان اور آنکہہ کان سے بالکل منزہ ہے اور گل وریحان چُننے سے حصول کیفیت عالم معنوی مراد ہے اور یہ شعر بہی عالم خواب مین مطرب کا قول اور اوسکی تمنا کا بیان ہے۔

	مرغ آبی غرقِ دریائے عسل		عین ایوبی شراب ومغتسل
ترجمہ	مرغ تہا اک غرق دریائے عسل		چشمۂ ایوب تہا وُہ مغتسل

شرح یہ شعر مولانا قدس سرہ کا مقولہ ہے یعنے مطرب کا مرغ روح جو آبی۔ یعنے ازلی استعداد کے سبب غرق بحر فیوضات الٰہی تہا۔ اسوقت غرق دریائے شہد معرفت ہوگیا۔ یعنے مطرب کی لذت روحانی پہلے سے زیادہ بڑہگئی اور یہ دریائے عسل گویا چشمۂ ایوبی تہا جو شراب یعنے شربت بہی تہا اور غسل کا پانی بہی یعنے شرباً وغسلاً مزیل امراض خارجی وباطنی تہا۔ حضرت ایوب اثر مس شیطان سے جسمی امراض مین مبتلا کیے گئے تہے یہانتک کہ اندر باہر تمام جسم سے پیپ نکلتی تہی۔ مگر دل پر شیطان کا قبضہ نہ تہا کیونکہ شیطان انبیا کے دلکو مس نہین کرسکتا۔ جب مدتِ امتحان الٰہی پوری ہوگئی اور آپنے صبر واستقلال کے ساتہ مصیبت کو جہیلا اور یہ دعا کی کہ رَبِّ اِنِّی مَسَّنِیَ الشَّیطٰنُ بِنُصبٍ وَّعَذَابٍ یعنے اے رب مجکو مس شیطان کے سبب یہ رنج اور یہ تکلیف پہنچی ہے تو میری حالت پر رحم فرما۔ تو اللہ تعالٰے نے حکم دیا کہ اُرکُض بِرِجلِکَ ہٰذا مُغتَسَلٌ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ۔ یعنے اے ایوب ہمنے تیری دعا قبول کرلی۔ تو زمین پر پاؤن مار۔ یہان سے ٹہنڈے پانی کا ایک ایسا چشمہ نکلیگا جو غسل کے لایق اور پینے کے قابل ہے۔ چنانچہ حضرت کے پاؤن مارتے ہی چشمہ نکل آیا۔ اور آپ کو اسمین غسل کرنے اور اسکا

پانی پینے سے کامل شفا حاصل ہوگئی۔ یہ شعر اسی آیت کا اقتباس ہے اور مطلب یہ ہے کہ مطرب کی روح غرق دریائے شہد معرفت ہوکر اور چشمۂ عرفان الٰہی کا پانی پیکر تمام جسمانی ونفسانی بیماریوں اور ظاہری و باطنی مرضوں سے صاف اور پاک ہوگئی۔ مغتسل صیغہ اسم مفعول ہے بمعنے ظرف۔

	کہ بدو ایوبؑ از پا تا بفرق	پاک شد از رنجہا چون نور شرق
ترجمہ	حضرت ایوب پا سے تا بفرق	بچگئے رنج جسمین نہا کر نور شرق

شرح یعنے اللہ تعالےٰ نے حضرت ایوبؑ کے پانو مارنے سے اُنکے زیر قدم ایسا چشمہ پیدا کر دیا تھا کہ وُہ اُسمین نہا کر سر سے پانو تک تمام بیماریوں سے پاک ہوکر نور شرق (آفتاب یا نور سحر) کی طرح نکھر گئے۔ اسیطرح مطرب چشمۂ معرفت مین غوطہ لگا کر اندرونی بیماریوں سے پاک ہوگیا۔ نکتہ مطرب کی نسبت چشمہ سے مراد توبہ اور رجوع الی اللہ ہے جو مزیل امراض معاصی ہے۔ کیونکہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ وصار کیوم ولدتہ اُمہ یعنے کسی گناہ سے توبہ کرنے والے کی مثال ایسی ہے گویا اُسنے کوئی گناہ ہی نہین کیا۔ اور وہ ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا اپنے مان کے پیٹ سے آج ہی پیدا ہوا ہے۔

	گر بود این چرخ دہ چندیکہ ہست	نیست نزد آنجہان جز تنگ و پست
ترجمہ	ہو اگر وہ چند یہ چرخ بلند	روبرو اسکے ہے پست و مستمند

شرح یہ اور آیندہ شعر مقولۂ مولانا قدس سرہ ہے یعنے اگر یہ آسمان دنیا اپنی موجودہ حالت سے دس حصے زیادہ بڑہ جائے تب بہی آنجہان (عالم ارواح) کی فراخی کے مقابلہ مین سر بسر تنگ اور سراسر پست رہے کیونکہ عالم ارواح کی فراخی غیر متناہی ہے۔

	مثنوی در حجم اگر بودے چو چرخ	در نگنجیدے درین ان نیم برخ
ترجمہ	مثنوی کا حجم اگر ہو جائے چرخ	سرّ وحدت کب سمائے نیم برخ

شرح حجم- بروزن بزم بمعنے سطبری وجسامت و برخ بروزن چرخ بمعنے پارۂ چیزے۔ مولانا فرماتے ہین کہ اگر یہ مثنوی معنوی بالفرض جسامت مین چرخ کے برابر ہوتی تب بہی اسمین اسرار معنوی نہ سما سکتے اور پورے اسرار کیا معنے انکا ایک چہوٹے سے چہوٹا حصہ بہی درج نہو سکتا۔ اسکا سبب یہ ہے کہ اسرار الٰہی بے انتہا ہین قلم اُنکے لکہنے کی طاقت اور دفتر اپنے اندر اُنکی گنجایش نہین رکہتا۔

	کان زمین و آسمان بس فراخ	کرد از تنگی دلم را شاخ شاخ
ترجمہ	یہ زمین و آسمان ہین گو فراخ	انکی تنگی سے جگر ہے شاخ شاخ

شرح یہان سے پہر مطرب کا مقولہ شروع ہوا ہے اور یہ شعر وردوریحان بے کفی سے جیدمے سے متعلق

اور مضمون سابق کی دلیل اور تتمۂ خواب ہے۔ یعنے مطرب عالم ارواح کے فراخی دیکھکر اور اُسکے نظارہ سے فیض یاب ہوکر یہ کہتا ہے کہ اُس ظاہری زمین وآسمان نے جو عالم دنیا مین تہا باوجود اس فراخی کے میرے دل کو پارہ پارہ کردیا ہے۔ کیونکہ اسرار عالم الٰہی عالم ظاہری مین نہین سما سکتے۔ اس ضیق کے باعث میرا سینہ اور دل چاک چاک ہوگیا ہے۔

	وین جہانے کاندرین خوابم نمود		از کشایش پر و بالم را گشود
ترجمہ	یہ جہان جو خواب مین آیا نظر		روح کے کہولے ہین اسنے بال و پر

شرح۔ یہ شعر بہی اُسی مطرب کا مقولہ ہے جو یہ کہتا ہے کہ وہ عالم جو خواب مین ظاہر ہوا ہے اسنے اپنی کشایش کے سبب میرے عقل و روح کے پر و بازو کو کہولدیا ہے جو قیود دنیوی سے وابستہ اور زندان محبت دنیا مین پہنسی ہوی تہی۔ للہ الحمد اب مینے اس جہان زندان نما کی قید سے نجات پائی۔

	اینجہان و راہش ار پیدا بدے		کم کسے یک لحظہ در آنجا بدے
ترجمہ	اس جہان کی راہ گر ہوتی عیان		دم نہ لیتا ایک دم کوئی وہان

شرح۔ اُسی مطرب کا قول ہے اینجہان سے عالم معنے اور آنجا سے عالم دنیا مراد ہے یعنے مطرب عالم خواب مین کہہ رہا ہے کہ اگر یہ جہان (عالم ارواح و عالم باطن) اور اس جہان تک پہنچ جانے کا رستہ معلوم ہوجاتا تو کوئی شخص ایک لحظہ بہی عالم دنیا مین نہ ٹہیرتا۔ کیونکہ عالم معنوی نہایت وسیع اور اُسکی زندگی نہایت مسرتناک ہے۔ کیونکہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

	مُول مُولے میزد آنجا جان او		در قضائے رحمت و احسان او
ترجمہ	جان اُسکی کہہ رہی تہی باش باش		در قضائے رحمت و احسان تلاش

شرح مُول بالضم بمعنے معشوق زن و حرام زادہ و نار است و درنگ و تاخیر۔ و بمعنے توبہ و ناز و غمزہ و صیغۂ امر بمعنے باش و توقف کن۔ یہان سب سے پچہلے معنے مراد ہین۔ مُول مُول تاکید کے لیئے مکرر لایا گیا ہے ثانی لفظ مولے مین یائے وحدت زائد ہے۔ اور یہان سے مقولہ مولانا قدس سرہ شروع ہوا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ قضائے رحمت الٰہی (وسعت عالم ارواح) اور اُسکے احسانات دیکھکر مطرب کی روح عالم غیب مین اُسکو یہ خطاب کررہی تہی کہ اینجا باش اینجا باش۔ یعنے اسے شخص اسی عالم ارواح مین ٹہیر جا اور یہین ڈیرہ ڈالدے تیرا اصل مسکن یا وطن اصلی یہی ہے۔

	امر مے آمد کہ نے طامع مشو		چون زپایت خار بیرون شد برو
ترجمہ	حکم آتا تہا اُدہر سے مرد دین		پانو سے کانٹا ہے باہر چل کہین

شرح یعنے مطرب کی روح تو اُس سے یہ کہتی تہی کہ اے شخص یہین رہ پڑ۔ اسی جگہ گہر بنالے اور عالم غیب سے یہ حکم آتا تہا کہ خبردار۔ بلا حصول مرتبۂ مرگ اختیاری (فنافی الذات) عالم بقامین قیام کرنے کی ہرگز طمع نہ کر۔ البتہ تیری روح کے پانوسے چونکہ گناہون کی لذت اور محبت ماسوے اللہ کا کانٹا نکل گیا ہے اِسلیئے آیندہ عالم بقا تک پرواز کرجانا تجہپر آسان ہوجائیگا بالفعل یہان سے باہر نکلجا۔ اور دنیامین رہکر مرگ اختیاری کا شکار ہو اُسوقت ہم خود تجہے عالم بقا کی طرف کہینچ لینگے **نکتہ** اسمین یہ اشارہ ہے کہ اے طالبان حقیقت بلاحصول مرتبۂ موتوا قبل ان تموتوا عالم معنے تک رسائی ناممکن ہے کیونکہ عالم معنیٰ اُنہین لوگونکا مسکن ہے جو مرنیسے پہلے مرچکے ہین

درخواب گفتن ہاتف مر عمر را کہ چندین زر از بیت المال بآن مردہ کہ در گورستان خفتہ است

ترجمہ خواب مین حضرت عمرؓ سے ہاتف کا یہ کہنا کہ بیت المال مین سے اسقدر سونا اُس آدمی کو دیدو جو گورستان مین پڑا سو رہا ہے

شرح ہاتف بمعنے آواز دینے والا مشتق از ہتف بمعنے آواز دینا۔ اصطلاح مین ہاتف اُس فرشتے کو کہتے ہین جو عالم غیب سے دلمین آواز دے مطلب یہ کہ چونکہ مطرب خواب مین عالم معنوی کی سیر کرکے اپنے ازلی اِستعداد کے باعث ملہَم اور تارکُ الدُّنیا ہوگیا تہا۔ اِسلیئے خدانے غیب سے اُسکی مدد کا سامان مہیا کردیا کہ حضرت عمرؓ نے جو اُس زمانہ مین خلیفہ تہے اُسکے متعلق خواب دیکہا اور گورستان مین پہنچکر دینار اُسکے حوالے کیئے اور اپنے ارشادات کی برکت سے اُسے صاحب نسبت اور بالکل اللہ والا بنادیا۔ چنانچہ آیندہ سے یہی قصہ شروع ہوتا ہے۔

	آن زمان حق بر عمر خوابے گماشت	تا کہ خویش از خواب نتوانست داشت
ترجمہ	ہوگئے اُسدم عمر مغلوب خواب	کردیا جسنے اُنہین بے صبر و تاب

شرح یعنے جسوقت کہ پیر چنگی خواب مین عالم ارواح کے سیر کررہا تہا اُسیوقت اللہ تعالےٰ نے حضرت عمرؓ پر بہی ایک ایسا خواب مسلط کیا کہ اپنے آپے کو سنبہال نہ سکے۔ اور سوتے ہی بن آئی۔ اور یہ فطرتی قاعدہ ہے کہ غلبہ خواب کے وقت آدمی بے قابو ہوجاتا ہے۔

	در عجب افتاد کاین معہود نیست	این ز غیب افتاد بے مقصود نیست
ترجمہ	دلمین کہتے تہے یہ کب معہود ہے	اسمین ہے کچہ راز کچہ مقصود ہے

شرح یعنے حضرت عمرؓ کو اس طرح کے غلبۂ خواب سے تعجب ہوا کیونکہ ایسا خواب آپ کی مقررہ عادت کے خلاف تہا۔ اللہ والون کو نیند بہت کم آیا کرتی ہے اس خلاف عادت خواب سے آپنے سمجہ لیا کہ یہ عالم غیب کیطرف سے ہے

	سر نہاد و خواب بردش خواب دید	کامدش از حق ندا جانش شنید
ترجمہ	نیند مین دیکہا تماشا خواب کا	یعنے آئی حق کی جانب سے ندا

شرح پہلا خواب بمعنے نیند ہے اور دوسرا بمعنے رؤیا یعنے وہ کیفیت جو روح کو نیند مین نظر آتی ہے یعنے حضرت عمرؓ سر رکہکر سو رہے اور ایک خواب دیکہا یعنے اللہ تعالےٰ کی طرف سے خواب مین ایک ندا آئی جسکو انکی روح نے سُنا مطلب یہ کہ آپ کو خواب مین ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اے عمرؓ تم ہمارے ایک خاص بندے کو جو گورستان مین پڑا سو رہا ہے بیت المال مین سے سات سو دینار خود جاکر دے آؤ۔ چنانچہ آئندہ یہ قصہ مفصل طور پر آنیوالا ہے اور اگلے شعر سے مولانا قدس سرہ ندائے غیبی کی تعریف بیان فرماتے ہین

	آن ندائے کاصل ہر بانگ و نواست	خود ندا آنست واین باقی صداست
ترجمہ	وہ ندا ہے اصل ہر بانگ و نوا	ہے ندا وہ اور باقی ہے صدا

شرح یعنے حضرت عمرؓ کے گوش روح مین وہ ندا آئی جو ہر بانگ و نوا کی اصل اور حقیقی ندا ہے اور دیگر آوازین اُسکا عکس ہین (یعنے الہام روحی) اُسکے سوا اور تمام آوازین صدا ہین۔ جوہری نے اپنی صحاح مین لکہا ہے الصدا ہو الذی یجیبک بمثل صوتک فی الجبال۔ یعنے صدا وہ آواز ہے جو مثلاً پہاڑون مین سے کسیکے آواز کے جواب مین پلٹ کر آتی ہے اور جسکو گنبد کی صدا کہتے ہین۔ اس سے مولانا قدس سرہ کا یہ مطلب ہے کہ متکلم حقیقی اللہ تعالےٰ ہے اور باقی آوازین یا لوگون کے کلام اُسکا عکس ہین جب اللہ تعالےٰ اپنی صفت تکلم کے ساتہ تجلی کرتا ہے تو موجودات مین قوت کلام پیدا ہو جاتی ہے حسب مضمون السنۃ الخلق اقلام الحق۔ یعنے مخلوق کی زبانین گویا خدا کے قلم ہین جسطرح قلم بلا امداد کاتب کوئی حرف نہین لکہہ سکتا۔ اسیطرح مخلوق کی زبانین بلا تائید ربانی ایک حرف نہین بول سکتین۔

	ترک و کرد و پارسی گو و عرب	فہم کردہ آن ندا بے گوش و لب
ترجمہ	ترک ہو یا پارسی گویا عرب	سب نے سمجھی وہ ندا بے گوش و لب

شرح یعنے قوم ترک اور کرد اور فارس والون اور اہل حجاز مطلب یہ کہ تمام عرب وعجم نے بلا گوش خود وبلا لب متکلم ندائے الٰہی (خطاب الست بربکم) کو سُن لیا ہے اور اُسکے معنے سمجھ لیئے ہین حالانکہ اس سُننے کو حواس ظاہری یعنے کان سے کچہ علاقہ اور متکلم یعنے اللہ تعالےٰ کو آلۂ نطق ظاہری یعنے لب سے کچہ سروکار نہ تہا۔ اگر مخلوق اس خطاب کو نہ سنتی۔ تو اپنے رب کو کسیطرح نہ پہچان سکتے۔ آیت اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ قَالُوا بَلٰی کے معنے پہلے بہی بیان ہو چکے ہین۔ یعنے جب اللہ تعالےٰ نے بروز میثاق تمام روحون کو اپنے سامنے بلاکر یہ فرمایا کہ اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ کیا مین تمہارا رب نہین ہون تو سب نے متفق ہوکر لفظ بلےٰ کہا یعنے یہ جواب دیا کہ ہان بیشک تو ہمارا رب ہے۔ یہ بہی ممکن ہے کہ ندا سے مراد کلمۂ کُن ہے۔ اور یہ ایسا امر ہے جسکو تمام ذی روح یکسان سُنتے ہین اور فوراً ارشاد الٰہی کو بجالاتے ہین چنانچہ آئندہ اشعار انہین معنون کی طرف اشارہ

کرتے ہین۔ آیندہ شعر مین اسی مضمون کو ترقی دی گئی ہے۔

	خود چہ جائے ترک و تاجیک است و زنگ	فہم کردست آن ندا را چوب و سنگ
ترجمہ	ماسوائے ترک تاجیک و زنگ	اُس ندا کو جانتے ہین چوب و سنگ

شرح زنگ بمعنے زنگی وحبشی اور تاجیک عرب زادہ رجو عجم مین بڑا ہوا ہو۔ اور وُہ قوم جو عربی نہو۔ ترکی لغات مین اہل فارس کو تاجیک لکہا ہے۔ نیز تاجیک ایک ولایت کا نام ہے یعنے فہم ندائے الست بربکم یا آواز کلمۂ کُن کچہ ذی رُوح ترک وزنگ وعرب وفارس وغیرہ) پر ہی منحصر نہین بلکہ غیر ذی روح رنباتات وجمادات) نے بہی اس ندا کو سُنا ہے، اور ہر وقت سُنتے رہتے ہین۔ کیونکہ جمادات وغیرہ کا مطیع حکم الٰہی ہونا۔ اور وجود مین آجانا خود اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اُنہون نے ضرور خطاب اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ اور ندائے کلمۂ کن کو سنا ہے اگر جمادات وغیرہ خدائے واحد کو اپنا رب نمانتے یا خطاب کلمۂ کن نہ سُنتے تو ہرگز وجود حاصل نہ کر سکتے۔

	ہر دمے از وے ہمی آید الست	جوہر و اعراض میگردند ہست
ترجمہ	آتی ہے ہر لحظہ آواز الست	جوہر و اعراض سب کہتے ہین ہست

شرح۔ یعنے بخطاب خطاب اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ عشاق وعارفین کے گوش دل سے اب تک منقطع نہین ہوا۔ کیونکہ وُہ جمیع مصنوعات الٰہی سے جو متحد الاشکال ہین اس خطاب کے معنے سمجہ لیتے ہین۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر دم تمام جوہر واعراض کی طرف خطاب اَلَسْتُ آتا ہے اور یہ تمام اُسکے جواب مین ہست کہتے ہین یعنے اُنکا موجود ہوجانا۔ بلے یا ہست کہنے کے برابر ہے بعض نسخون مین میگردند مست ہے یعنے تمام جوہر واعراض ندائے الٰہی کو سُنکر مست بادۂ توحید ہوجاتے ہین اور خلعت وجود پہنکر زبان حال سے اُسکی وحدت کا اظہار کرتے ہین۔ نیز بعض نسخون مین میگردند ہست دیکہا گیا ہے یعنے خدا کی طرف سے ہر دم ندائے اَلَسْتُ آتی ہے اور تمام جوہر واعراض اسی ندا کو سُنکر ہست ہوجاتے ہین۔ اِس سے معلوم ہوا کہ ندائے غیبی کو ذی روح وغیر ذی روح سب سُنتے ہین اور اُسکے معنے سمجہکر ارشاد خداوندی بجالاتے ہین۔

فائدہ جوہر وعرض کے معنے پہلے حصہ مین بیان ہوچکے ہین۔ جوہر وُہ شے ہے جو بذات خود قائم ہو اور عرض وُہ جسکا قیام بواسطۂ غیر ہو مثلاً کپڑا اور اُسکا رنگ اور جمیع اشیائے کائنات یا جوہر ہین یا عرض اسلئے اس شعر مین جوہر وعرض سے جمیع کائنات مراد ہے۔

	گر نمی آید بلے زایشان ولے	آمدن شان از عدم باشد بلے
ترجمہ	گو زبان سے خود نہین کہتے بلے	اُنکا ہونا ہی بلے ہے اے فتا

شرح لطف بلے امالۂ بلا ہے اور اگر بمعنے اگرچہ یعنے جوہر واعراض اور جمادات ونباتات وغیرہ کی زبان سے

گو لفظی بلےٰ نہین نکلتا۔ لیکن انکا عدم سے وجود مین آنا بمنزلہ بلےٰ ہے گویا یہ سب ندائے الٰہی کے معنے سمجھکر زبان حال سے بلےٰ کہہ رہے ہین۔ نتیجہ یہ کہ جمیع اشیا ازل سے ابد تک لفظ بلےٰ سے تر زبان ہین جسطرح خطاب الست بربکم منقطع نہین ہوا اسیطرح جواب بلےٰ بہی منقطع نہین ہوا۔ اس خطاب کے ازل سے ابد تک غیر منقطع ہونے کا یہ سبب ہے کہ الستُ بربکم اور لِمَنِ الْمُلْکُ الیوم کا مطلب ایک ہے۔ مگر اس خطاب کو وہی لوگ سُنتے ہین جو باطنی کان رکہتے ہین۔ کیونکہ وہ صاحب مقام جمع ہین اور اُنکے نزدیک ماضی و مستقبل سب حال ہے۔

	آنچہ گفتم ز آگہی چوب و سنگ	در بیانش قصہ بشنو بے درنگ
ترجمہ	گر دلیل آگہی چوب و سنگ	چاہیئے۔ تو سُن یہ قصہ بے درنگ

شرح یعنے ہمنے جو یہ دعوے کیا ہے کہ ذی روح کی طرح غیر ذی روح بہی ندائے الٰہی کو سُنتے اور اُسکے معنے سمجھ لیتے ہین۔ اور اللہ تعالے نے چوب و سنگ کو بہی فہم و آگاہی عنایت فرما رکہی ہے اسکے متعلق ستون حنانہ کا ایک سچا قصہ سُن لے۔ تاکہ تجھے ہماری بات کا یقین کامل طور پر ہوجائے۔ بعض نسخون مین آگہی کیجگہ آشنائی ہے جس سے واقفیت ندائے الٰہی مراد ہے۔ اور مطلب دونوکا ایک ہے

در بیان نالیدن ستون حنانہ از فراق پیغمبر علیہ السلام چون جماعت انبوہ شدو گفتند کہ ما روئے مبارک ترا بہنگام وعظ نمی بینیم و منبر ساختند و شنیدن رسول خدا و اصحاب نالہ ستون را بالتصریح و مکالمات آنحضرت باآن

ترجمہ۔ فراق پیغمبر علیہ السلام کے باعث ستون حنانہ کے نالہ کرنے کا بیان جبکہ جماعت زیادہ ہوگئی۔ اور لوگون نے شکایت کی کہ ہم خطبہ و وعظ کے وقت آپ کا روئے مبارک نہین دیکہہ سکتے اور آپ کے لیئے منبر بنایا۔ اور پیغمبر و اصحاب کے مبارک کانون تک بصراحت نالہ ستون حنانہ کے پہنچے اور اُسکے ساتہ رسولخدا کے ہمکلام ہونے کا ذکر

شرح۔ حنانہ مشتق از حنین بمعنے گریۂ بسیار۔ اس ستون کا قصہ صحاح مین اسطرح منقول ہے کہ رسول مقبول مدینۂ مطہرہ مین اس سے تکیہ لگا کر خطبہ اور وعظ فرمایا کرتے تہے جب مجمع صحابہ زیادہ ہوگیا اور ممبر بنا آپ ممبر پر تشریف لیگئے تو وہ ستون جو اس سے پہلے تکیہ گاہ حضور تہا۔ اسطرح ٹہنک ٹہنک کر رویا جسطرح بچہ روتا ہے اُسکی آواز سنکر رسول اللہ ممبر سے اُترے اور اُس پر تسلی دینے کے لیئے اسطرح ہاتہ رکہا جسطرح مان بچہ پر رکہتی ہے اور اپنے گلے سے لگالیا۔ ستون مذکور اس تسلی پانے کے سبب خاموش ہوگیا۔ بعدہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہ خطبہ و وعظ کے جدائی اور میرے الگ ہوجانے سے رویا ہے یہ فرما کر آپنے ستون سے خطاب کیا کہ اگر تو کہے تو مین تیرے لیئے یہین سرسبز ہوجانے کی دعا کرون۔ تاکہ تجہسے لوگ فائدہ اُٹہائین اور تیرے میوے کہائین اور اگر یہ منظور نہین تو مین تیرے درخت جنت بنجانے کی دعا کرون۔ ستون نے پچہلی بات کو قبول کیا۔ یہ حدیث بخاری اور ابو داؤد مین جابر رضی اللہ عنہ مروی ہے

ستون حنانہ کھجور کی لکڑیکا ستون تہا جو مسجد نبوی مین لگا ہوا تہا- اسکا نام حنانہ اُسی دن سے ہوا جبکہ فراق پیغمبر علیہ السلام مین رویا ہے اِسمین منکرین کا یہ مذہب ہے کہ ستون حنانہ کا رونا واقعی رونا نہ تہا بلکہ زبان حال سے تسبیح کی آواز تہی اور اکثر اہل کلام یہ کہتے ہین کہ چونکہ جمادات مین روح نہین ہے اسلیئے ستون حنانہ کا رونا معجزہ تہا- کیونکہ نطق کیلئے عقل اور حیات ضروری ہے- لیکن اہل تصوف کا یہ مذہب ہے کہ جمادات بزبان فصیح متکلم ہوتے ہین مگر انکا کلام بجز خاصان حق اور کوئی نہین سُن سکتا چنانچہ مولانا قدس سرہ بہی یہی مذہب رکہتے ہین اور آئندہ اشعار مین انہی معنون کی طرف اشارہ ہے-

	اُستن حنانہ از ہجر رسول	نالہ میزد ہمچو ارباب عقول
ترجمہ	ہجر پیغمبر مین حنانہ ستون	نالہ زن تہا مثل انسان زبون
	درمیان مجلس وعظ آنچنان	کز وے آگہ گشت ہم پیر و جوان
ترجمہ	وعظ مین وہ یون ہوا نالہ کناں	جس سے واقف ہوگئے پیر و جوان

شرح- اُستن بضم الہمزہ بمعنے ستون ہے اور دوسرے شعر مین آنچنان- نالہ میزد کے متعلق ہے- یعنے جب رسولخدا منبر پر بیٹھکر وعظ فرمانے لگے تو حضور کی جُدائی مین ستونِ حنانہ باوجود غیر ذی روح ہونے کے ذی روح کی طرح اِسطرح ٹھنک ٹھنک کر رویا کہ مجلس وعظ مین بیٹھنے والے تمام پیر و جوان صحابہ نے اُسکے رونے کی آواز اچھی طرح سُن لی-

	در تحیر ماندہ اصحاب رسول	کز چہ مے نالد ستون با عرض وطول
ترجمہ	تھے تعجب مین سب اصحاب رسول	یعنے روتا ہے ستون با عرض وطول

شرح لفظ با عرض وطول مے نالد سے متعلق ہے یعنے ستون حنانہ کا نالہ سُنکر تمام صحابہ کو حیرت ہوی کہ اسکے عرض وطول مین سے رونے کی آواز کیون آرہی ہے اور اِسکے نالہ کا کیا سبب ہے نکتہ یہان سے معلوم ہوا کہ ستون حنانہ کے طول وعرض یعنے ہر رگ وریشہ اور ہر جگہ سے نالہ کی آواز آرہی تہی-

	گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستون	گفت جانم در فراقت گشت خون
ترجمہ	بولے پیغمبر یہ کیا ہے اے ستون	وہ یہ بولا جان ہے فرقت مین خون
	از فراق تو مرا چون سوخت جان	چون نہ نالم بے تو اے جان جہان
ترجمہ	آپکی فرقت مین ہے بیتاب جان	ہجر سے روتا ہون اے جانِ جہان

شرح یعنے جبکہ پیغمبر علیہ السلام نے ستون حنانہ کے رونے کی آواز سُنی تو یہ فرمایا کہ اے ستون تو کیا چاہتا ہے اور تیرے نالہ کرنیکا کیا سبب ہے- ستون نے جواب دیا کہ میری جان آپ کے فراق مین خون ہوگئی ہے جلگئی

ہے ایسی حالت مین کسطرح نالہ نہ کرون۔

مُسندت من بودم از من تاختی — بر سرِ منبر تو مسند ساختی

ترجمہ: تھا میں پہلے تکیہ گاہِ آنحضور — بیٹھے اب ممبر پہ کرکے مجھ کو دور

شرح مُسند بضم المیم وہ شے جسپر بیٹھتے وقت پیٹھ لگائی جائے۔ اور مسند بفتح المیم بمعنے بالین وتکیہ گاہ اول مصرع مین بالضم دوسرے مین بالفتح یا برعکس نیز دونون مین مفتوح یا مضموم غرضیکہ ہرطرح معنے درست ہین یعنے منبر نے یہ کہا کہ اس سے پہلے عرصہ تک مین آپ کا تکیہ گاہ رہاہون اب آپنے مجھے چھوڑکر ممبر کو تکیہ گاہ بنالیاہے۔ اور مجھسے جدائی اختیار کرلی ہے۔ اسلئے غم فرقت مین رو رہاہون۔

پس رسولش گفت کای نیکو درخت — ای شدہ با سِرِّ تو ہمراز بخت

ترجمہ: بولے پیغمبر کہ اے نیکو درخت — آج تجھسے ہے ترا ہمراز بخت

شرح یعنے پیغمبر علیہ السلام نے ستون کے جواب مین یہ فرمایا کہ اے نیک درخت تو اس مرتبہ کا ہے کہ تیرے بھید نہان کے ساتھ تیرا بخت بلند ہمراز ہے یعنے تیری بلند بختی نے تیرے دلمین اس سرنہان (نالہ) کا القاکیا ہے اور اسکا نتیجہ یہ ہونیوالا ہے کہ تو محشر کے دن جنت کا درخت بنجائیگا۔

گر ہمیخواہی ترا نخلے کنند — شرقی و غربی ز تو میوہ چنند

ترجمہ: ہونا چاہے تو اگر نخل بریں — شرقی و غربی ہو تجھ سے میوہ چیں

یا دران عالم حقت سروے کند — تا تر و تازہ بمانی تا ابد

ترجمہ: سروِ جنت یا تجھے کردے صمد — تا تر و تازہ رہے تو تا ابد

شرح۔ یہ دونو شعر بطور قطعہ بند خلاصۂ جواب پیغمبر علیہ السلام ہین اور پہلے شعر مین چنند مخفف چینند ہے مشتق از چیدن یعنے رسول علیہ السلام نے ستون مذکور کو تسلی دینے کے لیئے یہ بشارت دی کہ اے ستون دو باتون مین سے ایک کو اختیار کرلے۔ اگر تو ہمیشہ دنیا مین رہنا چاہتاہے تو مین تیری دعا کرون جسکی برکت سے خدا از سر نو سرسبز کرکے تجھے کھجور کا ایک عالیشان درخت بنادے کہ تیرے میوہ سے تمام شرقی و غربی ہمیشہ فائدہ اٹھاتے رہین اور تو قیامت تک بیخوف خزان ہرا بھرا رہے۔ اور اگر یہ منظور نہین تو اسکو قبول کر کہ اللہ تعالے تجکو قیامت کے دن سروِ جنت بنادے اور تو جنت مین تاابد تر و تازہ رہے۔

گفت آن خواہم کہ دائم شد بقاش — بشنو اے غافل کم از چوبے مباش

ترجمہ: بولا وہ منظور ہے دائم بہار — کم نہ ہو لکڑی سے اے غفلت شعار

شرح یعنے ستون نے دوسری بات (سروِ جنت ہونے) کو پسند کیا۔ اور دنیوی سرسبزی کو چھوڑکر بقائے دائمی

اختیار کی اور یہ کہا کہ مین سرو جنت ہونا چاہتا ہون جسکی بقا دائمی ہے۔ دوسرا مصرع بطور تنبیہ اہل غفلت مولانا کا مقولہ ہے یعنے ای مخاطب غافل اس جماد نے دنیائے فانی اور اسکی بہار چند روزہ کو چھوڑ کر عالم بقا کو اختیار کیا افسوس تو عاقل اور ذیروح ہو کر دار فنا کو اختیار کیے ہوئے ہے۔ تو معلوم ہو تو جمادات سے بھی بدرجہا گیا

آن ستون را دفن کرد اندر زمین	تا چو مردم حشر گردد یوم دین
ترجمہ اسکو گاڑا آپنے زیر زمین	شکل مردم تا وہ اُٹھے یوم دین

شرح یعنے پیغمبر نے ستون کا جواب سنکر اُسے زمین مین دفن کرا دیا تاکہ قیامت کے دن آدمیون کی طرح اسکا بھی حشر ہو اور داخل جنت ہو جائے۔ سبحان اللہ اس ستون کی کیا اچھی تقدیر تھی۔

تا بدانی ہر کرا یزدان بخواند	از ہمہ کار جہان بے کار ماند
ترجمہ تاکہ ظاہر ہو کہ مطلوب خدا	کام سے دنیا کے رہتا ہے جدا

شرح یہ شعر اُس ستون کے زمین مین دفن کرنے کی علت ہے یعنے رسول اللہ نے اسیلئے اُسکو دفن کرکے عالم برزخ مین پہنچا دیا کہ لوگون کو معلوم ہو جائے کہ جسکو اللہ تعالے نے اپنی طرف کھینچ لیا وہ عالم دنیا کے مشغلون سے فارغ ہو جاتا ہے اور عشق مین فنا کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔

ہر کرا باشد ز یزدان کار و بار	یافت بار آنجا و بیرون شد ز کار
ترجمہ ہو خدا کے ساتھ جسکا کار و بار	کام کار رہتا نہین انجام کار

شرح۔ کاروبار بمعنے شغل ہے اور بار بمعنے رخصت و دخل ہے یعنے جو شخص خدا سے مشغول ہو جاتا ہے۔ وہ عالم غیب مین دخل پا جاتا ہے اور دنیوی کام سے جاتا رہتا ہے۔ چنانچہ اولیاء کے حال کو دیکھ لیجے۔

وانکہ او را نبود از اسرار داد	کے کند تصدیق او نالۂ جماد
ترجمہ اور جو ہے ناواقف اسرار دین	نالۂ بیجان یقین کرتا نہین

شرح داد۔ بمعنے حصہ و نصیب و عطائے الٰہی ہے۔ یعنے جس شخص کو فہم اسرار کا حصہ ازل سے نہین ملا وہ جمادات کی گویائی و فہم۔ اور اُنکے کلام و نالہ کی تصدیق نہین کر سکتا۔ بلکہ تکذیب یا جھوٹی سچی تاویل سے کام لیتا ہے

گوید آرے نے ز دل بہر وفاق	تا نگویندش کہ ہست اہل نفاق
ترجمہ وہ کہا کرتا ہے۔ ہان۔ بہر وفاق	تا نہ کہہ بیٹھے کوئی۔ اہل نفاق

شرح یعنے جو شخص تکلم جماد کی قلبی تصدیق نہین کرتا وہ دبی زبان سے یون کہا کرتا ہے کہ ہان تسبیح جمادات حق ہے اور اُسکا یہ کہنا بھی لوگون کے ساتھ اتفاق کرنے کے لیے ہے تاکہ لوگ طعن نہ کرین اور منافق نہ کہین ورنہ وہ فی الواقع تسبیح قہری کا بھی قائل نہین۔ نعوذ باللہ من ذٰلک۔

	گر نبودے واقفان امر کن		در جہان ردگشتہ بودے این سخن
ترجمہ	گر نہوتے واقفان امر کن		جھوٹ ہو جاتا جہان مین یہ سخن

شرح نبودے بمعنے نبودندے ہے اور ضمیر فاعل یا جمادات کی طرف راجع ہے یا واقفان خود اسکا فاعل ہے یعنے اگر جمادات و نباتات امر کن کو نہ سمجھتی اور اسکے سُننے سے مطیع ہوکر موجود نہو جاتے۔ یا یہ کہ اولیاء اللہ اور عارف جو امر کن کے بھید سے واقف ہین دنیا مین موجود نہوتے اور جمادات وغیرہ کا کلام بطور کشف یا اخبار الٰہی کہ سُنتے تو کلام جمادات وغیرہ کے متعلق عقیدہ رکھنا بالکل مردود اور باطل ہو جاتا مگر چونکہ جمادات خود امر کن سے واقف ہین اور مسخر حکم ہوکر موجود ہو جاتے ہین یا عارف جہان مین موجود ہین اسلئے انکا کلام کرنا مردود نہین ہو سکتا گو منکرین اور محجوب اس سے انکار کیا کرین "نکتہ" جمادات کا کلام کرنا بخاری اور ابو داؤد کی مذکورہ بالا حدیث سے (جو قصہ ستون حنانہ کے متعلق ہے) اچھی طرح ثابت ہو چکا ہے۔ اس سے قطع نظر قرآن مجید مین یہ آیت موجود ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ یعنے کوئی شئے ایسے نہین جو خدا کی تسبیح نہ کرتی ہو مگر اے لوگو تم جمیع اشیا کی تسبیح کو سمجھ نہین سکتے۔ چونکہ شے کا اطلاق عموم معنے کے سبب لاشے پر بھی ہو سکتا ہے اس لئے شے تو شے۔ لاشے بھی خدا کی تسبیح کرتے ہو تو کچھ تعجب نہین دوسری آیت یہ ہے فَسُبْحَانَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ یعنے پاک ہے وہ ذات جسکے قبضہ مین ہر چیز کی بادشاہت ہے شیخ نجم الدین کبرٰے نے اس آیت کی تفسیر مین لکھا ہے کہ لفظ ملکوت بمعنے آخرت ہے اور آخرت کی شان مین یہ آیت نازل ہوی ہے وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَۃَ لَھِیَ الْحَیَوَانُ۔ یعنے دنیا کی زندگی ایک کھیل اور مشغلہ ہے اور دار آخرت البتہ واقعی زندگانی ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہر ذرہ مین زندگی اور لسان ملکوتی موجود ہے۔ تیسری آیت یہ ہے فَقَالَ لَھَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ کَرْھًا قَالَتَا اَتَیْنَا طَائِعِیْنَ۔ یعنے جب اللہ تعالےٰ نے آسمان و زمین کو یہ حکم دیا کہ تم خوش ہو یا ناخوش۔ مگر دونون کے دونو عدم سے وجود مین آجاؤ۔ تو آسمان و زمین نے جواب دیا کہ ہم دونون نے خوشی سے تبرا حکم مان لیا اور عدم سے وجود مین آگئے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ زمین و آسمان مین قوت ناطقہ موجود ہے

	صد ہزاران ز اہل تقلید و نشان		افگندشان نیم وہمے در گمان
ترجمہ	ہین ہزارون اہل تقلید و نشان		وہم نے جنکو کیا ہے بد گمان

شرح یعنے جمادات کا کلام اور فہم ندائے الٰہی حق اور قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ لیکن تاہم لاکھون اہل التقلید (اپنی نظر اور اپنے فکر کے پیرو) اور اہل نشان (علامات و اسباب کے قائل) ایسے موجود ہین جنکو تھوڑا سا وہم عقلی بدگمانی مین ڈالدیتا ہے اور وہ کلام جمادات کے منکر ہو جاتے ہین گمان سے گمان بد اہل نشان سے صاحب اسباب و علامات جو کسی مسبب کو بلا سبب اور معلول کو بلا علت اور مؤثر کو بلا اثر اور مدعا کو بلا دلیل نہین مانتے اور

اہل تقلید سے اپنی عقل و فکر کے مقلد مراد ہین البتہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا نائبان پیغمبر کے مقلد اس بد گمانی سے بچے ہوئے ہین ہان جنکی تقلید مضبوط نہین وہ پھسل جاتے ہین۔

	کہ بظن تقلید و استدلال شان	قائمست۔ وجملہ پرّ و بال شان
ترجمہ	طرف ظنی اُن کا استدلال ہے	محض وہی جملہ پرّ و بال ہے

شرح یہ شعر گزشتہ مدعا کی دلیل ہے۔ یعنے یہ لوگ اسلیئے گمان بد مین پڑ جاتے ہین۔ کہ انکی تقلید اور انکا استدلال ظنی ہے یعنے انہی کے گمان کا نتیجہ ہے اور تمام پرّ و بال یعنے انکا علم و قدرت بہی ظنی ہے۔ اسلیئے مرتبۂ یقین تک نہین پہنچتی اللہ تعالے فرماتا ہے اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا یعنے یہ نہین ہو سکتا کہ گمان یقین کا قائم مقام ہو کر اُس سے بے پروا کر دے بلکہ گمان اور یقین مین بہت بڑا فرق ہے۔ دوسری آیت یہ ہے کہ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ یعنے بعض گمان کبیرہ گناہ کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے*

	شبہ مے انگیزد آن شیطان دون	در فتند این جملہ کوران سرنگون
ترجمہ	ڈالتا ہے دلمیں شک شیطان دوں	جس سے گر پڑتے ہیں اندہے سرنگوں

شرح۔ یعنے مقلدان فکر و عقل کے دلمین شیطان شبہ ڈالکر ان دل کے اندہون کو اوندہے مُنہ گمراہی کے کنوین مین دہکا دیدیتا ہے۔ اِسکی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص یون کہے کہ مین بینا ہون۔ اور دوسرا شخص جواب دے کہ تمہارے آگے کوان ہے ذرا بچے رہنا۔ پہر وہ کہے کہ تم غلط کہتے ہو۔ کنوان ہوتا تو ہمین نظر آتا۔ حالانکہ کنوان جہاڑیون مین چھپا ہوا تہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ شخص استدلال ہی کے بہروسے کنوین مین جا رہا۔

	پائے استدلالیان چوبین بود	پائے چوبین سخت بے تمکین بود
ترجمہ	پائے استدلالیاں لکڑی کا ہے	پانو یا جالا کوئی مکڑی کا ہے

شرح یعنے پیروان عقل اور ہر مدعا کی دلیل ڈہونڈنے والے اور حجتی لوگ گویا لکڑیکا پانو لگا کر زمین پر چلتے ہین جیسا کہ بازیگر تماشا دکہانے کے لیئے لکڑی کے پانوسے چلا کرتے ہین) اور یہ ظاہر ہے کہ لکڑی کا بنا ہوا پانو نہایت ناپائدار ہوتا ہے جس سے آدمی صرف دو چار قدم چل سکتا ہے۔ اِسیطرح استدلالیون کی حجتین دو چار قدم چلکر رہجاتی ہین یعنے کیونکہ مقتضائے فَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ۔ ایک عالم دوسرے عالم کی عقلی دلیلون کو توڑ سکتا ہے جیسا کہ حکمائے الٰہیون نے۔ دہریون اور طبیعیون کی اور علمائے متکلمین نے آلہیون کی اکثر دلیلون کو توڑ دیا ہے مطلب یہ عقلی استدلال مفید یقین نہین ہو سکتا۔ البتہ نقلی استدلال روحی و الہام کا پانو اسقدر مضبوط ہے کہ پہاڑ کی طرح ڈگمگاتا ہی نہیں جانتا۔ کیونکہ نقلی دلیل خدا اور اُسکے رسولوں کا کلام ہوتا ہے۔ اور خدا اپنے کلام کی نسبت خود فرماتا ہے کہ لامبدل لکلماتہ۔ یعنے خدا کے کلمات کو کوئی نہیں بدل سکتا*

	غیر آن قطب زمان دیده ور	کز ثباتش کوه گردد خیره سر	
ترجمہ	ماسوائے قطب دہر دیدہ ور	کوہ جسکے روبرو ہیں خیرہ سر	

شرح یعنے عقلی دلائل پیش کرنیوالون کا پانو لکڑی کا بناہوا ہوتا ہے مگر قطب زمان یعنے ولی کامل اور صاحب نظر باطنی کا پانو ایسا نہین ہوتا بلکہ اسکی ثابت قدمی سے پہاڑ حیران ہین (خیرہ سر بمعنے حیرت زدہ) کیونکہ ولی کامل اور قطب زمانہ کا استدلال مشاہدہ حق سے ہوتا ہے۔ اسلیئے پائے چوبین کے مانند نہین ہوسکتا۔

	پای نابینا عصا باشد عصا	تا نیفتد سر نگون او بر حصا	
ترجمہ	پائے نابینا عصا ہے بالیقیں	سنگریزوں پر نہ گرجائے کہیں	

شرح یعنے محجوب (ناواقف اسرار) اور غیر صاحب کشف کے لیے جو مانند نابینا ہے دلائل کا پیش کرنا ایسا ہے جیسا اندہے کے ہاتہہ مین لکڑی کہ بمنزلۂ پائے نابینا ہوجاتی ہے اگر لکڑی نہو تو اندہا سنگریزون پر منہ کے بل گرپڑے اسیطرح وُہ دلائل جو اثبات مسائل شرعیہ کے لیے پیش کیے جاتے ہین عوام اور غیر صاحب کشف کے لیئے ہین۔ اگر دلائل نہون تو عام آدمی چاہ ضلالت مین گرجائے۔ البتہ عارفین کے لیئے دلائل کی کچہ ضرورت نہین کیونکہ وُہ مشاہدہ اور کشف سے ہر شے کو معلوم کر رہے ہین حصا بالفتح جمع حصات ہے بمعنے سنگریزہ ہا

	آن سوارے کو سپه را شد ظفر	اهل دین را کیست سلطان بصر	
ترجمہ	وہ سوار یکہ سالار ظفر	اہل دیں میں کون ہے شاہ بصر	

شرح۔ اہل دین را بدل ہے لفظ سپہ را کا۔ یعنے وُہ سوار جو سپاہ اہل دین کے لیے ظفر او رپشت پناہ ہے کون ہے؟ یہانتک سوال ہے۔ اور لفظ سلطان بصر (بادشاہ بصیرت ظاہری و باطنی) اسکا جواب مطلب یہ کہ وُہ سوار سلطان بصر یعنے حضرت خیر البشر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور انکے خلفائے راشدین۔ اور اولیاء اللہ ہین جو مخلوقات کے لیے بمنزلۂ چشم اور بادشاہ ملک معنوی ہین۔ جنہون نے اپنی رعایا (مخلوقات) کو مکر شیطان اور بدگمانیون سے بچنے کے طریقے بتائے ہین۔ اور جنکے دلائل پائے چوبی نہین بلکہ پہاڑ سے زیادہ مضبوط ہین

	با عصا کوران اگر ره دیده اند	در پناه خلق روشن دیده اند	
ترجمہ	دیکھتے ہیں کور گو لکڑی سے راہ	چاہئے پر آنکھ والوں کی پناہ	

شرح پہلے مصرع مین لفظ دیدہ ماضی قریب ہے مشتق از دیدن۔ اور دوسرے مین روشن دیدہ وصف ترکیبی ہے بمعنے روشن چشم اسلیئے قافیہ معیوب نہین رہا مطلب شعر یہ ہے کہ اگرچہ عام اور ناواقف اسرار لوگ کبھی دلیل کے ذریعہ سے راہ حق تک پہنچ جاتے ہین۔ مگر یون سمجھ لو کہ یہہ سب اُس مخلوق کی پناہ مین ہین جو روشن

بصر ہے یعنے اُنکو انبیاء علیہم السلام کے راہ بتانے سے سیدہا رستہ ملگیا ہے۔ کیونکہ مقدمات دلیل اگر قرآن و حدیث سے لے گئے تو اُنکا نتیجہ عین صواب اور حق ہے۔ چنانچہ فقہا اور ائمہ دین کے دلائل اسی قبیل سے ہین اور اگر قرآن وحدیث سے نہین لیے گئے تو دلائل اہل فلاسفہ کی طرح اُنکا نتیجہ فاسد اور اکثر جگہ مبنی بر خطا ہوتا ہے خلق روشن دیدہ سے انبیاء علیہم السلام کی طرح اُنکے پیرو یعنے اولیاء اللہ بھی مراد ہو سکتے ہین۔ نیز اس شعر کے دوسرے معنے یہ ہین کہ اگرچہ اندہے لکڑی کے سہارے سے رستہ ڈھونڈ لیتے ہین مگر تاہم اُنہین آنکھون والون ہی کی پناہ مین رہنا پڑتا ہے۔ کیونکہ اگر رستہ چلتے وقت کسی اندہے کو کوئی آنکھون والا ان الفاظ کے ساتھ متنبہ نہ کرے کہ **میان نابینا لکڑی کے ہاتھ کو** تو وہ جگہ جگہ ٹھوکر کہائے کبہی گڑھے مین گرے۔ اور کبہی گارے کیچڑ مین۔ اور اُسکی لکڑی بالکل بیکار ثابت ہو۔ ان معنون کے لحاظ سے نتیجہ یہ نکلا کہ وہ حجتی لوگ جو انبیاء اولیاء اور علمائے حقانی کی تنبیہ اور رہنمائی سے متنبہ نہین ہوتے اور اپنی لکڑی (استدلال ضعیف) کے بھروسہ پر چلتے ہین وہ ضرور ٹھوکرین کہاتے ہین۔

	گر نہ بینا یان بدندی و جہان	جملہ کوران خود بمردندے عیان
ترجمہ	گر نہوتے دیدہ ورلے پُر شعور	جسقدر اندہے ہین مرجاتے ضرور

شرح اسی گذشتہ مطلب کی توضیح ہے۔ یعنے اگر جہان مین آنکھون والے اور بادشاہان بصارت نہوتے تو یہ ظاہر ہے کہ تمام اندہے ٹکرا ٹکرا کے مرجاتے۔ اسیطرح اگر بینندگان عالم یعنے (اولیا) اور بادشاہان بصارت ظاہری و باطنی (انبیاء علیہم السلام) دنیا مین تشریف نہ لاتے تو سب اہل ظاہر اور حجتی جہالت اور گمراہی کے کنوؤن مین گر کر مر رہتے۔

	نے ز کوران کشت آید نے درود	نے عمارت نے تجارتہا و سود
ترجمہ	اندہے کر سکتے نہین کچھ کہیت کیار	فائدے کا کام ہو یا بیوپار

شرح درود۔ حاصل مصدر بمعنے بریدن غلہ یعنے جسطرح اندہے بلا امداد غیری نہ کہیت کیار کر سکتے ہین نہ عمارت کے کام ہین نہ تجارت کے اور نہ کوئی زبردست فائدہ حاصل کر سکتے ہین۔ اسیطرح عوام اور محجوبین بلا اتباع انبیاء واولیاء وعلمائے دین نہ طاعت سے فائدہ اُٹھا سکتے ہین نہ عبادت سے۔ نہ فرض ادا کر سکتے ہین۔ نہ نفل۔ نہ اُنکی خیرات قبول ہے نہ صدقات۔

	گر نکردے رحمت و افضال شان	در شکستی چوب استدلال شان
ترجمہ	گر نہ خوگر ہوتے وہ افضال کے	ٹکڑے ہوتے چوب استدلال کے

شرح پہلے مصرع مین ضمیر شان بجانب انبیا۔ اور دوسرے مین استدلالیون کی طرف راجع ہے۔ یعنے اگر انبیا او

اُنکے خلفا کی نظر رحمت اور نظر فضیلت نہوتی تو استدلالیون کی عصا ٹوٹ جاتے اور وہ سب ہلاک ہو جاتے جسطرح نابینا بلا عصا ہلاک ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اگر انبیا نہوتے تو اُنپر احکام الٰہی بہی نازل نہوتے جو عین استدلال ہین۔ بلکہ قیاسات اور نظر فکری پر استدلال کا انحصار ہوجاتا (جیسا کہ اہل فلاسفہ کا مذہب ہے) اور یہ ظاہر ہے کہ صرف عقلی استدلال جنسے راہ حق نہین ملسکتی باعث کفر و ہلاکت ہین دیکھیے لیجے حضرت عیسے اور آنسرور کائنات علیہما السلام کے مابین زمانۂ فترت مین صرف عقلی استدلال کے باعث کسقدر کفر و شرک تثلیث پرستی اور بت پرستی پہیل گئی تہی۔ بعض نسخون مین شان کیجگہ تان (جمع تو) بمعنے شما ہے اور پہلے مصرع مین افضالتان بمعنے افضال بر شما ہے۔

	این عصا چہ بود قیاسات و دلیل		آن عصا کہ داد شان بینا جلیل	
ترجمہ	یہ عصا کیا ہے قیاسات اور دلیل		دینے والا انکا ہے بینا جلیل	

شرح یعنے جس عصا کا ہم ذکر کر رہے ہین اور جو استدلالیون کو دیا گیا ہے یہ کونسا عصا ہے؟ یہ قیاسات اور دلائل ہین جو بمنزلہ عصا یا اندہے کی لکڑی ہین اور جن سے الزام خصم مقصود ہوتا ہے اور یہ وہ عصا ہے۔ جو اُنکو بصیر اور جلیل (اللہ تعالٰے) نے اسلیئے عنایت فرمایا ہے کہ اُسکی امداد یعنے عقلی دلائل کے سبب اثر سے موثر کو مخلوق سے خالق کو اور مصنوع سے صانع کو پہچانین۔ اور خالق و مخلوق کے مابین احکام الٰہی سُنانے کو ایک سفیر خاص یعنے پیغمبر کی ضرورت کو معلوم کر کے کلام الٰہی کی حقیقت پر ایمان لائین یہ استدلالی یا عقلی عصا اِسلیئے نہین دیا گیا کہ انبیاء کی تکذیب اور حشر و نشر کا انکار کیا جائے۔

	چون عصا شد آلت جنگ و نفیر		آن عصا را خرد بشکن اے ضریر	
ترجمہ	جب عصا ہو آلۂ جنگ و نفیر		توڑ دے تو اُس عصا کو اے ضریر	

شرح یعنے چونکہ استدلال اور قیاسات آلہ الزام خصم ہین اسلیئے انکا انجام اکثر نفسانیت کی طرف راجع ہو جاتا ہے۔ اسلیئے یہ عصا توڑنے یعنے استدلال اور قیاسات چہوڑنے کے قابل ہین کیونکہ جب نفسانیت غالب آگئی تو آدمی کسیکام کا نہ رہا۔ اسلیئے امام اعظمؒ نے تکلمین کے پیچہے نماز پڑہنے کو مکروہ لکہا ہے کیونکہ متکلم دشمن پر غلبہ چاہتا ہے اور اکثر صفات حق مین استدلال کرتے وقت لغزش ہو جاتی ہے جسکا انجام کفر یا قریب کفر تک پہنچ جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ اے اندہے جب تیرا عصائے عقل آلۂ جنگ (لڑنے جہگڑنے کا آلہ) اور آلۂ نفیر (قیل و قال و حجت بھینے کا باعث) ہو گیا اور تو احکام انبیاء اولیاء کے مقابلہ مین اپنے عقل سے دلیلین لانے لگا تو اس عصا کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈال نفیر یہان بمعنے آواز یعنے حجت و قیل و قال ہے۔ جو اکثر لڑنے جہگڑنے والون اور حجتین پیش کرنے والون باطل گویون کا شیوہ ہے

	او عصاتان داد تا پیش آیدید	آن عصا از خشم ہم بر وے زدید
ترجمہ	اُس نے لکڑی دی کہ تم آگے چلو	تم نے مارا خود اُسی کو جاہلو

شرح۔ تان بمعنے شما سے اہل فلاسفہ اور تاویل باطل کرنے والون کی طرف خطاب ہے۔ یعنے اللہ تعالے نے استدلال اور قیاسات کی قوت اور عقل کا عصا اسلئے دیا تہا کہ اسکے احکام اور اُسکے رسولؐ کی اطاعت کرو تم اِسکے برخلاف اُسی عصا سے دینے والے کو مارنے لگے۔ یعنے احکام خدا اور رسول کا انکار کرکے اللہ تعالے کو ایذا پہنچانے لگے۔ حالانکہ یہ عصا اسلئے نہین دیا گیا تہا **فائدہ** متقدمین فلاسفہ نے خدا اور اُسکے رسول کے اقوال و احکام سے بالتصریح انکار کیا ہے۔ اور اہل اسلام کے فلسفیون اور بعض متکلمین نے لغو اور باطل تاویلین کرکے عصائے استدلال کو بُری طرح استعمال کیا ہے سچے ایمان والون کا فرض ہے کہ احکام خدا اور رسول کو بلا تاویل قبول کرین۔ اور عصائے استدلال کو کلام الٰہی اور حدیث کے مطابق استعمال مین لائین اور اِس نعمت یعنے عصائے عقل و استدلال کے دیئے جانے کا شکر یہ ادا کرین جیسا کہ فقہائے اسلام اور ائمہ مجتہدین و محدثین نے کیا ہے

	حلقۂ کوران بچہ کار اندرید	دیدبان را در میانہ آورید
ترجمہ	ہائے اندہو۔ کرتے ہو کیا واہیات	ایک بینا درمیان ہو تو ہے بات

شرح یعنے اے فلسفیو اے اندہون کی جماعت کسی دیدبان (صاحب بصیرت قلبی) یعنے پیغمبر یا خلیفۂ نبی برحق کو درمیان لاؤ ورنہ محض استدلال سے تمہیں کچہ حاصل نہوگا۔ اور راہ حق ہرگز نہ ملیگی۔

	دامن او گیر کو دادت عصا	در نگر کادم چہا دید از عصے
ترجمہ	لکڑی دینے والے کا دامن کو تہام	حال آدم دیکہ لے اے فتنہ کام

شرح یعنے اے اندہے فلسفی اپنے عصائے عقلی کو توڑ دے اور متمسک بحبل اللہ ہو۔ یعنے جسنے تجہے عصائے عقل عنایت فرمایا ہے اُسی معبود برحق کا دامن پکڑ اور مطیع امر و نہی الٰہی رہ کیا تو نے حضرت آدم کا حال نہین دیکہا کہ استدلالی عصا سے اُنپر کیا کیا مصیبتین گذرین۔ حضرت آدم کا استدلال عقلی یہ تہا کہ اُنہون نے لا تقربا ہٰذہ الشجرۃ کی نہی تحریمی کو تنزیہی سمجہا۔ اور مورد عتاب ہوے دوسرے مصرع مین عصے فعل ماضی ہے اور اُس آیت کی طرف اشارہ ہے وعصٰے آدم ربہٗ فغوٰے یعنے حضرت آدم گیہون کہانے کے متعلق اپنے خدا کے فرمان کو بہول گئے اور شیطان کے کہنے اور قسمین کہانے کے سبب بہک گئے قصۂ حضرت آدم کی مفصل شرح پہلے گذر چکی ہے

	چون عصا شد مار و اُستن با خبر	معجزہ موسٰے و احمد در نگر
ترجمہ	نالہ گر اُستن عصا تہا اژدہا	معجزہ یہ موسی و احمد کا تہا

شرح یہ شعر توضیح کے طور پر مضمون سابق کی تمثیل ہے جس سے غیر ذی روح اور جمادات کے زندہ ہونے اور کلام کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔ اور حاصل مطلب یہ ہے کہ اے فلسفی اپنے دلائل عقلیہ کو چھوڑ اور پیغمبروں کے معجزوں کو دیکھہ کہ ما فوق طاقت بشری اور خلاف عقل اہل فلسفہ ظاہر ہو چکے ہیں لے ہیئے کے اندھے یہ بتا کہ حضرت موسے کا عصا کیونکر سانپ بن گیا اور ستون حنانہ نے پیغمبر آخر الزمان سے کلام کیا ہے۔ کیا تو اپنی عقل کے مطابق ایسے صریح معجزوں کا انکار یا انکی تاویل کریگا؟ نتیجہ یہ کہ عقلی دلائل کو چھوڑ دے اور معجزات کی طرف نگاہ کر تا کہ رسولوں کی تصدیق تیرے دلمین جاگزین ہوکر تجھے سچا مومن بنا دے۔

	از عصا مارے و از استن حنین	پنج نوبت میزنند از بہر دین
ترجمہ	وہ عصائے موسوی اور یہ حنین	دونوں ہیں نوبت زن دین متین

شرح حنین بمعنے گریہ و نالہ۔ اور پنج نوبت زدن بمعنے اظہار جاہ و سلطنت کرنا اور پنج نوبت وہ نوبت و نقارہ جو شب و روز مین بادشاہون کے دروازے پر بجتا ہے۔ نیز پنج نوبت۔ دُہل نقارہ۔ بانسلی، و مامہ۔ طاس یعنے بجانے کی پانچ چیزون کو کہتے ہین اور پنجگانہ نماز کی اذان کا نام بہی پنج نوبت ہے مطلب شعر یہ ہے کہ عصائے موسےٰ کا سانپ بنجانا اور ستون حنانہ کا نالہ کرنا گویا نوبت و نقارہ بجا کر دین حق کا اظہار کر رہا ہے اور اسنے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کی عنایت کیے ہوے معجزے تصدیق رسالت کی روشن دلیلین ہین اور فلاسفہ یا منکرین کا نمانا یا اُن معجزون کی باطل تاویلین کرنی علامت کفر ہے۔ کیونکہ معجزہ وہی ہے جو خلاف عادت و خلاف عقل حد طاقت بشری سے خارج ہو۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ جہوٹے کے ہاتہون سے ہرگز معجزہ نہین دکہاتا۔ اس سے ثابت ہوگیا کہ پیغمبر اور اُنکے معجزے برحق ہین اور جو لوگ خلاف عقل ہونے کے سبب معجزات یا خرق عادات کو نہین مانتے وہ گمراہ اور کہلے کافر ہین نیز اگر پنج نوبت سے پانچ وقت کی اذان مراد ہے تو شعر ہذا کے دوسرے معنے یہ ہین کہ اے کم عقل معترض اگر تو نے ستون حنانہ کا رونا اور عصا کا سانپ ہو جانا نہین دیکہا تو مسجدون کے ستون یعنے منار دیکہہ لے جنمین سے حنین یعنے اذان کی آواز پانچون وقت آتی ہے اور یہ معجزہ دائمی ہے۔ جو دیگر پیغمبرون کے معجزون کے خلاف قیامت تک باقی رہیگا۔ غور سے دیکہا جائے تو فی الواقع اذان بہت بڑا معجزہ ہے جس سے ہفت اقلیم مین پیغمبر آخر الزمان کی صداقت کا ڈنکا بج رہا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے جن مندرون مین سنکہہ اور کلیساؤن مین ناقوس بجائے جاتے تہے اب وہان سے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ کے نعرے بلند ہو رہے ہین اور یہ ظاہر ہے کہ ایسا رسول جسکے دین کی طرف مختلف ممالک مختلف مذاہب مختلف طبائع کے مخلوق۔ بلا طمع نفسانی اس زور شور کے ساتہ کہنچ آئے اور مسخر ہو جائے کہ دیکہنے والون اور بڑے

بڑے عقلمندون کو حیرت ہو ہرگز جھوٹا نہین ہوتا۔

	گر نہ نامعقول بودے این مزہ	کے بدے حاجت بچندین معجزہ
ترجمہ	سچ ہے گر آتا سمجھ مین یہ مزہ	تو نہوتی حاجتِ صد معجزہ

شرح لفظ نامعقول سے اصطلاحی نہین بلکہ لغوی معنے مراد ہین یعنے خلاف عقل اور مزہ سے لذت شریعت الٰہی وطریق رسالت پناہی مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ شریعت عقل پر مبنی نہین ہوتی بلکہ اسکے بہت سے احکام خلاف عقل ہوتے ہین چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اگر احکام شرع عقل پر مبنی ہوتے تو موزونکا مسح پشت پا کی طرف سے نہین بلکہ کف پا کی طرف سے مشروع ہوتا کیونکہ چلتے پہرتے اور رستہ مین آتے جاتے تلوے ہی زمین پر ٹکا کرتے ہین۔ غرضیکہ شریعت کے اکثر احکام خلافِ عقل ہوتے ہین۔ اگر خلاف عقل نہوتے تو ہر شخص مان لیتا اور سارے جہان مین کوئی نام کو بھی کافر نہ رہتا (کیونکہ تہوڑی بہت عقل ہر شخص کو دیگئی ہے) اور نہ پیغمبرون کو اسقدر معجزے دکہانے کی ضرورت پڑتی کیونکہ معجزے تصدیق کے لیئے ہوتے ہین احکام شریعت اگر ٹہیک عقل کے مطابق ہوتے تو لوگون کی عقل بلا تامل خودبخود اُنکو تسلیم کرلیتی۔ اس باب مین اصل نکتہ یہ ہے کہ رسولون پر دونو طرح کے احکام نازل کیے گئے ہین بعض مطابق عقل ہین اور بعض خلاف عقل۔ جو مطابق عقل ہین اُنکے ماننے مین تو کچہ تامل ہی نچاہیئے۔ اور جو خلاف عقل ہین اُنمین اتباع رسول لازم ہے ورنہ انجام کفر ہے

	ہر چہ معقولست عقلت مے خرد	بے بیان معجزہ بے جزرو مد
ترجمہ	عقل مین آجاتی ہے معقول بات	معجزہ ہے کیا ضرور اے خوش صفات

شرح جزرو مد جوار بہاٹا یعنے دریا کے پانی کی کمی بیشی یہ شعر مضمون سابق کی توضیح ہے یعنے جو چیز مطابق عقل ہے اُسکو تیری عقل بلا اظہار معجزہ اور بلا کمی بیشی خود بخود قبول کرلیتی ہے۔ گفتگو تو اُن احکام مین ہے جو خلاف عقل ہون۔ اے مخاطب ایسے احکام مین اتباع رسول اور تقلید علمائے حقانی لازم ہے۔

	این طریق نگر نامعقول بین	در دل ہر مقبلے مقبول بین
ترجمہ	یہ خلاف عقل رستہ ہے پہچان	ہے قبول خاطر کل مقبلان

شرح نگر بمعنے مکروہ وناپسندۂ عقل بعض نسخون مین نگر کی جگہ بکر ہے بمعنے طریقۂ نو۔ و خلاف عقل اور این طریق کا اشارہ دونون صورتون مین احکام شریعت کی طرف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ طریقۂ مکروہ وناپسندۂ عقل یا بہ طریقۂ جدید ومخالف عقل (یعنے راہ شریعت) نامعقول یعنے خلاف عقل ہے اور معقولی نہین بلکہ منقولی ہے اسلیئے اتباع رسول اور تقلید نائبان پیغمبر واجب ہے۔ نتیجہ شعر یہ ہے کہ نطق جمادات عقل سے تعلق نہین رکہتا بلکہ کشف وکرامت سے معلوم ہوتا ہے اور اس طریقہ کو منکران نامعقول بُرا جانا کرین۔ مگر مقبولان بارگاہ خداوندی تہ دل

سے قبول کر چکے ہین - اور گردنین خلاف عقل احکام کے مان لینے کو جھکی ہوے ہین

	انچنان کز بیم آدم دیو و دد	در جزائر در رمیدند از حسد
ترجمہ	جسطرح آدم کے ڈر سے دیو و دد	ہین جزیرون مین پہان بہر حسد
	ہم ز بیم معجزات انبیا	سر کشیدہ منکران زیر گیا
ترجمہ	انبیا کے معجزون کا ہے یہ ڈر	گھاس مین چھپتے ہین منکر سر بسر

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین - دیو و دد - جنات اور درندے - اور حسد بمعنے دشمنی و خوف ضرر - دوسرے شعر مین گیا مخفف گیاہ ہے بمعنے گھاس - اور گیاہ سے مراد حجاب عقل ہے جو نہایت ضعیف اور گھاس کی مانند ہے مطلب یہ جسطرح حضرت آدم اور اولاد آدم کے خوف اور ضرر رسانی کے خیال سے جنات اور درندے جزیرون مین جا چھپے ہین - اسیطرح انبیا کے معجزون کے ڈر سے منکر حجاب عقل مین پہنان ہین - اور اُنکی مثال ایسی جانور کی سی ہے جو چرتے وقت گھاس مین مُنہ چھپا لیتا ہے یعنے منکرین اس خوف سے کہ کوئی اُنکو کافر نہ کہدے صریح طور پر تو معجزون کا انکار نہین کرتے لیکن در باطن منکر ہین یا تاویل باطل سے کام لیتے ہین - اور اسکا سبب حجاب عقل ہے یعنے اُنکی عقلی دلائل اور واہی تباہی قیاسات نے اُنکے آنکھون پر پردہ ڈالدیا ہے جس سے معجزون کی حقیقت نظر نہین آتی - اس شعر سے فلاسفۂ اہل اسلام (مثلاً فرقہ نیچریہ) کا رد شروع ہوا ہے جو فی الواقع منکر معجزات ہین مگر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کے لیئے اُنکی لغو تاویلین کرتے ہین -

	تا بناموس مسلمانی زیند	در تسلّس تا ندانی کہ کیند
ترجمہ	تسلّس مین اسلام کے فرعون ہین	تا نہ ظاہر ہو کسی پر کون ہین

شرح یعنے فلاسفۂ اہل اسلام جو بباطن منکر اور بظاہر دبی زبان سے بطور تاویل معجزات کے قائل ہو جاتے ہین اسکا سبب یہ ہے کہ وہ اس پردۂ فریب مین عزت اسلامی کے ساتہ زندہ رہنا چاہتے ہین - تا کہ سچے مسلمانون کو یہ نہ معلوم ہو کہ یہ کون ہین - کیا مذہب رکھتے ہین - اگر بالتصریح معجزات کے منکر ہون - تو اُنکو یہ خوف ہے کہ کہین اسلامی سلطنت زبان تیغ سے یا اسلامی علما تیغ زبان سے ہلاک نکر دین تسلّس بمعنے سالوسی و دغابازی و فریب دہی

	ہمچو قلابان بران نقد تبا	نقرہ مے مالند و نام پادشاہ
ترجمہ	شکل قلاب اُنکی نقدی سے تباہ	آب نقرہ پر لکھا ہے نام شاہ

شرح فلاسفۂ اہل اسلام (جنکا باطن خلاف ظاہر ہے) قلابون (جعلی سکہ یا کھوٹا روپیہ بنانے والون) کے مانند ہین جو نقد تباہ (ناکارہ نقدی، مثلاً تانبا پیتل جست - یا رانگ وغیرہ) پر چاندیکا پترہ یا پانی چڑہا کر اور بادشاہ وقت کا نام لکھکر اصلی سکہ کی قیمت مین چلا دیتے ہین - لیکن جعلسازون کا دہوکا ہمیشہ نہین چلتا اکثر اوقات گرفتار ہو کر سزا

ہوجاتے ہین اور سخت سزائین بھگتتے ہین۔ علے ہذا القیاس فلاسفہ اہل اسلام انکار معجزات کو کتنا ہی چھپائین مگر ایک نہ ایک دن اُنکا عقیدہ ظاہر ہوکر رسوا کرا ہی دیتا ہے۔

	ظاہر الفاظ شان توحید و شرع	باطن آن ہمچو در نان تخم ضرع
ترجمہ	ظاہر الفاظ اُنکے ہیں توحید و شرع	اور باطن نان میں ہے تخم ضرع

شرح ضرع بفتح صاد منقوطہ ایک نہایت بدمزہ گھاس ہوتی ہے جسکو تلخی کے باعث کوئی جانور نہین کھا سکتا اور صرع بصاد مہملہ ایک بیماری ہے جسکو مرگی کہتے ہین۔ یہ شعر گویا گزشتہ شعر کی شرح ہے یعنے جسطرح کھوٹا سکہ حقیقت مین کچھ اور ہوتا ہے اور صورت مین کچھ اور اسیطرح فلاسفہ اہل اسلام (منکرین معجزات) کے ظاہر الفاظ تو مسائل توحید و شرع اور دبی زبان سے اقرار معجزات پر مبنی ہوتے ہین۔ لیکن اُنکے باطنی عقیدے کی یہ مثال ہے جیسا روٹی مین تخم ضرع (بدمزہ گھاس کے بیج) یا ایسے تخم جنکا کھانا مرگی پیدا کرتا ہے۔ مطلب یہ کہ اُنکا باطن ظاہر کے خلاف ہے۔ ایسون کے دعوائے اسلام کا کچھ اعتبار نہین۔

	فلسفی را زہرہ نے تا دم زند	دم زند دین حقش برہم زند
ترجمہ	فلسفی دم مار سکتا ہے نہیں	ورنہ اُسکو مار ڈالے تیغ دیں

شرح زہرہ بمعنے قدرت ہے یعنے فلسفی مین اتنی طاقت نہین کہ مسائل شرعیہ مین کچھ کلام کرسکے یا دلائل عقلیہ سے اُنکا انکار کرے۔ اور اگر دم مارے گا تو دین حق اُسکو لاشے کردیگا کیونکہ الحق یعلو ولا یعلی حق ہمیشہ غالب ہوتا ہے اور کبھی مغلوب نہین ہوتا۔ یا یہ معنے ہین کہ شریعت کی تلوار یعنے حاکم شرع اُسکو جان سے مار ڈالیگا اور وُہ اُسکو کفار مین شمار کریگا۔ چنانچہ اکثر مرتدون کو بادشاہان اسلام نے تہ تیغ کردیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ گو فلسفی دلمین معجزات وغیرہ کے انکار کو مخفی رکھتے ہین مگر زبان سے ایک حرف نہین نکال سکتے۔ دم نہین مار سکتے۔ ورنہ تیغ بادشاہ اسلام ایسون کے ٹکڑے کرڈالے یا تیغ زبان علمائے حقانی جو سیف شریعت رسول اللہ ہے پُرزے پُرزے کردے فلسفی بمعنے دانائی و دانشمندی۔

	دست و پائے او جماد و جان او	ہرچہ گوید آن دو در فرمان او
ترجمہ	دست و پا سارے کے سارے ہیں جماد	زیر حکم جان ہیں سب شاد شاد

شرح۔ اس شعر مین مولانا قدس سرہ نے نطق و حرکت جمادات کی دلیل فلسفی ہی کے بدن سے نکالی ہے یعنے فلسفی کسی طرح انکار تکلم جماد و معجزہ نہین کرسکتا۔ کیونکہ اُسکے ہاتھ پانو جماد ہین مگر چونکہ تابع جان ہین اسلیئے اُنکو جسطرف چاہتا ہے حرکت دیدیتا ہے۔ اسیطرح اگر اللہ تعالے کی خواہش نے جمادات کو حرکت یا نطق کے ساتھ موصوف کردیا تو محال نہین ہوسکتا۔ کیونکہ وُہ روح الروح ہے اور ہر شے اُسکے زیر فرمان ہے علے ہذا القیاس زبان ہی

جماد اور یار کا گوشت ہے مگر دیکھئے خواہش روح کے سبب نطق کرتی ہے اِسیطرح اگر جماد بھی مرضی حق سے ناطق ہو جائے تو کیا حرج ہے بس تو فلسفی کی زبان سے جو تکلم جمادات کا انکار نکلتا ہے وُہ خود بمنزلہ اقرار ہے کیونکہ زبان خود جماد ہے۔ اور پھر بحکم حق ناطق ہے۔ دوسرے معنے یہ ہین کہ چونکہ فلسفی قتل ہو جانے کے ڈر سے انکار معجزات کے متعلق دم نہین مار سکتے اِسلیئے اپنے عقیدے کو دلمین پنہان رکھتے ہین اور ہاتون پانو کو جو بمنزلہ جماد اور روح کے دریز فرما ہین بظاہر اتباع شرع مین ہلاتے رہتے ہین مگر اُنکا باطن ظاہر کے خلاف ہے

	بازبان گرچہ کہ تہمت می نہند		دست و پاہا شان گواہی می دہند	
ترجمہ	گو زبان سے رکھتے ہیں تہمت گر		دست و پا شاہد ہیں بیشک سربسر	

شرح یعنے اگرچہ فلسفی اپنی زبان سے جمادات پر انکار تسبیح و نطق کی تہمت رکھتے ہین مگر اُنہین نطق جمادات کی حقیقت اُسوقت معلوم ہوگی جب کہ قیامت کے دن اُنکے ہاتھہ پانو اُنپر گواہی دینگے۔ قرآن مجید مین ہے اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ یعنے آجکے دن (روز قیامت) ہم اُن کافرین و منکرین کے مُنہ پر مُہر کر دینگے اور اُنکے ہاتھہ ہمارے ساتھ ہمکلام ہونگے اور اُنکے پانو اُنکی کمائی یعنے اعمال کی گواہی دینگے کہ دنیا مین رہکر کیا کیا تھا۔ این شعر کے دوسرے معنے یہ ہین کہ اگرچہ فلسفی اپنی زبان سے جمادات پر انکار تسبیح اور نطق کی تہمت لگاتے ہین اور معجزات کے منکر ہین مگر یہ خیال نہین کرتے کہ اُنکے ہاتھہ پانو خود نطق جمادات کا اثبات کر رہے ہین اور اسپر سچی گواہی دیتے ہین۔ کیونکہ ہاتھہ پانو کی حرکت سے صاف ظاہر ہے کہ یہ تابع روح ہین۔ اور اُسی کی حرکت دینے سے متحرک ہوتے ہین پھر اگر روح الارواح (اللہ تعالے) کے اشارہ سے جمادات متحرک یا ناطق ہون تو ہرگز محال نہین ہو سکتا۔ **تیسرے** معنے یہ ہین کہ دست و پا سے اعضائے جسمی مراد ہین اور یہ ظاہر ہے کہ زبان بھی اعضا مین داخل ہے۔ اِسصورت مین یہ مطلب ہوا کہ فلسفی جس زبان سے نطق جمادات کا انکار کرتے ہین وہی زبان اُنکے نطق پر گواہی دے رہی ہے۔ کیونکہ زبان خود جماد ہے اور پھر ناطق ہے غرض یہ کہ جس خدائے قادر و قہار نے انسان کے بعض اعضا (مثلا دست و پا) کو زبان حال سے اور بعض اعضا (مثلاً زبان) کو لسان مقال سے گویائی کی طاقت عطا فرما رکھی ہے وہ جمادات کو نطق عطا فرمانے پر بھی قادر ہے ایمخاطب تو حضرت ابوبکر صدیق رضی کی طرح صادق مومن بن۔ اور اہل فلسفہ کے خلاف ظاہر و باطن کو یکسان کر۔

اظہار معجزہ پیغمبر علیہ السلام در آمدن سنگریزہ در دست ابوجہل و گواہی دادن رسالت آنحضرت صلعم

ترجمہ پیغمبر علیہ السلام کی معجزہ کا ظاہر ہونا اور ابوجہل کے ہاتھہ مین کنکریون کا کلام کرنا اور آنحضرت کی رسالت پر گواہی دینی

شرح یعنے ایک دن ابوجہل بطور امتحان صداقت دعوے رسالت پیغمبر علیہ السلام کے پاس آیا اور چند سنگریزے اپنی

مٹھی مین چھپا کر کہنے لگا کہ اے احمد جلد بتایئے میری اس مٹھی مین کیا چیز ہے ۔ لفظ زود بگو سے متعلق ہے

	گر رسولی چیست در دستم نہان	چون خبر داری ز راز آسمان
ترجمہ	کہیئے کیا ہے میری مٹھی میں نہاں	ہے تمہیں گر علم راز آسماں

شرح یعنے اگر آپ رسول ہین اور آسمانی راز سے واقفیت رکھتے ہین تو فرمایئے کہ میرے ہاتھ مین کیا چیز ہے

	گفت چون خواہی بگویم کان چہاست	یا بگویند آن کہ ما حقیم و راست
ترجمہ	بولے پیغمبر بتا دوں - یا وُہی	خود گواہی دے مرے حق ہونے کی

شرح چون حرف شرط ہے۔ یعنے اگر یعنے رسول اللہ نے ابوجہل کے جواب مین یہ فرمایا کہ اگر تو یہ چاہتا ہے کہ جو چیز تیرے ہاتھ مین ہے وہ خود میرے پیغمبر برحق ہونے کی گواہی دے تو اللہ تعالے اسپر بھی قادر ہے

نکتہ چہار۔ لفظ چہ کی جمع ہے یعنے چہ بسیار۔ اور گویند خود صیغہ جمع ہے ان دونو لفظون سے صاف ظاہر ہے کہ ابوجہل کے سوال کرتے ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بتائید الٰہی اُسکے ہاتھ مین سنگریزون کا ہونا تو درکنار اُنکی مجموعی حالت یعنے گنتی بھی معلوم ہوگئی تھی۔

	گفت بوجہل آن دوم نادر تر است	گفت حق آرے ازان قادر تر است
ترجمہ	وہ لگا کہنے یہ نادر ہے سوا	آپ بولے سب پہ قادر ہے خدا

شرح یعنے ابوجہل نے رسولخدا صلعم کو یہ جواب دیا کہ دوسری بات (یعنے میرے ہاتھہ کی چھپی ہوی چیز کا آپکے پیغمبر برحق ہونے کی گواہی دینا) نہایت نادر اور عجیب تر ہے مین اسی بات کو پسند کرتا ہون۔ کیونکہ اس مین میرے سوال کا جواب بھی ہو جائے گا۔ اور آپنے جو ایک نہایت مشکل اور عجیب بات (میری ہاتھہ کی بیجان چیز کے نطق) کا دعوے کیا ہے اسکا ثبوت بھی آپ کو دینا پڑیگا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ یہ کوئی عجیب تر بات نہین ہے۔ بلکہ اللہ تعالے اس سے بھی زیادہ اظہار عجائبات پر قادر ہے۔

	گفت شش پارہ حجر در دست تست	بشنو از ہر یک تو تسبیحے درست
ترجمہ	اور کہا چھ سنگریزے ہیں نہاں	حکم حق سے سب کے سب تسبیح خواں

شرح یعنے اس سوال وجواب کے بعد رسولخدا نے فرمایا کہ اے ابوجہل تیرے ہاتھ مین چھہ عدد سنگریزے ہین اور چھہون درست اور فصیح الفاظ کے ساتھ خدا کی تسبیح کر رہے ہین ۔

	از میان مشت او ہر پارہ سنگ	در شہادت گفتن آمد بے درنگ
ترجمہ	ہاتھ میں بوجہل کے ہر کنکری	دل سے کلمہ آپ کا پڑھنے لگی

شرح یعنے ابوجہل کی مٹھی مین ہر سنگریزہ کلمۂ شہادت پڑھنے لگا۔ اس کلمۂ شہادت کی شرح آیندہ شعر مین موجود ہے

	لا الٰہ گفت و الا اللہ گفت	گوہر احمد رسول اللہ سفت
ترجمہ	لا الٰہ کہہ کے اِلّا اللہ کہا	اور پھر احمد رسول اللہ کہا

شرح یعنے ہر سنگریزے نے لا الٰہ الا اللہ کہا اور کلمۂ احمد رسول اللہ کا موتی پرویا۔ خدا کی وحدانیت اور پیمبر کی رسالت پر گواہی دی۔

	چون شنید از سنگہا بوجہل این	زد ز خشم آن سنگہا را بر زمین
ترجمہ	یہ شہادت جب سُنی بوجہل نے	پھینکی اک اک کنکری نا اہل نے
	گفت نبود مثل تو ساحر دگر	ساحران را سر توئی و تاج سر
ترجمہ	اور کہا بے مثل جادوگر ہے تو	بلکہ ہر ساحر کا تاج سر ہے تو

شرح یعنے جب ابوجہل نے سنگریزون کی زبان سے تسبیح اور کلمہ شہادت بگوش خود سُن لیا تو غصہ اور حسد کے باعث اُن سنگریزون کو زمین پر پھینکدیا۔ اور حسب قاعدۂ کفار و منکرین سابقین یہ کہا کہ اے احمد تم لا جواب جادوگر اور تمام جادوگرون کے سر بلکہ تاج سر ہو۔

	چون بدید آن معجزہ بوجہل تفت	گشت در خشم و بسوئے خانہ رفت
ترجمہ	دیکھ کر بوجہل ایسا معجزہ	چلدیا غصہ میں ہو کر بے مزہ

شرح۔ تفت۔ صیغۂ ماضی مشتق از تفتن بمعنے گرم و غضبناک شد یعنے ابوجہل یہ معجزہ دیکھکر نہایت غضبناک ہوا۔ اور بحالت غضب اپنے گھر چلا گیا۔

	رہ گرفت و رفت از پیش رسول	او فتاد اندر چہ آن زشت جہول
ترجمہ	چلدیا بوجہل۔ اپنی راہ لی	ناخوش و جاہل نے راہِ چاہ لی

شرح یعنے ابوجہل یہ معجزہ دیکھکر رسولخدا کے پاس سے چلا گیا اور چونکہ وُہ ازلی بدبخت اور جاہل تہا اسلیئے گمراہی کے کنوین مین جاگرا۔

	معجزہ او دید و شد بدبخت و زفت	سوے کفر و زندقہ بس تیز رفت
ترجمہ	دیکھ کر بدبخت اعجاز رسول	سخت کافر ہوگیا۔ ظالم جہول

شرح زفت بمعنے درشت و سخت دِل ہے اور زندقہ بمعنے زندیق شدن یعنے کفر و الحاد زندیق اُسکو کہتے ہین جو دو صانعون (یزدان و اہرمن) کا قائل ہو۔ اور خدا و آخرت پر ایمان نہ رکہتا ہو۔ یا وہ جو ظاہر مین مومن ہو اور باطن مین کافر ہو۔ بعض نے لفظ زندیق کو لفظ زن دین کا معرب کہا ہے یعنے وُہ شخص جو عورتون کا سا بے اصل دین رکہتا ہو۔ مگر صحیح یہ ہے کہ زندیق زندی کا معرب ہے منسوب بسوے زند جو زرتشت آتش

کتابت مرقوم

پرست کی کتاب کا نام ہے۔ قاف آخر حسب قاعدہ عرب زائد کیا گیا ہے اور بعض نے زندیق کو زندیک کا معرب کہا ہے اور زندیک میں کاف تصغیر تحقیر کے لیے ہے یعنے ابوجہل نے الیاز بردست معجزہ دیکھا مگر چونکہ ازلی بدبخت تھا اسلیئے ایمان نہ لایا اور سرتیز (سرکش وجنگجو) اور سخت دل ہوکر کفر و الحاد کی طرف چلا گیا بعض نسخوں میں زفت کیجگہ تفت ہے بمعنے تفتہ وغضبناک۔

	خاک بر فرقش کہ بُد کور و لعین		چشم او ابلیس آمد خاک بین	
ترجمہ	خاک اُسکے سر میں تھا کور و لعین		صورتِ ابلیس بالکل خاک بین	

شرح یعنے ابوجہل کے سر پہ خاک ڈالدینی چاہیئے کہ وُہ کمبخت اپنے کفر کے غرور اور دنیوی تکبر کے باعث شیطان کی طرح ازلی ملعون اور اندھا تھا کیونکہ جسطرح شیطان نے از راہِ تکبر حضرت آدمؑ کو مٹی کا پتلا دیکھکر اور بمصداق خَلَقۡتَهٗ مِنۡ طِيۡنٍ سمجھکر اُنکو سجدہ نہ کیا اسیطرح ابوجہل معجزہ دیکھکر پیغمبر ایمان نہ لایا مطلب یہ کہ ابلیس نے حضرت آدم کی فقط طینت اور خاک ہونے کو دیکھا اُنکے صرف ایک پہلو یعنے بشریت پر نظر کی اور روحانیت وصفات ملکوتیت کا خیال نہ کیا۔ اسیطرح ابوجہل نے رسول اللہ کے بشریت کو خیال کیا روحانیت کو نہ دیکھا۔ اور ایمان سے محروم رہا۔

	این سخن را نیست پایان اے عمو		قصۂ آن پیر چنگی باز گو	
ترجمہ	یہ سخن بے انتہا ہے اے پچا		سُنلے اب وہ جو فسانہ ہے بچا	

	تمامی قصۂ مطرب و پیغام رسانیدن امیر المومنین عمرؓ باو آنچہ ہاتف آواز داد
ترجمہ	مطرب کے قصّے کا بقیہ اور اُسکو عمر رضی اللہ عنہ کے پیغام غیبی پہنچانے کا ذکر

	باز گرد و حال مطرب گوش دار		زانکہ عاجز گشت مطرب ز انتظار	
ترجمہ	حال اُس مُطرب کا سُن لے نامدار		ہوگیا عاجز جو کرکے انتظار	

شرح یہ پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ مطرب نے گورستان میں یہ کہا تھا۔ گفت خواہم از حق ابریشم بہا۔ یعنے میں خدا سے چنگ پر چڑہانے کے لیے صرف ریشم کے تار دن کی قیمت چاہتا ہوں۔ مجھے خدا اتنا دیدیا کرے کہ تار چنگ کے لیے ریشم خرید لیا کروں۔ یہ پیر چنگی کی دلی دُعا تھی۔ اور اسی دعا کی قبولیت کے انتظار میں وُہ بیچارہ عاجز آگیا تھا آخر اللہ تعالے اُسنے بیقرار کی دعا سُن لی اور حضرت عمر کو ہاتف نے یہ آواز دی

	بانگ آمد مر عمر را کاے عمر		بندۂ ما را ز حاجت باز خر	
ترجمہ	غیب سے آواز آئی اے عمر		مشکل ایک بندے کی جلد آسان کر	

شرح یعنے پیر چنگی قبولیت دعا کے انتظار ہی میں تھا کہ حضرت عمرؓ کے کان میں غیب سے آواز آئی کہ اے

عمر ہمارے فلان بندہ کی حاجت برآری کر۔

	بندۂ داریم خاص و محترم	سوے گورستان تو رنجہ کن قدم
ترجمہ	ایک بندہ ہے ہمارا محترم	تا بگورستان بڑھا اپنا قدم

شرح یعنے اے عمر گورستانِ مدینہ کی طرف جاؤ وہان ضرور ہمارا ایک خاص اور محترم بندہ آپ کو ملیگا۔ اسکی مدد کرنا

	اے عمر برجہ زبیت المال عام	ہفتصد دینار درکف نہ تمام
ترجمہ	اپنے بیت المال میں سے تو اُسے	گن کے پورے سات سو دینار دے

شرح۔ لفظ جہ جہیدن سے مشتق ہے بمعنے جلدی کرنا یعنے اے عمر جلدی کر اور بیت المال میں سے پورے سات سو دینار (اشرفیان) اُسکو دے آ۔

	پیش او بر کاے تو مار اختیار	اینقدر بستان کنون معذور دار
ترجمہ	اور کہہ تجھ پر ہے خالق مہربان	اس قدر لے اور اب معذور جان
	اینقدر از بہر ابریشم بہا	خرج کن۔ چون خرج شد اینجا بیا
ترجمہ	یہ رقم ہے بہر ابریشم بہا	صرف جب ہو چکے سب تو پھر آ

شرح یعنے حضرت عمر کو خواب میں یہ بشارت دیگئی کہ ہمارے ایک بندۂ خاص کے پاس جو گورستان میں ہے سات سو دینار لیجا۔ اور اُس سے یہ کہہ کہ تو ہمارا یعنے اللہ تعالےٰ کا مختار اور برگزیدہ بندہ ہے (اختیار مصدر ہے بمعنے مفعول یعنے مختار) اور اے عمر اُس سے یہی کہدینا کہ اِسقدر یعنے سات سو دینار بالفعل قبول کریجیے اور اس رقم قلیل کے پیش کرنے سے گو ہمین شرم آتی ہے مگر آپ معاف فرمایئے یا یہ معنے ہین کہ زیادہ سے بالفعل معذور رہیے۔ پہلے معنون مین لفظ کنون لبستان سے متعلق ہے اور دوسری حالت مین معذوردار سے یہ آپ کا ابریشم بہا (ریشم کی قیمت) ہے اسکو خرچ کیجیے اور جب سب صرف ہو جائے تو پھر تشریف لے آئیے۔ اللہ تعالےٰ مالک حقیقی اور مسبب الاسباب ہے لفظ اختیار مصدر بمعنے اسم فاعل بھی ہو سکتا ہے یعنے تو ہمین پسند کرنیوالا ہے۔

	پس عمر زان ہیبت آواز جست	تا میان را بہر این خدمت ببست
ترجمہ	ہیبت آواز سے چونکے عمرؓ	اُسکی خدمت کے لئے باندھی کمر

شرح یعنے یہ آواز غیبی سُنکر حضرت عمرؓ خواب سے چونک پڑے۔ اور اُس بندۂ خدا کی خدمت کرنے (دینار دینے) کے لیے کمر باندھ لی۔ یہاں سے یہ بات نکلتی ہے کہ آدمی اہل اللہ کی خدمت کو اپنا فرض سمجھے اور انکا حال معلوم ہونے کے بعد فی الفور خدمت گذاری کے لئے کمر بستہ ہو جائے ؁

	سوئے گورستان عمر بنہاد رو		در بغل ہمیان۔ دوان در جستجو
ترجمہ	سوئے گورستان جھٹ پہنچے عمر		لے گئے زیر بغل ہمیان زر

شرح یعنے حضرت عمر خواب سے اُٹھکر اور بغل مین دینارون کی تھیلی لیکر گورستان کی طرف گئے اور اُس شخص کی جستجو مین گورستان کے چارطرف روان دوان رہے۔

	گرد گورستان دوان شد او بسے		غیر آن پیر او ندید آنجا کسے
ترجمہ	گرد گورستان ڈھونڈا جابجا		وہاں بجز اُس پیر کے کوئی نہ تھا

شرح یعنے حضرت عمرؓ گورستان کی چارطرف بہت ڈھونڈتے پھرے۔ مگر بجز اُس پیر چنگی کے اور کوئی نظر نہین آیا

	گفت این نبود۔ دگر بارہ دوید		ماندہ گشت و غیر آن پیرے ندید
ترجمہ	دلمیں کہہ کر یہ نہ ہوگا وہ بشر		چارسو دوڑے دگر بارہ عمر

شرح یعنے جب کہ سوائے پیر چنگی کے گورستان مین اور کوئی نظر ہی نہ آیا تو حضرت عمرؓ نے یہ خیال کیا کہ اُسکی جستجو مین دوبارہ مین گشت کرنا چاہیئے کیونکہ وہ شخص جسکو خدا نے اپنا خاص بندہ فرمایا ہے کوئی اور ہی ہوگا۔ یہ شخص یعنے پیر چنگی جو بظاہر خلاف شرع فعل کا مرتکب ہوتا ہے خدا کا خاص اور محترم بندہ نہین ہو سکتا۔ چنانچہ یہ سوچکر آپنے پھر گشت کیا یہانتک کہ تھک گئے اور دوسرے چکر مین بھی بجز پیر چنگی گورستان مین کوئی نظر نہ آیا

	گفت حق فرمود، مارا بندہ ایست		صافی و شایستہ و فرخندہ ایست
ترجمہ	اور کہا وہ تو خدا کا بندہ ہے		صافی و شائستہ و فرخندہ ہے
	پیر چنگی کے بود خاص خدا		حبذا اے سر پنہان حبذا
ترجمہ	کب ہے چنگی بندۂ خاص خدا		واہ وا اے سر پنہاں واہ وا

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین یعنے جب دوسرے گشت مین بھی بجز پیر چنگی کے کوئی نہ دکھائی دیا تو حضرت عمرؓ نے دل ہی دل مین کہا کہ اللہ تعالےٰ نے تو مجھے یہ بشارت دی ہے کہ گورستان مین ہمارا ایک خاص بندہ ہے جو گناہون سے پاک وصاف اور مقبول بارگاہ اور نہایت مبارک ہے۔ حالانکہ یہان بجز پیر چنگی کے اور کوئی نظر نہین آتا۔ اور پیر چنگی خدا کا خاص بندہ ہو نہین سکتا۔ اب کیا علاج ہو مصرع آخر اگر حضرت عمر کا قول ہے تو یہ معنے ہین کہ بظاہر تو یہ پیر چنگی مرد خدا معلوم نہین ہوتا۔ مگر اے سر مخفی الٰہی تو بیشک قابل مدح ہے کہ معاصی کو طاعت اور عاصی کو عابد اور گنہگار کو قابل قبول حضرت ذوالاکرم بنادیتا ہے۔ شاید یہ پیر چنگی بھی اسی قبیل سے ہو حبذا کلمہ مدح ہے بمعنے خوبست وبہتر ست اور اگر مولانا کا مقولہ ہے تو اہل غفلت کی تنبیہ اور ان معنون کے اظہار کے لیے ہے کہ اسرار الٰہی پوشیدہ ہین اللہ تعالےٰ دم بھر مین عاصی کو عابد اور عابد کو عاصی بنا دیتا ہے۔

	بار دیگر گرد گورستان بگشت	ہمچو آن شیر شکاری گرد دشت
ترجمہ	پھر کیا اُس مقبرے میں ایک گشت	جسطرح شیر شکاری گرد دشت

شرح یعنے حضرت عمرؓ تیسری بار پھر گورستان کے گرد اسطرح پھرے جسطرح کوئی شکاری شیر تلاش صید مین جنگل کے گرد پھرا کرتا ہے۔

	چونکہ یقین گشتش کہ غیر پیر نیست	گفت در ظلمت دلِ روشن بسے ست
ترجمہ	پیر چنگی پر یقین پھر ہو گیا	ہیں بہت۔ ظلمت میں انوار خدا

شرح یعنے جب تیسرے گشت مین بھی بجز پیر چنگی کوئی نظر نہ پڑا تو حضرت عمر کو یقین ہو گیا کہ وہ شخص جسکو خدا نے اپنا خاص بندہ کہا ہے۔ یہی پیر چنگی ہے اور اپنے دل سے یہ کہا کہ جسم ظلمانی کے پردے مین بہت سے روشن دل اور ظاہر خراب و باطن آباد رکہنے والے بہت سے خدا کے بندے دنیا مین موجود ہین شاید یہ پیر چنگی اسی قبیل سے ہو۔ گو اسکی ظاہری حالت خلاف شرع اور خراب ہے مگر کیا تعجب باطنی حالت درست ہو اور دراصل وجہ یقین یہ ہے کہ ولی را ولی می شناسد۔

	آمد و با صد ادب آنجا نشست	بر عمر عطسہ فتاد و پیر جست
ترجمہ	باادب بیٹھے وہاں آکر امیر	اور اُنکی چھینک سے چونکا وہ پیر

شرح یعنے حضرت عمرؓ کو جب یقین ہو گیا کہ وہ بندۂ خدا یہی پیر چنگی ہے تو اِسحالت مین کہ وُہ ابھی سو ہی رہا تھا اُسکے پاس آکر مودبانہ بیٹھ گئے اور فرط ادب سے پیر چنگی کو جگا نہ سکے۔ ناگہان آپ کو چھینک آئی اور اسکی آواز سے وُہ بندۂ خدا چونک پڑا اور آنکھ کھل گئی۔ یہان سے بندگان خدا کا مرتبہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت امیر المومنین عمرؓ نے مطرب کے ادب کو کسقدر ملحوظ رکھا ہے عطسہ عربی مین چھینک کو کہتے ہین۔

	مر عمر را دید و ماند اندر شگفت	عزم رفتن کرد و لرزیدن گرفت
ترجمہ	چونک کر جب کی نظر سوئے عمر	بھاگنا چاہا لرز کر سر بسر

شرح یعنے پیر چنگی آنکھ کھولتے ہی حضرت عمر کو دیکھکر حیران اور متعجب ہو گیا۔ اور اُنکے خوف سے بدن کپکپانے لگا۔ آگے سے بھاگنا چاہا۔

	گفت در باطن خدایا از تو داد	محتسب بر پیرک چنگی فتاد
ترجمہ	اور کہا دلمیں الہی داد دے	پیر پر اک محتسب ہیں آپڑے

شرح یعنے حضرت عمرؓ کے خوف سے پیر چنگی نے اپنے دلمین یہ کہا کہ الٰہی مین تجہسے داد چاہتا ہون۔ تو میری فریاد کو پہنچ۔ آج ایک نہایت فقیر ذلیل پیر چنگی کو (یعنے مجھے) ایک زبردست محتسب (حضرت عمر) نے آلیا ہے

دیکھیے کیونکر رہائی ہو۔ پیرک میں کاف تحقیر ہے۔ محتسب بادشاہ اسلام کی طرف سے وہ شخص ہوتا ہے جو مخلوق کو ممنوعات شرعیہ کے استعمال سے روکتا اور علے الاعلان فسق وفجور کرنے والوں کو سزائیں دیتا ہے۔

	چون نظر اندر رخ آن پیر کرد	دید او را شرمسار و روی زرد
ترجمہ	آنکھ ڈالی جبکہ روئے پیر پر	شرم سے رُو زرد پایا سربسر

شرح۔ یعنے جب حضرت عمرؓ نے اُسکے چہرے پر نظر ڈالی تو اُسے شرمندہ اور خوف کے سبب زرد رو پایا۔

	پس عمر گفتش مترس از من مرم	کت بشارتہا ز حق آوردہ ام
ترجمہ	پس عمرؓ بولے نہ ڈر تو مجھ سے اب	میں تو لایا ہوں بشارتہائے رب

شرح یعنے اُسے لرزاں اور خوفناک دیکھکر حضرت عمرؓ نے یہ فرمایا کہ اے شخص کچھ خوف نکر اور میرے آگے سے ہرگز نہ بھاگ۔ کیونکہ مین تیرے پاس اللہ تعالے کی طرف سے ایک خوشخبری لیکر آیا ہون۔ مَرَم صیغہ نہی بشتق از رمیدن بمعنے بھاگنا۔ کت بمعنے کہ تُرا ہے مرکب از کاف تعلیل وضمیر مفعول۔

	چند یزدان مدحت خوی تو کرد	تا عمر را عاشق روی تو کرد
ترجمہ	محترم کہتا ہے خود خالق تجھے	تیرا عاشق کر دیا اُس نے مجھے

شرح یہ حضرت عمرؓ کا قول ہے یعنے اے شخص تیری نیکخوئی کی مدح مین اللہ تعالے نے چند کلمے میرے دل مین القا کیے ہین۔ یعنے تجھے اپنا بندہ۔ اور ہر بندہ خاص اور محترم کہا ہے اور اُسی نے مجھے تیرے روئے مبارک کا عاشق اور تیری ملاقات کا شایق بنا دیا ہے۔

	پیش من بنشین و مہجوری مساز	تا بگوشت گویم از اقبال راز
ترجمہ	میرے آگے بیٹھ کیوں جاتا ہے دور	تا کہوں اک راز میں لے پر شعور

شرح۔ مہجوری بمعنے دوری ہے اور اقبال۔ بخت و دولت کا سامنے آنا یعنے اے شخص تو مجھسے خوف زدہ ہوکر نہ بھاگ اور دور نہو بلکہ میرے پاس آکر بیٹھ مین تیرے کان مین بخت و دولت اور تیرے نصیبے کے سامنے آنے کا راز کہونگا اور تجھے خوشخبری دونگا کہ تیرا نصیبا یعنے بخت دینی و دنیوی تیرے سامنے آگیا ہے۔

	حق سلامت میکند می پرسدت	چونی از رنج و غمان بیحدت
ترجمہ	پوچھتا ہے حق تجھے بعدِ سلام	غم میں کیا حالت ہے اے والا مقام

شرح یعنے اے شخص اللہ تعالے تجھے سلام کہتا ہے اور تیری مزاج پرسی کرتا ہے اور یہ فرماتا ہے کہ ہمارے دیے ہوئے رنج وغم بے حد (مفلسی و تنگی) کے باعث تیری کیا حالت ہے کیا تو اسے اپنے لیئے رحمت جانتا ہے یا رحمت خیال کرتا ہے

نک قراضۂ چند ابریشم بہا — خرج کن این را و باز اینجا بیا

ترجمہ: ہین یہ ٹکڑے بہرِ ابریشم بہا — خرج کر اور پھر ہمارے پاس آ

شرح نک مخفف اینک۔ ترکیب مین مفعول واقع ہولہے اور اسکا فعل (لفظ بگیر) محذوف ہے۔ یعنے حضرت عمرؓ نے یہ فرمایا کہ اے شخص یہ چند سونے کے ٹکڑے (سات سو دینار) ریشم کی قیمت حاضر ہے قبول فرمایئے اور جب یہ ہو چکین تو پھر آ جایئے خدا اپنے خزانۂ غیب سے اور کچھ عطا فرلئے گا۔

پیر لرزان گشت چون این را شنید — دست میخائید و بر خود مے طپید

ترجمہ: پیر کانپ اُٹھا سُنی جس دم یہ بات — بے تحاشا کاٹ کہائے اپنے ہات

شرح یعنے جب پیر چنگی نے یہ بشارت سُنی تو شدت حیا اور گزشتہ گناہون کی خجالت اور ناگاہ مرتبۂ کمال پر پہنچنے کے باعث کانپنے لگا اور عمر گزشتہ کے بیکار جانے پر جو لہو ولعب مین گزری تہی ہاتہہ کاٹنے اور سخت افسوس کرنے لگا۔ اور مضمون بشارت سنکر نہایت بیقرار ہو گیا۔

بانگ مے زد کاے خدائے بے نظیر — بس کہ از شرم آب شد بیچارہ پیر

ترجمہ: اور کہا بس اے خدائے بے نظیر ✣ — پانی پانی ہو گیا خجلت سے پیر

شرح یعنے کمال شرم کے باعث پیر چنگی نعرے مار مار کر یہ کہتا تہا کہ اے خدائے بے نظیر و بے ہمتا۔ بس بس مجھ جیسے عاجز و گنہگار کو اپنے کرم سے اور زیادہ شرمندہ نہ کر تیرا یہ کرم کیا تہوڑا ہے کہ امیر المومنین حضرت عمرؓ کو میری امداد کے لیئے بہیجا اور باینہمہ عصیان شعاری تو نے مجھے بندۂ خاص و محترم کے لقب سے یاد و شاد فرمایا مین تیرے اسی کرم فرمانے کی خجالت سے پانی پانی ہوا جاتا ہون یا یہ معنے ہین کہ اے بے مانند خدا۔ بس میرے گناہ حد سے بڑھ گئے ہین اب مجھے گرفتار معاصی نہ رکھہ۔ اور اپنی رحمت کی طرف کھینچ لے مین گذشتہ گناہون کی شرم اور عمر کے ضایع ہونے سے اسقدر شرمندہ ہون کہ عرق خجالت مین ڈوبا جاتا ہون۔

چون بسے بگریست و از حد رفت درد — چنگ را زد بر زمین و خرد کرد

ترجمہ: درد و نالہ جب بڑھا حد سے پرے — چنگ کے مطرب نے ٹکڑے کر دیئے

شرح یعنے پیر چنگی پہلے تو بہت رویا۔ اور جب رو چکا تو رحمت آلہی نے جو اُسکے گریہ کی صورت مین تہی اُسے اپنی طرف کھینچ لیا اور اُسنے چنگ کو جو آلہ لہو ولعب اور باعث غفلت تہا۔ زمین پر مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

گفت اے بودہ حجابم از الٰہ — اے مرا تو راہزن از شاہراہ

ترجمہ: اور کہا تو تہا حجاب بارگاہ — تو نے رہزن ہنکے لوٹا شاہراہ

شرح یعنے پیر چنگی نے توڑنے کے بعد چنگ کو مخاطب کر کے یہ کہا کہ اے کمبخت تو میرے لیے خدا کے اور میرے

مابین حجاب تھا اور شاہراہ (طریق صواب وصراط مستقیم) یعنے راہ شریعت وطریقہ محبت الٰہی میں بمنزلہ رہزن بنا ہوا تھا۔ تو نے لہو ولعب میں مشغول رکھکے میرے نقد عمر کی گرہ کاٹ لی اور عشق حقیقی و یاد الٰہی کی طرف کبھی متوجہ نہونے دیا۔ تو بیشک ٹکڑے ٹکڑے ہونے کے قابل تھا۔

	اے بخوردہ خون من ہفتاد سال	اے ز تو رویم سیہ پیش کمال
ترجمہ	تو نے میرا خون پیا ہفتاد سال	تجھ سے ہوں میں روسیہ پیش کمال

شرح کمال سے یا تو کمال قرب الٰہی مراد ہے۔ یا لفظ کمال بمعنے اہل کمال ہے۔ یعنے اے چنگ تو نے ستر برس (تا عرصہ دراز) میرا خون پیا (مجھے محنت ومشقت میں پھنسائے رکھا) مگر ایسی کوئی بات حاصل نہیں ہوئی۔ جو عاقبت میں کام آتی۔ بلکہ اہل کمال (اولیاء اللہ) یا کمال قرب الٰہی کے روبرو میرا منہ کالا ہوگیا۔ کیونکہ کمال قرب الٰہی غافلوں اور گنہ گاروں کو اپنے سے دور پھینکے رکھتا ہے۔ مطلب یہ کہ میں کسیکو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا۔ نہ کمال قرب الٰہی میں مجھے جگہ مل سکتی ہے اور نہ اولیاء اللہ میری صورت دیکھنی پسند کرتے ہیں۔

	اے خدائے باعطائے باوفا	رحم کن بر عمر رفتہ در جفا
ترجمہ	اے خدا اے باعطا اے باوفا	رحم کر مجھ پر کہ ہوں میں پر جفا

شرح گنہ گار کا فرض ہے کہ جب سچے دل سے توبہ کرنے کا ارادہ کرے۔ تو پہلے اپنے نفس کے عیبوں اور گناہوں کا شمار کرے۔ اور پھر ہر گناہ کو ایک بار عظیم اور باعثِ عذاب الٰہی سمجھ کر خدا سے نہایت عاجزی اور گریہ وزاری کے ساتھ اُن کی معافی چاہے۔ چنانچہ پیر چنگی نے ایسا ہی کیا ہے یعنے پہلے اپنے گناہ (چنگ نوازی) کو جرم عظیم سمجھا اور آلۂ طرب (چنگ) کو توڑ ڈالا۔ پھر خدا سے معافی چاہی۔ اس شعر سے خدا کے روبرو عاجزی اور معافی چاہنے کا مضمون شروع ہے۔ اور پیر چنگی یہ کہتا ہے کہ اے خدا تو صاحب کرم وعطا اور باوفا (اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا) ہے اور تیرا وعدہ ہے کہ میں گنہ گاروں کی توبہ کو قبول کرلیتا ہوں۔ اسے وعدے کو سچا کرنے والے تو میری اُس عمر پر جو جفا یعنے گناہ میں گذری ہے رحم کر۔ یعنے میری توبہ قبول فرما۔ اور عمر گذشتہ کا مجھ سے حساب نہ لے۔ ورنہ میں ہلاک ہوجاؤں گا۔

	داد حق عمری کہ ہر روزے ازاں	کس نداند قیمت آں در جہاں
ترجمہ	حیف ہے وہ عمر کھوئی رائگاں	جسکی قیمت دے نہیں سکتا جہاں

شرح مطرب نے پہلے شعر میں بطور خطاب اللہ تعالیٰ سے فریاد کی تھی۔ اور اس شعر میں بصیغہ غائب اُسکی دی ہوئی نعمت (عمر) اور اپنی غفلت کا اظہار کیا ہے۔ یعنے اللہ تعالیٰ نے مجھے عمر عزیز ایک ایسی بے بہا چیز عنایت فرمائی تھی۔ کہ جہاں میں کسیکو یہ ہرگز معلوم نہیں کہ اُسکا ایک ایک دن کسقدر قیمتی ہے (اور ایک ایک دن کیا۔ عمر کی ایک ایک گھڑی ایک ایک منٹ لعل بے بہا ہے۔ لیکن افسوس میں نے اس بے بہا چیز کو بیجا صرف کردیا +

	چرخ کردم عمر خود را دمبدم	در دمیدم جملہ را در زیر و بم
ترجمہ	چرخ کردی عمر یعنے دمبدم	حیف ہے اسے اشتیاق زیر و بم

شرح - زیر گانے کی پست آواز - اور بم بلند آواز کو کہتے ہیں - یعنے پیر چنگی یہ کہتا ہے کہ افسوس میں نے اپنی ساری عمر گانے بجانے اور زیر و بم (گانے کی پست و بلند آواز) کے درست کرنے اور نغمہ و سرود کی مشق میں صرف کر دی - اور صرف کیا کر دی - گویا پھونک مار کر ہوا میں اُڑا دی - جسکا اب نشان تک نہیں ملتا - اور نہ آیندہ ملنے کی اُمید ہے۔ یہاں لفظ دمیدم صیغہ متکلم مشتق از دمیدن پھونک مار کر ہوا میں اُڑا دینا کے معنے رکھتا ہے ؏

	آہ کز یاد رہ و پردۂ عراق	رفت از یادم دمِ تلخ فراق
ترجمہ	حیف لمسے یاد رہاوی و عراق	یاد سے جاتا رہا وقتِ فراق

شرح حکمار نے بروج فلک کے مطابق علم موسیقی کے بارہ مقام مقرر کیئے ہیں - اور دن رات کے گھنٹوں کے مطابق اُن بارہ مقامات کی چوبیس شاخیں نکالی ہیں - مقامات مذکورہ کے بارہ نام یہ ہیں اول رہاوی - دوم حسینی - سوم راست چہارم حجاز - پنجم بزرگ - ششم کوچک - ہفتم عراق - ہشتم صفاہان - نہم نوا - دہم عشاق - یازدہم زنگلہ - دوازدہم بوسلیک شاخوں کے نام - باغ سیاوشان - باد نوروز - بانگ عنقا - نبد شہریار - پردۂ رہوز - پردۂ قمری - پنجۂ یاقوت - خار کش - خانۂ عنقا - خمار خسرو - جامہ دراں - راہ خسروانی - راہ قلندر - روشن چراغ زنگانہ - زیر افگند خرد - زیر افگند بزرگ - گنج فریدوں نار شیریں - نار نوروز - ناقوسی - نولئے چکاوک - شادباد - قول کاسہ گرد وغیرہ ہیں - اب مطلب شعر سنیئے - عراق موسیقی کے بارہ مقاموں سے ایک پردہ کا نام ہے - اور راہ اُس پردہ کو کہتے ہیں - جو سب سے پہلے بجایا جاتا ہے - اور سرود اُسکے بعد شروع ہوتا ہے - اور پردہ چاندی یا تانبے پتیل یا لوہے کے اُس ٹکڑے کا نام ہے - جو ستار یا طنبور وغیرہ کے دستہ یا ڈانڈ پر لگایا جاتا ہے - نیز پردہ مطلق آواز کے معنوں میں بھی مستعمل ہے اور بمعنی مقامات بھی مستعمل ہے - مثلاً پردۂ عراق و پردۂ حجاز اور دمِ تلخ فراق سے فراق روح و جسم - (موت) کا بدمزہ اور ناگوار وقت مراد ہے - پیر چنگی عمر گذشتہ پر افسوس کر کے یہ کہتا ہے کہ راہ (سرود کے پہلے پردہ) اور موسیقی کے پردۂ عراق وغیرہ کی یاد یعنی مشق یا محبت کے باعث ایسی غفلت طاری ہوئی کہ مجھے موت کا تلخ وقت یاد نہ رہا - نکتہ - مشہور گانے بجانے والے شائقین کی قدردانی کے سبب اکثر سفر میں رہا کرتے ہیں - اور چونکہ یہ پیر چنگی نہایت خوش آواز تھا - اِسلئے کیا عجب اُسے بھی مدینہ سے باہر جانے اور خصوصاً مقام عراق کے سفر کرنے کا اتفاق زیادہ ہوتا ہو - اس لحاظ سے شعر مذکور کے دوسرے معنے یہ ہیں کہ حیف راہ (یعنے مطلق سفر) اور خصوصاً مقام عراق کی یاد نے مجھے تمام عمر غافل رکھا - اور تلخی موت کا وقت بالکل یاد نہ رہا - بعض نسخوں میں - آہ کز یاد رہاوی و عراق ہے - اور یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے - کہ رہاوی و عراق موسیقی کے دو مقام ہیں

	وائے کز تری زیر افگند خرد	خشک شد کشت دلِ من دل بمرد
	تازگی صد حیف زیر افگند کی	کشت دل پر چھا گئی افسردگی

شرح۔ کشتِ دل (دل کی کھیتی) سے یا تو خود دل مراد ہے۔ یا مادہ حسنات کیونکہ نیکیاں بلا تری کے دل کسی طرح صالح نہیں ہوسکتیں تری۔ جسکو ضرورت شعر کے لئے مشدّد باندھا گیا ہے۔ یعنے تری و تازگی و لطف و خوبی ہے۔ اور ہم یہ پہلے بیان کر چکے ہیں۔ کہ زیر افگند خرد۔ اور زیر افگند بزرگ موسیقی کے شاخوں یا نغموں کے دو نام ہیں یعنے مُطرب کہتا ہے۔ کہ افسوس زیر افگند خرد کے خوبی و تر و تازگی۔ اور اسکی خدا سے غافل کرنے والی کیفیت نے میرے دِل کی کھیتی کو خشک کردیا۔ یعنے دل کو مُردہ بنادیا۔ کیونکہ جو دِل خدا سے غافل ہیں۔ وہ مُردہ دل سے بدتر ہیں نکتہ۔ دیگر خوبیوں سے قطع نظر اس شعر میں ایک خوبی یہ ہے کہ ظاہری کھیتی کے برخلاف یہاں تری سے کشت دل کے خشک ہوجانے کو ثابت کیا گیا ہے۔

	وائے کز آواز این بست و چہار	کارواں بگذشت و بیگہ شد نہار	
ترجمہ۔	حیف اے کیفیت بست و چہار	تو نے ضایع کردئے لیل و نہار	

شرح۔ یہ ابھی معلوم ہو چکا ہے۔ کہ موسیقی والوں نے بارہ راگ اور چوبیس راگنیاں ایجاد کی ہیں۔ جنکے فارسی نام ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس شعر میں بست و چہار سے وہی چوبیس راگنیاں مراد ہیں۔ یعنے مطرب یہ کہتا ہے کہ افسوس چوبیس راگنیوں کی آواز اور اُن کی لذّت نے مجھے خدا سے غافل کر کے اسقدر اپنی طرف محو کیا۔ کہ کاروانِ کعبہ وصال حقیقی یا قافلہ ایام عمر دور نکلگیا۔ اور نہار یعنے طاعات و عبادات کا وقت ہاتھ سے جاتا رہا۔ وقت بیوقت ہوگیا۔

	اے خدا فریاد ازیں فریاد خواہ		داد خواہم نے زکس زیں داد خواہ
ترجمہ	اے خدا میں تجھسے ہوں داد خواہ		داد میری دے مجھے اے داد خواہ

شرح یہ شعر بھی مطرب کا قول ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ اے خدا میں اس نفس فریاد خواہ کی طرف سے تیری عدالت میں استغاثہ کرتا ہوں۔ اور داد چاہتا ہوں۔ اور یہ میری داد و فریاد کسی غیر کیطرف سے نہیں ہے۔ بلکہ اسی نفس داد خواہ کی جانب سے ہے۔ یا یہ معنے کہ میں تجھی سے داد چاہتا ہوں۔ تیرے سوا اور کسی سے نہیں چاہتا۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ میرے نفس داد خواہ کی داد تو ہی دیگا۔ یعنے میری توبہ تو ہی قبول فرمائیگا۔

	دادِ کس چوں من ندادم در جہاں	عمر شد ہفتاد و سال از من جہاں
ترجمہ	میں کسی کا کب ہوا فریاد رس	عمر کے گذرے ہے ستر برس
	دادِ خود از کس نیابم جز مگر	زانکہ ہست از من بمن نزدیک تر
ترجمہ	داد دیگا بس وہی اک داد گر	جو رگِ گردن سے ہے نزدیک تر

شرح یہ دونوں شعر قطعہ بند ہیں۔ پہلے مصرع میں جہاں بمعنی عالم۔ اور دوسرے میں جہاں بمعنے جہندہ و گذراں ہے یعنے پیر چنگی یہ کہتا ہے کہ میری عمر کے ستر برس یوں ہی گذر گئے۔ چونکہ میں نے اپنی تمام عمر میں کسی کی داد نہیں دی۔ یعنے کسی سے نیک سلوک نہیں کیا۔ اسلئے آج میں اپنی داد بھی کسی سے نہ پاؤنگا۔ اور کوئی شخص مجھ سے نیکی کے ساتھ پیش نہ آئیگا

مگر مجھسے نیکی وہی (اللہ تعالیٰ) کریگا - جو میری جان اور رگ گردن سے بھی زیادہ مجھسے نزدیک اور ہردم میرے ساتھ ساتھ ہے - یعنے بجز خدا کے اور کوئی توبہ قبول کرنے اور نیکیوں کی توفیق دینے والا نہیں ہے - اسلئے میں اُسی سے داد چاہتا ہوں ❖ وہی میری دادخواہی کریگا اور فریاد سنکر توبہ قبول فرمائے گا -

	کاین منی از وے رسد دم دم مرا	پس و را بنیم چو شد ایں کم مرا
ترجمہ	یہ خودی جو آرہی ہے دمبدم	اُسکو دیکھوں یہ اگر ہو جائے کم

شرح یہ شعر مضمون دادخواہی مطرب کا بیان ہے - یعنے پیر چنگی یہ کہتا ہے - کہ میں اس بات کی داد چاہتا ہوں کہ یہ منی (غرور خودی - وانانیت وتعین خاص) جو دمبدم اُسی کیطرف سے مجھ تک پہنچتا ہے - آیندہ فنا - اور بالکل زائل ہو جائے کیونکہ جب تعین خاص اور انانیت محو ہو جائے گی - تو میں جلوہ حقیقی کو دیکھ سکونگا ❖

	ہمچو آں کو با تو باشد زر شمر	سوئے خود داری نہ سوئے او نظر
ترجمہ	گن کے دے جسوقت کوئی تجھکو زر	ہوگی اُسدم اپنی جانب کو نظر
	ہمچنیں در گریہ و در نالہ او	مے شمر وے جرم چندیں سالہ او
ترجمہ	بس اسی صورت سے وہ با درد و آہ	گن رہا تھا چند برسوں کے گناہ

شرح - یہ دونوں شعر قطعہ بند اور مقولہ مولانا قدس سرہ ہیں - اور پہلا شعر دوسرے شعر کی تمثیل مقدم ہے - یعنے مطرب نے جب اپنے گناہوں کو اللہ تعالیٰ کے روبرو شمار کیا - اور اُنپر نادم ہوا - تو اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت اُسپر ہوگئی - اور اُسکی ایسی مثال ہے جیساکہ اے مخاطب کوئی شخص سونا یا روپے گن گن کر تجکو دے - تو اُسوقت تیری نظر شمار کرنے یعنے دینے والے کیطرف ہوگی - اپنی طرف نہوگی - اسیطرح جب مطرب نے اپنے گناہ شمار کئے - تو اللہ کی نظر رحمت اُسپر ہوئی - اُس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے جلال اور کبریائی کیطرف نہ دیکھا - بلکہ اُسکی فریاد وزاری پر نظر کرکے توبہ کو قبول فرمالیا -

گردانیدن امیر المومنین عمرؓ اورا از مقام گریہ کہ ہستی ست بمقام استغراق کہ نیستی ست

ترجمہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پیر چنگی کو مقام گریہ سے کہ مقام ہستی ہے مقام استغراق کیطرف متوجہ کرنا کیونکہ استغراق مقام نیستی ہے

شرح - بعض نسخوں میں لفظ نیستی کیطرح عنوان میں لفظ مستی ہے بمعنے نشہ وحدت ومقام فنا اور مطلب دونوں کا ایک ہے ❖ یعنے حضرت عمرؓ کا مطرب کو مقام ہستی سے مقام مستی واستغراق کیطرف متوجہ کرنا

	پس عمرؓ گفتش کہ ایں زاری تو	ہست ہم آثار ہشیاری تو
ترجمہ	بس عمرؓ بولے کہ یہہ زاری تری	کرتی ہے اظہار ہشیاری تری

شرح یعنے پیر چنگی کی گریہ وزاری - اور توبہ واستغفار کو دیکھ کر حضرت عمرؓ نے اُس سے یہ فرمایا - کہ یہ تیرا گریہ وزاری

تیری ہوشیاری (باخودی و انانیت) کی دلیل ہے اور ہوشیاری (مرتبہ استغراق و فنافی اللہ سے دور رہنا) گناہِ طریقت ہے۔ حضرت عمرؓ کا یہ مطلب ہے۔ کہ اے شخص تو گریہ وزاری وغیرہ سب کو چھوڑ کر نشۂ وحدت اور دریائے عشق حقیقی میں غرق ہوجا ورنہ گریہ وزاری ایک قسم کی ہوشیاری ہے جو مقام استغراق سے دور رکھتی ہے۔

	راہِ فانی گشتہ راہِ دیگر ست	زانکہ ہشیاری گناہ دیگرست
ترجمہ	راہ غرقابِ فنا ہے اور راہ	اور ہشیاری ہے خود دیگر گناہ

شرح فانی گشتہ بمعنے فانی شدہ یعنے جو شخص عشقِ حقیقی میں مرتبہ فنا حاصل کئے ہوئے ہے اسکا رستہ اور ہے۔ وہ گریہ وزاری سے سروکار نہیں رکھتا۔ بلکہ دم بخود اور مستغرق بحرِ فنا رہتا ہے۔ کیونکہ اُسکے نزدیک ہوشیاری (یعنے گریہ وزاری) جو تعین خاص اور وجود کو ثابت کرتی ہے۔ گناہِ دیگر (دوسری طرح کا گناہ) یعنے گناہ طریقت ہے۔ گو شریعت کا گناہ نہیں ہے۔ چنانچہ اولیاء اللہ کا یہ مقولہ مشہور ہے۔ کہ وُجُودُکَ ذَنْبٌ لَا یُقَاسُ بِہٖ ذَنْبٌ یعنے تیری ہوشیاری اور ہستی ایسا گناہ ہے جسپر دوسرا گناہ قیاس ہی نہیں ہوسکتا۔ یعنے گناہِ عظیم ہے۔ دوسرے ہشیاری اسلئے گناہ ہے کہ صوفی ابن الوقت ہوتا ہے۔ یعنے وقت کو ضائع نہیں کرتا۔ اور ہشیاری جسکا ایک جزو توبہ اور گریہ وزاری بھی ہے اُسکو تفویض اور تسلیم کے مرتبہ سے گرادیتی ہے۔ اور توبہ میں گویا امتنان علی اللہ یعنے خدا پر احسان رکھنے کی بو آتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَکُمْ بَلِ اللّٰہُ یَمُنُّ عَلَیْکُمْ اَنْ ھَدٰکُمْ لِلْاِیْمَانِ یعنے اے پیغمبر مسلمانوں سے کہدو کہ اپنے اسلام لانے کا احسان مجھ پر نہ رکھو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ تم پر اس بات کا احسان رکھتا ہے کہ اُس نے تم کو ایمان کا سیدھا رستہ دکھادیا۔

	ہست ہشیاری زیادِ ماضی	ماضی و مستقبلت پردۂ خدا
ترجمہ	یعنے ہشیاری ہے یادِ ماضی	ماضی و آئندہ پردہ ہے ترا

شرح یعنے ماضی اور مستقبل کا ذکر تیرے لئے حجابِ الٰہی ہے۔ کیونکہ تذکرۂ گذشتہ کے سبب ہوشیاری موجود ہوجاتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس ذکرِ مستقبل (جو بطور مفہوم مخالف ذکرِ ماضی سے سمجھ میں آتا ہی) آدمی کے لئے بطور پیش بندی ہوشیاری کا باعث ہے اور یہ ابھی معلوم ہوچکا ہے۔ کہ ہوشیاری گناہِ عظیم ہے۔

	آتشی برزن بہر دو۔ تابکے	پر گرہ باشی ازیں ہر دو چونے
ترجمہ	آگ دونوں میں لگادے تابکے	پر گرہ اُن سے رہیگا شکل نے

شرح۔ یعنے اے پیر چنگی ان دونوں (ماضی و مستقبل) کی یاد کے باعث تجکو مرتبہ عشق میں صفائی حاصل نہ ہوگی اور تو بالضرور نے کیطرح پر گرہ ہوجائے گا۔ یعنے تیرا دل ماضی و مستقبل کے جھگڑوں میں وابستہ رہیگا اسلئے دونوں (ذکرِ ماضی و مستقبل) کو چولھے میں جھونکدے۔ ہر دو سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھ۔

	تا گرہ باقی بود ہمراز نیست	ہمنشیں آں لب و آواز نیست
ترجمہ	پُر گرہ ہوتا نہیں ہمراز حق	سُن نہیں سکتا کبھی آوازِ حق

شرح یعنے وجود انسانی میں جو بمنزلہ نے ہے - جبتک یاد ماضی و مستقبل یعنے ہوشیاری کی گرہ باقی ہے وہ ہمراز خدا نہیں ہو سکتا - اور نہ اُس لب و آواز کا مقارن ہو سکتا ہے - جسکو حرف و آواز انسانی سے کچھ علاقہ نہیں ہے اس لئے سالک پر فرض ہے کہ افکار ماضی و مستقبل میں نارِ توحید لگا کر اس گرہ سے آزاد ہو - اور محبت الٰہی میں مستغرق ہو جائے -

	بعد ازاں اوراز انحالت براند	زاعتذارش سوئی استغراق خواند
ترجمہ	بعد ازاں اُس حال سے پھیر اُسے	بحر استغراق میں ڈالا اُسے

شرح - یعنے اوّل تو حضرت عمرؓ نے ہوشیاری کی مذمت کی - اور پھر پیر چنگی کو اُس حالت یعنے زاری و ہوشیاری یا اعتذار - (عذر و معذرت اور توبہ و استغفار) سے باز رکھہ کر مرتبہ فنا اور استغراق کی طرف متوجہ کیا - زاعتذار - لفظ ازانحالت کا بدل ہے - اور آئندہ اشعار کلمات حضرت عمرؓ ہیں -

	چوں بطوفِ خود بطوفی مرتدی	چوں بخانہ آمدی ہم با خودی
ترجمہ	طائف اپنا ہے اگر مرتد ہے تو	خانۂ کعبہ میں بھی با خود ہے تو

شرح - لفظ بطوفی میں یائے خطاب ہے - بمعنے طواف کنی یعنے اگر تو اپنا طواف کریگا - (گرفتار خودی و انانیت رہیگا) تو مُرتد ہو جائیگا - کیونکہ خودی طریقت میں کفر ہے - مُرتد اُسکو کہتے ہیں - جو اسلام سے پھر جائے اس مصرع میں گویا اس بات کیطرف اشارہ ہے - کہ ہر شخص کی فطرت تو اسلام ہی پر ہے - مگر خودی بعد میں لاحق ہو کر باعث کفر ہو جاتی ہے - دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اس خودی کیحالت میں تو اگر کعبہ میں بھی چلا جائیگا - تو یہ سمجھے کہ خدا کے گھر میں نہیں بلکہ خودی کے گھر میں گیا ہے - خانہ سے مُراد کعبہ یا توجہ بسوئے حق ہے - جبکا یہ مطلب ہے - کہ اگر تو حالتِ خودی میں توجہ بسوئے حق کریگا - تو گویا اپنے حال کو دیکھیگا - اُسکے جمال کو نہ دیکھ سکیگا -

	اے خبرہات از خبرده بے خبر	توبۂ تو از گناہِ تو بتر
ترجمہ	تو خدا سے سربسر ہے بے خبر	تیری توبہ ہر گناہوں سے بتر

شرح یعنے اے مُطرب مُطوِّف بطواف خودی - یہ تیری اپنے گناہوں کی خبر دینی - اور توبہ کرنی خودی کا اظہار کرتی ہے اور اس بات کی خبر دیتی ہے کہ تو خبردہ اور خالق خیر و شر سے بے خبر ہے (خبرہات بمعنے خبر دادنِ تو ہے) اور تیری توبہ گناہ سے بدتر ہے - کیونکہ توبہ نسیان ذَنب (گناہ کے بھول جانے) کو کہتے ہیں - اور فنا فی اللہ - نفی خیالات و سوسہ قلب کو - پس تو نے جسوقت گناہ کو یاد کیا - اور توبہ کی تو معلوم ہوا کہ تجھ میں ہوشیاری اور وجود باقی ہے حالانکہ ہشیاری اور وجود طریقت میں گناہ عظیم ہے - اور جب تک انسان خودی میں ہے - اُسکو خدا کی خبر نہیں ہوتی -

کیونکہ خودی اور خدائی کا جمع ہونا غیر ممکن ہے * خود بیں رموزِ خدائی سے بالکل ناواقف رہتا ہے۔

	اے تو از حالِ گذشتہ توبہ جو	کے کنی توبہ ازیں توبہ بگو
ترجمہ	حالِ ماضی سے ہے توبہ کیلئے	ایسی توبہ سے بھی توبہ چاہیئے

شرح یعنے اے شخص تو جو گذشتہ گناہوں سے توبہ کر رہا ہے۔ یہ تو بتا کہ اس توبہ سے کب توبہ کرے گا۔ کیونکہ حضرت امام جعفر صادق رضی کا قول ہے التوبۃ غفلۃ عن الحق۔ (توبہ خدا سے غافل کر دیتی ہے) کیونکہ توبہ سے آدمی مغرور ہو جاتا ہے اور ترکِ گناہ کا احسان گویا اللہ تعالےٰ پر رکھتا ہے۔ اسی لئے اُس کو غفلت ہو جاتی ہے۔ اور تائب اُس خاص گناہ کو چھوڑ کر توبہ کے بھروسے پر آئندہ عمل نیک بھی کم کرتا ہے۔ حضرت ذوالنون کا قول ہے توبۃ العوام عن الذنوب و توبۃ الخواص عن الغفلۃ یعنے عوام گناہوں سے توبہ کیا کرتے ہیں۔ اور خواص غفلت سے۔ حضرت جنید رضی فرماتے ہیں کہ میں ایک دن سری سقطی کے پاس گیا۔ اور اُنکا چہرہ متغیر پا کر اسکا سبب پوچھا۔ اُنھوں نے فرمایا کہ آج ایک شخص نے مجھ سے توبہ کی کیفیت پوچھی۔ میں نے کہا کہ توبہ اسکو کہتے ہیں۔ کہ تو اپنے گناہوں کو نہ بھولے۔ اُس شخص نے مجھ سے معارضہ کیا اور یہ کہا کہ توبہ گناہوں کے بھولنے کو کہتے ہیں۔ جنید کہتے ہیں کہ میں نے سری سقطی سے کہا کہ بیشک اُسکا کہنا ٹھیک ہے۔ کیونکہ جب آدمی نے جفا سے وفا اور معصیت سے طاعت کی طرف رجوع کیا۔ تو وفا کی حالت میں جفا اور طاعت میں معصیت کا یاد کرنا خود جفا اور معصیت میں داخل ہے *

	گاہ بانگ زیر را قبلہ کنی	گاہ گریہ زار را قبلہ زنی
ترجمہ	گاہ بانگ زیر تیرا قبلہ گاہ *	اور گہے گریۂ خوں بوسہ گاہ

شرح۔ پہلے مصرعہ میں۔ قبلہ کنی۔ یعنے کعبۂ طاعت سازی۔ اور دوسرے میں قُبلہ زنی یعنے بُوسہ میدہی و محبوب میداری ہے۔ گریۂ زار یعنے گریۂ بسیار یعنے حضرت عُمر بطور نصیحت عارفانہ فرماتے ہیں۔ کہ اے پیر چنگی اس سے پہلے تو نے بانگ زیر (آواز چنگ و سرود) کو قبلۂ مقصود سمجھا تھا۔ اور اب نالہ و فریاد کو محبوب رکھتا ہے۔ حالانکہ یہ دونوں باتیں خلافِ طریقت ہیں۔ مطلب یہ کہ اے شخص گذشتہ گناہوں کے اظہار کو محبوب نہ رکھ۔ کیونکہ حالتِ وفا میں جفا کا ذکر خود جفا ہے۔ جسطرح تو نے گناہوں کو چھوڑا ہے۔ اُسی طرح اُنکو یاد کر کے نالہ و زاری کو بھی چھوڑ دے۔ کیونکہ گریہ مقامِ ہشیاری ہے اور ہوشیاری شرکِ خفی اور مظہرِ خودی ہے۔ **نکتہ** اِن اشعار سے حسبِ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عُمر رضی پیر چنگی کو خدا کے سامنے زاری اور پچھلے گناہوں کو یاد کر کے توبہ و استغفار کرنے سے منع کرتے ہیں۔ حالانکہ فی الواقع اشعار کا یہ مطلب نہیں ہے۔ بلکہ حضرت عُمر اُسے توبۂ خاص کی ہدایت فرماتے ہیں۔ یعنے مطلب یہ ہے کہ اے شخص تو ظاہری گناہوں سے توبہ کرنے کے بعد غفلت کے باطنی گناہ سے کس دن سے توبہ کرے گا۔ اِس توبہ کا نام توبۂ خواص ہے

چونکہ فاروق آئینہ اسرار شد	جانِ پیر از اندروں بیدار شد
سچ یہ ہے فاروق تھے روشن ضمیر	ہو گیا بیدار باطن مرد پیر

شرح - یعنے حضرت عمرؓ (جو آئینہ اسرار الٰہی اور مظہر اسمائے صفات خداوندی تھے) کی توجہ کے باعث پیر چنگی کو مطلوب حقیقی حاصل ہوگیا - اور وہ ذات حضرت عمرؓ میں مشاہدہ اسرار کرکے واصل بحق اور صاحب جانِ بیدار بنگیا - اُسکی پہلی غفلت جاتی رہی - بعض نسخوں میں بیدار کی جگہ بیزار ہے - یعنے اُسکی روح اندرون (قید خانہ جسم) سے بیزار ہوگئی - اُس نے مرتبہ فنا کو چھوڑ مرتبہ بقا حاصل کرلیا + اور یہ ظاہر ہے کہ مرتبہ بقا بلا ترک جسم عارضی حاصل نہیں ہوسکتا -

	ہمچو جاں بے گریہ و بے خندہ شد	جانش رفت و جانِ دیگر زندہ شد
ترجمہ	شکل جاں بے گریہ و خندہ ہوا	جانِ دیگر ملگئی زندہ ہوا +

شرح - یعنے جسطرح روحکو گریہ و شادی سے کچھ کام نہیں ہوتا - اسی طرح مطرب دُنیوی ملال و شادی سے بے تعلق ہوگیا - اور روح حیوانی کیجگہ اُسکو جان دیگر (روح ملکوتی) ملگئی + جسمیں معرفت کے حاصل کرنے کا پورا مادہ موجود ہے -

	حیرتے آمد درونش آں زماں	کہ بروں شد از زمین و آسماں
ترجمہ	دل میں کچھ حیرت سمائی اسقدر	اِس جہان سے ہوگیا بالکل بدر

شرح - یعنے پیر چنگی کے دل میں بسبب مشاہدہ اسرار حق (جو حضرت عمرؓ کے آئینہ ذات سے جلوہ نما تھے) اسقدر حیرت محمودہ نے جگہ پائی کہ اُسے زمین و آسمان کی کچھ خبر نہ رہی - حیرت محمودہ کے معنے پہلے بیان ہوچکے ہیں -

	جُستجوئے ماورائے جستجو	من نمیدانم تو میدانی - بگو
ترجمہ	اور ہی شئے کی ہوئی پھر جستجو	جس میں کرسکتا نہیں میں گفتگو

شرح - اسکا پہلا مصرعہ گذشتہ شعر کے لفظ حیرتے پر معطوف ہے - یعنے پیر چنگی کے دلمیں ایسی حیرت و جستجو (طلب تجلیات الٰہی) نے گھر کرلیا - جو اس دُنیا کی معمولی حیرت و جستجو سے الگ تھی - اور یہ ظاہر ہے کہ دُنیوی کاروبار کے متعلق حیرت و جستجو دیگر قسم اور ادنٰے درجہ کی ہوتی ہے - اور تجلیات الٰہی کی حیرت و جستجو دیگر نوع اور اعلٰے درجہ کی - اس میں اُس میں زمین و آسمان کا فرق ہے - دوسرا مصرعہ یا تو مولانا کا مقولہ ہے - یعنے اے مخاطب میں اُس جستجو کو نہیں جانتا البتہ تجکو اگر معلوم ہے - تو تبادے - مطلب یہ کہ وہ جُستجو (طلب تجلیات) ایک معنوی یا ذوقی امر ہے جو بتانے اور لفظ و عبارت سے تعلق نہیں رکھتا - یا یہ کہ مُطرب نے حضرت عمرؓ کو خطاب کیا ہے - یعنے جب مُطرب مشاہدہ اسرار حق سے حیران ہوگیا - تو یہ کہا کہ اس سے آگے مجکو ایک ایسی شئے کی جستجو ہے جو معمولی جُستجو سے الگ ہے - اے عمرؓ میں نہیں جانتا البتہ آپ جانتے ہیں - اسلئے عرض ہے کہ میری رہنمائی کیجئے اور باطنی زبان سے گوش دل میں ڈالدیجئے - تاکہ میں واقف اسرار الٰہی ہوجاؤں -

	حال و قالے از ورائے حال و قال	غرق گشتہ در جمال ذو الجلال
ترجمہ	اور سے کچھ اور بدلا حال و قال	ہوگیا غرق جمال ذو الجلال

شرح یعنے مطرب کا حال و قال اہل دنیا کے معمولی حال و قال سے بالکل جدا - اور وہ خود سراپا فنا اور غرق دریائے

جمال آلہی ہوگیا یعنی فنا فی اللہ اور استغراق کے یہی معنے ہیں جو ابھی بیان ہوئے ہیں۔

	غرقہ ئے کہ خلاصی باشدش	یا بجز دریا کسے بشناسدش
ترجمہ	غرق ہے ایسا۔ اُبھرتا ہی نہیں	جانتا ہے اُسکو رب العالمین

شرح۔ یعنے مطرب بجز جمال الہی میں ایسا غرق نہیں ہوا تھا۔ کہ اُس سے نجات ہو سکتی کیونکہ عشقِ حقیقی کی یہ مثال نہیں ہوتی۔ کہ مجازی کیطرح آج ہے۔ اور کل نہیں۔ دوسرے مصرعہ میں اگر دریا سے ذاتِ حق مراد ہے تو یہ مطلب ہے کہ مطرب کا دریائے عشق میں ڈوب جانا۔ ایسا نہ تھا۔ کہ اُسکی کیفیت بجز ذات اور کسی کو معلوم ہو سکتی۔ کیونکہ غرقہ دریا کی حالت بجز دریا کے اور کوئی نہیں جان سکتا۔ اور اگر دریا بمعنے ولی ہے تو ولی را ولی مے شناسد کا مقولہ ہے۔ عوام کو اتنی عقل نہیں کہ عاشق صادق اور عاشق فاسق میں تمیز کر سکیں ؛

	عقلِ جزو از کل پذیرا نیستے	گر تقاضا بر تقاضا نیستے
ترجمہ	عقل جز۔ کُل سے پذیرا ہے ضرور	اور تقاضے پر تقاضا ہے ضرور

شرح۔ یہاں سے مولانا قدس سرہٗ کا مقولہ شروع ہوا ہے۔ اور کُل سے مراد یا ذات حق ہے۔ جو تمام موجودات میں ساری ہے۔ یا عقلِ کُل یعنے عقل جزوی اللہ تعالےٰ کیطرف سے یا عرش آلہی اور قوت جبرئیلی کی جانب سے ہرگز پذیرائے استغراق وقبول کنندۂ فنا ہوتی۔ اگر جذب حق کا تقاضے پر تقاضا نہ ہوتا۔ کیونکہ وصول بحق بلا جذب حق غیر ممکن ہے۔ بعض نسخوں میں از کل گویا نیستی ہے۔ اس صورت میں لفظ کل باظہار تشدید لام پڑھا جائیگا۔ اور معنی یہ ہیں کہ عقل جزوی عقلِ کُل سے یا ذات حق کے حال سے بیشک گویا اور متکلم نہوتے۔ اگر اُسیکا تقاضا نہوتا۔ کیونکہ نطق اور تکلم بالاسرار اُسی کُل کے فیضان سے حاصل ہے۔ دوسرا مصرعہ پہلے کی شرط مؤخر ہے۔ اور پہلا جزائے مقدم ؛

	چوں تقاضا بر تقاضا میرسد	موج آں دریا بدینجا میرسد
ترجمہ	چونکہ آتا ہے تقاضا دم بہ دم	یہاں تک آجاتی ہے غافل۔ موجِ یم

شرح۔ آں دریا سے بحر وحدت اور اینجا سے مرتبہ سلوک مراد ہے۔ یعنی چونکہ جذب حق (کشش آلہی) تقاضے پر تقاضا کر کے اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اسلئے سالک کا استغراق اور فنا ہوجانا اُسی بحرِ وحدت کی موج ہے۔ جو قطرے کو دریا میں ملا دینا چاہتی ہے۔ مطلب یہ کہ بلا تائید غیبی انسان اپنی کوشش سے کوئی مرتبہ حاصل نہیں کر سکتا۔ انکتملئے ایک عارف کا مقولہ ہے کہ دنیا میں ہر شخص مجذوب ہے۔ بعض کو سابقہ رحمت آلہی نے اپنی طرف کھینچ رکھا ہے اور بعض کو سابقہ غضب نے سابقہ رحمت کے مجذوب اولیاء اللہ اور نیک بندے ہیں۔ اور سابقہ غضب کے مجذوب کفار اور دیگر اشقیا ہیں۔ اس قاعدہ سے ہر شخص اپنی ذات کو معلوم کر سکتا ہے۔ کہ وہ کس قسم کا مجذوب ہے ؛

	چونکہ قصہ حال پیر اینجا رسید	پیر و حالش روئے در دریا کشید
ترجمہ	قصہ جب پہنچا یہاں تک پیر کا	ہو گیا وہ غرق دریائے فنا

شرح - اینجا سے مقام استغراق مراد ہے - جو بطفیل حضرت عمرؓ مطرب کو حاصل ہوگیا تھا - اور جسکی نسبت پہلے غرق گشتہ درجمال ذوالجلال فرمایا گیا ہے - مطلب یہ کہ جب پیر چنگی مقام استغراق تک پہنچگیا - تو وہ خود اور اُسکا حال دریائی وحدت میں جاچھپا - یعنے مُطرب عارف مستور الحال نبگیا - بعض نسخوں میں روئے درپردہ کشید ہے - یعنے درپردہ فنافی الذات مطلب یہ کہ وہ بہت جلد مرتبہ سلوک سے مرتبہ استغراق تک پہنچگیا - اور فنافی اللہ ہوگیا -

	پیر دامن را زگفت وگو فشاند	نیم گفتہ در دہان او بماند
ترجمہ	گفتگو سب چھوڑ بیٹھا خوش صفات	رہ گئی آدہی کی آدہی مُنہ میں بات

شرح - یعنے مُطرب بحر استغراق میں غرق ہوکر ذکر ماضی ومستقبل سب کو بُھول گیا - اور استغراق کے باعث اُسکی زبان سے طاقتِ گویائی بالکل زائل ہوگئی - اور جو بات کہنے کی تھی - وہ آدھی کہی اور آدھی اُسکے مُنہ میں رہگئی - مصرعہ ثانی - کنایہ از فنا و استغراق ہے - بعض نسخوں میں در دہانِ ما بماند ہے یعنے مولانا کہتے ہیں کہ اُسکا نصف کلام - اور نیم مقولہ ہماری زبان پر رہ گیا تھا - جو ہمنے بیان کردیا - ورنہ وہ صاحب مقامات علیہ تھا - جسکے مفصل بیان کے لئے الگ ایک دفتر چاہئے کیونکہ اہل فنا کا حال لکھنا نہایت مشکل ہے -

	از پئے ایں عیش وعشرت ساختن	صد ہزاراں جاں بشاید باختن
ترجمہ	سچ ہے ایسے عیش وعشرت کے لئے	جان اپنی ہار دینی چاہئے -

شرح - عیش وعشرت سے مقام وحدت تک پہنچنا - اور تعینات وعالم کثرت سے نجات پاجانا مراد ہے - اور دوسرے مصرع میں جانبازی بمعنے فنافی الذات - یعنے مقامِ وحدت میں عیش وعشرت کرنے کے لئے ایک جان کیا لاکھ جانیں ہاردینی چاہئیں - کیونکہ مُقام وحدت آلہی بیش قیمت چیز ہے - کہ اُسکے مقابلہ میں لاکھوں جانیں ہیچ اور محض لاشئے ہیں - کسی نے سچ کہا ہے - ہر دو عالم قیمت خود گفتۂ - نرخ بالا کُن کہ ارزانی ہنوز ؞

	در شکار بیشۂ جاں - باز باش	ہمچو خورشید جہاں - جاں باز باش
ترجمہ	صیدِ دشت جانکی خاطر باز بن	شکل خورشید جہاں جانباز بن

شرح - پہلے مصرعہ میں لفظ بازؔ بمعنے طائر شکاری - اور دوسرے میں جانباز وصفِ ترکیبی ہے بمعنے ساعی وکوشش کنندہ - اور بیشۂ جاں - سے بیابان معنوی مُراد ہے جسمیں جذبات رحمانی اور تجلیات روحانی کا شکار بکثرت ملتا ہے - یعنے اے مخاطب باز کیطرح معنوی جنگل (عشقِ حقیقی) میں جذبات رحمانی - اور تجلیات روحانی کا شکار کیا کر - اور منزلِ عشق میں خورشید جہاں تاب کیطرح جانباز نبکر رہ - تاکہ تجھے نورِ معنوی حاصل ہو - خورشید کی جانبازی یا جانفشانی حکم آلہی کو ماننا - اور تمام عالم میں نور پھیلانا ہے - اور اُنہیں معنوں کی طرف آئندہ شعر میں اشارہ کیا گیا ہے ؞

	جانفشاں افتاد خورشید بلند	ہر دمے تی مے شود - پُر مے کنند
ترجمہ	جانفشاں ہے چونکہ خورشید بلند	روز سے رہتا ہے پُر اے عقلمند

شرح - لفظ تہی مخفف تہی ہے بمعنے خالی - مطلب یہ کہ جانفشانی سے تو یہ نہ سمجھ کہ میرا کچھ گھٹ جائیگا - نہیں بلکہ سب گھاٹا بھرتا رہیگا - چنانچہ آفتاب کو دیکھ کہ اپنی جان یعنے روشنی کو تمام دن عالم پر افشاں کرتا رہتا ہے - اور شام کو اُسکا نور کم ہوجاتا ہے - مگر فیضان آلہی صبح کے وقت اُس گھاٹے کو پھر بھر دیتا ہے علیٰ ہذا القیاس عشقِ آلہی میں جانفشانی کرنے والے گو فنا فی الذات ہوجاتے ہیں - مگر یہ فنا اُنکو کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچا سکتی - بلکہ زیادتی مراتب کا باعث ہے اور اس سے اُنہیں جدید زندگانی اور نئی روح حاصل ہوجاتی ہے -

	جاں فشاں اے آفتاب معنوی	مر جہان کہنہ را بنما نوی
ترجمہ	جان چھڑک اے آفتابِ معنوی	اور جہانِ کہنہ کو دکھلا نوی +

شرح - یعنے اے آفتاب عالم معنے (باعتبار انجام) والے سالکِ طریق عشقِ حقیقی (باعتبار ابتدا) تو راہِ حق میں جانفشانی کر - اور جہانِ کہنہ یعنے قلب خستہ کو (جو محبت ماسوی اللہ کے باعث ناکارہ ہوگیا ہے) گلشن عشقِ حقیقی کی تازگی دکھا نیز یہ ممکن ہے کہ آفتاب معنوی سے ذاتِ حق اور جان سے علم معرفت مُراد ہو جو باعث حیات روحانی ہے - اس صورت میں گویا مولانا یہ دعا کرتے ہیں - کہ اے اللہ تو ہمیں علم و معرفت عطا فرما - اور جہانِ کہنہ یعنے قلب مُردہ کو اس سے نئی زندگی عنایت کر + کیونکہ روحانی زندگی علم الٰہی اور معرفت ربّانی ہی کا نام ہے -

	در وجودِ آدمی جان و رواں	میرسد از غیب چوں آبِ رواں
ترجمہ	آدمی کے جسم میں ہر لحظہ - جاں	آتی ہے یوں جس طرح آب رواں

شرح - یہ شعر تجدد امثال کیطرف اشارہ کر رہا ہے - جسکی بحث بالتفصیل گذر چکی ہے - اور یہاں اِس شعر کے لانے سے یہ غرض ہے - کہ جب منبع فیض سے ہر وقت ہر چیز نئی ہوا کرتی ہے - تو جانفشانی سے تو کیوں گھبراتا ہے - اسکے عوض تجھ کو حیات اَبدی نصیب ہوگی - پہلے مصرعہ میں رواں بمعنے روح ہے - اور دوسرے میں بمعنے جاری - اور مطلب شعر یہ ہے کہ آدمی کے بدن میں آبِ رواں کیطرح ہر دم بطور تجدد امثال غیب سے نئی روح آتی رہتی ہے - پھر کیا فنا فی الذات ہونے کے بعد تجھے نئی زندگی اور حیاتِ ابدی حاصل نہ ہوگی؟ یہ تیرا خیال غلط ہے - بلکہ ضرور ہوگی +

	ہر زماں از غیب نو نو میرسد	وز جہان تن بروں شو میرسد
ترجمہ	آتی ہے ہر دم ندا یہ غیب سے	چل نکل - اِس عالمِ پُر عیب سے

شرح - یعنے غیب سے عالم دنیا میں ہر دم - ہر چیز نو بہ نو ہو کر پہنچتی ہے - نیز یہ خطاب آتا رہتا ہے کہ از جہانِ تن بروں شو - یعنے اے شخص جسم ظاہری سے نکلکر مرتبہ فنا فی اللہ حاصل کر تاکہ حیات جاودانی کا باعث ہو -

تفسیر دعائے آں دو فرشتہ کہ ہر روز بر سر بازار منادی کنند کہ اللھم اعط کل منفق خلفا اللھم اعط کل ممسک تلفا و بیان آنکہ منفق مجاہد راہ حق ست نہ مسرف راہ ہوا -

ترجمہ اُن دو فرشتوں کی دعا کی تفسیر - جو ہر روز بر سر بازار مُنادی کرتے ہیں - کہ اے خدا ہر سخی آدمی کو نعم البدل عطا فرما اور ہر بخیل کے مال کو ضائع کر - اور اس بات کا ذکر کہ سخی سے مراد وہ شخص ہے - جو راہِ حق میں کوشش کرے - اور اُسکا مال نیکیو نکے رستہ میں صرف ہوتا ہو - نہ کہ وہ جو نفسانی خواہشوں کے متعلق بیجا صرف کرے - اور اپنے آپ کو سخی سمجھے

شرح - یہ مولانا قدس سرّہ پہلے یہ فرما چکے ہیں - کہ ہر زماں از غیب تو نو میرسد - اور اب اس حدیث کو جو بخاری و مسلم میں موجود ہے - اُسی مطلب پر بطور استدلال نقل فرماتے ہیں - خلف بمعنے بدل - اور تلف بمعنے نقصان سے خلف و تلف اُخروی مراد ہے - یعنے ہر روز دو فرشتے یہ دعا کرتے ہیں - کہ اے خدا ہر سخی کو آخرت میں اجر نیک دے - اور ہر بخیل کو عقبیٰ میں نقصان پہنچا - اور اگر خلف و تلف مال دُنیوی مراد لیا جائے - تو بھی معنے درست ہیں - یعنے اے خدا سخی کو دنیا میں نعم البدل اور بخیل کو نقصان عنایت فرما - ہاں بعض مرتبہ جو سخی کو دنیا میں نعم البدل نہیں ملتا - اُسکا سبب یہ ہے کہ اُس نے شاید مملوک غیر میں سے خرچ کیا ہے - یا بے محل اُٹھایا ہے - اور بعض صورتوں میں جو بخیل کو نقصان نہیں پہنچتا - اسکا باعث اُسکی اور بدنی عبادتیں ہیں - جو تلف سے روکتی ہیں - یا یہ سبب ہے کہ گو ممسک کا مال بالفعل تلف نہو - مگر اُمید ہے کہ عنقریب ہو جائیگا نیز اگر خلف و تلف سے اخلاق نیک و بد کا پیدا ہونا مراد ہو تو بھی صحیح ہے - کیونکہ اکثر سخی نیک اخلاق اور اکثر ممسک بدخلق ہوتے ہیں اہل تصوف کے نزدیک فرشتہ سے قوت ملکیہ مراد ہے - جو حسب مضمون حدیث مذکورہ ہر وقت ندا کر رہی ہے - مگر اُسکو ہر کوئی نہیں سُن سکتا - اور اہل ظاہر کے نزدیک یہ معنے ہیں کہ دو فرشتے آدمی کی صورت بنکر آواز دیتے ہیں - چنانچہ لفظ بازار سے یہی معنے معلوم ہوتے ہیں - جو اہل ظاہر نے سمجھے ہیں -

	گفت پیغمبر کہ دائم بہر پند	دو فرشتہ خوش منادی مے کنند
ترجمہ	کہتے ہیں پیغمبروں کے مقتدا	دو فرشتے روز کرتے ہیں ندا

شرح - یعنے پیغمبر نے یہ فرمایا ہے کہ ہر روز عبرت کے لئے دو فرشتے سر بازار ندا کرتے ہیں - اور اُنکی ندا کا مضمون یہ ہے کہ

	کاے خدایا منفقاں را سیر دار	ہر درم شان را عوض دہ - صد ہزار
ترجمہ	رکھہ کریموں کو الٰہی مالدار +	اک درم کے بدلے میں دے سو ہزار

شرح - یعنے فرشتے یہ کہتے ہیں کہ اے خدا خرچ کرنے والوں کو سیر رکھہ - اور اُن کو ایک درم کے بدلے لاکھ درم مرحمت فرما - کیونکہ تو وعدہ کر چکا ہے کہ ہم نیکی کرنے والوں کو دس گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ اجر عطا کر دیتے ہیں -

	اے خدایا ممسکاں را در جہاں	تو مدہ الا زیاں - اندر زیاں
ترجمہ	اور جو ممسک مال و زر پر جان دے	اُسکو تو نقصان پر نقصان دے

شرح - اُنہیں فرشتوں کا مقولہ ہے - جو یہ ندا کرتے ہیں - کہ اے خدا بخیلوں کو بجز نقصان در نقصان کے اور کوئی چیز نہ دے - کیونکہ جب وہ تیری راہ میں خرچ نہیں کرتے تو اُنکا مال بیشک ضایع ہو جانے کے قابل ہے -

	اے خدایا منفقاں را دہ خلف	اے خدایا ممسکاں را دہ تلف
ترجمہ -	اے خدا اہل کرم کو دے خلف	ایخدا تو ممسکوں کو دے تلف

شرح - یہ شعر تتمۂ کلام فرشتگان ہے - یعنے اے خدا سخیوں کو نعم البدل عطا فرما - اور بخیلوں کو ہمیشہ نقصان پہنچا ٭

	منفق و ممسک محل ہیں یہ بود	چوں محل باشد مؤثر مے شود
ترجمہ	ہے سخا و بخل جائے خاص پر	با محل ہیں دونو باتیں پُر اثر

شرح - یعنے سخی اور بخیل وہی بہتر ہے - جو محل سخاوت و بُخل پر نگاہ رکھے - اور خرچ وہیں کرے جو خرچ کرنے کی جگہ (مقام نیکی ہو) اور بخل بھی وہیں کرے جو بخل کیجگہ (مقام بدی و نفس پرستی) ہو - ورنہ صرف کی جگہ بخل اور بخل کی جگہ صرف کفران نعمت خداوندی اور بالکل غیر مؤثر ہے - یعنے نہ دُنیا میں کوئی نیک نتیجہ پیدا کر سکتا ہے - نہ عقبیٰ میں - مثلاً فقیروں مسکینوں - یتیموں - قرضداروں محتاج قرابت والوں کو دینا سخاوت ہے - اور رنڈیوں بھانڈوں - میلے - تماشوں - شہوت پرستیوں - حظوظ نفسانی کے متعلق جلسوں میں دینا کفران نعمت ٭

	اے بسا امساک کز انفاق بہ	مال حق را جز بامر حق مدہ
ترجمہ	بخل بہتر ہے کہیں اسراف سے	مال حق کو دیکھ حکم حق سے دے

شرح - یعنے بہت سے محل ایسے ہیں - جن میں بخل کرنا خرچ کرنے سے بہتر ہے (ایسے موقعوں کی شرح ابھی بیان ہو چکی ہے) اسلیئے اے مخاطب تجھ پر فرض ہے کہ اپنے مال کو جو فی الواقع تیرا نہیں ہے - بلکہ خدا کی امانت ہے بے موقع خرچ نہ کر - بلکہ وہیں اُٹھا جہاں خدا کا حکم ہے - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۔ یعنے اے پیغمبر ان لوگوں سے کہدو کہ اگر تم اپنا مال نیکیوں میں صرف کرنا چاہتے ہو تو ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور مسکینوں کو دو ٭

	تا عوض یابی تو مالِ بیکراں	تا نباشی از عداد کافراں
ترجمہ	تا عوض ملجائے مالِ بیکراں	تا نہو کفار میں سے میری جاں

شرح - یعنے اپنے مال کو حکم خداوندی اور مرضی آلٰہی کے مطابق حسب محل صرف کر - تاکہ اُسکے بدلے میں بے انتہا دولت حاصل ہو - ورنہ بے محل خرچ کرنے سے تیرا شمار انھیں کافروں میں ہو جائیگا - جو پیغمبروں کے ستانے کو اپنا مال صرف کیا کرتے تھے - اور اُسکو وسیلۂ ثواب سمجھتے تھے ٭

	کاشتراں قرباں ہمی کردند تا	چیرہ گردد تیغ شاں بر مصطفےٰ
ترجمہ	ذبح کرتے تھے شتر جو بیدریغ	مصطفےٰ پر تا ہو غالب اُنکی تیغ

شرح - یعنے بیجا صرف کرنیوالوں کی مثال ایسی ہے - جیسا کہ کفار عرب نذریں مان مان کر اسلیئے اونٹ ذبح کیا کرتے تھے

کہ اُنہیں حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فتح حاصل ہو جائے - چونکہ یہ صرف بالکل بیجا تھا - اِسلئے ثواب کے بدلے اُنھیں اُلٹا عذابِ جہنم نصیب ہوا - اِسکے متعلق قرآن مجید کی آیت آئندہ نقل ہوگی **نکتہ** مولانا قدس سرہ نے بیجا صرف کرنے والوں کو اُن کفارِ عرب سے تشبیہ دی ہے - جو پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والثنا کے مغلوب کرنے کو اپنا مال خرچ کیا کرتے تھے - یہ نہایت خوفناک تشبیہ ہے اور چونکہ قطب زمانہ کی زبان سے نکلی ہے اسلئے سالکین کو اُسکے سچ ہونے میں کسی قسم کا شبہ نہ کرنا چاہئے - اس تشبیہ کا نتیجہ یہ ہے - کہ بیجا صرف کرنے والے خدا اور اُسکے رسول کے صریح دشمن ہیں - نعوذ باللہ من ذلک ◆

	امرِ حق را باز دان از واصلے	امرِ حق را در نیابد ہر دلے	
ترجمہ	حکم حق کو جان واصل سے کہیں	عالم حکم خدا ہر دل نہیں	

شرح - واصلے اور دلے بیائے مجہول ہے - اور واصل سے ولے کامل مراد ہے - یعنے اے مخاطب امر خداوندی (مصرف مال) کو کسی ولی کامل سے پوچھ وہ تجھے سیدھا راستہ بتا دیگا - کیونکہ ہر شخص امر حق کو اچھی طرح نہیں سمجھ سکتا ◆

	چون غلامِ باغیئے کو عدل کرد	مالِ شہ بر باغیان او بذل کرد	
ترجمہ	ہے وہ بدخو شاہ کا باغی غلام	مال شہ جو باغیوں کو دے تمام	

شرح - یہاں لفظ عدل بمعنے خروج و بمعنے عدالت و انصاف دونوں طرح صحیح ہے - اور شاہ بمعنے خواجہ و مالک یعنے بیجا خرچ کرنے والی کی دوسری مثال اُس باغی غلام کی سے ہے جس نے مالک کی مخالفت و حکومت سے عدل یعنے خروج کیا یا اپنے ذہن میں اُسکو انصاف سمجھا کہ مالک کا مال باغیوں کو بخشدیا - **نکتہ** - اس شعر میں بیجا خرچ کرنے والے کی طرح اُس شخص کو بھی باغی (خدا و رسول کا دشمن) کہا گیا ہے جو ناجائز اور خلاف شرع افعال کے وسیلہ سے مال حاصل کرے - اس سے صاف نکلتا ہے کہ رنڈی بھڑوے - ڈوم - ڈھاڑی اور تمام فساق و فجار خدا اور رسول کے دشمن ہیں - اور اُن کی پرورش کرنے والے اُس باغی غلام کی مانند ہیں - جو مالک کا مال چُرا کر دیگر باغیوں کی نذر کرتا رہتا ہے - حاصل مطلب یہ کہ بیجا خرچ کرنے والا بندہ خدا ہو کر خدا کا مال دشمنان خدا (فساق و فجار) کے حوالہ کر کے اپنے لئے قیمتی جہنم خریدتا ہے - اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ ◆

	طرفہ تر کانرا ہمے پنداشت عدل	کز سخاوت کردہ ام ایثار و بذل	
ترجمہ	اور اُسکو عدل سمجھے پُر غرور	یا کہے میں نے سخاوت کی ضرور	

شرح - یعنے خدا کے مال کو بیجا صرف کرنا ایسا ہے - جیسے کوئی باغی غلام اپنے مالک کا مال دیگر باغیوں کی نذر کر دے اور اُس پر عجیب بات یہ ہے کہ اس صرف بیجا کو سراسر انصاف اور عین جود و سخا خیال کرے - حالانکہ یہ محض بے انصافی اور جود و سخا سے کوسوں دور ہے ◆

	عدل این باغی و دادش پیش شاہ	چہ فزاید - دوری و روئے سیاہ	
ترجمہ	عدل اُس باغی کا بیشک پیش شاہ	اور کردیگا اُسے بس روسیاہ	

شرح - یعنے اُس باغی غلام کے عدل و سخا سے مالک کے روبرو اُسے کیا حاصل ہوگا؟ کچھ بھی نہیں - بلکہ اور نفرت اور روسیاہی بڑھ جائیگی - علے ہذا القیاس بیجا خرچ کرنے والے کو بارگاہ مالکِ حقیقی سے ثواب کی جگہ عذاب جہنم اور روسیاہی کی اُمید رکھنی چاہیئے ۔ بیجا صرف کرنا خدا کی امانت میں خیانت کرنی ہے جسکو کبیرہ گناہ سمجھنا چاہیئے۔

	در نبی انذار اہلِ غفلت ست	کان ہمہ انفاق ہاشان حسرت ست
ترجمہ	غافلوں کا ذکر ہے قرآن میں	خرچ کرکے ہیں وہ سب نقصان میں

شرح - لفظ نبی کی تحقیق پہلے گذر چکی ہے - جسکو فارسی زبان میں بمعنے قرآن مجید سمجھئے - بعض نسخوں میں نبی کی جگہ نبا ہے - بمعنے قرآن اور انذار بمعنے ڈرانا یا عبرت دلانا - یعنے اہل غفلت کے ڈرانے کے لئے قرآن مجید کی ایک آیت میں یہ مضمون موجود ہے - کہ کافروں کے بیجا صرف کرنے کا انجام سراسر حسرت ہوگا - وہ آیت یہ ہے اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ لِیَصُدُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ فَسَیُنۡفِقُوۡنَهَا ثُمَّ تَکُوۡنُ عَلَیۡهِمۡ حَسۡرَةً ثُمَّ یُغۡلَبُوۡنَ ۔ یعنے کافر اسلئے اپنے مال خرچتے (اور اونٹ ذبح کرتے) ہیں کہ لوگوں کو خدا کے سیدھے رستے (ایمان اور تصدیق رسالت پیغمبر آخرالزماں) سے روکے رہیں یہ لوگ اس منصوبے میں عنقریب اپنا تمام مال خرچکر ڈالیں گے - اور انجام کو اُنکا بیجا خرچ کرنا اُنہیں کے لئے باعث حسرت ہوگا - اور یہ فتح مکہ کے دن عاجز و مغلوب کئے جائیں گے - دوسری آیت یہ ہے اِنَّ الۡمُبَذِّرِیۡنَ کَانُوۡۤا اِخۡوَانَ الشَّیٰطِیۡنِ ۔ یعنے اسمیں شک نہیں کہ بیجا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی یعنے ابلیس کے تابع فرمان اور اُسکے دوست ہیں - نیز عرب کا مقولہ ہے کہ لَاخَیۡرَ فِی السَّرَفِ وَلَا سَرَفَ فِی الۡخَیۡرِ ۔ یعنے اسراف بیجا میں خیر نہیں اور خیر میں اسراف بیجا نہیں۔

قربانی کردن سرداران عرب بامید قبول افتادن

پیغمبر کے خلاف قبولیت کی اُمید پر سرداران عرب کے اُونٹ ذبح کرنے کا ذکر

	سروران مکہ در حرب رسول	بودشان قربان بامید قبول
ترجمہ	مکہ والے بہر ایذائے رسول	کرتے تھے اونٹوں کو قربان بوالفضول

شرح - یعنے سرداران مکہ اور کفار قریش اس نیت سے کہ کاش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنگ میں فتح حاصل کریں - قربانیاں کیا کرتے تھے - اور اُن کو یہ اُمید تھی کہ خدا ہماری قربانیوں کو قبول فرما کر ہمیں محمد علیہ الصلوٰۃ پر فتح دیگا - حالانکہ یہ سراسر اسراف بیجا تھا ۔ اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اُنکی قربانیاں ضایع ہوئیں - اور مکہ فتح ہوگیا۔

	بہر آں مومن ہمے گوید ز بیم	در نماز اھدنا الصراط المستقیم
ترجمہ	اسلئے رہتا ہے ہر مومن کو بیم	کہتا ہے اھدنا الصراط المستقیم

شرح - یعنے چونکہ جمیع طاعات و عبادات کا ثواب نیک نیتی پر مبنی ہے - اسلئے مومنوں پر ہر نماز میں اھدنا الصراط المستقیم (اے خدا تو ہمیں سیدھا راستہ دکھا) کہنا واجب ہے - گو نماز خود فعل خیر - اور صراط المستقیم ہے - لیکن تاہم فساد نیت

کے خوف سے ہر نماز میں آیت مذکورہ کی تکرار واجب کیگئی ہے علیٰ ہذا القیاس خلوت گو بظاہر فعل نیک اور طاعت ہے - مگر فساد نیت کے باعث شر اور موجب حسرت ہوجاتی ہے ۔

	آں درم دادن سخی را لایق ست	جان سپردن خود سخائی عاشق ست
ترجمہ	گو درم دینا سخی کا کام ہے	جان دینی عشق کا انجام ہے

شرح - جان سونپنے سے مجاہدہ فی سبیل اللہ (خدا کے رستے میں جان دیکر کوشش کرنا) مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ جو لوگ خدا کے رستے میں فقط مال صرف کرتے ہیں انکا نام سخی اور جو جان تک جھونک دیتے ہیں اُنکا عُرف عاشقانِ الٰہی ہے - چونکہ عشاق مال کو ہیچ سمجھتے ہیں - اسلئے انکا قول ہے کہ جس نے عشق کے رستے میں اپنی جان ندی وہ بخیل ہے ۔

	نان دہی از بہرِ حق نانت دہند	جان دہی از بہرِ حق جانت دہند
ترجمہ	نان دینے والے کو ملتی ہے خان	جان دینے والے کو ملتی ہے جان

شرح - یعنے اگر تو خدا کے لئے کسی ضرورت مند کو روٹی دیگا - تو تجھے غیب سے فراخ روزی عطا ہوگی - اور اگر اُسکے رستہ میں جان دے ڈالیگا - تو نئی زندگی عطا کیجائیگی - جو اس دُنیوی زندگانی سے بدرجہا افضل ہوگی - اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ ؕ یعنے جو لوگ خدا کے رستے میں جان دے ڈالتے ہیں - اُنکو مُردہ نہ جانو - بلکہ وہ خدا کے نزدیک زندہ ہیں - اُنکو روزی ملتی ہے - وہ خوش و خورم ہیں ۔

	گر بریزد برگہائے ایں چنار	برگ بے برگیش بخشد کردگار
ترجمہ	جھاڑ دیگا برگ کو گر یہ چنار	بخشدیگا اور اسکو کردگار

شرح - چنار ایک قسم کا نہایت کلاں اور اونچا درخت ہوتا ہے - یہاں چنار سے بلند مرتبہ سخی مراد ہے - اور برگ بے برگے بمعنے عوض بے سامانی ہے - مطلب یہ کہ اگر اس چنار (بلند مرتبہ اور عالی حوصلہ سخی) کے پتے گرجائیں گے یعنے سخاوت کے سبب اسکا کچھ مال بحسب ظاہر کم ہوجائیگا - تو اللہ تعالیٰ اس بے برگی کا اچھا بدلا عنایت فرمادیگا - چنانچہ آئندہ شعر انہی معنوں کی تائید کرتا ہے ۔

	گر نماند از جود در دست تو مال	کے کند فضل الٰہت پائے مال
ترجمہ	گر کرم نے لیا ہے تیرا مال	کب کریگا فضل خالق پائے مال

شرح - یعنے اگر سخاوت کے سبب تیرے پاس کوڑی تک نہ رہے - تو اسکا خیال نہ کر - کیونکہ تجھ کو فضل الٰہی پامال نہ کرے گا بلکہ نعم البدل دیگا - جو مال خدا کے رستہ میں صرف کیا جاتا ہے وہ دُنیا میں بھی بڑھتا ہے - آخرت میں بھی -

	ہر کہ کارد - گردد انبارش تہی	لیکنش اندر مزرعہ باشد بہی
ترجمہ	بو نیوالے کا ذخیرہ ہے تہی	لیکن اُسکے کھیت میں ہے بہتری

شرح - کارد صیغہ مضارع غائب ہے مشتق از کاشتن بمعنے بونا - کھیت میں بیج ڈالنا - اور انبار بمعنے ذخیرہ تخم یعنے جو شخص کھیتی بونی شروع کرتا ہے - اُسکا انبار تخم گو بحسب ظاہر خالی ہو جاتا ہے - لیکن باعتبار باطن کھیت میں اُسکے لئے بہت کچھ بہتری کے سامان موجود ہوتے ہیں - دیکھ لیجئے ایک ایک تخم سے غلہ کے ہزاروں دانے نکل آتے ہیں - اور زمیندار مالا مال ہو جاتے ہیں - اسیطرح سخاوت کرنے سے گو تھوڑا سا مال ہاتھ سے نکلجاتا ہے - مگر ایک درم کے عشر تو دُنیا میں ملجاتے ہیں - اور ذخیرہ آخرت کا حال خدا کو معلوم ہے ٭

	وانکہ در انبار ماند و صرفہ کرد	اسپش و موش حوادثہاش خورد
ترجمہ	ڈھیر رکھا جسنے اور صرفہ کیا	اُسکو بس موش حوادث کھا گیا

شرح - ماند بمعنے گذاشت اور صرفہ بمعنے تنگی ہے - اور اسپش مزید علیہ سپش ہے - سپش جوں کو کہتے ہیں - اور یہاں اس لفظ سے وہ چھوٹا سا جانور مُراد ہے - جو اناج میں پیدا ہو جاتا ہے - اور جسکو اُردو والے سُرسُری کہتے ہیں - مطلب یہ ہے کہ جسنے تخم کو ذخیرہ ہی میں چھوڑ دیا - اور غلہ بونے میں تنگی کی - اُسکے تخم کو سُرسُریاں اور حادثات زمینی و آسمانی کے جوہے کھا گئے - نہ تخم رہا - اور نہ کھیت بویا گیا - علیٰ ہذا القیاس جو لوگ خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے بخیلی کرتے ہیں وہ نفع تو کیا اُٹھائیں گے - اصل سے بھی ہاتھ دُھو بیٹھے ہیں - حدیث شریف میں ہے کہ سخی اللہ سے قریب - جنت سے قریب آدمیوں سے قریب دوزخ سے بعید ہے اور بخیل اللہ سے دور - جنت سے دور - آدمیوں سے دور - دوزخ سے قریب ہے دوسری حدیث یہ ہے کہ بَشِّرُوا مَالَ الْبَخِيْلِ بِحَادِثٍ اَوْ وَارِثٍ یعنے بخیل کو خبر دیدو کہ تیرے مال پر یا کوئی آفت آئیگی - یا کوئی وارث کھائیگا -

	ایں جہان نفی است در اثبات جو	صورتت صفر ست در معنات جو
ترجمہ	یہ جہاں منفی ہے تو باقی کو ڈھونڈ	تیری صورت صفر ہے معنی کو ڈھونڈ

شرح - یعنے عالم دُنیا سراسر معدوم و فانی اور ذات حق بیشک اثبات و باقی ہے - تو فانی کا لحاظ چھوڑ کر اثبات کو ڈھونڈ - اور اپنی ظاہری صورت کو جو صفر یعنے سارے سے خالی ہے ترک کر کے اپنے معنے و مطلوب یعنے ذات حق کو طلب کر - جو صیغہ امر مشتق از جُستن - یہاں معنی کوشش کرنا ہے - اور معنات میں تائے فوقانی بمعنے خود ہے ٭

	جان شور و تلخ پیش تیغ بر	جان چوں دریائے شیریں را بخر
ترجمہ	جان شور و تلخ کو کردے حلال	جان شیریں کو خرید لے باکمال

شرح - یعنے اس جان کو جو غلبہ نفس امارہ اور اوصاف جسمی کے باعث شور و تلخ ہو گئی ہے تیغ فنا کے سامنے لیجا یعنے روح حیوانی کو قتل کر دے تاکہ مرتبہ بقا حاصل ہو - اور اسکے بدلہ میں وہ جان باقی (وصال الٰہی) خرید لے جو دریائے شیریں کی مانند ہمیشہ فیض رساں ہے ٭

ور نے دانی شدن زیں آستان	گوش کن بارے زمن ایں داستان	
ترجمہ تجھ سے گر چھٹتا نہیں یہ آستان	آسنائیں اک عجائب داستان	

شرح - یعنے اگر تو آستان ہستی سے بارگاہِ عالی کیطرف جانا نہیں چاہتا - تو یہ داستان سُن لے - شاید تجکو اس سے آستانہ دُنیا کے ترک اور بارگاہِ عالی کے اختیار کا شوق پیدا ہو جائے - بعض نسخوں میں نے دانی کی جگہ نے تانی ہے - مخفف توانی

قصۂ خلیفہ کہ در کرم در زمانِ خود از حاتم گذشتہ بود

ترجمہ	ایک بادشاہ وقت کا قصہ جو اپنے جود و کرم میں حاتم سے بڑھ گیا تھا	

	یک خلیفہ بود در ایامِ پیش	کردہ حاتم را گدائے جودِ خویش
ترجمہ	اگلے وقتوں میں اک ایسا شاہ تھا	حاتم اُسکا بندۂ درگاہ تھا

شرح - یعنے پہلے زمانے میں ایک ایسا سخی بادشاہ تھا - کہ اُسکی بخشش نے حاتم کو اپنا غلام (رہین کرم) بنالیا تھا یعنے اُسکا کرم جود حاتم پر غالب تھا - حاتم ایک مشہور سخی کا نام ہے - جسکے زمانہ پر پیغمبر آخر الزمان نے فخر کیا ہے ٭

	رایت جود و کرم افراشتہ	فقر و حاجت از جہاں برداشتہ
ترجمہ	تھا بلند اُسکی سخاوت کا علم	ضامنِ حاجات تھا اُسکا کرم

شرح - یعنے اُس بادشاہ نے علم جود اسقدر بلند کیا - کہ فقر و حاجت کے معنے جہان سے اٹھ گئے - لوگوں کی حاجتیں بالکل رفع ہو گئیں مگر اسکا یہ مطلب نہیں کہ اُسکے جود کے باعث زمانہ میں کوئی محتاج ہی نہیں رہا - بلکہ یہ غرض ہے کہ اُسنے اکثر کی حاجت برآری کی

	بحر و کان از جودِ او صاف آمدہ	دادِ آوازِ قاف تا قاف آمدہ
ترجمہ	بحر و کاں اُسکی سخاوت سے تھے صاف	داد اُسکی قاف سے تھی تا بقاف

شرح - یعنے دریا اور کانیں اُسکے جود سے خالی ہو گئیں - اور اُسکی داد قاف سے قاف (ابتدا سے انتہائے عالم) تک پہنچگئی - اس شعر میں اُس خلیفۂ کریم کے جود و سخا کو شاعرانہ مبالغہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے ٭

	در جہانِ خاک ابر و آب بود	مظہرِ بخشائشِ وہّاب بود
ترجمہ	اس جہاں میں رشکِ ابر و آب تھا	مظہرِ بخشائشِ وہّاب تھا

شرح - جہان خاک سے عالمِ خاکی یعنے دنیا مُراد ہے - اور ابر و آب بمعنے کریم و فیاض - یعنے وہ بادشاہ دنیا میں بمنزلۂ ابر و آب اور صاحب فیض و احسان اور مظہر اسم وہّاب تھا یعنے اللہ تعالیٰ کی صفت کریمی کی جھلک اُسمیں پائی جاتی تھی ٭

	از عطایش بحر و کان در زلزلہ	سوئے جودش قافلہ در قافلہ
ترجمہ	بحر و معدن کو سخا سے زلزلہ	جود فرما - مرجع ہر قافلہ

شرح - زلزلہ سے عجز وخجالت اور لغزش واضطراب مراد ہے اور قافلہ در قافلہ یعنے گروہ در گروہ - یعنے اُسکی بخشش سے دریا اور کانیں عجز وخجالت کی حالت میں زبانِ حال سے کہہ رہی تہیں - کہ اب ہم میں کچھ نہیں رہا - ہمارا سارا سرمایہ اُسکے جود وکرم کے کام آگیا ہے - اور دوسرے مصرعہ کا یہ مطلب ہے کہ حاجتمند گروہ در گروہ اُسکے کرم کی طرف متوجہ ہوتے تھے - اور مالا مال ہوکر اپنے اپنے گہر کی طرف چلے جاتے تھے ۔

	قبلۂ حاجت در ودروازہ اش	رفتہ در عالم بجود آوازہ اش
ترجمہ	قبلہ کل اُسکا دروازہ ہوا	دہر میں بخشش کا آوازہ ہوا

شرح - در سے باب قلعہ اور دروازہ سے داخل آستانہ بارگاہ مراد ہے - یعنے اُس بادشاہ کا آستانہ قبلہ حاجت تہا یعنی ضرورت مند ہمیشہ اُسکی طرف متوجہ رہتے تھے - اور اُسکے جود کا آوازہ تمام عالم میں پہیلگیا تہا - اُسکا کرم سب جگہ مشہور تھا ۔

	ہم عجم ہم روم وہم ترک وعرب	ماندہ از جود وسخایش در عجب
ترجمہ	کیا عجم کیا روم کیا ترک وعرب	جود سے اُسکے تھے حیراں یکے سب
	آب حیواں بود ودریائے کرم	زندہ گشتہ ہم عرب وہم عجم
ترجمہ	آب حیواں تھا وہ دریائے کرم	اُس سے زندہ سب عرب سارا عجم

شرح - یعنے ترک وروم اور عرب وعجم سب اُسکی سخاوت سے متعجب تھے - اور وہ بادشاہ آب حیواں اور دریائی کرم تہا - جسکی فیض رسانی اور جود وعطا کے باعث عرب وعجم یعنے ہفت اقلیم کے محتاج اور ضرورت مند لوگ پرورش پاتے تھے اِس شعروں میں خلیفہ کی سخاوت کو بطور شاعرانہ مبالغہ کے بیان کیا گیا ہے ۔

	اندر آیام چنیں سلطان داد	بشنو اکنوں داستانے بازگشاد
ترجمہ	ایسے باذل بادشہ کے وقت کی	داستانِ طول سُن لے معنوی

شرح - یعنے ایک سخی بادشاہ کے زمانہ کا ایک طویل قصہ سُنلے جو ایک اعرابی درویش اور اُسکے گہروالی کے متعلق ہے اور جسمیں بڑے بڑے اسرار معرفت بیان کئے گئے ہیں - داستانے بازگشاد یا تو یعنے داستان طویل ہے یا یہ معنے ہیں - کہ اُس کریم بادشاہ کے وقت کی ایک ایسی داستان سُنلے جو بے حد کشایش دل اور کشف اسرار کا باعث ہے

قصۂ اعرابی درویش وماجرا کردن زن باو از فقر ودرویشی

ترجمہ	ایک اعرابی درویش اور اُسکے ساتہ فقیری ومحتاجی کے باعث اُسکی گہروالیکے لڑنے جہگڑنے کا قصہ

	یکشب اعرابی زنے مر شوئے را (ایک شب اعرابی سے کی عورت نے بری)	گفت واز حد برد گفت وگوئے را (گفتگو شوہر سے کی اور لڑی بری)
ترجمہ	کیں ہمہ فقر وجفا ہا مے کشیم (یعنے ہمکو فقر وفاقہ کا ہے غم)	جملہ عالم در خوشی ما ناخوشیم (اک زمانہ خوش پہے اور ناخوش ہیں ہم)

شرح - یعنے ایک اعرابی کی بیوی نے خاوند سے یہ کہا - کہ افسوس ہم کسقدر محتاجی کی مصیبت اور تنگ دستی کے ظلم اٹھا رہے ہیں - اور اس پر رشک کا صدمہ الگ ہے کہ تمام عالم خوش و خورم ہے - اور ہم فقر و فاقہ کیحالت میں بدمزہ زندگانی گذار رہے ہیں - اس فقیری اور محتاجی کیحالت میں کب تک زندگی بسر ہوگی ؞

	نان ما نے - نانخورش ما درد و رشک		کوزہ ما نے - آب ما از دیدہ اشک	
ترجمہ -	ہائے بے روٹی ہے سالن درد و رشک		وائے بے کوزہ ہے پانی آب اشک	

شرح - نانخورش - لگاون یا سالن جو روٹی کے ساتھ کہایا جاتا ہے - اور دیدہ اشک میں اضافت مقلوب ہے یعنے عورت یہ کہہ رہی ہے کہ ہمارے کہانے کو روٹی تو ہے ہی نہیں - البتہ سالن کیجگہ درد اور رشکِ اغیار موجود ہے - اور ہمارے گھر میں پانی پینے کو پیالہ تک ندارد ہے - البتہ پانی پینے کیجگہ اشک دیدہ (آنکھوں کے آنسو) بہت ہیں -

	جامۂ ما روز تاب آفتاب		شب نہالین و لحاف از ماہتاب	
ترجمہ	روز کا کپڑا ہے تاب آفتاب		اور لحاف شب ہے گویا ماہتاب	

شرح - نہالین بمعنے توشک (نیچے بچھانے کا بستر) اور لحاف اوپر اوڑھنے کی چیز - مطلب یہ کہ تنگی کے سبب یہ حال ہے کہ دن میں تاب آفتاب (دھوپ) ہمارے بدن کے لئے کپڑا بنجاتی ہے - اور رات کو ماہتاب (چاند کی چاندنی) توشک اور لحاف کا کام دیتی ہے - غرضکہ نہ کھانے کو ہے نہ پہننے کو - اس شعر میں کھانے پینے کی بے سامانی کو مبالغہ سے بیان کیا ہے ؞

	قرص مہ را قرص نان پنداشتہ		دست سوئے آسماں برداشتہ	
ترجمہ	قرص مہ کو جانتے ہیں قرص نان		ہیں ہمارے ہاتھ سوئے آسمان	

شرح - یعنے ہم اسقدر فاقہ زدہ ہیں کہ بھوک میں قرص مہ (چاند کی ٹکیا) کو ہینے قرص نان (روٹی کی ٹکیا) فرض کر لیا ہے - ورنہ فی الواقع روٹی دیکھنے کو بھی نصیب نہیں ہوتی - اور ہمارے ہاتھ ہر وقت اس دعا کے لئے کہ اللہ - دال روٹی بھیج - آسمان کیطرف اُٹھے ہوئے ہیں اس شعر میں روٹی نہ ملنے کو بطور مبالغہ قرص مہ سے تشبیہ دیگئی ہے -

	ننگ درویشاں ز درویشیّ ما		روز - شب از روزی اندیشیّ ما	
ترجمہ	سچ تو یہ ہے ننگِ درویشاں ہیں ہم		رات دن رہتا ہے بس روزی کا غم	

شرح - روزی اندیشی بیائے معروف بمعنے فکر قوت لا یموت ہے - یعنے ہماری محتاجی اس درجہ تک پہنچگئی ہے کہ خود محتاجوں کو ہم سے شرم آتی ہے - اور فکر روزی کے باعث ہمارا روز روشن شبِ تاریک بنگیا ہے - عموماً ہر مصیبت اور خصوصاً بھوک کی شدت کے وقت آنکھوں کے آگے اندھیرا آجاتا ہے - دن میں تارے نظر آنے لگتے ہیں - یہ معنی اُس صورت میں ہیں کہ لفظ روز - شب بلا واو عطف ہو - اور اگر مع عطف ہے تو یہ مطلب ہے - کہ روز و شب کی فکر روزی اور اس میں منہمک رہنے کے سبب ہماری درویشی ننگ درویشاں ہوگئی ہے - یعنے دیگر درویش

ہمیں نہایت ذلیل سمجھتے ہیں اور ہمیں بندۂ شکم اور عبدالدرہم ہونے کے طعنے دیتے ہیں۔

	خویش و بیگانہ شدہ از ما رماں	بر مثال سامری از مردماں
ترجمہ	اپنے بیگانے ہیں سب ہم سے بری	جس طرح مخلوق سے تھا سامری

شرح - سامری حضرت موسیٰ کے ہمراہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص تھا - فرعون کے غرق ہو جانے کے دن اُس نے حضرت جبرئیل کو دیکھا - کہ اُنکے گھوڑے کے سُم کے نیچے کی خشک گھانس ہری ہو جاتی ہے - اس سے اُس نے جان لیا کہ اُسکا خاصّہ احیا یعنے زندہ کرنیکا ہے - تھوڑی سی خاک اُٹھا کر اپنے پاس رکھ لی - حضرت موسیٰ طور پر گئے - اور حضرت ہارُون کو اپنا خلیفہ کر گئے - سامری نے فرعونیوں کا مال جو بنی اسرائیل کے ہاتھ لگا تھا - اکٹھا کرایا - اور سونے چاندی کے زیور گلا کر ایک بچھڑا بنالیا - اور اُس خاک کو گوسالہ کی تصویر میں ڈالدیا - وہ بچھڑے کی سی آواز دینے لگا - پھر سامری نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تمھارا اور موسیٰ کا معبود وہی ہے - بنی اسرائیل اُسکو پوجنے لگے - اور حضرت ہارُون کے منع کرنے سے نہ مانے - جب حضرت موسیٰ طور سے واپس تشریف لائے - اور سامری کا حال سُنا - تو اُسکے حق میں یہ بددعا کی - کہ یا الٰہی یہ شخص تنہا جنگل میں رہا کرے اور آدمیوں کے چھونے سے اسکو تکلیف پہنچا کرے - چنانچہ ایسا ہی ہوا - جو پاس آتا تھا - اُسکو سامری لامساس لامساس (یعنے مجھے نہ چھو - مجھے نہ چھو) کہتا تھا - اور جو شخص بھولکر اُسے چھو لیتا تھا - تو سامری اور چھونے والا دونوں بخار میں مبتلا ہو جاتے تھے - مطلب شعر یہ ہے کہ ہمارے افلاس کے باعث سب اپنے اور بیگانے ہمسے اس طرح بھاگتے ہیں جس طرح آدمیوں کو پاس سے سامری بھاگتا تھا - اور لامساس کہتا تھا - یہ شعر بھی مقولۂ زن اعرابی ہے ÷

	گر بخواہم از کسے یک مشت نسک	مر مرا گوید خمش کن مرگ و جسک
ترجمہ	گر کسی سے چاہوں ایک مٹھی مسور	دور سے کہہ دے کہ چل لے مرگ دور

شرح - نسک بمعنے عدس ہے یعنے مسور - اور جسک بمعنے رنج و بلا و درد یعنے اعرابی کی عورت اپنے خاوند سے کہہ رہی ہے کہ محتاجی کے باعث ہمارا یہ حال ہے کہ اگر میں کسی سے مٹھی بھر مسور (تھوڑی سی چیز) مانگتی ہوں تو وہ یہ کہتا ہے - کہ اے مجسم مرگ و درد - کیوں مرنے کو پھر رہی ہے - خاموش رہ - یہاں ہتیا نہ دے - چلتی پھرتی نظر آ - آگے بڑھ عموماً فقیروں کو لوگ ذلیل سمجھ کر اُنکی نسبت ایسے الفاظ استعمال کیا کرتے ہیں ÷

	مر عرب را فخر و غزوست و عطا	در عرب ما ہمچو اندر خط خطا
ترجمہ	ہے عرب کے واسطے فخر عطا	ہم یہاں ہیں جسطرح خط میں خطا

شرح - عورت اعرابی سے یہ کہہ رہی ہے - کہ عموماً عرب صاحب فخر و عزت اور اہل جود و عطا ہوتے ہیں اِن میں سے اکثر دولت مند ہیں - اور غریب بھی ہماری طرح محتاج نہیں - بلکہ بقدر ضرورت معاش سے فارغ ہیں البتہ ہم حرف غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے دور ہو جانے کے سوا اور کسی قابل نہیں ہیں - ہماری زندگی بالکل ہیچ ہے ÷

بعض نسخوں میں پہلا مصرعہ اسطرح ہے - مر عرب را فخر غزو ست و عطا - اس صورت میں غَزو بمعنے جہاد ہے یعنے اہل عرب جہاد کو اپنا فخر سمجھتے ہیں - کیونکہ نتیجہ جہاد یا مرتبہ شہادت ہے یا حصول غنیمت - اور اجر آخرت - نیز عرب والے جود و عطا کو بہت محبوب رکھتے ہیں - غرضیکہ بجز ہمارے دیگر تمام اہل عرب شجاعت و سخاوت میں ممتاز ہیں - اور ہم صرف غلط کیطرح لاشے - بعض نسخوں میں دوسرا مصرعہ اس طرح ہے - در عربِ ما ہمچو خط اندر خطا - اس صورت میں خطا سے ملک خطا مراد ہے - یعنے ہم عرب میں اسطرح ہیں - جسطرح کوئی عرب کا خط ملکِ خطا میں چلا جائے - اور ناروا جی کے سبب وہاں کوئی اُسکا قدر دان نہ ہو - اسیطرح ہمارا کوئی پرسان حال نظر نہیں آتا -

	چہ غزا ما بے غزا خود کشتہ ایم	ہم بہ تیغ فقر بے سر گشتہ ایم
ترجمہ	جنگ کیا بے جنگ ہی کشتہ ہیں ہم	مفلسی سے اپنے سرگشتہ ہیں ہم

شرح - یعنے جہاد کیسا - ہم تو بلا جہاد ہی مرے پڑے ہیں - کیونکہ ہمیں فقر و فاقہ کی تلوار اور بھوک پیاس کے خنجر نے خود ہی بے سر و بیجان کر رکھا ہے - بعض نسخوں میں بے غزا (بمعنے بلا جہاد) کی جگہ بی غذا بذال معجمہ ہے - اور دوسرا مصرعہ اس طرح ہے - با شمشیر عدم سرگشتہ ایم - بے غذا بمعنے بے نان و نفقہ اور عدم بمعنی نیستی و بے سامانی ہے - عورت کہہ رہی کہ دیگر اہل عرب کی طرح ہم سے کیا خاک جہاد ہو سکتا ہے - ہم تو بلا نان و نفقہ - گویا گھر بیٹھے مرے ہوئے ہیں - ہمیں بے سامانی کی شمشیر نے سرگشتہ (حیران یا عاجز) کر دیا ہے - اس شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ شعر میں غزو کی جگہ غزو مناسب ہے

	چہ خطا ما بے خطا در آتشیم	چہ نوا ما در دو غم را مفرشیم
ترجمہ	کیا خطا - ہم آگ میں ہیں بے خطا	سر بسر ہیں درد و غم میں مبتلا

شرح - اس سے پہلے عورت کہہ چکی ہے کہ - در عرب ما ہمچو اندر خط خطا - یہاں اس مقولہ سے خراب کر کے یہ کہتی ہے کہ ہم حرف غلط کیطرح نہیں ہیں - اگر ایسے ہوتے تو صفحہ دنیا سے اُٹھ جاتے - بلکہ بلا خطا رشک اغیار اور اپنی بھوک کی آگ میں جل رہے ہیں - اور نوا (سامان معاش) کیسا - ہم تو درد و غم معاش کا بچھونا بنے ہوئے ہیں - یعنے سراپا درد و غم ہیں - اس شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس شعر میں خطا تقصیر اور غلطی ہی کے معنوں میں ہے -

	چہ عطا ما بر گدائی مے تنیم	مر مگس را در ہوا رگ مے زنیم
ترجمہ	اس گدائی پر تکبر کا ہے قصد	کھولدیں اُڑتی ہوئی مکھی کی فصد

شرح - یعنے اھل عرب کی طرح دوسروں کے ساتھ احسان و عطا کیا خاک ہو سکیگا - ہم آپ ہی گدا ہیں - اُس پر طرہ یہ کہ اپنی گدائی پر تنتے ہیں - فخر کرتے ہیں - اکڑتے ہیں - حالانکہ ہمارا حال یہ ہے - کہ بھوک کی شدت میں خون پی لینے کے ارادہ سے اُڑتی مکھی کی فصد لینے کا قصد رکھتے ہیں - نکتہ چونکہ عورت کا نان و نفقہ خاوند کے ذمے فرض ہے - اسلئے اعرابی کی عورت اپنی طرف منسوب کر کے یہ طعنے اپنے خاوند کو دے رہی ہے - تاکہ اُسے غیرت آئے اور کہانے کمانے

فکر کرے۔ پہلے مصرع سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اُسکا خاوند گدائے متکبر تھا۔ جسکا حال عورت ہی کی زبان سے آیندہ معلوم ہونے والا ہے۔ نیز گدائے متکبر کی مذمت کے متعلق صحیح حدیث آیندہ منقول ہوگی ◆

	گر کسے مہمان رسد گر من منم	شب بہ خسپد دلقش از تن بر کنم
ترجمہ	گر کوئی مہمان آئے یا عجب	اُسکے ہم کپڑیں اُتاریں وقتِ شب

شرح - عورت اپنے خاوند سے بطور مبالغہ اپنی مفلسی کا اظہار کرکے یہ کہتی ہے کہ اگر بالفرض میرے گھر کوئی مہمان آجائے اور میں۔ میں ہی رہوں۔ یعنے اسی افلاس کی حالت میں رہوں۔ جس حالت میں کہ اب ہوں۔ تو سوتے وقت ضرور اُسکی لُنگی (بدن کے کپڑے) اُتار لوں گی۔ غرضکہ ہمارا افلاس اس درجہ تک پہنچگیا ہے۔ کہ مہمان کی تواضع کے بدلے ہم اُسکے مال میں خیانت کرنے کو آمادہ ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ فقر کفر کے قریب پہنچا دیتا ہے ◆

	زیں نمط ایں ماجرا و گفتگو	برد از حد عبارت پیش شو
ترجمہ	اسطرح یہ ماجرا اور گفتگو	لے گئی دُکھیا خصم کے روبرو

شرح - عبارت بمعنے بیان ہے۔ یعنے عورت نے اس طریقہ گفتگو اور شکایت افلاس کو خاوند کے روبرو حد بیان سے باہر پہنچا دیا ◆

	کز عنا و فقر ما گشتیم خوار	سوختیم از اضطرار۔ ایں اضطرار
ترجمہ	یعنے تنگی نے کیا ہے ہمکو خوار	آتش سوزندہ ہے یہ اضطرار

شرح - عنا بمعنے رنج و تکلیف اور فقر بمعنے محتاجی ہے۔ اور لفظ ایں اضطرار۔ ترکیب میں از اضطرار کا بدل یعنے عطف بیان واقع ہوا ہے۔ جس سے مطلق اضطرار سابق کی خاص اضطرار فقر کے ساتھ تخصیص ہوگئی ہے یعنے عورت یہ کہتی ہے کہ ہم رنج و تکلیف اور فقر و فاقہ کے باعث ذلیل و خوار ہوگئے ہیں۔ اور اُس بیقراری کی آگ میں جلگئے ہیں۔ جو اس فقر و فاقہ کے ساتھ تخصیص رکھتی ہے۔ بعض نسخوں میں سوختیم از اضطراب و اضطرار ہے۔ اس صورت میں یہ دونوں لفظ ہم معنی ہیں ◆

	تا بکے۔ ما ہمچنیں خواری کشیم	غرقہ اندر بحرِ ژرفِ آتشیم
ترجمہ	خوار کب تک بیٹھے جی دنیا میں ہوں	غرق کب تک آگ کے دریا میں ہوں

شرح - عورت کہتی ہے کہ اے شخص ہم اس فقر و فاقہ کی آگ کے گہرے دریا میں کب تک ڈوبے رہیں۔ اور کب تک ذلت و خواری اُٹھائیں ◆

	ناگہ ار روزے درآید میہماں	شرمساری ہا بریم از وے بجاں
ترجمہ	آئے گر ناگاہ کوئی میہماں	روبرو اُسکے ہوں ہم شرمندہ جاں

شرح - یعنے اے نکھٹو مرد دے۔ تو اس بات پر تو خیال کر کہ اگر اچانک ہمارے ہاں کوئی مہمان کہیں سے آجائے۔ تو ہمیں کیسی ذلت اُٹھانی پڑے۔ کیونکہ گھر میں آٹا دال تو درکنار۔ تو اچھولہا تک ندارد ہے۔ اس حالت میں آنے والا ہمیں کسقدر ذلیل سمجھے گا۔ ایسی ذلت کی زندگی سے مرجانا ہزار درجہ بہتر ہے ◆

	لیک مہمان گر در آید بے ثبوت		دانکہ کفش میہمان سازیم قوت
ترجمہ	اگیا گر کوئی مہمان بے ثبوت		جان رکھہ ہے اُسکی جوتی اپنی قوت

شرح بے ثبوت بمعنے بلاثبوت خبر و بلا واقفیت حال ہے مطلب یہ کہ اگر ہمارے گھر ناگاہ کوئی ایسا مہمان آجائے جو ہمارے فقر و فاقہ کی حالت سے واقف ہو تو ہمین فقط شرمندگی ہی حاصل ہوگی لیکن اگر کوئی ایسا مہمان وارد ہو جو ہمارے حال سے بے خبر ہو تو اے مردوے اس بات کو یقینی طور پر جان لے کہ شرمندگی سے قطع نظر اُسکے مال مین ہمین خیانت ہی کرنی پڑیگی۔ یعنے اُسکی جوتیان چرا کر ضیافت کا انتظام کرینگے۔ اور مہمان کی مدارات اُسی کی جوتیون کا طفیل ہوگا۔ یا یہ معنے ہین کہ ہم مہمان کی جوتیان گانٹھہ کر روزی حاصل کرینگے۔ حالانکہ جوتی گانٹھنا خود بے آبروئی ہے۔ اسپر اپنے مہمان کی جوتی گانٹھنا گویا سر بازار جوتیان کہانے ہین۔ یا یہ معنے ہین کہ ہم اپنے مہمان کی جوتیان کہائین گے۔ یعنے فقر و فاقہ کے باعث مہمان کی آنکھون مین اسقدر ذلیل ہونگے گویا اُسنے ہماری جوتے مارے ہین۔

مغرور شدن مریدان محتاج بمدعیان مزور و ایشان را شیخ و اصل پنداشتن و نقد را از نقل نادانستن و نیافتن

ترجمہ مریدانِ محتاج ارشاد و ہدایت کا مکار مدعیون سے دہوکا کہانا اور اُنکو شیخ واصل گمان کرنا اور کھرے کو کھوٹے یا اصل کو نقل سے جُدا نہ کرنا

	بہر این گفتند دانایان فن		میہمان محسنان باید شدن
ترجمہ	اسلیئے ہے قول دانایانِ فن		جب بنے تو نیک کا مہمان بن

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے۔ اِس سے پہلے عورت اپنے خاوند سے کہہ چکی ہے کہ ہم تو افلاس کے باعث اپنے مہمانون کے مال مین خیانت کرنے کے قابل رہگئے ہین۔ مولانا قدس سرہ نے اِسی سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مکار صوفی غذائے معنوی سے بے بہرہ اور نقد عشق الٰہی سے مفلس ہوتے ہین اور اُنکے مرید دہوکا کہا کر اُنہین شیخ کامل خیال کر لیتے ہین اور انجام یہ ہوتا ہے کہ بجائے فائدہ علم و معرفت حاصل کرنے کے الٹا نقد عمر لٹا بیٹھتے ہین۔ اسلیئے واقفان اسرار کا قول ہے کہ محسنون (نیکوکارون اور کامل مُرشدون) کا مہمان یعنے مرید ہونا چاہیئے۔

	تو مرید و میہمانِ آن کسی		گو ستاند حاصلت را از خسی
ترجمہ	تو ہے اُسکا مہمان اُسکا مرید		تیرے لیتا ہے محاصل جو پلید

شرح یعنے اے بھولے بھالے مُرید تو اُس شخص کا مہمان یعنے مرید ہوگیا ہے جو بجائے اسکے کہ تجھے کسیطرح

کا فائدہ پہنچا سکے اپنے کمینے پن سے خود تیرے حاصلات (نقد و مال یا نذر و نیاز یا بدنی خدمتین) سے رہا ہے اور دن رات تجھے لوٹ رہا ہے۔

	نیست چیرہ چون ترا چیرہ کند	نور ندہد مر ترا تیرہ کند
ترجمہ	خود ہے عاجز تجکو دے کیا چیرگی	نور کے بدلے ملیگی خیرگی

شرح یعنے مکار شیخ معرکۂ علم و معرفت مین خود ہی چیرہ دست نہین بلکہ مغلوب حرص و نفس ہے پہر ایسا شخص اپنی تربیت سے تجھے کیونکر چیرہ دست بنا سکتا ہے۔

	چون ورا نورے نہ بُد اندر قران	نور کے یابند از وے دیگران
ترجمہ	آپ ہی بے نور ہے وہ پر غرور	دوسرے حاصل کرین کیا اُس سے نور

شرح سبع سیارہ مین سے (سوائے آفتاب) دو ستارون کے ایک بُرج مین جمع ہونے کو قران کہتے ہین اور یہ ظاہر ہے کہ ایسے ستارون کے ایکجا جمع ہونے سے روشنی زیادہ ہو جاتی ہے مطلب شعر یہ ہے کہ چونکہ شیخ مزوّر (مُرشد مکار) کے دل مین باوجود ادعائے قِران مشتری عشق و زہرۂ معرفت خود ہی نور الٰہی نہین ہوتا اسلیئے دیگر مرید اُس سے کیونکر نور باطن حاصل کر سکتے ہین۔

	ہمچو اعمش کو کند دارو ے چشم	چہ کشد در چشمہا الّا کہ پشم
ترجمہ	ڈھلکے والا کیا کرے دارو ے چشم	پہوڑ دیگا آنکھہ کو بہر بہر کے پشم

شرح اعمش لغت مین اُس شخص کو کہتے ہین جسکے آنکھون سے پانی جاری رہتا ہو مطلب یہ کہ جو شخص خود مریض چشم ہو وہ غیرون کے آنکھون کا علاج کیا خاک کریگا۔ بجز اسکے کہ آنکھون مین صوف بہرے جس سے بیمار چشم اور زیادہ بیمار ہو جائین۔ کیونکہ آنکھون مین جب صُوف یعنے بال بہر دیئے جائینگے تو اُس شخص کو ایک کے دو نظر آئینگے یہی حال شیخ مزور کا ہے کہ مریدون کی چشم باطن مین عالم کثرت کے بال بہر دیتا ہے جس سے عالم وحدت کی جگہ کثرت ہی کثرت نظر آتی ہے۔

	حال ما این ست در فقر و عنا	ہیچ مہمانے مبا مغرور ما
ترجمہ	فقر مین یہ کچہ ہمارا حال ہے	بد ہے وہ مغرور جو کنگال ہے

شرح لفظ ما سے مکار شیخ مراد ہین اور اپنی طرف منسوب کرنا مولانا قدس سرہ کی کسر نفسی ہے۔ یعنے مکار صوفیو نکا حال بعینہ اُس اعرابی درویش اور اُسکی مفلس عورت کا سا ہے۔ جیسا کہ اُسکا گہر سامان معاش سے خالی تہا اسیطرح انکا دِل اسباب عشق الٰہی سے خالی ہے۔ خدا کرے ایسے مکارون کا کوئی مہمان یعنے مرید نہو ورنہ اسکا نقد حاصلات چہن جائے گا اور عمر ناحق ضایع ہوگی لفظ مبا مخفف مباد ہے۔ نیز ممکن ہے کہ یہان سے لیکر آخر داستان تک تمام

اشعار مقولہ زن اعرابی ہوں - جو اپنے افلاس ظاہری کو مکار صوفیون کے افلاس باطنی سے تشبیہ دیکر خاوند سے جھگڑ رہی ہے -

	قحط دہ سال ار نہ دیدی در صوَر	چشم ہا بکشا و اندر ما نگر	
ترجمہ	دس برس کے قحط کے آثار دیکھہ	کھولکر آنکھین یہ شکل زار دیکھہ	

شرح یعنے ایمخاطب اگر تو نے دس برس کے قحط کا اثر لوگون کی صورتون مین مجسم طور پر نہین دیکھا تو آنکھین کھول کر مکار صوفیون کی حالت دیکھہ جو ہمیشہ سے غذائے روحانی کی نامیسری اور قحط عرفان کی بلامین مبتلا ہین - یا عورت یہ کہتی ہے کہ اے مردوے اگر تو نے دس برس کے قحط زدون کو نہین دیکھا تو ہمین دیکھہ لے - دہ سال سے مانہ دراز مراد ہے

	ظاہر ما چون درون مدعی	در دلش ظلمت، زبانش شعشعی	
ترجمہ	ہے دلِ دشمن ہماری جانکنی	دل مین تاریکی زبان پر روشنی	

شرح شعشعہ بمعنے روشنی ہے اور شعشعی مین یائے نسبت ہے یعنے منسوب بسوے روشنی مطلب یہ کہ مکار صوفیونکا ظاہری حال دشمن کے دل کی طرح سیاہ تیرہ و تار ہے یعنے مخفی ہوتا ہے وہ حتی الامکان اپنے مکر کو چھپاکر دھوکے کی ٹٹی مین لوگونکو شکار اور مریدون کو تباہ کرتے ہین اُنکا دل سراسر ظلمتکدہ ہے گو زبانی جمع خرچ اچھا ہو ایسے لوگ زبان سے وہ روشن الفاظ بیان کرتے ہین کہ مریدون کو اُنپر شیخ کامل ہونے کا یقین آجاتا ہے - یا عورت یہ کہتی ہے کہ فقر و فاقہ کے سبب ہماری ظاہری حالت دشمن کے دل کی طرح تاریک ہے اسپر طرّہ یہ کہ ہماری زبان سے ایسے روشن الفاظ نکلتے ہین جنسے لوگونپر تونگری ظاہر ہوتی ہے ہماری وہ مثل ہے کہ دلّی کے دلوالی - مُنہ چکنا پیٹ خالی - اے مردوے گدائی کی حالت مین اظہار تونگری ایک قسم کا نفاق ہے کہ باطن کچہ اور ہے - ظاہر کچہ اور

	از خدا نے بوئے او را نے اثر	دعوتش افزون ز شیث و بو البشر	
ترجمہ	سمجھنا واقف خدا سے ہے زبون	اور دعوے شیث و آدم سے فزون	

شرح عورت کہتی ہے کہ ہمارا حال اُس مکار شیخ کا سا ہے جسکے دماغ جان مین وصال الٓہی کی بو تک نہین پہنچی اور جسکو منزل عرفان تک نہین ملا - لیکن اُسکے دعوے حضرت شیث اور حضرت آدم علیہما السلام سے بڑہے ہوئے ہین - اور وہ اپنے آپ کو غوث یا ابدال جانتا ہے لفظ بو یہان وہ معنے رکھتا ہے جسکی نسبت صحیح حدیث مین آچکا ہے کہ اِنّی لَاَجِدُ رِیحَ الرَّحمٰن یعنے رسول اللہ علیہ الصلوۃ فرماتے ہین کہ مین مظاہر مین خدا کی خوشبو پاتا ہون -

	دیو ننمودہ ورا ہم نقش خویش	او ہمیگوید ز ابدالیم بیش	
ترجمہ	بہاگتا ہے مارے شیطان دون	اور وہ کہتا ہے کہ مین ابدال ہون	

شرح یعنے گو مکار شیخ کو تجلی الٓہی تو درکنار کبھی عار و ننگ کے باعث شیطان نے بہی اپنی صورت نہین دکھائی

مگر وہ یہ جانتا ہے کہ مین عالم لاہوت وجبروت وملکوت وناسوت سب طے کر چکا ہون اور تمام جسمانی وروحانی عجائبات کا مشاہدہ کئے ہوئے ہون یعنے ولی کامل اور ابدال بلکہ اُنسے بھی بڑہ چڑہکر ہون۔

	حرف درویشان بدزدید ہ بسے	تا گمان آید کہ ہست او خود کسے	
ترجمہ	لفظ درویشان چُرالیتا ہے وہ	معتقد اپنا بنا لیتا ہے وہ	

شرح یعنے مکار صوفی درویشون کے ملفوظات چُرا چُرا کر اور اُن مبارک کلمات کو اپنی طرف منسوب کرکے لوگون کو اِسلیئے سناتا ہے کہ اُنہین اِسکے ولی کامل ہونے کا یقین ہوجائے۔ حالانکہ وہ فی الواقع مرتبہ ولایت سے کوسون دور پڑا ہوا ہے۔ اُسکے دعوے بالکل بے دلیل اور جھوٹے ہین۔

	حرف درویشان بدزدد مرد دون	تا بخواند بر سلیمے او فسون	
ترجمہ	حرف درویشان چُراکر مرد دون	سانپ کے کاٹے پر پڑہتا ہے فسون	

شرح یہ شعر مع شرح پہلے بھی گزر چکا ہے۔ سلیم بمعنے مار گزیدہ یا سلیم از عقل یعنے احمق ہے اور مطلب یہ ہے کہ مرد دون (مکار صوفی) اپنی کمینگی کے باعث درویشون کے ملفوظات چُراکر مار گزیدہ (ضرورتمند یا احمق مرید) پر دم کرتا ہے اور اُسے مکر کی باتین سُنا سُنا کر اپنا معتقد کرلیتا ہے۔

	خردہ گیرد در سخن بر بایزید	ننگ دارد از درون او یزید	
ترجمہ	ہے وہ بدخو خردہ گیرِ بایزید	اور اُس سے عار رکھتا ہے یزید	.

شرح یعنے مکار صوفی جو کمینہ اور محض نالایق مدعی ہے حضرت ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سرخیل طائفہ درویشان پر اعتراض کر بیٹھتا ہے حالانکہ یزید (قاتل حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ) باوجود کثرت معاصی اور تیرہ دلی اُس مکار سے ننگ وعار رکھتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ ایسا مکار شخص مجھسے بھی زیادہ تیرہ دل ہے کہ ظاہر مین نیک بنا ہوا ہے اور باطن مین ہزار بدونکا ایک بد ہے۔

	ہر کہ داند مرورا چون بایزید	روز محشر حشر گردد با یزید	
ترجمہ	جانتا ہے ایسون کو جو بایزید	حشر اُسکا ہوگا ہمراہ یزید	

شرح یعنے جو شخص مکار شیخ اور جھوٹے پیر و مُرشد کو ابویزید بسطامی جانے گا اُس کا حشر یزید بن معاویہ قاتل امام حسین رضؓ کے ساتہ ہوگا پہلے مصرع مین بایزید مخفف ابا یزید ہے اور دوسرے مین یزید سے مراد قاتل امام حسین رضؓ ہے۔ نکتہ یہ شعر اکثر مطبوعہ نسخون مین نہین ہے اور بعض شارحین اِسے الحاقی کہتے ہین کیونکہ حسب ظاہر اسکے معنے درست نہین ہوسکتے اسلیئے کہ اگر کسی شخص نے کسیکو بایزید جان لیا (حالانکہ وہ شیخ مزور یا مدعی باطل تہا) تو یہ گمان کرنے والے کی خطائے اجتہادی ہے پہر اُسکا حشر یزید کے ساتہ کیون ہونے لگا۔ لیکن معنون کی اصلاح یون ہوسکتی ہے کہ اگر وہ شخص مدعی کو مزور اور مکار

جانکہ اُسکا اتباع کریگا اور تزویر کے باعث اُسکے اعتقادات مین فساد پیدا ہو جائے گا تو البتہ اُسکا حشر یزید کیساتہ ہوگا

	بے نوا از نان و خوان آسمان		پیش او نند اخت حق یک استخوان
ترجمہ	ہے وُہ بس محروم خوان آسمان		اُسکو حق نے دی نہین ایک استخوان

شرح نان و خوان آسمان سے فیوض الٰہی اور اسرار معارف اور استخوان سے معرفت کا ادنے مرتبہ مراد ہے یعنے جہوٹا شیخ فیوض آسمانی سے بالکل محروم ہے اور مراتب عرفان تو بہت بلند ہین اللہ تعالےٰ نے اُسے ادنے سے ادنے مرتبہ بہی عنایت نہین فرمایا۔ اُسکی زبانی باتین سراسر دروغ بے فروغ ہین۔

	او ندا کردہ کہ خوان بنہادہ ام		نائب حقم خلیفہ زادہ ام
ترجمہ	اُسپہ کرتا ہے ندا دہ مرد دون		نائب حق ہون خلیفہ زادہ ہون

شرح یعنے باوجودیکہ جہوٹے اور مکار شیخ کو اللہ تعالےٰ نے اپنی خوان کرم مین سے ایک ہڈی بہی نہین دی مگر وہ بطور ادعائے باطل پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اے لوگو مینے تمہارے لیئے باطنی غذاون کا خوان تیار کیا ہے۔ مین نائب حق (مرشد کامل اور واقف اسرار شریعت وطریقت) اور خلیفہ زادہ یعنے پشتہا پشت سے اولیا زادہ ہون

	الصّلا سادہ دلان پیچ پیچ		تا خورید از خوان جودم سیر ہیچ
ترجمہ	آؤ کہاؤ الصلا اے مردمان		چن دیئے ہین مینے یان بخشش کے خوان

شرح صلا بمعنے آواز دادن برائے طعام ہے یعنے کہانے کے لیئے بُلانا۔ اور سادہ دل بمعنے نادان و احمق اور پیچ پیچ بمعنے گرفتار نفس امارہ۔ اور ہیچ ہیچ یا تو بمعنے اندک اندک ہے یا بمعنے تمام و کمال یعنے جہوٹے شیخ کے پاس باوجودیکہ ہڈی تک نہین لیکن وہ یہ منادی کرتا ہے کہ اے بہولے لوگو اور اے نفس امارہ کے قیدیو۔ ادہر آؤ مینے تمہارے لیے خوان جود تیار کیا ہے۔ اسمین سے تہوڑا تہوڑا کہاؤ یا بالکل صاف کرجاؤ تمہین عام اجازت ہے حالانکہ وہ اس منادی مین بالکل جہوٹا ہے۔

	سالہا بر وعدۂ فردا کسان		گرد او گشتہ و فردا نا رسان
ترجمہ	سالہا وعدہ کیا کل کا مگر		کل نہ آئی آج تک اے بے خبر

شرح یعنے جہوٹا شیخ ہر ایک سے یہ وعدہ کیا کرتا ہے کہ انشاء اللہ تعالےٰ آپ چند روز مین کیا آج ہی کل مین باللہ اور درویش کامل بنجائینگے یعنی عرفان کے تمام مقامات دو چار دن مین طے کرادونگا اسی جہوٹے وعدہ سے فریب کہاکر بہت سے ناواقف لوگ اُسکے گرد جمع ہو جاتے ہین مگر جس فردا (کل کے دن) کا وہ وعدہ کرتا ہے وہ فردا کبہی آئی ہے نہ آئے گی۔ غرضیکہ اُسکے زبانی وعدون سے کسی مرید کو کچہ حاصل نہوگا کیونکہ دروغ کو فروغ کبہی نہین ہوتا جو مرید اُسکے ڈہوکے مین آجائیگا اُسکی عمر مفت مین ضایع ہوگی۔

	دیر باید تا کہ سرِّ آدمی	آشکارا گردد از بیش و کمی
ترجمہ	دیر مین کھلتا ہے راز آدمی	مدتون مین کھلتی ہے بیشی کمی

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے آدمی کا بھید بڑی مدت مین معلوم ہوتا ہے اور یہ بات دیر مین ظاہر ہوتی ہے کہ اُسمین کونسی وصف کی کمی اور کون سے وصف کی زیادتی ہے۔ وہ جھوٹ زیادہ بولتا ہے یا سچ بس تو بلا تحقیق حالات ہر کسیکے ہات پر بیعت ہوجانا گمراہی کا سامان ہے۔

	زیر دیوار بدن گنجست یا	خانۂ مورست و مار و اژدہا
ترجمہ	زیر دیوار بدن ہے گنج یا	چینونٹی کا گھر ہے یا بل سانپ کا

شرح یعنے یہ بات دیر مین کھلتی ہے کہ آدمی کے جسم خاکی کی دیوار کے نیچے (یعنے باطن مین) معرفت الٰہی کا خزانہ ہے یا جھوٹے خیالات کی چینونٹیون کا بل۔ یا بڑی عادتون اور گناہون کے سانپون کی جگہ یا فاسد اعتقادات کا اژدہا۔ اسلیئے مرید کا فرض ہے کہ بیعت ہونے سے پہلے مُرشد کا امتحان کرلے۔

	چونکہ پیدا گشت کان چیزے نبود	عمر طالب رفتہ آگاہی چہ سود
ترجمہ	ہوگیا جب یہ عیان وہ کچھہ نہ تہا	عمر طالب کی گئی بے مدعا

شرح یعنے اگر بعد مدت طالب پر یہ ظاہر ہوا کہ جھوٹا شیخ کچھہ بہی نہ تہا تو اسوقت کی آگاہی اور باخبری بالکل بے فائدہ اور عبث ہے۔ کیونکہ طالب کی عمر اسکی خدمت کرتے کرتے بالکل ضایع ہوچکی ہے۔ وہ مثل ہے کہ اب پچھتائے کیا ہو جب چڑیان چگ گئین کھیت۔

دربیان آنکہ نادر افتد کہ مریدے در مدعی مزوّر اعتقاد کند بصدق و بمقامی رسد کہ شیخش بخواب ندیدہ باشد و آب و آتش اورا گزند نرساند و شیخش را گزند رساند ولے نادرست

ترجمہ اس بات کا ذکر کہ کبھی ایسا اتفاق بہی ہوجاتا ہے کہ کوئی مرید جھوٹے شیخ کو سچا جانکر اپنی نیک اعتقادی کے سبب اُس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ اُسکے جھوٹے مُرشد نے خواب مین بہی نہین دیکھا ہوگا اور دریا یا آگ سے اُس نیک اعتقاد مرید کو ضرر نہین پہنچتا۔ البتہ اُسکے کاذب شیخ کو ضرر پہنچتا ہے۔ مگر یہ اتفاق نہایت نادر اور بہت کم ہوتا ہے

	لیک نادر طالب آید کز فروغ	در حق او نافع آید آن دروغ
ترجمہ	لیکن ایسا بہی ہے جو ہو با فروغ	سودمند اُسکو ہے مُرشد کا دروغ

شرح پہلے شعر سے یہ بات معلوم ہوچکی ہے کہ جھوٹے شیخ کے مرید کی عمر بیکار جاتی ہے اور اُسکو کچھہ حاصل نہین ہوتا۔ مگر چونکہ کبھی اُسکے خلاف بہی ہوجاتا ہے (گو بہت ہی کم ہو) اسلیئے مولانا استثنا کرتے ہین فروغ بمعنے حسن اعتقاد۔ وشعلۂ ایقان ہے یعنے جھوٹے شیخ کی مریدی سے بیشک طالب کی عمر ضایع ہوجاتی ہے لیکن کبھی کبھی ایسا بہی ہوتا ہے کہ حسن اعتقاد

اور فروغ باطن کے سبب شیخ مکار کا دروغ طالب کے حق مین فائدہ مند ہو جاتا ہے اور وہ اپنی خوش اعتقادی اور حسن ظن کے باعث بلند مقامات تک پہنچ جاتا ہے۔

	او بقصد نیک خود جائے رسد	گرچہ جان پنداشت آن آمد جسد
ترجمہ	نیک ہو جاتا ہے طالب بے گمان	گرچہ تہا وہ جسم جانا جسکو جان

شرح یعنے اگرچہ مرید نے اپنے شیخ کو روح مجسم جانا تہا اور وہ سراسر جسم نکلا لیکن بعض اوقات مرید اپنے ارادہ نیک کے سبب مرتبۂ عرفان تک پہنچ ہی جاتا ہے

	چون تحری در دل شب قبلہ را	قبلہ نے وان نماز او را روا
ترجمہ	جیسے ڈہونڈے کوئی قبلہ وقت شب	ہے نماز اُس شخص کی مقبول رب

شرح تحری بمعنے درنگ کرنا ڈہونڈنا سوچنا۔ قبلہ کی طرف قصد کرنا فقہ کا مسئلہ ہے کہ جب مسافر کو اندہیری رات مین قبلہ کی سمت معلوم نہو تو اُسکو چاہیئے کہ اپنے دلمین قبلہ کو ڈہونڈے اور جدہر دل قبلہ کی گواہی دے اُدہر ہی نماز پڑہ لے اُسکی نماز ہو جائے گی اگرچہ اُدہر کی جانب فی الواقع قبلہ نہو۔ مطلب شعر یہ ہے کہ ایسے مرید کی جو جہوٹے شیخ کا معتقد ہو اور اپنے حسن اعتقاد کے باعث مرتبۂ عرفان حاصل کرلے ایسی مثال ہے جیسا کہ اندہیری رات مین کسی مسافر کو سمتِ قبلہ معلوم نہو۔ اور وہ تحری یعنے دل مین قبلہ کی سمت ڈہونڈنے کے بعد کسی جانب نماز پڑہ لے تو اُسکی نماز جائز ہو جائے گی۔ علے ہذا القیاس جو مرید جہوٹے شیخ کو سچا جانکر عالم بیخبری مین اُسکی خدمت کریگا اُسکی کامیابی کوئی تعجب کی بات نہین ہے۔

	مرد را رو مے نماید حال ہا	کہ ندید آن ہیچ شیخش سال ہا
ترجمہ	ہوتے ہین طالب پہ ظاہر ایسے حال	شیخ پر ظاہر نہون ہفتاد سال

شرح مرد سے مراد وہی مرید ہے جو اپنے حسن ظن کے باعث جہوٹے شیخ کو سچا سمجھکر اُس سے بیعت ہو گیا ہے یعنے ایسے نیک اعتقاد مرید کو بعض اوقات ایسے اسرار معرفت معلوم ہو جاتے ہین جو اُسکے کسی جہوٹے شیخ کو برسون بہی معلوم نہین ہو سکتے۔

	مدعی را قحط جان اندر سرست	لیک ما را قحط نان بر ظاہرست
ترجمہ	مدعی رکہتا ہے مخفی قحط جان	اور ہمپر خود عیان ہے قحط نان

شرح یہان سے پہر عورت کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے اے مرد وے اگر کوئی جہوٹا اور مکار صوفی قحط جان دغذائے روحانی اور عالم معرفت کے قحط کی مصیبت مین مبتلا ہے تو یہ اسکا باطنی اور پوشیدہ عیب ہے لیکن با اینہمہ وہ ہمسے اچہا ہے کہ یہان ظاہری طور پہ روٹیون کا قحط ہے۔

ماچرا چون مدعی پنہان کنیم — بہر ناموس مزور جان کنیم

ترجمہ: ماجرا ہم اپنا کیون پنہان کرین — جہوٹی عزت کے لیئے کیون جان دین

شرح۔ ناموس مزور آبروا اور وہ عزت جو مکر سے حاصل کیجائے مصنوعی گھمنڈ اور شیخی نیز پہلے مصرع مین کنیم بضم الکاف ہے اور دوسرے مین بفتح الکاف یعنے عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ ہم کسلیئے مدعی اور مکار آدمی کیطرح اپنی فقر و فاقہ کی حالت کو پوشیدہ کرین۔ اور یہ کیا ضرور ہے کہ ناموس مزور یعنے عزت سراپا مکر و تزویر کے لیئے جان کنی کرین۔ یعنے اپنی عزت اور آبرو ظاہر کرنے کے لیئے اپنی جان پر مصیبت ڈالین اور فقیر ہوکر اپنے آپ کو غنی ظاہر کرین۔ گویا وہ اپنے خاوند سے یون کہتی ہے کہ تم اپنی فقیری کو کیون چہپاتے ہو اُس کریم اور سخی آدمی کے پاس جاؤ جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے بعض نسخون مین ماچرا کی جگہ ماجرا ہے یعنے ماجرائے فقر اور کیفیت فاقہ کو پوشیدہ کیون رکھین اسصورت مین مصرع اول بطور استفہام انکاری ہے اور مال دو نسخون کا ایک ہی ہے۔

صبر فرمودن اعرابی زن خودرا

ترجمہ: اعرابی درویش کا اپنی گھر والی صبر دلانا

شرح معنوی طور پر زن سے مراد نفس امارہ ہے۔ اور شوہر سے عقل گویا اس قصہ مین نفس و عقل کا مباحثہ ہوا ہے تاکہ طالب کو ان دونون کے ارادون اور مطالب سے آگاہی حاصل ہو اور وہ نفس و عقل کے مرتبہ کو اچھی طرح سمجھ لے۔ اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ عقل ہمیشہ نفس امارہ کی مخالفت کیا کرتی ہے

شوے گفتش چند جوئی دخل و کشت — خود چہ ماند از عمر افزون تر گذشت

ترجمہ: پہر کہا شوہر نے ہے یہ فکر کیون — عمر کیا باقی رہی ہے اے زبون

شرح۔ دخل بمعنے محاصل و آمدنی۔ اور کشت بمعنے کہیتی ہے یعنے گھر والی کے طعنے اور اسقدر باتین سنکر اعرابی درویش نے یہ جواب دیا کہ اے عورت اب تو اسباب دنیا کی جستجو کیون کر رہی ہے اے ناشدنی بہت سی عمر گزر چکی ہے۔ باقی رہی سہی بہی یونہی گزر جائیگی۔

عاقل اندر بیش و نقصان ننگرد — زانکہ ہر دو ہمچو سیلے بگذرد

ترجمہ: نفع و نقصان پر نہین عاقل کو میل — ہین گزرنے کے لیئے مانند سیل

خواہ صاف و خواہ سیل تیرہ رو — چون نمے پاید دمے از وے مگو

ترجمہ: تیرہ رو ہو سیل کوئی یا ہو صاف — دو نو ہین ناپایدار آگے معاف

شرح یعنے اے عورت عقلمند آدمی دنیوی اسباب کی کمی بیشی کو نہین دیکہا کرتا۔ کیونکہ یہ کمی بیشی اور دنیوی نفع نقصان رود کے پانی کی طرح گزر جاتا ہے۔ رود کا پانی خواہ صاف ہو خواہ گدلا ایک جگہ ہرگز نہین ٹہیرتا علے ہذا القیاس دنیوی اسباب

کی کمی بیشی ناپائدار ہے۔ پہر ایسی ناپائدار چیزون کا غم ہماری تمہاری بلا کرتی ہے

	اندرین عالم ہزاران جانور	مے زیند خوش عیش بے زیر وزبر
ترجمہ	دیکہہ اس عالم مین لاکہون جانور	زندگانی کرتے ہین خوش خوش بسر

شرح یعنے اے عورت اس عالم دنیا مین ہزارون جانور بے زیر وزبر (بلا محنت ومشقت) بڑے عیش سے زندگانی بسر کرتے ہین۔ خدا خود انکی روزی کا کفیل ہے پہر کیا وہ ہمین رزق بقدر عنایت نہ فرمائیگا۔ قرانمجید مین ہے وَکَاَیِّن مِّن دَاۤبَّۃٍ لَّا تَحمِلُ رِزقَہَا اللّٰہُ یَرزُقُہَا وَاِیَّاکُم۔ یعنے بہت سے جانور ایسے ہین جو اپنا رزق اپنے ساتہ نہین رکہتے اللہ انہین اور تمہین سب کو روزی دیتا ہے۔

	شکر میگوید خدارا فاختہ	بر درخت وبرگ شب ناساختہ
ترجمہ	شکر کرتی ہے خدا کا فاختہ	ہر شجر پر برگ شب ناساختہ

شرح برگ شب بمعنے خوراک شب ضمیر میگوید سے حال واقع ہوا ہے یعنے اسحالت مین کہ فاختہ رات کی خوراک تک اپنی پاس نہین رکہتی مگر درخت پر بیٹہی خدا کا شکر ادا کیا کرتی ہے یعنے ہر حالت مین شاکر ہے پہر کیا اے عورت تو فاختہ کی برابر بہی شکر وصبر سے کام نہین لے سکتی۔

	نخوت ودعوی وکبر وترہات	دور کن از دل کہ تا یابی نجات
ترجمہ	چہوڑ دے کبر وغرور اور جہوٹ بات	تاکہ تو دارین مین پائے نجات

شرح نخوت بمعنے فخر وبزرگی اور ترہات جمع ترہہ بمعنے اقوال باطلہ (جہوٹی باتین) اور دعوے بمعنے خودی اور کبر بمعنے تکبر وغرور ہے۔ یعنے اے عورت اگر تو اپنی نجات چاہتی ہے تو فخر وتکبر اور باطل باتون کو اپنے دل سے دور کردے۔

	حمد میگوید خدارا عندلیب	کاعتماد رزق بر تست اے مجیب
ترجمہ	حمد خالق کر رہی ہے عندلیب	یعنے تجہپر ہے بہروسہ یا مجیب

شرح یعنے بلبل خدا کی حمد کرتے ہوے یہ کہتا ہے کہ اے مجیب الدعوات روزی کا بہروسا تیری ہی ذات پر کہنا چاہیے

	باز دست شاہ را کردہ نوید	از ہمہ مردار ببریدہ اُمید
ترجمہ	باز فارغ ہوکے دست شاہ پر	دور ہر مردار سے ہے سربسر

شرح نوید بمعنے شادمانی سے یہان باعتبار قرینہ محل نوید مراد ہے۔ یعنے باز (شکاری جانور) نے بادشاہ کے ہاتہ کو اپنے لئے محل شادمانی بناکر ہر قسم کے مردار جانور کہانے سے اُمید منقطع کرلی ہے یعنے متوکل ہوگیا ہے۔ اسیطرح انسان پر فرض ہے کہ لذائذ دنیا سے جو طریقت کے اعتبار سے مردار ہین اُمید منقطع کرکے صرف بادشاہ حقیقی پر توکل کرکے گوشۂ عافیت مین بیٹہہ رہے۔

کتاب مرقوم

ترجمہ	ہمچنین از پشہ گیری تا بہ فیل	شد عیال اللہ و حق نعم المعیل
ترجمہ	یہ ہمچہ پشہ سے لیکر تا بہ فیل	سب عیال حق ہین وہ سب کا کفیل

شرح یعنے اے عورت اسیطرح مچھر سے لیکر ہاتھی تک ہر چھوٹا بڑا متنفس خدا کے کنبے مین داخل ہے اور خدا ان سب کا روزی رسان اور سب سے بہتر اپنی کنبے کی پرورش کرنے والا ہے **معیل** اُس شخص کو کہتے ہین جو بہت سا کنبا رکھتا ہو صحیح حدیث مین یہ لفظ موجود ہین **الخلق کلہم عیال اللہ** یعنے ساری مخلوق خدا کا کنبا ہے۔ قرآنمجید مین ہے **وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا** یعنے تمام جانداروں کا رزق اللہ تعالےٰ نے اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ دوسری آیت یہ ہے **مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً** یعنے نیک کام کرنے والا کوئی مرد ہو یا عورت ہم اُسکو پاکیزہ زندگانی مرحمت فرائینگے۔ اکثر مفسرین نے حیات کو بمعنے قناعت لیا ہے اسیلیے بعض کا مقولہ ہے القناعۃ کنز لا یفنی یعنے خزانہ قناعت فنا نہین ہوتا اور بعض کا قول ہے قناعت قسمت خداوندی پر اظہار رضامندی کو کہتے ہین جب تک انسان مین یہ صفت نہو مومن کامل نہین ہوتا بشر حافی رح کا قول ہے کہ قناعت ایک فرشتہ ہے جو قلب مومن کے سوا اور کہین نہین بستا حضرت ذوالنون رح فرماتے ہین کہ قناعت کرنے والا تمام اہل زمانہ سے نجات پاجاتا ہے اور عز من قنع وذل من طمع مشہور مقولہ ہے۔

ترجمہ	اینہمہ غمہا کہ اندر سینہ ہاست	از غبار و گرد باد بود ماست
ترجمہ	اور یہ سینے کے اندر ہین جو غم	ہین تکبر کے سبب اے محترم

شرح گرد باد بکسر کاف فارسی بمعنے بگولا ہے۔ اور یہان اس لفظ سے ہوائے نفسانی مراد ہے جو آدمی کو چکر اور نادانی کے بھیر مین ڈالکر اُسکے باطنی ہوش وحواس کو اُڑادیتی ہے اور بود بمعنے انانیت و فریب ہستی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ تمام غم والم جو عالم دنیا مین لاحق حال ہوجاتے ہین سب کے سب ہماری حرص کی کدورت اور خواہش نفسانی کے بگولے اور فریب انانیت وخودی اور تکبر کے باعث ہین اسیلئے وہ لوگ جو دنیائے فانی اور لذات جسمانی پر دل نہین لگاتے ہر طرح کے غم والم سے آزاد ہین۔

ترجمہ	این غمان بیخ کن چون داس ماست	اینچنین شد و انچنان وسواس ماست
ترجمہ	جسقدر غم ہین مثال داس ہین	ایسا ہو اور ویسا ہو وسواس ہین

شرح یعنے غم جو قناعت کی جڑ اُکھاڑنیوالے ہین ہمارے لیے داس (درانتی) کے مانند ہین یعنے توکل کے درخت اور قناعت کی کھیتی کو جڑ پیڑ سے اُکھاڑ کر پھینکدیتے ہین۔ کیونکہ جو شخص غم قلت دنیا مین رہتا ہے وہ صرف اپنے ہاتھ پانو کے بھروسے پر طلب دنیا مین منہمک ہوجاتا ہے اور اعتماد الٰہی بالکل نہین رکھتا۔ اور یون کہتا ہے کہ اگر ایسا ایسا ہوتا یعنے مین فلان فلان کام کرتا تو مجکو رزق ملتا حالانکہ یہ سب وسوسے ہین حلال کے لیے سعی کرنی چاہیئے مگر اُسپر رزاقی

کا بہر سا نہو ورنہ شرک ہو جائیگا جو نہایت مذموم اور صوفیہ کے نزدیک بہت برا ہے

	وانکہ ہر رنجے ز مردن پارہ ایست		جزو مرگ از خود بران گر چارہ ایست
ترجمہ	رنج ایک اک موت کا اک پارہ ہے		دفع کر اس پارہ کو گر چارہ ہے

شرح یعنے اے عورت ہر رنج موت کا ایک حصہ ہے۔ کیونکہ موت اور رنج دونو تکلیف دینے والی چیزین ہین البتہ موت کی تکلیف زیادہ ہوتی ہے اور رنج کی کچھ کم اسلیئے رنج بیشک موت کا جزو ہے اور جسطرح آدمی موت کو نہین ٹال سکتا اسیطرح موت کے جزو یعنے رنج کے دفع کرنے پر قادر نہین ہے اسلیئے انسان کو ہر حالت مین رضا بالقضا پر عمل کرنا چاہیئے بران صیغہ امر مشتق از راندن ہے بمعنے ہانکنا دفع کرنا۔

	چون ز جزو مرگ نتوانی گریخت		وانکہ کلش بر سرت خواہند ریخت
ترجمہ	جزو ہی سے جب نہ بہاگا جائیگا		کل سے تو بہاگے کا کیونکر بتا

شرح یعنے جبکہ تو جزو مرگ (رنج وغم) سے بہاگ کر کہین نہین جاسکتا تو یہ سمجھ لے کہ کل یعنے موت ضرور تجھے دبالیگی کیونکہ جب تو جزو کے دفعیہ پر قادر نہین ہے تو کل کو کسطرح دفع کرسکتا ہے اس شعر کا نتیجہ آیندہ شعر مین ہے۔

	جزو مرگ ار گشت شیرین مر ترا		دانکہ شیرین میکند کل را خدا
ترجمہ	جزو شیرین ہو گیا جب پُر شعور		کل کو بہی آسان کر دیگا غفور

شرح یعنے یہ تو ثابت ہو چکا ہے کہ اے انسان تو موت کے جزو (رنج وغم) اور کل یعنے خود موت کے دفع کرنے پر قادر نہین ہے موت آئی اور اب آئی اسلیئے مرنے سے پہلے اگر تو رنج وغم سہنے کا عادی ہو گیا تو یہ سمجھ کہ موت کی سختی کو آسانی سے جہیل لیگا۔ کیونکہ رنج وغم جزو موت ہے جسنے جزو کی تکلیف آسانی سے جہیل لی وہ کل کی تکلیف کو بہی آسانی سے برداشت کرلیگا۔ غرضکہ اعرابی درویش اپنی عورت کو سمجہارہا ہے کہ فقر وفاقہ کی تکلیف اٹھانی گویا ہمین بشارت دے رہی ہے کہ آیندہ خداوند تعالے موت کی تکلیف کو بہی ہمپر آسان کردیگا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ عقلمند وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ موت کو یاد رکہتا ہے اور ہمیشہ مرنیکے لیئے تیار ہے ایسا آدمی شرف دنیا اور کرم آخرت دونونکا مستحق ہوتا ہے۔

	دردہا از مرگ مے آید رسول		از رسولش رو مگردان اے فضول
ترجمہ	درد ہین سب موت کے پیغامبر		مُنہ نہ پہیر اس سے اگر ہے باخبر

شرح یعنے درد ورنج موت کی طرف سے پیغام رسان ہوتا ہے تو اس پیغامبر سے مُنہ پہیرا کر نہ بیٹھ یعنے درد وغم کو خوشی سے لیکر ہو

	ہر کہ شیرین مے زید او تلخ مرد		ہر کہ او تن را پرستد جان نبرد
ترجمہ	موت کڑوی ہوتی ہے عیاش کی		سخت بیجان کرتی ہے تن پروری

شرح یعنے جسنے لذائذ دنیا مین اپنی زندگی بسر کی وہ انجام کار تلخی سے مرا۔ اور جسنے تن پرستی اختیار کی وُہ اپنی جان سلامت نہ لیگیا یعنے اُسے روحانی زندگی نصیب نہوی۔ اور وصال الٰہی سے محروم رہا یا یہ معنے ہین کہ تن پروردن کی جان بڑی مشکل سے نکلتی ہے۔

	گوسفندان را ز صحرا مے کشند	آنکہ فربہ تر۔ مر اورا مے کشند
ترجمہ	آتی ہین جنگل سے بہیڑین بکریان	ذبح ہوتی ہے مگر فربہ میان

شرح یعنے بہیڑ بکریون کی ریوڑ کو جنگل سے شہرون اور کمیلون کی طرف لاتے ہین۔ مگر اُنین سے ذبح اُسی کو کرتے ہین جو فربہ اور موٹی تازی ہوتی ہے۔ یہ شعر گذشتہ مضمون کی تمثیل ہے مطلب یہ کہ حقیقی موت اُسی شخص کے لئے مخصوص ہے جو لذائذ دنیا کے تنعم سے موتا تازہ اور زندگی بہر خدا سے بالکل غافل رہا ہو۔ ایسے شخص کو مرنے کے بعد بقا اور حیات ابدی حاصل نہین ہوتی۔ بلکہ وہ صرف کیڑون کی غذا ہو جاتا ہے۔ پہلے مصرع مین کشند بفتح الکاف ہے اور دوسرے مین بضم الکاف۔

	شب گزشت و صبح آمد اے ثمر	چند این افسانہ راگیری ز سر
ترجمہ	رات گذری صبح آئی اے ثمر	چھوڑ دے تو یہ کہانی سربسر

شرح بعض نسخون مین لفظ اے ثمر ہے بمعنے پہل اور بعض مین تمر بمعنے کہجور اور بعض مین قمر بمعنے چاند اور بعض مین سمر (بسین مہلہ) بمعنے گندم گون ۔ یا سمر مسامرت سے مشتق ہے بمعنے فسانہ گوئی شب یہان سے اعرابی درویش اپنی عورت کو (جسکا نام ثمر۔ یا تمر۔ یا قمر یا سمر تہا) خاص طور پر مخاطب کرکے یہ کہتا ہے کہ اے نیکبخت لڑاکا تونے ساری رات لڑائی جہگڑے اور فقر و فاقہ کی شکایت مین گزار دی یہانتک کہ صبح ہوگئی اب اس کہانے کو چہوڑ خدا کے لئے سرے سے شکایت افلاس کی چکی جہونی شروع نہ کردینا اور باطنی طور پر شب سے دنیوی زندگانی اور صبح سے مراد موت ہے کیونکہ جسطرح رات لوگون کو میٹھی نیند سلادیتی ہے اسیطرح دنیوی زندگی خدا سے غافل کردیتی ہے۔ اور جسطرح رات کے سونے والون کو صبح کی روشنی چکادیتی ہے اسیطرح موت غافلون کو ہشیار کرکے اُنکے تمام گزشتہ اعمال اُنکے سامنے پیش کردیتی ہے۔ اس صورت مین مطلب شعر یہ ہے کہ اے غافل زندگی کے دن پورے ہوچکے ہین اور موت عنقریب آنیوالی ہے۔ اس دنیوی افسانے کو چہوڑ اور تعلقات دنیا سے بالکل الگ ہوجا۔ بعض نسخون مین چند گیری این فسانہ زر ز سر ہے اور مطلب وہی ہے جو بیان ہوچکا ہے

	تو جوان بودی و قانع تر بدی	زر طلب گشتی خود اول زر بدی
ترجمہ	نوجوانی مین تہی تو قانع مگر	زر طلب اب بنگئی خود ہوکے زر

شرح یعنے اے عورت جب تو جوان تہی تو بہت قانع تہی حالانکہ جوانی مین قناعت کرنی بڑی مشکل بات ہے خاصکر عورتون

سے نوجوانی مین قناعت ہو ہی نہین سکتی کیونکہ شباب اُنکو اچھے کہانے اچھے پہننے اور زر وزیور کی محبت پر مجبور کردیتا ہے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اے عورت تو اوائل عمر مین خود رز کی طرح نیک اوصاف تھی اب تجھے کیا ہو گیا کہ بڑہاپے مین زر طلب یعنے طالب دنیا اور حریص ہنگئی۔

	رز بُدی پُر میوہ چون کاسد شدی	وقت میوہ پختنت فاسد شدی
ترجمہ	ہو کے تو انگور کاسد ہو گئی	میوہ پکتے وقت فاسد ہو گئی

شرح رز یعنے درخت انگور و کاسد بمعنے ردی و بیکار۔ اور میوہ کے پختہ ہو جانے سے انتہائے عمر مراد ہے۔ اور چون کاسد شدی استفہام ہے یعنے اے عورت تو پہلے انگور کے درخت کے مانند پر میوہ تھی۔ اب بیکار کیون ہو گئی۔ اور اسپر افسوس ہے کہ میوہ پختہ ہو جانے یعنے بڑہاپے کے زمانہ مین بگڑ گئی۔

	میوہ ات باید کہ شیرین تر شود	چون رسن تابان نہ واپس تر رود
ترجمہ	چاہیئے شیرین ہو اب میوہ ترا	مثل بٹنے کی طرح تو واپس نہ جا

شرح یعنے چاہیئے تو یہ تہا کہ تیرا پہل (ثمر قناعت) روز بروز زیادہ پختہ اور شیرین ہوتا جاتا یعنے تو بڑہاپے مین جوانی سے زیادہ قناعت مین ترقی کر جاتی نہ کہ تنزل کے ساتھ پیچھے ہٹتی جسطرح رسی بٹنے والے آگے کی طرف سے رسّی بٹکر پہر پیچھے سمٹ جاتے ہین یہ مشہور مقولہ ہے کہ جسکی آج گزشتہ کل کی برابر ہے وُہ مغبون یعنے خسارہ مین ہے اور جسکی آج کل سے بدتر ہے وُہ ملعون ہے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ انسان کو ہر روز نیکیون مین ترقی کرنی چاہیئے کسی شاعر نے اسی مطلب کو ایک مصرع مین بہت اچھی طرح ادا کیا ہے ع وائے من باشد اگر امروز من فردائے من۔

	جفت مائی جفت باید ہم صفت	تا بر آید کارہا با مصلحت
ترجمہ	فرض ہے بیوی کو ہونا ہمصفت	تا کہ سارے کام ہون با مصلحت

شرح اعرابی درویش کہتا ہے کہ اے عورت تو میری بیوی ہے بیوی کو ہمصفت شوہر ہونا چاہیئے یعنے تجھے بہی میری طرح قناعت اختیار کرنی لازم ہے۔

	جفت باید بر مثال یکدگر	در دو جفت کفش و موزہ درنگر
ترجمہ	جفت ہوتے ہین مثال یکدگر	جفت کفش و موزہ پر کر لے نظر

شرح یعنے جفت (ہر چیز کا جوڑہ) باہم ایک دوسرے کے مطابق ہوتا ہے مثال کے لیے جوتیون کے جوڑون اور موزون کی جوڑیون دیکھ لے کہ کسقدر ایک دوسرے کے مطابق اور ہمصفت ہین اے عورت اسیطرح تو میری جفت ہے مگر افسوس میری ہمصفت اور میرے خیالات سے موافقت نہین رکہتی۔ حدیث شریف مین ہے کہ جس شخص کی بیوی نیک بخت خاوند کی مرضی کے مطابق ہو وُہ گویا جیتے جی جنت مین ہے۔

	گر یکے کفش از دو تنگ آید بپا	ہر دو جفتش کار ناید مر ترا
ترجمہ	ایک جوتی پا نوین گر تنگ ہے	دوسری ہو جاتی ہے بیکار تے

شرح یعنے دو مین سے ایک جوتی اگر تیرے پاؤن مین تنگ آئے تو یہ سمجھ کہ ہر دو جفت (دونو جوتیان) بیکار ہوگئین تنگ جوتی نے دوسری کو بھی نکما کر دیا۔

	جفتِ در یک خرد و آن دیگر بزرگ	جفت شیر بیشہ دیدی ہیچ گرگ
ترجمہ	جفت دروازہ نہین خرد و بزرگ	شیر کا جوڑا نہین ہوتا ہے گرگ

شرح جفتِ در دروازہ کے کواڑ کی جوڑی کو کہتے ہین اور دونو مصرعے بطور استفہام انکاری ہین۔ یعنے ایسا نہین ہو سکتا کہ کواڑون کی جوڑی مین ایک کواڑ بڑا ہو اور ایک چھوٹا علیٰ ہذا القیاس یہ بھی ناممکن ہے کہ شیر بھیڑیے کا جفت ہو یا بھیڑیا یا شیر کا مطلب یہ کہ جفت کو ہمجنس و ہمصفت ہونا چاہیئے۔

	راست ناید بر شتر جفتِ جوال	آن یکے خالی و آن یک پُر زمال
ترجمہ	اونٹ پر دیکھی نہین یہ بد تری	ایک خالی گون ہو اور ایک بھری

شرح یعنے اونٹ پر ایسی دو گونین لادنی نادرست ہین کہ اُنمین سے ایک خالی ہو اور ایک مین مال بھرا ہوا ہو بلکہ خالی ہونگی تو دونو اور پُر ہونگی تو دونو اسیطرح میان بیوی کو ایک حالت اور ایک صفت مین رہنا چاہیئے۔

	من روم سوئے قناعت دل قوی	تو چرا سوئے شناعت میروی
ترجمہ	جا رہا ہون مین قناعت کی طرف	اور تو اپنی شناعت کی طرف

شرح لفظ دل قوی۔ روم کی ضمیر سے حال ہے یعنے مین دل کو مضبوط کیے ہوئے قناعت کی منزلین طے کر رہا ہون اور تو شناعت یعنے بُرائی اور حرص دنیوی کی طرف جا رہی ہے۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ صد حیف تو بیوی ہو کر مجھسے موافقت نہین رکھتی۔

	مرد قانع از سر اخلاص و سوز	زین نسق میگفت با زن تا بروز
ترجمہ	مرد نے اخلاص سے بے شبہ و شک	اُس سے ایسی گفتگو کی صبح تک

شرح یعنے اعرابی درویش اسیطرح اول شب سے صبح تک خالص محبت و دلسوزی سے اپنی گھروالی کو قناعت کے معنے سمجھاتا رہا

نصیحت کردن زن مر شوئی را کہ سخن افزون از قدم و مقام خود مگو کہ لِمَ تقولون مالا تفعلون این سخنہا اگرچہ راست است اما این مقام ترا نیست و سخن فوق مقام زیان آرد

ترجمہ عورت کا اپنے خاوند کو از راہِ نصیحت یہ کہنا کہ اے مردوے اپنے حوصلہ اور مرتبہ سے بڑھکر بات نہ کہہ کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اے مردوے اپنے حوصلہ اور مرتبہ سے بڑھکر بات نہ کہہ کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اے

ایمان والو وہ بات مُنہ سے کیون نکالتے ہو جو کر نہین کر سکتے۔ اے شخص جو کچہ تو نے کہا ٹھیک سچ ہے لیکن یہ ساری باتین تیرے مرتبہ سے بڑہکر ہین۔ اور اپنے مرتبہ سے بڑہکر بات کرنی انجام مین نقصان پیدا کرتی ہے۔

شرح اس عنوان کا مطلب یہ ہے کہ اے مردوے توکل وقناعت کے بارہ مین جو کچہ تو نے بیان کیا ہے وہ بیشک درست اور بالکل ٹہیک ہے لیکن تو خود اہل توکل اور صاحبِ قناعت نہین ہے اسلیئے تیرا قول سراسر فعل کے مخالف ہے جسکو مین ہرگز پسند نہین کرتی

	زن بروزد بانگ کاے ناموس کیش		من فسون تو نخواہم خورد بیش	
ترجمہ	پہر کہا جہنجلاکے عورت نے کہ بس		مین نہ کہاؤنگی فریب اے بوالہوس	

شرح یعنے خاوند کی باتین سُنکر عورت جہلّا اُٹہے۔ اور چیخ کر یہ کہا کہ اے ناموس کیش دیلنے آپ کو مصنوعی آبرو لگانے اور جہوٹی باتون کا اپنا مذہب سمجہنے والے مردوے مین آیندہ تیرے دم مین نہ آونگی اور اس سے زیادہ تیری جہوٹی باتونکا فریب نہ کہاؤنگی۔ اور تیری بات کو نہ مانونگی تو خود قانع اور متوکل شخص نہین ہے بلکہ حریص اور دنیا طلب ہے مگر اپنی عزت اور آبرو کے خیال سے اُس امیر کے ہان جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے مانگنے نہین جاتا او مجکو قناعت اور توکل کا ذکر کر کے دہوکا دیتا ہے۔

	ترّہات از دعوی و دعوت مگو		رو سخن از کبر و از نخوت مگو	
ترجمہ	جہوٹی باتون اور اس دعوت کو چہوڑ		چل پرے ہٹ کبر کو۔ نخوت کو چہوڑ	

شرح ترّہات جمع ترّہہ بمعنے اقوال باطلہ ہے اور دعوے و دعوت مترادف ہین یعنے اے شخص دعوے قناعت اور ادعائے توکل کے متعلق جہوٹی باتین نہ بنا۔ اور کبر و نخوت سے کام نہ لے تو فی الواقع متوکل نہین ہے بلکہ از روئے نخوت وغرور توکل کا دعوے کرتا ہے۔

	چند حرف طمطراق و کار و بار		کار و حال خود ببین و شرم دار	
ترجمہ	کب تک ایسے لفظ ایسی بول چال		شرم کر اللہ سے دیکہہ اپنا حال	

شرح طُم بمعنے عُلو و بلندی ہے اور طراق بمعنے آوازۂ خوشی۔ لیکن لفظ طمطراق مرکب ہو کر بمعنے کرّ و فر و شان و تجمل مستعمل ہے نیز پہلے مصرع مین استفہام ہے یعنے اے مردوے ظاہر مین قناعت کے متعلق یہ فصیح و بلیغ الفاظ اور توکل کی بابت یہ پُرشان و شوکت کلمات اور باطن مین یہ کاروبار یعنے اسقدر حرص دنیوی لاحول ولاقوۃ کیا تیری ظاہری حالت خلاف باطن نہین ہے تو اپنی باطنی حال اور طمع نفسانی کو دیکہہ اور دعوے قناعت سے شرم رکہہ

	نخوت و دعویٰ و کبر و ترّہات		دور کن از خود کہ تا یابی نجات	
	یہ تکبر یہ غرور و ترّہات		چہوڑ دے سب کو کہ تا پائے نجات	

شرح یعنے اے شخص اگر دین و دنیا کی بلاؤن سے نجات پانی منظور ہے تو غرور و تکبر اور جھوٹی باتین بنانی بالکل چھوڑ دے ورنہ انجام بُرا ہوگا۔

	کبر زشت و از گدایان زشت تر	روز سرد و برف وانگہ جامہ تر
ترجمہ	ہے فقیرون کا تکبر زشت تر	جیسے ہون جاڑے کے دن اور جامہ تر

شرح یعنے تکبر کی صفت کسی مین ہو بُری ہے لیکن فقیرون مین ہو تو بہت ہی بُری ہے صحیح حدیثون مین حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ثلاثۃ لایکلمھم اللہ یوم القیمۃ ولا ینظر الیھم ولا یزکیھم ولھم عذاب الیم شیخ زان وملک کذاب وفقیر مستکبر یعنے قیامت کے دن اللہ تعالے تین شخصون سے کلام نہ کریگا اور نہ اُنکی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور نہ اُنکو گناہون سے پاک کریگا۔ بلکہ اُنکو دردناک عذاب دیا جائے گا۔ اُنمین سے ایک وُہ ہے جو بڑھاپے مین زنا کرے دوسرا وہ جو بادشاہ ہوکر جھوٹ بولے تیسرا وہ جو فقیر ہوکر متکبر ہو دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ گدائے متکبر کی ایسی مثال ہے جیسا کہ جاڑے کا موسم ہو اور برف پڑتی ہو اسپر کوئی شخص پانی مین بھیگے ہوے کپڑے پہنے ہے ایسا آدمی اگر موت سے بچگیا تو بیمار ضرور ہوجائے گا علے ہذا القیاس فقیر کو اُسکا تکبر گور کے کنارے پہنچا دیتا ہے۔

	چند آخر دعوی و باد بروت	اے ترا خانہ چو بیت العنکبوت
ترجمہ	تا کجا یہ شیخیان یہ کرّ و فر	خانۂ دِل ہے ترا مکڑی کا گھر

شرح باد بروت (مونچھ کی ہوا) غرور و تکبر و لاف کے معنون مین مستعمل ہے یعنے اے شخص آخر یہ قناعت کے دعوے اور توکل کی بابت جھوٹی شیخی کب تک اِس زبانی جمع خرچ کو چھوڑ دے تیرا باطن خلاف ظاہر ہے کیونکہ تیرا خانۂ دل مکڑی کے جالے کی طرح نہایت ضعیف ہے ایسے بودے گھر مین توکل و قناعت کا گزر کسیطرح نہین ہوسکتا۔ انکے ٹھیرنے کے لیئے بڑا مضبوط مکان (اولیاء اللہ کا دل) چاہیئے۔

	از قناعت کے تو جان افروختی	از قناعتہا تو نام آموختی
ترجمہ	کچھ قناعت سے نہین ہے تجکو کام	سیکھ رکھا ہے فقط تو نے تو نام
	گفت پیغمبر قناعت چیست گنج	گنج را تو وا نمیدانی ز رنج
ترجمہ	کہتے ہین حضرت قناعت گنج ہے	گنج کو کیا جانے جو بار رنج ہے

شرح یعنے اے شخص حدیث شریف مین قول پیغمبر ہے کہ القناعۃ کنز لا یفنی یعنے قناعت ایک ایسا خزانہ ہے جو کبھی فنا نہین ہوتا اور تو رنج طلب دنیا مین منہمک رہتا ہے اور زبان سے دعوے قناعت کرتا ہے بیشک تو گنج اور رنج مین تمیز نہین کرسکتا

	این قناعت نیست جز گنج روان	تو مزن لاف اے غم و رنج روان
ترجمہ	ہے قناعت صورت گنج روان	لاف کیون بکتا ہے اے رنج روان

شرح یعنے قناعت یہ جسکی تعریف حدیث مین آئی ہے ایک گنج روان اور خزانۂ جاری ہے اور اے شخص تو

طلب دنیا مین سراسر غم اور رنج روح کا باعث ہے پھر قناعت کا جھوٹا دعوے کسیلئے کرتا ہے قناعت کے یہ معنے ہین کہ قلب کو حالتِ افلاس مین ویسی ہی تسکین ہو جیسی کہ حالت تونگری مین تہی۔

	تو مخوانم جفت و کمتر زن بغل	جفت انصافم نیم جفت دغل
ترجمہ	مجھکے جورو کیون بجاتا ہے بغل	چل پرے ہٹ مین نہین جفتِ دغل

شرح بغل زدن مسخراپن کرنے اور مذاق اڑانے کو کہتے ہین۔ یعنے اے مردوے تو جو مجھے اپنی بیوی کہتا ہے یہ تیرا مسخراپن اور ٹھٹھا بازی ہے مین تو انصاف کو اپنا خاوند جانتی ہون دغل (مکر و فریب یا مکار دغا باز) کی بیوی بننا نہین چاہتیے **نکتہ** اکثر عورتین شکر رنجی کی حالت مین بطور اظہار ناز اپنے خاوندون سے ایسے الفاظ کہدیا کرتے ہین۔

	چون قدم با شاه و با بگ مے زنی	چون مگس را بر ہوا رگ مے زنی
ترجمہ	ہمقدم شاہون کا ہوتا ہے میان	اور گھر مین مارتا ہے مکھیان

شرح بگ بفتح بائے موحدہ و بالکسر مخفف بیگ۔ ترکی لفظ ہے بمعنے امیر اور لفظ چون پہلے مصرع مین استفہام کے لئے ہے اور دوسرے مین برائے تعلیل۔ یعنے جبکہ بمقتضائے الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب زدنیا مردار ہے اور اُسکے طالب کتے ہین تو اُڑتی مکھی کو شکار کرنا چاہتا ہے۔ تو بزرگون اور امیرون کی برابری کیونکر کرسکتا ہے مطلب یہ کہ جب تو طالب دنیا ہے تو دعوے قناعت کسلیئے ہے۔ اور تو فقیر ہوکر امیرون کی طرح مغرور کیون ہے

	با سگان بر استخوان در چالشی	چون نے اشکم تہی در نالشی
ترجمہ	ہڈیون کے واسطے کتا ہے تو	اور خالی پیٹ سے روتا ہے تو

شرح چالش بمعنے سعی و کوشش و جنگ و جدال ہے یعنے تو کتے کی طرح طالب دنیا اور اس مردار کی ہڈیان بھنبھوڑنے والا ہے اور نے (بانسلی) کی مانند خالی پیٹ یعنے بھوکا ہوکر غم دنیا مین فریاد و نالہ کرتا رہتا ہے۔

	سوے ما منگر بخواری سست سست	تا بگویم آنچہ در رگہاے تست
ترجمہ	مجکو گر سمجھا ذلیل اے بد لگام	عیب تیرے منہ پہ رکھدونگی تمام

شرح یعنے اے نکھٹو مردوے تو حقارت کے ساتھ مجکو سست اور ضعیف خیال نکر۔ ورنہ مین تیرے سارے پوشیدہ عیب جو تیری رگ رگ مین پوشیدہ ہین منہ پر رکھدونگی۔ کیونکہ مین تیری رگ رگ سے واقف ہون **نکتہ** عموماً تمام عورتونکا یہی خاصہ ہوتا ہے جو اس عورت کا تہا یعنے اگر تمام عمر عورت کی نازبرداری کیجائے اور اتفاقاً خاوند اُسکی طبیعت کے خلاف کبھی کوئی بات کربیٹھے تو خاوند کے عیوب ظاہر کرنے پر آمادہ اور ناشکری پر مستعد ہو جاتی ہے حضرت عیسٰے نے ایکبار شیطان کو دیکھا کہ چار گدہون پر کچھ بوجھ لادے چلا جاتا ہے آپنے فرمایا کہ کہان جاتا ہے اور یہ کیا لادر کہا ہے۔ اُسنے جواب دیا تجارت کرنے جاتا ہون اور ان گدہون پر جور و حسد اور خیانت و مکر کو لادر کہا ہے

جور کو سلاطین کے ہاتہ بیچونگا۔ اور حسد کو علما کے ہاتہ خیانت کو تجار کے ہاتہ اور مکر کو عورتون کے ہاتہ۔

عقل خود را از من افزون دیدۂ — تو منِ کم عقل را چون دیدۂ

ترجمہ: تو نے اپنی عقل کو جانا ہے کیا — مجھسی نادان کو بتا سمجھا ہے کیا

شرح یعنے اے بیوقوف مردوے گو تو نے اپنی عقل کو میری عقل کو سے زیادہ گمان کیا ہے مگر یہ غلط خیال ہے یہ تو بتا کہ تو نے مجھ جیسی کم عقل کو کیا سمجھا ہے۔ گو حسب مضمون حدیث ہُنّ ناقصات العقل والدین (یعنے عورتین عقل اور دین دو باتونمین ناقص ہین) مین کم عقل سہی مگر تیری فریب اور بیعقلی کو خوب جانتے ہون اور تو مجھسے بہی کم عقل ہے

ہمچو گرگِ زشت اندر ما مجہ — اے زننگِ عقل تو بے عقل بہ

ترجمہ: پہاڑتا ہے کیون ہمین اے بہیڑیے — بیوقوف اچہے ہین تیری عقل سے

شرح یعنے اے شخص غضبناک بہیڑیئے کی طرح ہمارے پہاڑ ڈالنے کی کوشش نکر تو اس حدیث کا مصداق ہے قُلُوبُهُم قُلُوبُ الذِّیَابِ وَاَلسِنَتُهُم اَحلٰے مِنَ السُّکرِ یعنے آخر زمانہ مین ایسے عُلما ہونگے جنکے دل بہیڑیون کے سے ہونگے اور زبانین شکر سے زیادہ شیرین ہونگی یعنے اُنکا باطن ظاہر کے خلاف ہوگا۔ اے شخص گو تو اپنی فصیح اللسانی سے مجھے بے عقل اور اپنے آپ کو عقلمند خیال کرتا ہے لیکن اِس ننگ عقل سے تو بیعقل ہی ہوتا تو بہتر تہا یا یہ سمجہیئے کہ لفظ تو مضاف الیہ عقل کا ہے یعنے تیرے اس ننگ عقل سے وہ شخص بہتر ہے جو بیعقل ہو۔

چونکہ عقل تو عقیلۂ مردم ست — آن نہ عقل ست آن کہ مار و کژدم ست

ترجمہ: عقل تیری دام مردم ہے ضرور — عقل کیا ہے مار و کژدم ہے ضرور

خصم ظلم و مکر تو اللہ باد — دست عقل تو زما کوتاہ باد

ترجمہ: دشمن آپکے ظلم و مکر کا اللہ ہو — ہاتہ تیری عقل کا ہم سے کوتاہ ہو

شرح عقیلہ اُس پائے بند رسی کو کہتے ہین جس سے اونٹ کا پاؤن باندہا جاتا ہے مطلب یہ کہ تیری عقل آدمیون کیلیئے پابند یعنے دام فریب ہے بلکہ سانپ بچہو کیطرح انسان کو تکلیف پہنچانیوالی ہے چنانچہ تو نے اپنی عقل سے مجھے سخت ایذا پہنچائی ہے۔ اے مردوے خدا تیرے غرور کو ڈبائے اور تیرے ظلم کا دشمن ہو اور تیری عقل کا ہاتہ ہمسے دور رہے۔

ہم تو ماری ہم فسونگر اے عجب — مار گیر و ماری اے ننگ عرب

ترجمہ: سانپ بہی ہے تو فسونگر بہی ہے تو — مارگیر و مار ہے اے زشت خو

شرح یعنے تو سانپ (صاحبِ نفس امّارہ اور ایذا رسان) بہی ہے اور فسونگر (حیلہ ساز و مکار) بہی یعنے تو نے لوگون کے دکہانے کے لیئے ازروئے ریا کاری قناعت کے افسون سے اپنے نفس امّارہ کے سانپ کو قابو مین کر رکہا ہے حالانکہ فی الواقع تو قناعت کے معنے ہی نہین جانتا اے ننگ عرب تو سانپ بہی ہے اور سانپ پکڑنے والا بہی۔

نکتہ یہی حال اُس شخص کا ہے جو قبل از وصول مرتبۂ فنا اظہار صوفیت و مشیخت کرکے مکاری کے افسون سے لوگون کو مسخر یا مرید کرتا پہرتا ہے۔ ایسی کی بیعت سے الگ رہنا فرض ہے۔

زاغ اگر زشتی خود بشناختے — ہمچو برف از رنج و غم بگداختے

ترجمہ: جانتا اپنی بُرائی کو جو زاغ — غم سے ہو جاتا ہلاک اے بددماغ

شرح عورت بطور نصیحت مرد کو سمجھاتی ہے کہ اگر کالا کوا اپنی بُرائی اور بدصورتی کو معلوم کرلیتا تو رنج وغم کے باعث برف کی طرح پگھل جاتا۔ ہلاک ہوجاتا۔ اِسیطرح اے مرد وے اگر تجھے اپنی بُرائی معلوم ہوجاتی تو غیرت کے مارے مرجاتا علے ہذاالقیاس جھوٹا صوفی اپنے عیب کو عیب خیال کرتا تو ہرگز زندہ نہ رہتا لیکن مصیبت تو یہی ہے کہ اپنا عیب کسیکو نظر نہین آتا۔ اور ہر شخص اپنی عقل کو سب سے بالاتر جانتا ہے۔

مرد افسونگر بخواند چون عدو — او فسون بر مار و مار افسون برو

ترجمہ: مرد جو پڑھتا ہے منتر سانپ پر — سانپ بھی ہے فکر مین اے بیخبر

شرح لفظ چون عدو۔ دوسرے مصرع سے متعلق ہے۔ یعنے جسطرح افسونگر (منتر پڑہنے والا) سانپ کا دشمن بنکر منتر پڑہ پڑہ کے سانپ پر دم کرتا ہے اِسیطرح سانپ اُسپر اپنا منتر دم کرتا ہے پھنکارے مارتا ہے یعنے افسونگر کی ایذا رسانی کے درپے اور اُسکی جان کا دشمن ہے۔ غرضیکہ وُہ اسکے مار ڈالنے کے درپے ہے اور یہ اُسکے یہی حال طالب دنیا کا ہے کہ جسطرح وہ مال دنیوی جمع کرنے کے حیلے کرتا رہتا ہے اسیطرح دنیا اُسکی گرفتاری کے فکر مین رہتی ہے یعنے اُسے اپنے دام محبت مین پھنسا لیتی ہے علے ہذاالقیاس اے مرد وے تو جو دنیا کمانے کے لیے زہد و اتقا اور قناعت کے حیلے کررہا ہے اِس حیلہ سازی کا انجام یہ ہے کہ دنیا خود تجھے اپنی محبت مین گرفتار کررہی ہے۔

گر نبودے دامِ او افسونِ مار — کے فسون مار را گشتے شکار

ترجمہ: گر نہوتا دام جان افسون مار — کیون فسونگر اُسکا ہوجاتا شکار

شرح لفظ دام او مین اضافت لامی ہے یعنے دام برائے او اور ضمیر او افسونگر کی طرف راجع ہے۔ بودے فعل ناقص ہے اور افسون مار اسکا اسم اور دام او خبر مقدم۔ یعنے اگر افسون مار (سانپ کا پھنکارہ) افسونگر کے حق مین دام نہوتا تو افسونگر سانپ کے افسون کا شکار نہ بنتا۔ مطلب یہ کہ حُب دنیا کے سانپ کا پھنکارہ خود افسونگر کے لیئے دام بنجاتا ہے۔ اور مال دنیوی کا شکار کرنے والا خود صید دنیا ہوجاتا ہے۔ یہ شعر گزشتہ شعر کی توضیح اور اُسکا ہم معنے ہے

مرد افسونگر ز حرص کسب و کار — در نیابد آن زمان افسون مار

ترجمہ: ہے فسونگر کو جو حرص کسب و کار — اُس گھڑی پاتا نہین افسون مار

شرح کسب و کار سے تدبیر حصول دنیا۔ اور آن زمان سے حرص دنیوی مین پھنسجانے کا وقت مراد ہے یعنے جب حریص آدمی کو حُب دنیا کا سانپ اپنے افسون سے قریب ہلاکت کردیتا ہے تو اِسوقت اُسکو ایسا کوئی

منتر نہین ملتا جسکے اثر سے جانبری ہو سکے فی الواقع حبِ دنیا ایسا افعی سانپ ہے جسکے کاٹے کا منتر ہی نہین

	مار گوید اے فسونگر من وہین	آن خود دیدی فسون ما ببین
ترجمہ	سانپ کہتا ہے فسونگر ہوشیار	کر چکا تو وار اب ہے میرا وار

شرح یعنے جس وقت حُبِّ دنیا کا سانپ لپٹ جاتا ہے تو اپنے افسونگر (مکار طالب دنیا) سے یہ کہا کرتا ہے کہ ہان ہان خبردار تو نے اپنی ہلک (طلب دنیا کے متعلق فسون سازی وحیلہ بازی) کا فائدہ تو دیکھہ لیا کہ تجھے مال دنیوی حاصل ہو گیا۔ اب میرا افسون دیکھہ۔ مین افعی حُبِّ دنیا ہون دیکھہ تو سہی تجھے کسطرح اپنے افسون سے بہت جلد ہلاک کیے دیتا ہون

	تو بنامِ حق فریبی مر مرا	تا کنی رسوائے شور و شر مرا
ترجمہ	نام حق سے مجکو دہوکا دیکے تو	ہاہے مری ذلت کا خواہان سو بسو

شرح عورت کہتی ہے کہ اے مکار مرد وے تو مجکو توکل علے اللہ کا نام لیکر فریب دیتا ہے اور اس سے شاید تیرا مطلب یہ ہے کہ مین تیرے جہوٹ کی تردید کرون اور تو مجہپر خفا ہو کر لوگون سے میری مذمت کرے اور لوگ جمع ہو کر مجہپر تیری نافرمانی کا الزام لگائین۔ اور مین رسوائے خلق ہو جاؤن

	نام حقم بست۔ نے آن رائے تو	نام حق را دام کردی وائے تو
ترجمہ	نام حق سے بستہ ہون اے سست رائے	کر لیا ہے دام تو نے ہائے ہائے

شرح عورت کہتی ہے کہ مجھے نام حق نے اپنے ساتہ متعلق کر لیا ہے یعنے مین خدا کے نام سے وابستہ ہون تیری رائے سے وابستگی نہین رکہتی۔ کیونکہ تیری رائے ضعیف ہے جسکے جہوٹی اور بیکار رہبری سے تو نے نام خدا کو دام صید دنیا بنا لیا ہے۔ تیری حالت پر افسوس ہے کہ کلمات ربانی کو تہوڑی سی قیمت پر بیچتا ہے۔

	نام حق بستاند از تو داد من	من بنام حق سپردم جان و تن
ترجمہ	تجھسے لیگا نام حق خود میری داد	یعنے جان سونپی ہے اُسکو شاد شاد
	تا بزخم من رگِ جانت بُرد	یا ترا چون من بزندانے برد
ترجمہ	صبر ٹپا جائیگا تیری جان پر	اور بنے گا قید خانہ تیرا گھر

شرح عورت کہتی ہے کہ مجھے نام حق نے اپنے ساتہ متعلق کر لیا ہے اور مین نے نام حق کو اپنا دادرس اور فریاد خواہ بنا لیا ہے۔ اور اپنے جان و تن کو خدا کے سپرد کر دیا ہے وہی تجھسے میری داد لوئے گا میرا تیرا انصاف خدا کے ہاتہ ہے۔ کیا تعجب کہ جسطرح تو نے اپنے بیہودہ کلمات اور لغو باتون سے میرے دل کو زخمی کیا ہے اللہ تعالے اُسکے قصاص مین تیری رگ جان کو کاٹ دے۔ یعنے تجکو ہلاک کر دے اور لِمَ تقولون ما لا تفعلون کے سبب تجھے

حیات ابدی سے محروم رکھے یا میری طرح زندان مصیبت مین ڈالے یعنے جسطرح تو مکر کے سبب دولت دین سے محروم ہوگیا ہے دنیا کے فائدے سے بھی محروم رہے۔

	زن ازین گونہ خشن گفتارہا	خواند بر شوے خود او طومارہا
ترجمہ	کین بہت سی اُسنے باتین سخت سخت	کہول بیٹھی ایک دفتر نیکبخت

شرح خشن بمعنے سخت ہے یعنے عورت نے اسطرح کی سخت باتون کا طومار اور شکایتون کا دفتر مرد کے سامنے کہولدیا اور خوب طعنے دیئے۔ اور خوب دل کہولکر یا کمر باندہ کر خاوند سے لڑی۔

نصیحت مرد زن راکہ درفقیران بخواری منگر و در کار حق بگمان کمال نگر وطعنہ مزن در فقر فقیران وشکر کن در فقر

ترجمہ عورت کا اپنے خاوند کو بطور نصیحت یہ کہنا کہ فقیرون کو نظر حقارت سے نہ دیکھا کر اور خدا کے کامون مین کمال کا یقین رکہا کر کیونکہ خدا کا کوئی کام ناقص نہین ہوتا اور اے عورت فقیرون کی فقیری پر طعنے نہ مار بلکہ فقر کی حالت مین شکر الٰہی کیا کر

شرح خدا کے کامون مین یقین کمال رکہنے کے یہ معنے ہین کہ اُسنے جن لوگون کو واقعی صفت درویشی عنایت فرماکر خاص اپنے کامون مین لگا لیا ہے اُنکی نسبت مکاری وحیلہ سازی کا گمان گویا خدا کے کامون کو ناقص خیال کرنا ہے اور ایسا گمان کبیرہ گناہ ہوجاتا ہے اسلیئے انسان پر لازم ہے کہ درویشونکیطرف سے بدگمان نہ رہے

	مرد چون این طعنہا از زن شنفت	مستمع شد بعد ازان بین تاچہ گفت
ترجمہ	مردنے طومار جب سب سُن لیا	ہمسے سُن لے کیا جواب اچھا دیا

شرح یعنے مرد پہلے تو اپنی گہروالی کے طعنے سنتا رہا پہر سُنتے سُنتے کیا اچھا جواب دیا ہے جو فی الواقع سننے کے قابل ہے اور آئندہ اشعار مین تفصیل کے ساتہ بیان کیا گیا ہے

	گفت اے زن تو زنے یا بوالحزن	فقر فخر آمد مرا طعنہ مزن
ترجمہ	یہ کہا سُن کے اُسکے طعن ولعن	فقر فخری ہے ندے تو مجکو طعن

شرح بوالحزن بمعنے صاحب حزن وغم ہے۔ مردنے اپنی گہروالی کو بوالحزن اسلیئے کہا کہ وُہ افلاس کے باعث خود بہی غمگین رہتی تہی اور اپنے طعنون سے خاوند کو بہی مغموم کردیتی۔ تہی اور **الفقر فخری** صحیح حدیث ہے رسول اللہ صلعم فرماتے ہین کہ درویشی میرے لیے باعث فخر ہے مطلب یہ کہ اے عورت تو عورت ہے یا غم کی تپلی درویشی کے متعلق مجہے طعنے کیون دیتی ہے اری بہاگوان مین حسب مضمون حدیث فقر کو اپنا فخر جانتا ہون دوسرے مصرع مین لفظ مرا فخر اور طعنہ دونون سے متعلق ہوسکتا ہے اسلیئے یا تو یہ معنے ہین کہ فقر میرا فخر ہے تو طعن

نہ کریا یہ کہ حدیث مین الفقر فخری آیا ہے - تو مجہپر طعنہ زنی نکر۔

	مال وزر سر را بود ہمچون کلاہ	کل بود آن کز کلہ سازد پناہ
ترجمہ	مال وزر سر کے لیئے ہے اک کلاہ	ہے وہ گنجا جسکی ہے ٹوپی پناہ

شرح یعنے مال وزر کی ایسی مثال ہے جسطرح سر کی ٹوپی - وہ شخص گنجا ہوتا ہے جو کلاہ کو اپنی سر کی حفاظت بناتا ہے یعنے کلاہ سے اپنے عیوب چہپاتا ہے مطلب یہ ہے کہ مال اہل دنیا کو اسلئے محبوب ہے کہ وہ اُنکے عیوب چہپالیتا ہے۔ حدیث مین آیا ہے کہ العلم والمال یستران کل عیب مال اور علم تمام عیبون کا پردہ ہین اور عارف جنکے قلوب دولت عشق حقیقی سے مالامال ہین اُنکو ظاہری مال وزر کی کچہ حاجت نہین وہ کچہ عیب ہی نہین رکہتے جسکو مال کے پردہ مین چہپائین

	آنکہ زلف وجعد رعنا بایدش	چون کلاہش رفت خوشتر آیدش
ترجمہ	زلف اور چوٹی ہو جسکی خوش حسین	گر ہو ٹوپی اُسسے بردا ہنہین

شرح جعد بمعنے چوٹی اور رعنا بمعنے دراز وخوبصورت ہے یعنے جسکے زلفین اور بال خوبصورت ہون اگر اُسکی ٹوپی اُڑگئی ہو تو خوبصورتی اور زیادہ ہوجائیگی یعنے عارفان کامل جو عیوب سے پاک ہین اُنکے پاس مال نہونا اور بہی اُنکی زینت قلبی کا باعث ہے

	مرد حق باشد بمانند بصر	پس برہنہ بہ کہ پوشیدہ نظر
ترجمہ	مرد حق ہوتا ہے مانند بصر	دیکہہ کیا سکتا ہے پوشیدہ نظر

شرح یعنے مرد حق رعارف کامل ربینائی کی مانند ہے بس توجسطرح نظر کا برہنہ اور بے حجاب رہنا بہتر ہے کیونکہ نظر پردہ مین رہکر قدرت حق کو نہین دیکہہ سکتی۔ اسیطرح عارفین کو بہی حجاب مال وزر سے جُدا رہنا اچہا ہے کیونکہ حجاب مال وزر مشاہدۂ شاہد حقیقی سے محروم رکہتا ہے

	وقت عرضہ کردن آن بردہ فروش	بر کند از بندہ جامۂ عیب پوش
ترجمہ	پیش کرنے کے لیے بردہ فروش	دور کردیتا ہے ستر عیب پوش
	ور بود عیبے برہنہ کے کند	بل بجامہ خدعۂ باوے کند
ترجمہ	اور اُسمین عیب ہوتا ہے اگر	کپڑے پہناتا ہے اُسکو حیلہ گر

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین اور عرضہ بمعنے پیش کردن مبیع بر مشتری ہے یعنے بکنے والی چیز کو خریدار کے سامنے لانا تاکہ وہ تمام عیب وصواب دیکہہ لے۔ مطلب یہ کہ جو شخص اپنے کسی بے عیب غلام کو بیچتا ہے تو اُسکے تمام کپڑے اُتار لیتا ہے تاکہ خریدار اُسکو تمام جسمانی عیوب سے پاک سمجہکر بلا تامل خریدلے بیچنے والے کو یہ جرأت اُسیوقت ہوتی ہے جبکہ غلام فی الواقع بے عیب ہوتا ہے اور اگر اُسمین کوئی عیب ہے تو اُسکو بیچنے والا برہنہ نہین کرتا بلکہ اچہے اچہے کپڑے پہناکر

خریدار کو دہوکا دیتا ہے یہ پہلے مضمون کی دوسری تمثیل ہے یعنے عارفون کو ظاہری زینت اور حجاب مال کے حاجت نہین ہے۔ وہ بالکل بے عیب ہین البتہ اہل دنیا مال سے اپنا عیب چھپایا کرتے ہین۔ خدعہ بمعنے فریب ودغا ہے

	گوید این شرمنده است از ننگ و بد	از برهنه کردن او از تو رمد
ترجمہ	اور کہتا ہے کہ ہے یہ با حیا	ہو نہین سکتا ہے ننگا بر ملا

شرح یہ شعر پہلے قطعہ بند کے دوسرے شعر سے متعلق ہے اور گوید کا فاعل اُس عیب دار غلام کا بیچنے والا ہے جو یہ کہکر مشتری کو دہوکا دیتا ہے کہ یا حضرت یہ غلام اسلیئے کپڑے نہین اُتارتا کہ اپنے اچھے برے مثلاً پیٹ پیٹھ اور ناف و زانو اور ستر عورت کے اظہار سے حیا کرتا ہے۔ اگر مین اُسکو جبراً برہنہ ہونے کا حکم دونگا تو یہ آیندہ تمسے نفرت کرنے لگیگا کیونکہ برہنہ کرنے کا باعث تم ہوگے مطلب یہ کہ جو باعیب ہوتے ہین وہ مال واسباب اور خارجی زینت سے اپنے عیوب چھپانے اور حیلہ حوالہ بتاکر اُنہین پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتے ہین اور ولی کامل چونکہ تمام عیبون سے بری ہوتا ہے اسلیئے مال ودولت کو اپنا پردہ بنانا پسند نہین کرتا

	خواجه در عیب است غرقه تا بگوش	خواجه را مال است و مالش عیب پوش
ترجمہ	عیب مین ہے غرق گو وہ تا بگوش	مال دولتمند کا ہے عیب پوش

شرح یعنے گو دولتمند آدمی پانو سے لیکر کان یعنے سر تک عیبون مین ڈوبا ہوا ہو مگر اُسکا مال اُسکے تمام عیب ڈہانک لیتا ہے

	کز طمع عیبش نه بیند طامعے	گشت دلها را طمعها جامعے
ترجمہ	عیب کیا دیکھے گی طامع کی نظر	ہے طمع دل مین اکھٹی سر بسر

شرح یعنے جس شخص کے پاس مال ہو اُسکا عیب کوئی نہین ظاہر کرتا کیونکہ لوگون کے دلون مین طمع بہت سی جمع ہوگئی ہے اور چار طرف سے احاطہ کر لیا ہے طامع اگر مال دار کی عیب جوئی کریگا تو طمع کے باعث جو اُمید نفع ہے وہ منقطع ہو جائیگی

	ور گدا گوید سخن چون زر کان	ره نیابد کالۂ او در دکان
ترجمہ	اور گدا کی بات ہو گر زر کان	کون اُسکی بات پر دہرتا ہے دہیان

شرح زر کان۔ معدنی سونا جو کان سے نکلتا ہے اور نہایت خالص ہوتا ہے۔ اور کالہ بمعنے متاع واسباب یعنے دولتمند کے تمام عیوب ہنر مین داخل ہوتے ہین اور فقیر کوئی ایسی قیمتی بات کہدے جو خالص سونے کے مانند ہو تب بہی اُسکا اسباب (نصیحت) کسی دُکان (گوش قبول) مین نہین سماسکتا اور اُسکے ہنر کا کوئی خریدار نہین بنتا۔ بلکہ لوگ اُسے کم پایہ اور بے وقوف بتاتے ہین۔

	کار درویشی ورای فهم تست	سوی درویشان تو منگر سست سست
ترجمہ	کار درویشی ہے باہر فہم ہے	تو برا کیون کہہ رہی ہے وہم سے

شرح یعنے اے عورت درویشون کے فعل تیری سمجھ سے باہر ہین۔ تجھے کیا خبر کہ فقیر جھولی مین کیا ڈالتا ہے اور کیا نکالتا ہے تو فقیرون کو حسب ظاہر شکستہ حال دیکھکر اُنکو حقیر سمجھتی ہے حالانکہ یہ تیری کم فہمی اور سراسر بدگمانی ہے

	زانکہ درویشی ورائے کارہاست	**دمبدم از حق مر ایشان را عطاست**
ترجمہ	کار درویشی ہے کامون سے جدا	اُنکو ملتی ہین عطاہائے خدا

شرح یعنے اے عورت درویشون کے افعال اہل دنیا کے افعال سے بالکل جدا ہین اہل دنیا کو ظاہری خزانے دیے گئے ہین اور درویشون کو گنج معنوی (عرفان وقناعت) مرحمت ہوا ہے خدا کی عطائے خاص درویشون ہی کے ساتھ مخصوص ہے مگر اس رمز کو ہر کوئی نہین سمجھ سکتا۔

	بلکہ درویشان ورائے ملک ومال	**روزیے دارند ژرف از ذوالجلال**
ترجمہ	وہ نہین رکھتے خیال ملک ومال	روزی دیتا ہے اُنہین خود ذوالجلال

شرح یعنے اے عورت درویش لوگ ملک معانی وعرفان اور دولت قناعت وایمان کے علاوہ خدا کی طرف سے بڑی فراخ روزی (تجلی الٰہی) رکھتے ہین اور اس روزی نام اُنکی اصطلاح مین غذائے روحانی ہے۔

	حق تعالیٰ عادلست وعادلان	**کے کنند استمگری بابیدلان**
ترجمہ	حق ہے منصف اور منصف بالیقین	بیدلون پر ظلم کرتا ہی نہین

شرح یعنے اللہ تعالے عادل ہے اور عادل اُسی کو کہتے ہین جو دادگر اور سب کے حقوق مین برابری کرنے والا ہو جو حاکم دولتمندون پر کرم اور ضعیفون پر ستم کرے وہ عادل نہین بلکہ فاسق ہے مطلب یہ کہ چونکہ اللہ تعالے سب سے بڑا حاکم وعادل ہے اسلیئے وہ بیدلون (ضعیفون) پر ہرگز ستم نہین کرتا۔ یعنے بیدلون کو فقروفاقہ یا بیماری ونا داری مین مبتلا کردینا معاذ اللہ داخل ستم نہین بلکہ عین عدل وانصاف الٰہی ہے اسکی وجہ آئیندہ شعر مین بیان ہوگی۔

	آن یکے را نعمت وکالا دہند	**وین دگر را بر سرش آتش نہند**
ترجمہ	یہ نہین ہوتا کہ نعمت اُسکو دے	اور جلائے دوسرے کو آگ سے

شرح دونو مصرعون مین استفہام انکاری ہے یعنے یہ ہرگز نہین ہوسکتا کہ اللہ تعالے ایک کو تو نعمت ودولت اور سامان دنیوی عنایت فرمائے۔ اور دوسرے کے سر پر آگ رکھدے یعنے آتش فقروفاقہ یا سخت مصیبت مین مبتلا کردے۔ کیونکہ ایسا کرنا ستمگری ہے اور عدل الٰہی بالکل اسکا مخالف ہے بلکہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ تفاوت مراتب (ایک کی دولتمندی دوسرے کی فقیری ایک صحت دوسرے کی بیماری) عین عدالت الٰہی ہے اللہ تعالے نے ایک کو اسلیئے فقرومصیبت دی ہے کہ شاید اُسکو دولت ملتی تو سرکش اور نافرمان ہوجاتا قرآن مجید مین ہے وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ یعنے اگر اللہ اپنے بندون کی روزی فراخ کردیتا تو نہایت سرکش ہوجاتے اور دوسرے کو نعمت اسلیئے عنایت

ہوئی ہے کہ فقیرون کو صدقہ دے بعض بندگان نفس کو اسلیئے مال ملا ہے کہ وہ ہوا پرست ہو کر قابل نار ہو جائین اور یہ دوزخ کے حق مین عدل ہے کیونکہ وہ بہی مخلوق الٰہی ہے۔ اور بعض کو اس غرض سے زاہد متقی بنایا گیا ہے کہ وہ درجات عالیہ کے مالک بنجائین غرضیکہ اللہ تعالےٰ کا کوئی فعل حکمت اور عدل سے خالی نہین ہے۔ اُسنے ہر ایک کو وہی شئے عنایت فرمائی ہے جو اُسکے لائق تہی اور یہ سراسر عدل ہے۔

	آتشش سوزد کہ دارد این گمان	بر خدائے خالق ہر دو جہان
ترجمہ	دوزخی ہو وہ جو رکہے یہ گمان	سوئے خلاق زمین و آسمان

شرح آتشش سوزد بد دعا ہے اور کہ بمعنے ہر کہ اور اشارۂ این بجانب ستمگری ہے یعنے جو شخص خالق ہر دو جہان پر ستمگری کا گمان کرے خدا کرے اُس بدگمان کو یہی دنیوی اگ یا آتش دوزخ جلا کر خاکستر کر دے بعض نسخون مین سوزد کی جگہ سوزا مخفف سوزاد ہے اور معنے دونون کے ایک ہین

	فقر فخری بر گزاف ست و مجاز	صد ہزاران عز پنہان ست و ناز
ترجمہ	فقرٌ فخری لغو ہے ؟ یا ہے مجاز ؟	یہ نہین ہین اسمین پنہان عز و ناز

شرح گزاف بمعنے بیہودہ و ہرزہ۔ و مجاز ضد حقیقت یعنے وہ کلمہ جو اپنے حقیقی معنون مین مستعمل نہو پہلے مصرع مین استفہام انکاری ہے یعنے المخاطب کیا کلمۂ اَلفَقرُ فَخرِی (حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) خدا نخواستہ کوئی بیہودہ یا لغو بات یا تیرے نزدیک غیر حقیقی معنون مین مستعمل ہے نہین ہر گز۔ بلکہ تیرا یہ خیال بالکل غلط ہے۔ حدیث اَلفَقرُ فَخرِی کا مضمون بالکل درست ہے اور یہ مبارک کلمہ اپنے حقیقی معنون مین مستعمل ہوا ہے فقر مین فی الواقع ہزارون عزتین پنہان ہین۔ اور حقیقی درویش اس حدیث کے لحاظ سے اپنے فقر پر ہزارون طرح کے ناز کرتے ہین نکتہ حدیث مذکورہ مین لفظ فقر سے احتیاج مال اور اسکی طلب مین سرگردانی مراد نہین ہے جو آجکل کے گداگرونکی خصلت ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ آدمی تمام حالتون اور جمیع اُمور مین اپنے آپ کو محتاج اور فقیر بارگاہ حق سبحانہ و تعالےٰ جانے اور مال نہونے سے پریشان نہو یہ درویشی عام لوگون کی سمجہ سے باہر ہے اور اسکی شان مین الفقر فخری وارد ہوا ہے۔

	از غضب بر من لقب ہا راندی	مار خوئے و مار گیرم خواندی
ترجمہ	تو نے بیہودہ دیئے مجکو لقب	مار خوئے و مار گیرائے پُر غضب

شرح یعنے اے عورت تو نے درویشی کے معنون کو نہین سمجہا اور کم فہمی کے باعث مجہپر بہت سی پہبتیان کہین کبہی مکار کبہی حیلہ ساز۔ کبہی سانپ اور کبہی سانپ پکڑنے والا حالانکہ قرآن مجید مین موجود ہے وَلَا تَنَابَزُوا بِالاَلقَابِ اے ایمان والو باہم ایکدوسرے کو برے لقب سے نہ پکارو۔ راندی اور خواندی کو ضرورت شعر کے لیئے بفتح نون

پڑہنا چاہیئے۔ بعض نسخون مین یار گیرم مار گیرم۔ ماخوا مدی ہے یعنے مین تجکو اپنا دلی دوست جانتا ہون اور تو مجکو مار گیر سمجھتی ہے۔

	گر بگیرم مار۔ دندانش کنم	تا کش از سر کوفتن ایمن کنم	
ترجمہ	توڑتا ہون دانت مین تو سانپ کے	تاکہ سر کوبی سے بہتر سے بچے	

شرح یعنے مین اگر کسی سانپ (صاحب نفس امارہ اور اہل دنیا) کو شکار کرتا ہون تو اے عورت تو یہ سمجھتی ہے کہ یہ طلب دنیا کا حیلہ ہے حالانکہ میرا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اُسکے دانت اُکھاڑ دون یعنے اُس سے اخلاق ذمیمہ کو دور کرون تاکہ وہ ہلاکت اور سر کچلے جانے کے عذاب سے بچ رہے اور شریعت کے پتہر کہا کر اختیاری موت سے مر جائے اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ خود اضطراری موت سے اور لوگ اُسکے شر سے محفوظ رہین گے

	زانکہ دندانش عدوے جان اوست	من عدو را مے کنم زین علم دوست	
ترجمہ	دانت خود دشمن ہین اُسکی جان کے	دوست مین کرتا ہون اس ترکیب سے	

شرح یہ گذشتہ شعر کی دلیل ہے یعنے مین اُس سانپ (صاحب نفس آمارہ) کے دانت اسلیئے اکہاڑ دیتا ہون کہ سانپ کے دانتون ہی مین زہر ہوتا ہے۔ اور اُسکی دانت ہی اُسکے جان کے دشمن ہین لوگ سانپ کو دانتون ہی کے خوف سے مار ڈالتے ہین یعنے صاحب نفس آمارہ اخلاق ذمیمہ ہی کے باعث ہلاک ہو جاتا ہے۔ اسلیئے مین اُن دانتون کو جو سانپ کی جان کے دشمن ہین اُکہاڑ دیتا ہون۔ دوسرے مصرع کے یا تو یہ معنے ہین کہ سانپ آدمیون کی جان کا دشمن ہے مین دانت اُکہاڑ کر اُسے دوست بنا دیتا ہون۔ کیونکہ دانت اُکھڑے ہوے سانپ کو لوگ اپنا دشمن نہین سمجھتے۔ یا یہ مطلب ہے کہ مین دانت اُکہاڑ کر سانپ کو اُسکی جان کا دوست بنا دیتا ہون کیونکہ اس حالت مین کوئی اُسکے مار ڈالنے کا قصد نہین کرتا۔ مطلب یہ کہ مین اپنے علم ونصیحت کے باعث بندگان نفس آمارہ کے اخلاق ذمیمہ دور کر کے اُنکو نیک لوگونکا دوست بنا دیتا ہون۔ جب بُرے اخلاق دور ہو جاتے ہین تو نیک لوگ اپنے پاس بٹہانے سے نفرت اور اُسکی صحبت سے پرہیز نہین کرتے۔

	از طمع ہرگز نخوانم من فسون	این طمع را می کنم من سرنگون	
ترجمہ	حرص کے باعث نہین پڑہتا فسون	بلکہ کرتا ہون مین اسکو سرنگون	

شرح یعنے اے عورت مین دنیوی طمع کے سبب کسی شخص پر منتر نہین پڑہتا بلکہ اس طمع کو اوندہے منہ گرا کر لوگون کے ساتہ سچی خیر خواہی کرتا ہون۔

	حاش للہ کاین طمع از خلق نیست	از قناعت در دلِ من عالمیست	
ترجمہ	حاش للہ طمع خلقت کی نہین	ہے مرے دل مین قناعت جا گزین	

شرح حَاشَ وَحَاشَا بمعنے پناہ و پاکیزگی و دوری یعنے اے عورت مین طمع سے خدا کی پناہ مانگتا ہون اور لوگونکو اُنہین کی خیر خواہی کے لیئے اپنا معتقد کرتا ہون مخلوق سے کسیطرح کی طمع نہین رکہتا میرے دل مین قناعت کا ایک ایسا جہان آباد ہے کہ جسمین طمع کا گذر ہی نہین ہو سکتا **نکتہ** اس اعرابی درویش نے مخلوق سے طمع رکہنے کا انکار کیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ خالق سے طمع رکہنی منافی قناعت و صبر نہین ہے کیونکہ حضرت ایوب کی شان مین اِنَّا وَجَدْنَاہُ صَابِرًا (بیشک ہمنے اپنے بندے ایوب کو صابر پایا) نازل ہے حالانکہ حضرت نے رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ (اے خدا مجھے بیماری لگ گئی ہے) فرماکر اپنے مرض کی شکایت اور صحت کی طمع خدا سے کی تہی۔

	از سر امرود بُن بینی چنان	زان فرود آ تا نماند این گمان
ترجمہ	تو چڑہی بیٹھی ہے کیون امرود پر	بد گمان آ دیکھہ لے جلدی ہی اُتر

شرح امرود بُن باضافت مقلوب ہے بمعنے درخت امرود بر سر امرود بن آمدن (امرود کے درخت پر چڑہنا بمعنے گمان و تخمین ہے اور امرود کے درخت سے اُترنا گمان و تخمین کے چہوڑ دینے کو کہتے ہین یعنے اے عورت تو مرتبۂ بُن ناقصات العقل مین ہے۔ اور گویا امرود کے درخت پر چڑہی ہوی ہے اسلیئے بدگمان ہوکر مجھے مکار جانتی ہے اس امرود کے درخت (مرتبۂ نقصان عقل اور بدگمانی) سے اُتر آتا کہ حقیقت حال معلوم ہو جاے اور میری طرف سے بدگمانی جاتی رہے **لطیفہ** امرود کے درخت کے متعلق بعض شارحین نے اس مقام پر ایک لطیفہ لکہا ہے وُہ یہ کہ ایک فاحشہ عورت نے اپنے آشنا سے شرط کی کہ مین کسی دن اپنے خاوند کے سامنے تجہے گلے سے لگا لون گی۔ چنانچہ ایک روز اُسنے آشنا کو کہلا بہیجا کہ تم فلان وقت فلان باغ مین پہنچکر کسی جگہ چہپکر بیٹہہ رہنا۔ مین اپنے خاوند کو لیکر اُسی باغ مین آؤنگی حسب الارشاد اُسکا آشنا پہلے سے جا چہپا۔ اور وہ اپنے خاوند کو لیکر آئی۔ سیر کرتے کرتے دونو خاوند بیوی ایک امرود کے درخت کے نیچے پہنچے اور عورت امرود توڑنے کے بہانے جہٹ درخت پر چڑہ گئی اور اوپر چڑہکر خاوند کو لعنت ملامت کرنی اور گالیان کہنے دینے شروع کردے اُسکا خاوند نیچے کہڑا کہڑا سخت متعجب ہوا اور بمنت و سماجت پوچہنے لگا کہ تم کسی قصور پر لعنت ملامت کر رہی ہو عورت نے جواب دیا کہ او کمبخت جا نہا مین سب کچہ دیکہہ رہی ہون توکب سے موقع کا منتظر اور فرصت کا متلاشی تہا کہ میرے جدا ہوتے اور درخت پر چڑہتے ہی اس عورت کو پیار کرنے لگا؟ یہ تیری آشنا کون ہے جو کونے مین چہپی بیٹہی تہی؟ اس خالہ کی خلیجی کو کہان سے ساتہ لگا لایا تہا۔ ؟ ٹہیر اتو رہ مین درخت سے اُترکر کیسی جوتیون سے خبر لیتی ہون۔ اور دونون کیسی فضیحتی کرتی ہون مرد یہ تقریر سُنکر نہایت حیران ہوا اور قسم کہا کر کہنے لگا کہ میرے پاس تو کسی غیر عورت کا نام و نشان ہی نہین۔ پیار کرنا کیسا؟ عورت بولی کہ ہے ہے چالباز مرد دیکھے میرے دیدون مین خاک ڈالے جاتا ہے کیا مین ایسی اندہی ہو گئی ہون۔ مجھے تو صاف نظر آرہا ہے کہ تو کسی

عورت کو گود مین لیئے بیٹھا ہے مردنے پھر سخت متعجب ہو کر قسم کھائی۔ اور عورت غضبناک ہو کر درخت سے اتر آئی اور چار طرف غور سے دیکھا مگر یہان کیا رکھا تھا انجام کار ندامت زدہ ہو کر خاوند کے پانوںمین گر پڑے اور یہ کہا کہ شاید اس امرود کے درخت ہی مین کچھ ایسا اثر یا سِر کوئی اسرار ہے کہ اوپر چڑہنے والے کو ایک کے دو نظر آتے ہین مردنے کہا کہ تم اجازت دو تو مین بھی امتحان کر لون عورت نے اجازت دی مرد درخت پر چڑھا عورت نے اپنے آشنا کو جو پہلے ہی سے باغ کے کسی گوشہ مین چھپا ہوا تھا اشارہ سے اپنے پاس بلا کر گلے لگا لیا خاوند چیخنے لگا کہ اے نابکار عورت تو غیر مرد سے کو پیار کیون کر رہی ہے عورت نے جواب دیا کہ یہان کوئی غیر مرد وا نہین بلکہ اب مجھے اور تمہین دونون کو یقین ہو گیا ہے کہ یہ اِس درخت پر چڑہنے کا اثر ہے یہ سُنکر مرد خاموش ہو گیا اور اُسکے اترنے سے پہلی عورت نے اپنے آشنا کو چلتا کر دیا۔ نکتہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس مکار عورت کے درخت پر چڑہنے اور آشنا کو گلے لگانے کا لطیفہ عرب مین مشہور تھا اسلیئے اعرابی درویش اپنے گھر والی کو اُس قصہ کی طرف اشارہ کر کے یہ کہتا ہے کہ تو اُس مکارہ عورت کی طرح گویا امرود کے درخت پر چڑھکر یہ مجھے حریص وطامع خیال کرتی ہے حالانکہ مین اِس سے بالکل پاک ہون۔

	چونکه بر گردی و سرگشته شوی		خانه را گردنده بینی آن توئی	
ترجمہ	پھرتے پھرتے پھر گیا ہے تیرا سر		کون کہتا ہے کہ چکر مین ہے گھر	.

شرح یعنے اے عورت جب تو زیادہ چکر کھائے اور تیرا سر پھر جائے تو تجکو اپنا گھر چکر کھاتا معلوم ہو گا حالانکہ چکر کھانیوالی خود تو ہی ہے گھر اپنی جگہ قایم ہے۔ اسیطرح چونکہ تو خود طالب دنیا اور حریص ہے مجکو بھی ایسا ہی جانتی ہے مولانا قدس سرہ نے آیندہ عنوان کے تمام اشعار اِسی شعر کی مناسبت سے لکھے ہین۔

دربیان آنکه جنبیدن هر کسے ازانجاست که وے ستهر کسے از چنبرهٔ وجودی بیند تابهٔ کبود آفتاب راکبود نماید۔ وتابهٔ سرخ سرخ وچون تابه‌ها از رنگ بیرون آید سپید شود واز همه تابه‌هائے دیگر او راست گوئے تر باشد

ترجمہ اِس بات کا ذکر کہ ہر شخص کی حرکت نظری اُسی مقام سے تعلق رکھتی ہے کہ جس مقام مین وہ شخص خود موجود ہے۔ اور ہر شخص اپنے دائرہ وجود کے لحاظ سے دوسرے کو دیکھتا ہے۔ اسکی مثال ایسی ہے کہ نیلے رنگ کا شیشہ آفتاب کو نیلا۔ اور سُرخ رنگ کا شیشہ آفتاب کو سُرخ دکھاتا ہے جب شیشے پر کوئی رنگ نہین ہوتا ہو وہ سفید ہوتا ہے اور دیگر تمام شیشون سے زیادہ سچ بولتا ہے یعنے آفتاب کو ویسا ہی دکھاتا ہے جیسا کہ خود ذات آفتاب ہے

شرح اِس عنوان کا یہ مطلب ہے کہ ہر شخص کی حرکت ارادی اور نظری اُسی حالت کی جانب سے ہوتی ہے

کہ جس حالت مین وہ خود موجود ہے مثلاً اگر وہ کفر کی حالت مین ہے تو اُسکی نظر مین دوسرے بھی ایسے ہی ہونگے اور اگر ایمان کی حالت مین ہے تو اورون کو بھی مومن ہی خیال کریگا۔ علےٰ ہذا القیاس جو شخص نیکیون کی حالت مین ہے اُسکی نظر صرف دوسرون کی نیکیون پر ہوگی۔ اور گناہون کی حالت مین ہے تو دوسرون کو بھی گنہگار خیال کریگا۔ کیونکہ ہر شخص اپنے دائرہ وجود سے دوسرے کو دیکھتا ہے اُسکے دائرہ وجود مین ایمان ہے تو غیرونکو مومن اور کفر ہے تو غیرون کو کافر جانے گا۔ اسکی مثال ایسی ہے جیسا کوئی شیشہ یا عینک کہ سبز ہے تو سبز دکھائیگی اور سُرخ ہے تو سُرخ۔ البتہ جب سپید ہوگی تو اشیا کو انکی اصلی حالت پر دکھائیگی۔ اسیطرح آئینہ قلب منور ہوگا تو ہر شے اصلی حالت پر معلوم ہوگی چنانچہ آیندہ اشعار انہی معنون کی تائید مین ہین۔

	دید احمد را ابوجہل و بگفت	زشت نقشے کز بنی ہاشم شگفت
ترجمہ	دیکھکر احمد کو بوجہل لعین	بول اُٹھا نقش یہ اچھا نہین

شرح ابوجہل نے حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھکر یہ کہا کہ یہ محمد بہت ہی بُرا نقش ہے جو اولاد ہاشم مین سے ظاہر ہوا ہے چونکہ ابوجہل کا دائرہ وجود انواع شرک وحسد سے پُر تھا اسلئے اُسنے رسول اللہ کو بھی نقش زشت خیال کیا اور اِس بات کو نہ جانا کہ وہ اپنی حالت کے عکس سے ایسا کہہ رہا ہے چونکہ اُسنے اپنی حالت کو آئینہ جمال رسول مین دیکھہ لیا تھا اسلئے بُرے کو بُرا ہی نظر آیا۔

	گفت احمد مر ورا کے راستی	راست گفتی گرچہ کارافزاستی
ترجمہ	آپنے سُنکر کہا سچا ہے تو	راست گو ہے گرچہ کارافزا ہے تو

شرح یعنے ابوجہل مردک کے جواب مین رسول اللہ نے یہ فرمایا کہ بیشک تو سچ کہتا ہے کیونکہ تو نے اپنی بُرائیون کو میرے آئینہ جمال مین دیکھہ لیا ہے لیکن تو نے اپنے کلام مین زیادتی اور بوالفضولی کی ہے کہ جو کچھ اپنی ذات مین دیکھا تھا وہ میری طرف منسوب کر دیا۔

	دید صدیقش بگفت اے آفتاب	نے ز شرقی نے ز غربی خوش بتاب
ترجمہ	اور کہا صدیق نے اے رشک مہر	ہے ترا مشرق دگر۔ دیگر سپہر

شرح یعنے رسولخدا کو ابوجہل نے اپنی بُرائی کے سبب نقش زشت کہا اور اپنی ذاتی نیکی کے باعث حضرت ابوبکر صدیق نے یہ فرمایا کہ اے آفتاب ہدایت تو ہمیشہ چمکتا رہ اور عالم کو فیض پہنچاتا رہ۔ کیونکہ تو نہ شرقی ہے نہ غربی یعنے تو آفتاب آسمان دنیا نہین ہے کہ تجکو شرق وغرب اور عروج وہبوط وزوال سے تعلق ہو بلکہ آفتاب آسمان صفات واسماء اور نور محض ہے۔ جو مشرق بنی ہاشم او مطلع عبد اللہ بن عبد المطلب سے چمکا ہے اور جسنے مشارق ومغارب کو منور کر رکھا ہے۔ تیرا نور مشرق سے لیکر مغرب تک تا بہ قیامت پھیلتا اور تمام عالم کو روشن کرتا رہیگا۔

گفت احمد راست گفتی اے عزیز — اے رہیدہ تو ز دنیائے نہ چیز

ترجمہ: بولے حضرت راست ہے یہ اے عزیز — روبرو تیرے ہے دنیا ہیچ چیز

شرح یعنے آنحضرت صلعم جسطرح ابوجہل کو راست گو فرماچکے تہے اسیطرح حضرت صدیق سے ارشاد کیا کہ تو اپنے کلام مین سچا اور دنیائے ناچیز و ہیچ سے رہائی یافتہ ہے یہان سے یہ نکلتا ہے کہ ابوجہل دنیوی محبت کی گرفتاری کے سبب آپکی رسالت کا منکر تہا۔

حاضران گفتند اے صدر الورا — راست گو گفتی دو ضد گو را چرا

ترجمہ: قول یہ سنکر صحابہ نے کہا — بتنے کیون دونون کو حق گو کہدیا

شرح یعنے جبکہ رسولخدا نے ابوجہل اور ابوبکر صدیق رض دونون کو راست گو اور سچا بتایا تو دیگر حاضرالوقت صحابہ نے ازراہ تعجب آپ سے یہ سوال کیا کہ اے صدرالورا (جمیع مخلوق کے سردار) ابوجہل نے تو آپ کو نعوذباللہ نقش زشت کہا اور آپ کی تکذیب کی اور حضرت صدیق نے آپ کو آفتاب ہدایت فرمایا اور صدق دل سے آپ پر ایمان لائے ان دونون کا کلام ایکدوسرے کی ضد ہے انمین ایک (ابوجہل) جہوٹا ہے اور ایک (حضرت صدیق) سچے ہین پہر آپنے دونون کو راست گو کیون فرمایا اسکا کیا سبب ہے، اس سوال کا جواب آئندہ شعر مین ہے۔

گفت من آئینہ ام مصقول دست — ترک و ہندی در من آن بیند کہ ہست

ترجمہ: آپ بولے ہو ئین حق کا آئینہ — جیسا جو ہوگا دیکھے گا آئینہ

شرح یعنے رسولخدا نے گزشتہ سوال کا یہ جواب دیا کہ مین دست قدرت الہی کا صیقل کیا ہوا اور صاف و مجلّا آئینہ ہون کوئی شخص ترک کا رہنے والا ہو یا ہند کا عرب کا یا فارس کا میرے آئینہ جمال مین اُسکو وہی حالتین نظر آئینگی جو خود اسمین موجود ہونگی۔ کیونکہ جو جیسا ہوتا ہے آئینہ مین ویساہی نظر آتا ہے مین بُرے کو بُرا نظر آتا ہون اور اچہے کو اچہا مصقول بمعنے مُجلّا و صیقلکردہ ہے۔

ہر کرا آئینہ باشد پیش رو — زشت و خوب خویش را بیند درو

ترجمہ: آئینہ رکہے گا جو پیش نظر — دیکہہ لیگا اپنے سب عیب و ہنر

شرح یعنے جس شخص کے روبرو آئینہ رکہا ہوگا وہ اپنی بُرائی بہلائی کو اسیطرح معلوم کرلیگا جسطرح کہ وہ فی الواقع موجود ہے علے ہذاالقیاس اعرابی درویش اپنی گہروالی سے کہتا ہے کہ اے نیکبخت تو مجہے بُرا تو کہتی ہے مگر فی الواقع مین بُرا نہین ہون بلکہ تجہے اپنی بُرائیون اور عیبون کا عکس مجہ مین نظر آتا ہے۔

اے زن از طماع مے بینی مرا — زین تحری زنانہ برتر آ

ترجمہ: گر طمع تجکو نظر آئے مری — یہ تحری زنانہ ہے تری

شرح تحری زنانہ۔ عورتون کی سی عقل اور ناقص فکر کے معنون مین ہے اور یہان سے پہر مرد کا جواب شروع ہوا ہے یعنے اے عورت تو جو مجھے طماع کہتی ہے یہ تیری غلطی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو خود طماع ہے اور مجھے بھی اپنا جیسا خیال کرتی ہے۔ اِس زنانہ تحری زمرتبۂ نقصان عقل وضعف فکر سے جدا ہوکر میر یحالت کو دیکھہ اسوقت تجھے اپنے خیال کی غلطی آپ معلوم ہوجائیگی۔

	آن طمع را ماند و رحمت بود	کو طمع آنجا که آن نعمت بود
ترجمہ	حرص کی صورت مین اک رحمت ہے فقر	کسکو کہتے ہین طمع نعمت ہے فقر

شرح ضمیر آن فقر و درویشی کی طرف راجع ہے۔ یعنے فقر گو ظاہر مین طمع کے مشابہ ہوتا ہے مگر فی الواقع رحمت ہے اور جب فقر رحمت یا نعمت الٰہی ہے تو طمع ہرگز نہین ہوسکتا۔ اللہ تعالے جب کسیکو درویشی کی نعمت عطا فرما دیتا ہے اُسے طمع سے ہرگز سروکار نہین رہتا۔ ماند صیغہ مضارع ہے بمعنے مانند و مشابہ شود۔

	امتحان کن فقر را روزے دو تو	تا بفقر اندر غنا یابی دو تو
ترجمہ	امتحان کر فقر کا دو اک روز	اسمین ہے دونا غنا اے دلفروز

شرح پہلے مصرع مین روزے دو۔ بمعنے دو دن ہے اور تو ضمیر خطاب۔ اور دوسرے مین لفظ دو تو بمعنے المضاعف ہے یعنے دونا مطلب یہ کہ اے عورت دو دن درویش صفت بنکر دیکھہ لے۔ حالت فقر مین تجھے دونی تونگری (غنائے ظاہر و باطن) حاصل ہوگی۔

	صبر کن با فقر و بگذار این ملال	زانکه در فقرست عز ذو الجلال
ترجمہ	صبر کر اور چہوڑ دے رنج و ملال	فقر مین پنہان ہے عز ذو الجلال

شرح یعنے اے عورت اِس مفلسی کے ملال کو چہوڑ دے اور فقیری کی حالت مین صبر کر کیونکہ اللہ تعالے نے درویشی مین عزت کو مخفی رکھا ہے۔ صبر اولیاء کا شعار۔ اور صفیا کا لباس ہے حضرت جنید سے کسینے پوچہا کہ سب سے زیادہ عزت والا کون ہے۔ آپنے فرمایا الفقیر الراضی۔ یعنے سب سے زیادہ عزت والا وہ درویش ہے جو اللہ تعالے سے ہر حالت مین رضامند رہے۔

	سرکه مفروش و هزاران جان ببین	از قناعت غرق بحر انگبین
ترجمہ	ترش رو کیون ہوتی ہے اے بوالعجب	شاد ہین جانین قناعت کے سبب

شرح سرکہ فروختن ترش رو ہونے کے معنون مین مستعمل ہے یعنے اے عورت درویشی کے باعث تُرش رو نہو اگر تو غور سے دیکھیگی۔ تو ہزارون درویش ایسے نظر آجائینگے جنکی روحین قناعت کے باعث شہد (معرفت الٰہی) کے دریا مین غرق ہین اور وہ درویشی مین شیرین کام ہین۔

صد ہزاران جان تلخی کش نگر — ہمچو گل آغشتہ شد اندر شکر

ترجمہ: ہین بہت یان تلخ جان اے بے خبر — ہو گئے انجام مین جو گل شکر

شرح یعنے اے عورت بہت سے درویش تجہے ایسے نظر آئینگے جنکی جانین ترک لذات دنیوی کے باعث تلخیان اُٹھارہی ہین مگر انجام کار وہ عشق الٰہی کے سبب گلاب کا پہول بنجاتی ہین اور وصال الٰہی اُسکے لئے شکر ہوجاتا ہے۔ اسلئے اُنکی دنیوی تلخی شیرینی سے بدلجاتی ہے۔

اے دریغا مر ترا گنجا بدے — تا ز جانم شرح دل پیدا بدے

ترجمہ: کاش تجہہ مین ظرف ہوتا اسقدر — تاکہ باطن سے مرے ہوتی خبر

شرح گنجا مخفف گنجایش ہے بمعنے جگہ یعنے اے عورت کاش تیرے دلمین اتنی سمائی ہوتی کہ میری جان جو میرے دل کا حال کہہ رہی تو اُسے سمجہ لیتی۔ اور مجہہ پر درویشی کی بابت اعتراض نہ کرتی۔

این سخن شیرست در پستان جان — بے کشندہ خوش نمیگردد روان

ترجمہ: ہے سخن پستان جان مین شکل شیر — بے کشندہ ہیچ ہے اے دلپذیر

شرح یعنے فقر و درویشی اور عشق حقیقی کے متعلق کلام کرنا ایسا ہے جیسا چہاتی مین دودہ جسطرح دودہ بغیر کہینچنے والے کے نہین نکلتا۔ اِسیطرح یہ کلام ہے جب تک کوئی طالب صادق نہو فائدہ مند نہین ہوتا اور اسکے دقائق سمجہ مین نہین آتی

مستمع چون تشنہ و جویندہ شد — واعظ ار مردہ بود گویندہ شد

ترجمہ: سُننے والا گر کوئی جویندہ ہو — مردہ ہو واعظ تو جہٹ گویندہ ہو

شرح یعنے جب سُننے والا کلمات حکمت کا پیاسا اور جویندہ ہوتا ہے تو واعظ یعنے کہنے والا کیسا ہی کم گو اور مردہ ہو مگر سامعین کے صدق ارادت کے باعث گویندہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ طرح طرح کے مضامین اُسکے دلمین ڈالتا اور اُسکے زبان سے نکلوا دیتا ہے۔ حدیث شریف مین آیا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یُلَقِّنُ الْحِکْمَۃَ عَلٰی لِسَانِ الْوَاعِظِیْنَ بِقَدْرِ ہِمَمِ الْمُسْتَمِعِیْنَ یعنے اللہ تعالےٰ سُننے والون کے ارادہ کے مطابق واعظون کی زبان سے کلمات نکلوا دیتا ہے۔

مستمع گر تازہ آید بے ملال — صد زبان گردد بگفتن گنگ و لال

ترجمہ: مستمع گر تازہ ہو اور بے ملال — صد زبان ہو جائے گو واعظ ہو لال

شرح یعنے اگر وعظ و نصیحت سننے کے وقت سُننے والا تازہ رو اور بے ملال رہے اور اُسکا باطنی شوق کم نہو تو گو واعظ یا مرشد کا دل وعظ و ارشاد کو نہ چاہے مگر پہر بہی کشش شوق سامع سے باوجود گنگ اور لال ہونے کے گویندہ صد زبان اور بلبل ہزار داستان ہو جائیگا گردد کا فاعل گویندہ ہے اور گنگ و لال اُسکی صفت ہے اور گنگ و لال گونگے آدمی کو کہتے ہین۔

	چونکہ نامحرم در آید از درم	پردہ در پنہان شوند اہل حرم
ترجمہ	آئے نامحرم اگر اے محترم	پردہ مین چھپ جاتے ہین اہل حرم

شرح لفظ پردہ دریا تو ضمیر آید سے حال واقع ہوا ہے بمعنے پردہ درندہ یا بمعنے در پردہ ہے۔ یعنے الیعورت جب میرے دروازہ سے کوئی نامحرم آجاتا ہے تو گھر والے پردہ کر لیتے ہین مطلب یہ کہ مین اجنبی اور عوام کے روبرو اسرار معرفت ظاہر نہین کرتا۔ کیونکہ انکو فہم اسرار کی طاقت نہین ہے بلکہ الحاد مین پڑنے کا اندیشہ ہے اسیلئے نامحرمون کے سامنے اظہار اسرار ناجائز ہے۔

	ور در آید محرمے دور از گزند	بر کشایند آن ستیران روئے بند
ترجمہ	اور جو محرم ہو کوئی دور از گزند	کھولتی ہین اہل پردہ روے بند

شرح ستیران جمع ستیر بمعنے مستور یعنے اے عورت نامحرم کا حال تو تو نے سُن لیا اب یہ سمجھ کہ اگر کوئی محرم راز اور طالب صادق (خدا اُسکو ہر طرح کے نقصان سے محفوظ رکھے) میرے پاس آجاتا ہے تو تمام چھپی ہوئی چیزین (اسرار الٰہی) اپنے مُنہ سے برقع اُتار دیتے ہین یعنے مین بھید کی باتین اسپر ظاہر کر دیتا ہون

	ہر چہ را خوب و خوش و زیبا کنند	از برائے دیدۂ بینا کنند
ترجمہ	خوب و زیبا لوگ کرتے ہین جسے	ہے وہ بیشک چشم بینا کے لیے

شرح یعنے الیعورت ہر چیز کی خوبصورتی و خوبی یار ناپالش. صرف دیدۂ بینا کے لیئے ہے اندہے کے آگے خوبصورتی و بدصورتی سب یکسان ہے اسیطرح اظہار اسرار اُنکے روبرو ہونا چاہیئے جو سمجھنے کی لیاقت اور فائدہ اُٹھانے کا مادہ رکھتے ہین۔ دل کے اندہون اور عوام الناس کے روبرو راز کی باتین کہنی اندہے کے آگے روئے اپنے نین کھوئے کی مصداق ہین۔

	کے بود آواز چنگ از زیر و بم	از برائے گوش بے حس و صمم
ترجمہ	چنگ کے آواز اُسکا زیر و بم	بہر شنوا ہے۔ نہین بہر اصم

شرح یعنے چنگ کی آواز اور اُسکے زیر و بم کا لطف اُس شخص کے لیے نہین جو کانون سے بہرہ اور حس سماعت سے بے بہرہ ہو یہ مضمون سابق کی دوسری مثال ہے۔

	مشک را حق بیہدہ خوشدم نکرد	بہر شم کرد و پے اخشم نکرد
ترجمہ	مشک مین بیہودہ کچھ خوشبو نہین	سونگھنے والا مر یجان تو نہین

شرح شم سونگھنے کو اور اخشم اُس شخص کو کہتے ہین جسکی قوت شامہ (وہ طاقت جسکے ذریعہ سے خوشبو یا بدبو دماغ تک پہنچ جاتی ہے) باطل ہو گئی ہو۔ یعنے اللہ تعالےٰ نے مشک کو بیکار طور پر خوشبوناک پیدا نہین کیا بلکہ یہ اُنکے

فائدہ رسانی کے غرض سے پیدا ہوا ہے جنکی قوت شامہ صحیح ہے مشک اخشم کے لیے نہین اسی مضمون کی تیسری مثال

	نائے را حق بیہدہ خوش دم نکرد	بہر انس آمد پے اہرم نکرد
ترجمہ	کون کہتا ہے کہ نے خوشدم نہین	بہر انسان ہے پے اہرم نہین

شرح اہرم بمعنے دیو و شیطان ہے اور حلیم کوٹنے کی موسل یا بہت بڑے کفچے کو بہی کہتے ہین۔ یہان دونو معنے درست ہین۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالےٰ نے نائے (بانسلی) کو بیکار طور پر پیدا نہین کیا بلکہ انسان اسکا لطف اوٹہا سکتا ہے دیو۔ یا حلیم کا موسل بانسلی کے مزے سے واقف نہین ہوسکتا علے ہذا القیاس کلمات فقر گویا آواز چنگ یا مشک کی مانند ہین جو سننے یا سونگہنے والے یعنے طالب صادق کے لیئے ہین۔ بد دماغ اور اہرمن کے لیے نہین ہین

	حق زمین و آسمان بساختہ است	در میان بس نار و نور افراختہ است
ترجمہ	حق نے ارض و آسمان پیدا کیے	اور نار و نور انمین رکہہ دیئے

شرح یعنے الغرض اللہ تعالےٰ نے زمین و آسمان کو بنا کر انکے مابین نار (وجود کفار و فساق) اور نور (وجود انبیا و اولیاء) کو بلند کیا ہے یعنے انبیاء کا نور اعلاء دین برحق کے باعث اور کافرون کی نار اعطار مال دنیوی کے سبب بلند ہوی ہے انبیا نے اپنے نور درویشی کے سبب دارین مین نیکنامی حاصل کی ہے اور کفار نے اپنی نار (آتش کفر و ظلم) کے باعث جہنمیون کے دفتر مین بڑے بڑے نام پائے ہین چنانچہ حضرت ابراہیم و حضرت موسےٰ اور حضرت احمد مجتبےٰ علیہم السلام ہدایت و ارشاد مین اور نمرود و فرعون اور ابوجہل کفر و الحاد مین مشہور ہین انبیا کی نیکنامی کا باعث ترک دنیا و درویشی ہے اور کفار کی بدنامی کا سبب تونگری و دنیا پرستی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اے عورت مال دنیوی جسپر تو مٹی ہوی ہے اکثر اوقات گمراہی کا باعث ہو جاتا ہے یا یہ معنے ہین کہ اے عورت اللہ تعالےٰ کی مخلوق دونون طرح کی ہے نار بہی نور بہی بری بہی اچہی بہی مفلس بہی تونگر بہی پہر بتجہے افلاس کی شکایت کیون ہے

	این زمین را از برائے خاکیان	آسمان را مسکن افلاکیان
ترجمہ	ہے زمین جائے قرار خاکیان	اور گردون مسکن افلاکیان

شرح یعنے اللہ تعالےٰ زمین کو خاکیون (مٹی مین ملنے والی چیزون) کے لیے پیدا کیا ہے اور آسمان کو افلاکیون (فرشتون یا روحانیون) کے لیئے زمین کے رہنے والے آسمانی اسرار سے واقف نہین ہو سکتے الغرض یہی باعث ہے کہ تو میری باتین سمجہنے سے قاصر ہے نکتہ خاکیون کی دو قسمین ہین ایک وہ کہ جنکی ظاہری صورت جسمیہ خاک سے ہے اور سیرت عالیہ فلک الافلاک سے مثلاً انبیا اور انکے تابعین یہ گروہ خاکیون مین نہین بلکہ فی الواقع افلاکیون مین داخل ہے دوسرے وہ جو باعتبار صورت و طینت سفلیہ خاک ہی خاک کے پتلے اور مدارج عالیہ سے محروم ہین مثلاً کفار و دنیا پرست چنانچہ آئندہ شعر مین لفظ سفلی بمعنے خاکی سے یہی دوسرے معنے مراد ہین

	مرد سفلی دشمن بالا بود	مشتری ہر مکان پیدا بود
ترجمہ	مرد سفلی ہے عدوے آسمان	ہے ولیکن مشتریِ ہر مکان

شرح یعنے مرد سفلی جو سراسر خاک ہی خاک ہے علوی کا دشمن ہے مثلاً جو شخص سیرت اور اعمال دونون مین سفلی ہے وہ خلقت وطبیعت دونو اعتبارون سے علوی کا دشمن ہے اور جو باعتبار خلقت سفلی ہے اور محض ظاہر اعمال مین علوی وہ علوی سے ضرور باعتبار سیرت مخالفت کرتا ہے۔ بہر حال سفلی علوی کا دشمن اور اُسکا مخالف ہے کیونکہ المرء عدو ما جہلہ ہے یعنے آدمی جس چیز کو نہین جانتا اُسکا دشمن ہوتا ہے۔ یہی باعث ہے کہ سفلی یعنے عوام لوگ اسرار حالیہ معرفت کو سمجھ نہین سکتے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ ہر جگہ کا مشتری اور ہر مرتبہ کا طالب ضرور پیدا ہوجاتا ہے مثلاً عاشقان الٰہی اپنے عمر کے رأس المال کو اعمال صالحہ کے سبب جنت خریدنے مین صرف کرتے ہین۔ اور کفار وفساق معصیت کے باعث دوزخ مول لیتے ہین۔ نتیجہ یہ کہ اے عورت اگرچہ تو سفلی ہونے کے سبب میری اعلے درجہ کی نصیحت کو نہین سمجھتی مگر اسکا خریدار بھی کوئی نہ کوئی پیدا ہو ہی جائے گا۔

	اے ستیرہ ہیچ تو برخاستی	خویشتن را بہر کور آراستی
ترجمہ	تو کبھی اُٹھی ہے اے پردہ نشین	واسطے اندہے کے بنکر مہ جبین

شرح یعنے اے پردہ نشین اور باحیا بیوی کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ تو نے بڑی تیاری کے ساتھ کسی اندہے کے دکھانے کے لیئے اپنے آپ کو بنایا سنوارا ہو نہین ہرگز ایسا نہین ہوا کیونکہ اندہا اسکی آرایش کو دیکھ ہی نہین سکتا نتیجہ یہ کہ جسطرح کوئی خوبصورت عورت اندہے کے لیے بناؤ سنگار نہین کرتی اسیطرح پوشیدہ اسرار کی باتین اُس شخص کے روبرو بیان نہین ہوسکتین جو اُنکے سمجھنے کی لیاقت نہ رکھتا ہو یہی باعث ہے کہ تو میری باطنی اسرار اور پوشیدہ حالات سے واقف نہین کیونکہ مین تیری کم لیاقتی کے باعث انکو تیرے روبرو بیان نہین کرسکتا۔

	گر جہان را پُر دُرِ مکنون کنم	روزیے تو چون نباشد چون کنم
ترجمہ	گر جہان پُر لولوے لالا کرون	تیری قسمت مین نہو تو کیا کرون

شرح یعنے اے عورت اگر مین اسقدر دنیوی مال و دولت جمع کرون کہ گھر بھرتے باہر بہر جائے یا اسقدر نصیحت وکلمات حکمت کے قیمتی موتی لٹاؤن کہ سارا جہان مالامال ہوجائے مگر تیری قسمت مین کچھ بھی نہو تو مین اسکا کیا علاج کرسکتا ہون۔ مطلب یہ کہ افسوس تو میری نصیحت سے فائدہ نہین اُٹھا سکتی۔

	ترک جنگ و رہزنی اے زن بگو	ور نمیگوئی بترک من بگو
ترجمہ	رہزنی و جنگ۔ بدخو چھوڑ دے	یہ نہین ممکن تو مجھکو چھوڑ دے

شرح یعنے اے عورت اس روز کے لڑائی اور رہزنی (دنیا طلبی) کو چھوڑ دے اور اگر یہ ممکن نہو تو مجھے الگ کر

تیرا اور رستہ ہے اور میرا اور۔ میری تیری نبہتی نظر نہین آتی۔

مر مرا چہ جاے جنگ نیک و بد ... کاین دلم از صلحہا ہم مے رمد

ترجمہ: تاب جنگ نیک و بد مجہہ مین نہین ... صلح سے بہی ہون نفور اے کج جبین

شرح یعنے ملے عورت اچہی بری یا واجبی اور غیر واجبی لڑائی سے بہ مجہے کیا سروکار میرا دل تو لوگون کے ساتہ صلح کرنے رموافقت ومجالست سے بہی بہت نفرت کرتا ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ یہ اعرابی درویش اولیاء اللہ مین سے تہا اور اولیا گوشہ نشین ہوا کرتی ہین انکو نہ کیسیکی لڑائی سے مطلب ہوتا ہے نہ صلح سے۔

بر سر این ریشہا نیشتم مزن ... زخمہا از جانب خویشتم مزن

ترجمہ: میری زخمون پر نہ نشتر مار تو ... اپنی جانب سے ندے آزار تو

شرح یعنے اے عورت مین فراق مرتبۂ احدیت کی تیغ سے پہلے ہی زخمی ہون اور میرا دل پکا پہوڑا ہو رہا ہے تو ان اندرونی زخمون پر طعنون کے نشتر نہ لگا۔ اور اپنی تیغ زبان سے مجہے اور زیادہ زخم نہ پہنچا۔ کیونکہ زخمی کو اور زخمی کرنا سراسر ظلم ہے

گر خمش گردی۔ وگرنہ آن کنم ... کہ ہمین دم ترک خان و مان کنم

ترجمہ: چپ رہے گی گر نہ تو اے جان جان ... ترک مین کردونگا بالکل خانمان

شرح گر خمش گردی جملہ شرطیہ ہے اور سکی جزا فبہا محذوف ہے یعنے اے عورت اگر تو طعنہ زنی سے باز آگئی تو فبہا ورنہ مین تیرے ساتہ وہی سلوک کرونگا جو مرد بدزبان اور نافرمان عورتون کے ساتہ کیا کرتے ہین یعنے گہربار کو چہوڑدونگا اور تجہے طلاق دیدونگا۔ اور گہر سے جلاوطن ہو کر کہین نکلجاونگا۔

پا برہنہ گشتن بہ ستا از کفش تنگ ... رنج غربت بہ کہ اندر خانہ جنگ

ترجمہ: تنگ جوتی سے بہلا ہون ننگے پیر ... اس لڑائی سے تو ہے غربت مین خیر

شرح یعنے تنگ جوتی پہنے رنافرمان عورت کے رکہنے) سے ننگے پاؤن پہرنا (اسے طلاق دیدینی) اور روز کی خانہ جنگی سے کہین باہر نکلجانا بہتر ہے۔ مین تیرے پاس سے چلا۔ اور اب چلا

مراعات کردن زن مر شوئے را و استغفار نمودن از گفتۂ خود

ترجمہ: عورت کا اپنے خاوند کے ساتہ نرمی اور سلوک سے پیش آنا اور اپنے کہے سے توبہ واستغفار کرنا

زن چو دید اورا کہ تند و توسن است ... گشت گریان گریہ خود دام زن است

ترجمہ: دیکہکر عورت کہ ہے وہ ناشکیب ... رو پڑی رونا ہے عورت کا فریب

شرح توسن سرکش وتند پچہیرے کو کہتے ہین لیکن یہان مطلق سرکش کے معنون مین ہے یعنے عورت نے جب یہ دیکہا کہ اسکا خاوند تیز ہو گیا ہے چہرہ سے غصہ کے آثار پائے جاتے ہین میری کسی بات کو نہین مانتا اور مجہسے سرکشی

کیے جاتا ہے تو اُسکے دل کو نرم کرنے اور اپنی حالت پر رحم دلانے کے لیئے رونے لگی۔ گریہ خود دام زن است مولانا کا مقولہ ہے یعنے اُس عورت کے رو دینے کا سبب یہ تہا کہ بیشک عورتون کا رو پڑنا ایک دام فریب ہے جسکے ذریعہ سے وہ مردون کو شکار کیا کرتی ہین۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مرد جسقدر عورت کے گریے سے گہلتا ہے اسقدر کسی چیز سے نہین متاثر ہوتا۔

	گفت از تو کے چنین پنداشتم	از تو من اُمید دیگر داشتم
ترجمہ	اور بولی یہ نہتا میرا گمان	تجہی رکہتی تہی اُمید جاودان

شرح یعنے عورت نے رو کر خاوند سے یہ کہا کہ مین تیری جانب سے ایسا ترک خانمان وطلاق کا گمان ہرگز نہ کہتی تہی بلکہ مجہے تو کچہ اُمید یعنے مرتے دم تک باہم اتفاق ومحبت کی آس تہی نکتہ یہ پہلے ہی معلوم ہو چکا ہے کہ اعرابی درویش سے عقل اور عورت سے نفس آمارہ مراد ہے اِس لحاظ سے اِن اشعار کا مطلب یہ ہے کہ جب نفس یہ دیکہتا ہے کہ عقل میرا کہنا نہین مانتی اور بہ مجہے چہوڑے دیتی ہے تو از راہ مکر اُسکی خوشامد کیا کرتا ہے اور عقل کا دامن چہوڑنا نہین چاہتا

	زن درآمد از طریق نیستی	گفت من خاک شمایم نے ستی
ترجمہ	تیرے آگے خاک ہے ہستی مری	کیسی بیگم مین تو ہون لونڈی تری

شرح طریق نیستی سے طریقۂ فنائے اوصاف خود داری جہگڑنے کا عادتون کا ترک یعنے عجز ونیاز اور خاکساری وانکسار مراد ہے اور ستی مخفف لفظ ستیدتی ہے یعنے جب عورت نے مرد کو طلاق دینے پر آمادہ دیکہا تو طریقۂ عجز ونیاز سے پیش آئی اور یہ کہا کہ مین تو تمہارے پانو کی خاک اور ایک ذلیل لونڈی ہون اور اِس لائق ہرگز نہین کہ تم مجکو یا ستی (اے میرے سرکار) کہکر پکارو **فائدہ** عرب کا دستور ہے کہ جلیل القدر عورتون کو ستی کہکر پکارتے ہین اور ستی مخفف لفظ ستیدتی ہے بمعنے اے سردار من۔

	جسم وجان وہر چہ ہستم آن تست	حکم وفرمان جملگی فرمان تست
ترجمہ	ملک سب تیری ہے جسم وجان ومال	تو ہے حاکم حکم تیرا ہے بحال

شرح یعنے میرا جسم وجان اور اِسکے سوا جو کچہ میرے پاس ہے سب تیری ملک ہے۔ مین محکوم ہون تو حاکم۔ تجہے مجہپر ہر طرح کے حکمرانی کا اختیار حاصل ہے۔

	گر ز درویشی دلم از صبر جست	بہر خویشتم نیست این بہر تو ہست
ترجمہ	مین جو درویشی مین یون بے صبر ہون	ہے فقط تیرے لیے حالت زبون

شرح یعنے اگر فقر وفاقہ کی تکلیف کے باعث میرا دل صبر سے الگ ہو گیا ہے تو یہ بیصبری مین اپنی ذات کے لیے نہین بلکہ تیری دل سوزی کے لیے ظاہر کرتی ہون۔ مجہے تو ہر حالت مین تمہارا خیال ہے اپنا خیال نہین۔ مین تو تمہاری تکلیفین دیکہہ دیکہہ کر بیتاب ہتی ہون کیونکہ مین اور عورتونکیطرح تن پرست اور خود مطلبی نہین بلکہ جان نثار لونڈی ہون۔

	تو مرا در درد ہا بودی دوا	من نمیخواہم کہ باشی بے نوا
ترجمہ	تو ہے میرے درد کی دکھ کی دوا	دیکھہ سکتی ہوں تجھے کب بے نوا

شرح یعنے چونکہ تو میرے درد کی دوا اور مجھے تکلیف مین راحت پہنچاتا ہے اسیلئے مین بہی تجھے بے نوائی کی تکلیف مین دیکھنا نہین چاہتی اور تیری تکلیف سے میرا دل ہر وقت گرفتار رہتا ہے۔

	جان تو کز بہر خویشم نیست آن	از برائے تست این بانگ و حنین
ترجمہ	یہ نہین اپنے لیے تیری قسم	بلکہ تیرے واسطے ہے رنج و غم

شرح جان تو جملہ قسمیہ ہے بمعنے بجان تو یعنے عورت خاوند سے کہتی ہے کہ مجھے تمہاری جان کی قسم افلاس کی حالت مین میرا رونا پیٹنا اور نالہ و فریاد اپنی ذات کے لیئے نہین مین اپنے کہانے جاٹنے کو نہین روتی بلکہ یہ صرف تمہارے خیال سے ہے کہ تم مفلسی مین ضروریات سے حیران رہتے ہو۔

	خویش من واللہ کہ بہر خویش تو	ہر نفس خواہد کہ میرد پیش تو
ترجمہ	جان ہے میری تری جان کے لیے	تیرے آگے مجکو مرنا چاہیئے

شرح لفظ خویش دونو جگہ بمعنے ذات ہے اور بعض نسخون مین جان من واللہ کہ بہر خویش تو ہے یعنے خدا کی قسم میری جان جو تیری ذاتی ملک ہے ہر دم یہ چاہتی ہے کہ تجہپر نثار ہو جائے یعنے خدا کرے میری زندگی مین تمہین کوئی تکلیف نہ پہنچے بلکہ مین تمہارے سامنے مرجاؤن اکثر عورتین خاوندون سے ایسے الفاظ کہا کرتی ہین۔

	کاش جانت کش روان من فدی	از ضمیر جان من واقف شدی
ترجمہ	کاش تو۔ اے مین تری جان پر فدا	جو مرے دلمین ہے وہ سب جانتا

شرح فدے اما لہٗ فدا۔ بمعنے قربان و تصدق و نثار۔ اور کش روان من فدے۔ جملہ معترضہ دعائیہ ہے اور ضمیر بمعنے راز۔ یعنے ایکاش تمہاری جان (کہ اسپر میری جان قربان ہو جائے) میری جان کی پوشیدہ راز (یعنے اس باطنی عشق و محبت سے جو مجکو تمہاری ساتہ ہے) واقف ہوتی تاکہ تم مجھے سچا جان نثار جانتے۔

	چونکہ تو با من چنین بودی بظن	ہم ز جان بیزار گشتم ہم ز تن
ترجمہ	جب تجھے مجھسے ہے ایسا سوء ظن	مجھسے ہین بیزار میرے جان و تن

شرح یعنے جبکہ تو اسقدر مجھسے بدگمان ہے کہ طالب دنیا سمجھکر مجھے چھوڑنا چاہتا ہے تو مین اپنے جان و تن سب سے بیزار ہون اور اپنی زندگی کو ہیچ سمجھتی ہون۔

	خاک را بر سیم و زر کردیم چون	تو چنینی با من اے جان را سکون
ترجمہ	خاک ایسے سیم و زر پر ڈالدون	تو جب ایسا مجھسے ہو تو کیا کرون

شرح یعنے اے باعث آرام جان وسکون دل جبکہ تو میرے ساتھ ایسا برا سلوک کرنا رچھوڑ دینا، چاہتا ہے تو مین زرطلبی کے سر پر خاک ڈالے دیتی ہون

	توکہ در جان و دلم جا میکنی	زین قدر از من تبرّا میکنی
ترجمہ	تو ہے میرے جان و دل مین جاگزین	اپنی بیزاری تری اچھی نہین

شرح تبرا بمعنے بیزاری دراصل تبری تھا بصورت تقاضا دتمنا یعنے تیری جگہ میرے دل وجان مین ہے اور تو مجھے نہایت محبوب ہے تیری صحبت اور درویشی نے مجھین بہت اچھا اثر کیا ہے۔ پھر تعجب ہے کہ تو اپنے ایسے عاشق سے ذرہ ہی بات پر نفرت کا اظہار کرتا ہے۔ این قدر سے مراد عورت کا وہ طعن آمیز مکالمہ ہے جو گزر گیا۔

	تو تبرّا کن کہ ہستت دستگاہ	اے تبرّا ئے ترا جان عذرخواہ
ترجمہ	تو تبرّا کر بجھے ہے دستگاہ	اور میری جان ہے تجھسے عذرخواہ

شرح عورت کہتی ہے کہ تم مجھسے نفرت کیسے جاؤ کیونکہ اللہ تعالے نے تمہین مجھپر حاکم کیا ہے مجھسے بیزار رہنے اور بالکل چھوڑ بیٹھنے (طلاق دینے) کی طاقت دی ہے جو چاہو کر سکتے ہو لیکن یہ خیال رہے کہ میری جان تمہاری بیزاری سے اپنی خطا کی معافی چاہتی رہتی ہے۔ یعنے جب تم بیزار ہوتے ہو تو مین خیال کرلیتی ہون کہ مجھسے ضرور کوئی قصور ہوا ہوگا اسلئے میری روح مجھے تحریک کرتی ہے کہ تمسے اپنی خطاؤن کے معافی چاہون عذر خواہ بمعنے معافی خواہ ہے۔

	یاد میکن آن زمانے راکہ من	چون صنم بودم تو بودی چون شمن
ترجمہ	یاد آیا مسکہ مین تھی اک صنم	اور تھا تو برہمن اے ذو الکرم

شرح عورت کہتی ہے کہ سرکار تمہین وہ اگلا زمانہ بھی یاد ہے کہ مین اپنے حسن مین بت کی شکل اور آپ میرے عشق مین بت پرست کے مانند تھے یعنے میری جوانی کے زمانہ مین آپ میرے اشارون پر چلا کرتے تھے اللہ اللہ اب یہ انقلاب ہوگیا کہ آپ صنم (معشوق) بنگئے اور مین صنم پرست (عاشق) ہوگئی یعنے اب میرا یہ حال ہے کہ تعمیل ارشاد کیلئے آپ کے ہونٹون کی طرف دیکھا کرتی ہون نکتہ یہی حال بعینہ سالک کا ہے کہ قبل از سلوک وہ خود صنم پرست اور اسکا نفس اسکے لئے بمنزلہ صنم تھا لان النفس ہے الصنم الاکبر یعنے سب سے بڑا بت نفس امّارہ ہے اور بعد سلوک وہ خود صنم اور اسکا نفس صنم پرست بنگیا اور چاپلوسی کرنے لگا کیونکہ وہ اب سالک کو اپنے قابو سے باہر دیکھتا ہے۔

	بندہ بر وفق تو دل افروخت است	ہرچہ گوئی پخت گوید سوخت است
ترجمہ	بندی اب تیری ہوئی مین بے خطا	تو کہے پکا کہون مین جلگیا

شرح بندہ سے عورت نے اپنی ذات مراد رکھی ہے اور وفق بمعنے موافقت ہے یعنے اس بندہ نے تو اب تک سے یہان تمہاری موافقت اور اطاعت کے مضمون کی روشنی اپنے دل پر ڈالی ہے کہ جس چیز کو تم کہوگے کہ یہ پختہ ہوگئی ہے

اگرچہ وہ خام ہی کیون نہو ہم بندی یہ جواب دی گی کہ ہان بیشک پختہ ہونے کی کیا معنے بلکہ پک کر گلگئی ہے یہ اطاعت مین کمال مبالغہ کرنے کا کنایہ ہے یعنے مین وہی کہونگی جو تم کہوگے۔ اگرچہ خلاف واقع ہو اب سے مین تمہاری ہان مین ہان ملانے والی لونڈی بنکر رہونگی۔

	من سپاناخ تو باہر چہ پزی	یا ترش با یا کہ شیرین مے سزی
ترجمہ	مین ہون پالک اور ہر حالت مین خوش	تو مجھے شیرین پکائے یا ترش

شرح اسفاناخ واسپاناخ وسفاناخ وسپاناخ پالک کے ساگ کو کہتے ہین اور با مخفف ابا ہے ابا اُس کہانے کو کہتے ہین جو رقیق اور پینے کے قابل ہو۔ مگر یہ لفظ کسی دوسرے لفظ کے ساتہ مرکب ہوکر مستعمل ہوتا ہے مثلاً شوربا۔ وہ سالن جو نمکین ہو اور ترش با۔ وہ سالن جو کہٹا ہو عورت یہ کہتی ہے کہ مین تمہارے سامنے ایسی ہون جیسا پالک کا ساگ تم جس چیز کے ساتہ چاہو مجھے پکالو۔ خواہ شیرینی کے ساتہ خواہ تُرشی کے ساتہ۔ مطلب یہ کہ تم مجھے تکلیف مین رکہو یا راحت مین ترش روئی سے پیش آؤ یا شیرین کلامی سے مین ہر حالت مین تمہارے دم کے ساتہ اور ہر صورت مین تابع فرمان ہون۔ نکتہ شاید ترک یا عرب پالک کو مٹہاس مین ہی پکاتے ہین اسیلئے مولانا قدس سرہ نے ان ملکون کے رسم کے موافق پالک کے دونو طرح پکانے کی طرف اشارہ کیا ہے

	کفر گفتم ترک با یمان آمدم	پیش حکمت از سر جان آمدم
ترجمہ	چہوڑ کر مین کفر ایمان لائی ہون	تیری جانب از سر جان آئی ہون

شرح یعنے مین اُس طعنہ زنی کو جو تمہاری نسبت پہلے کر چکے ہون اب کفر خیال کرتی ہون یعنے بہت برا جانتی ہون یعنے اس سے توبہ کر لی ہے اور آپ کے حسن اخلاق پر ایمان لے آئی ہون۔ یہی باعث ہے کہ آپ کو اپنا حاکم جانکر حکم حضور کے روبرو میری جان کو قدم بناکر حاضر ہون اور ہمیشہ اسیطرح حاضر رہونگی۔

	خوئے شاہانہ ترا نشناختم	پیش تو گستاخ خر در تاختم
ترجمہ	مین نہ پہچانی تہی تجہکو صاف صاف	میری گستاخی کو تو کردے معاف

شرح عورت کہتی ہے کہ مینے تمہاری شاہانہ خو بے طمعی وترک عشق دنیوی کو پہلے نہین پہچانا تہا۔ اسیلئے گستاخی وبے ادبی سے پیش آئی تہی آپ مجھے میری بے علمی کے باعث معذور رکہین۔ گستاخ خر تاختن بیہودہ گدہا دوڑانا بمعنے بے ادبی کرنا ہے

	چون ز عفو تو چراغے ساختم	توبہ کردم اعتراض انداختم
ترجمہ	عفو تیرا ہے چراغ رہبری	اعتراضون سے ہے اب توبہ مری

شرح یعنے مینے تمہاری خوئے عفو کو چراغ ہدایت بناکر ملامت سے توبہ کر لی ہے اور آیندہ سے تیرا اعتراض کرنیکا ارادہ بالکل چہوڑ دیا ہے پہلا قصور معاف ہو۔

	می نہم پیش تو شمشیر و کفن	می کشم پیش تو گردن را بزن
ترجمہ	تیرے آگے رکھتی ہون تیغ و کفن	مجکو گردن مار دے اے تیغ زن

شرح یعنے مین تمہارے آگے تلوار اور کفن رکھکے اپنی گردن حاضر کیے دیتی ہون آپ خطا معاف نہین کرتے تو شوق سے میری گردن اُڑا دین۔ مجھے ایسی زندگی کے مقابلہ مین تیرے ہاتون مرنا زیادہ پسند ہے۔

	از فراق تلخ میگوئی سخن	ہر چہ خواہی کن ولیکن این مکن
ترجمہ	کسلیئے ذکر طلاق اے پر ہنر	اور جو چاہے سو کر پر یہ نہ کر

شرح یعنے تم جو مجھے طلاق دینے کا ارادہ کہتے ہو اس خیال کو چھوڑ دو اور جاہو سو کرو مگر طلاق نہ دو مین اسے ہرگز پسند نہین کرتی۔ کیونکہ مین تہ دل سے تمہاری عاشق ہون۔ یہ عموماً عورتون کا قاعدہ دیکھا گیا ہے کہ خواہ کسیقدر قصور مند اور قابل طلاق ہون مگر طلاق کے نام سے بہت گہبراتی ہین۔

	در تو از من عذر خواہی ہست سر	با تو بے من او شفیعے مستمر
ترجمہ	عذر گو میرا ہے تیری ذات مین	ہے سفارش گر مری ہر بات مین

شرح یعنے تیری ذات مین میری طرف سے ایک پوشیدہ عذر خواہ (یعنے حسن خلق جسکی تفسیر اگلے شعر مین ہے) موجود ہے جو میرے کہے بغیر تیری خدمت مین میری سفارش کرتا اور ہمیشہ میرا شفیع رہتا ہے مطلب یہ کہ مجھسے وہ گستاخی جو آپ کی نسبت ہوی ہے فقط آپ کے حُسن اخلاق کے بہروسہ پر تہی۔ کیونکہ مین قطعاً جانتی تہی کہ آپ اپنے نیک اخلاق کے باعث میرے قصور کو معاف کرینگے۔

	عذر خواہم در درونت خلق تست	ز اعتماد او دلِ من جُرم جُست
ترجمہ	یعنے تیرا خلق ہے وہ عذر خواہ	جسکے برتے پر کیا مینے گناہ

شرح یہ گزشتہ شعر کی توضیح ہے یعنے تمہاری طبیعت مین میری جانب سے ایک عذر خواہ (تمہارا خلق نیک) ہمیشہ موجود رہتا ہے جو تقصیر کے وقت میری سفارش کرتا رہتا ہے اور اسی آپ کے حُسن خلق کے بہروسہ پر مجکو گناہ اور آپکے ساتھ معارضہ کی جرأت ہوئی تہی اگر یہ اعتماد نہوتا تو میرا دل مجکو ترک ادب کے تحریک ہرگز نکرتا۔

	رحم کن پنہان ز خود اے خشمگین	اے کہ خُلقت بہ ز صد من انگبین
ترجمہ	رحم میرے حال پر اے خشمگین	ہین ترے اخلاق رشک انگبین

شرح لفظ من عربی مین دو رطل وزن کو اور ہندی مین چالیس سیر کو کہتے ہین نیز من بمعنے تودہ ہے چنانچہ خرمن (تودۂ کلان) یعنے اےشخص تیرے اخلاق بہت سارے شہد سے زیادہ میٹھے اور خوشگوار ہین اسلیئے التجا کرتی ہون کہ مجھسے ناراض نہ ہو پہلے مصرع مین پنہان ز خود بمعنے پنہان ز جنس خود ہے بمعنے پنہان ز مردمان مطلب یہ کہ

مجہپر آدمیون سے چھپا کر رحم کرتا کہ انکو میرے گناہ کی اطلاع نہو - یا یہ کہ مجہپر ایسا رحم کر جو آدمیون سے کیا خود تیرے ذات سے بہی پوشیدہ ہو یہ اخفاء رحم پر مبالغہ کیا گیا ہے۔

	وین نسق میگفت با لطف و گشاد	در میانش گریہ بر وے اُو فتاد
ترجمہ	کہہ رہی تہی اسطرح وہ باحیا	ناگہان کہنے مین گریہ چہوٹ گیا

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے عورت خاوند سے عذر و معذرت کرتے کرتے آخر کا رو پڑی - جو اکثر عورتون کا قاعدہ ہے - رونا عورتون کے چراغ مکر کا روغن ہے۔

	گریہ چون از حد گذشت و ہاے ہاے	از خنینش مرد را دل شد ز جاے
ترجمہ	حد سے بڑہکر جب وہ روئی زار زار	ہو گیا دل مرد کا بے اختیار

شرح یعنے جب عورت کا ہائے ہائے کرکے رونا حد سے گذر گیا تو خاوند کا دل پگہل گیا کڑہنے لگا بیصبر و بیتاب ہو گیا

	چون قرارش ماند و صبرش بجاے	زانکہ بے گریہ بُد او خود دلرباے
ترجمہ	صبر اُسکا کسطرح رہتا بجا	کیونکہ وہ بے گریہ تہی خود دلربا

شرح یعنے جس حالت مین کہ وہ عورت بغیر گریہ کے خاوند کے معشوق اور دلربا تہی تو حالت گریہ مین خاوند کا صبر و قرار کیونکر باقی رہتا - بلکہ اُسکے گریہ نے خاوند کی محبت کو دوبالا کردیا - پہلے سے بڑہا دیا۔

	شد ازان باران یکے برقے پدید	زد شرارے بر دل مرد وحید
ترجمہ	ہو گئی اُس مینہ سے اک برق آشکار	مرد کے دل تک گئے جسکے شرار

شرح یعنے عورت کے باران گریہ (آنسوون کے مینہہ) سے ایک بجلی چمکی (یا ظاہر پیدا ہوئی) اور اُسکا ایک شعلہ (شعلہ محبت) خاوند کے پیراہن دل مین جا لگا یعنے رونے کی تاثیر سے اُس مرد وحید (یکتائے زمانہ و بے نظیر در اخلاق درویشانہ) کے دل مین بیوی کی محبت کی آگ بہڑک اُٹہی آتش عشق تیز ہو گئی۔

	آنکہ بندۂ روئے خوبش بود مرد	چون بود چون بندگی آغاز کرد
ترجمہ	جسکا بندہ مرد تہا خود لا کلام	کیا بنے ہو جائے جب دل سے غلام

شرح یعنے اعرابی درویش کا بیوی کے لیئے دل پگہل جانا کوئی اچنبہے کی بات نہین کیونکہ اے شخص تو ہی انصاف کر کہ وہ معشوق جسکی خوبصورتی نے عاشق کو اپنا بندہ بنا رکہا تہا جب خود عاشق کا بندہ بنجائے تو عاشق کا کیا حال ہوگا

	آنکہ از کبرش دلت لرزان بود	چون شوی چون پیش تو گریان شود
ترجمہ	کبر سے جسکے کہ تو کانپا کرے	حال کیا ہو جب وہ خود رویا کرے

شرح یعنے اے شخص وہ شاہد رعنا اور متکبر معشوق جسکے حسن کی ہیبت سے تیرا دل کانپتا تہا جب تیرے سامنے

اگر عاجزی کے ساتھ رونے لگے تو سمجھ تھا کہ اُسوقت دِل کا کیا حال ہوگا۔ ضرور تو پگھل جائے گا اور جیتے جی گویا مر رہے گا۔ واقعی ایسے معاملات کو وہی لوگ خوب سمجھ سکتے ہیں جو عاشق مزاج ہیں۔

	آنکه از نازش دل و جان خون بود	چونکه آید در نیاز او چون بود
ترجمہ	جان و دل ہو ناز سے جس بت کے خون	کیا ہو جب وہ عجز سے خود ہو زبون

شرح یعنے جس معشوق کے ناز و کرشمہ نے عاشق کے دل و جان کا خون کر رکھا تھا جب وہ عجز و نیاز سے پیش آنے لگے تو دل کی کیا حالت ہوگی۔ اے شخص تو ہزار جان سے اُسکے سامنے عاجزی کرنے لگے گا۔

	آنکه در جور و جفایش دام ماست	عذر او چه بود چو او در عذر خاست
ترجمہ	ہر گھڑی جور و جفا ہو جسکا کام	عذر اُسکا کام کر دیگا۔ تمام

شرح یعنے اُس شخص جس پیارے معشوق کے جور و جفا میں ہمارے لیے دامِ تعلق پنہان ہے اور ہم جسکے جور و جفا سے مربوط اور ظلم و ستم سے وابستہ رہتے ہیں اور ہر قسم کے جور و جفا میں اُسے معذور سمجھتے ہیں جب وہ خود ہمسے معافی چاہے تو اُسکا عذر کسقدر جلد دلپر اثر کرنے والا ہوگا۔ غالبًا ایسے عالم میں تو شاید مرگ ہو جائے تو تعجب نہیں

	آنکه جز خونریزیش کارے نبود	چون نهد گردن زہے سودا و سود
ترجمہ	مشغلہ جسکا رہیں خونریزیاں	ہے اطاعت اُسکی سود بے زیان

شرح یعنے وہ بیباک اور سرکش معشوق جسکا کام بجز خون ریزی عشاق اور کچھ نہو جب عاشق کے روبرو گردن جھکائے اور اطاعت کرنے لگے تو یہ کسقدر اچھا سودا اور کتنے فائدہ کی بات ہے اور عاشق کے دِل کی حالت اُسوقت کیا سے کیا ہو جاتی ہے۔ اِس بات کا اندازہ وہی کر سکتے ہیں جنپر ایسے موقع گزر چکے ہیں۔

	آنکه جز گردن کشی ناید ازو	خوش در آید با تو چون باشد بگو
ترجمہ	کام ہو جس شوخ کا گردن کشی	اُسکی خوش ہونی کی ہے کیسی خوشی

شرح یعنے جس معشوق سے سوائے گردن کشی اور نافرمانی کے کسی اور چیز کی توقع ہی نہو جب وہ خوش خوش اور خندہ پیشانی ہو کر تیرے پاس آجائے تو بتا کہ تیرے دِل کا مارے خوشی کے کیا حال ہوگا اور تو اُسے کسقدر محبوب کہنے لگے گا۔ کیا ایسے معشوق پر تجھے پیار نہ آئے گا بلکہ ضرور آئے گا

	چون پے یسکن الیها آفرید	کے تواند آدم از حوا برید
ترجمہ	زن کو کہتا ہے سکون جان خدا	کسطرح حوا سے آدم ہوں جدا

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے هُوَ الَّذِی خَلَقَکُم مِّن نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْکُنَ اِلَیْهَا۔ یعنے اے لوگو خدا وہ ہے جسنے تمکو ذات واحد (حضرت آدم) سے پیدا کیا اور اُسی ذاتِ واحد سے اُسکی بیوی کو اسلیے مخلوق کیا کہ وہ اُس سے راحت حاصل کرے اسلیے کہ

ہر حالت مین عورت کی محبت ہوتی ہے اور بسا اوقات اُسپر رغبت آہی جاتی ہے۔ اور اُسکی جدائی نہایت ناگوار گزرتی ہے - چونکہ حضرت آدمؑ اپنی بیوی (حضرت حوا) سے کسی عالم مین قطع تعلق نہ کرسکے اسلیئے اُنکے بیٹے عموماً انسان بھی اپنی بیویون سے قطع تعلق نہین کرسکتے سخت مجبوری کی حالت مین گو طلاق مباح ہے۔ مگر چھوڑنے والے کے دل کا خدا ہی حافظ ہوتا ہے

	زُیِّنَ لِلنَّاس حق آراستست	زانچہ حق آراست چون یابند رست
ترجمہ	زُیِّنَ ہے قول حق اے خوش صفات	ہو نہین سکتی ہے عورت سے نجات

شرح یہ اِس آیت کی طرف اشارہ ہے زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ الے آخر الآیہ یعنے اللہ تعالےٰ نے لوگون کے لیئے اُنکی خواہشون (عورتون اور بیٹون اور مال خزانون وغیرہ) کی محبت کو آراستہ کردیا ہے اور جب عورتونکی محبت اللہ تعالےٰ نے خود مردون کے دلون مین ڈالدی ہے تو اُنسے قطع تعلق ناممکن ہے۔

	آنکہ عالم مست گفتش آمدی	کَلِّمِینِی یا حُمَیْرَا مے زدی
ترجمہ	مست جسکے قول کے سب رہتے تھے	کلمینی یا حمیرا کہتے تھے

شرح یعنے وہ برگزیدۂ الٰہی اور پیغمبر آخرالزمان جنکی زبان مبارک کی باتین (حدیثین) تمام عالم مین مؤثر ہین اور جنکی حسن گفتار نے ایک زمانے کو مسخر کر رکھا ہے۔ حمیرا ام المومنین حضرت عائشہ، کے کلام کے مشتاق رہا کرتے تھے اور اُنسے تکلم کی درخواست فرمایا کرتے تھے اسکا سبب یہ ہے کہ حضور کو عورتون (اپنی حلال بیویون) سے محبت بہت تھی لیکن یہ محبت ایسی نہ تھی جیسے کہ عام لوگون کو اپنی بیویون سے ہوتی ہے بلکہ محبت الٰہی کا عکس تھا چنانچہ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہین کہ عورتون مین مرتبۂ شہود کامل اور حلال بیویون مین بدرجۂ اکمل ہوتا ہے۔ رسولخداؐ کلام عائشہ صدیقہؓ سُننے کے اسلیئے مشتاق رہتے تھے کہ اُنکے لب مبارک کی بات آواز حق ہوتی تھی یہ تمام اشعار اعرابی درویش کے محب زن ہونے کی دلیل ہین۔ ایک دلیل قرآن مجید سے دیگئی ہے ایک حدیث شریف سے

	آب غالب شد بر آتش از نہیب	زآتش او جوشد کہ باشد در حجیب
ترجمہ	دیکھہ لیجے آگ پر غالب ہے آب	جوش کہاتا ہے جو ہوتا ہے حجاب

شرح نہیب بمعنے ہیبت و ترس و عظمت اور حجیب بامالہ حجاب ہے بمعنے حائل یعنے پانی اپنی عظمت کے باعث آگ پر غالب ہے اور اُسے بجھا دیتا ہے لیکن باینہمہ عظمت جب آگ اور پانی کے مابین کوئی تیسری چیز حائل ہوجاتی ہے تو پانی آگ کی اثر کو قبول کرلیتا اور کھولنے لگتا ہے یعنے مغلوب ہوجاتا ہے۔

	چونکہ دیگے حائل آمد ہر دو را	نیست کرد آن آب را کردش ہوا
ترجمہ	برتن ان دونون مین جب حائل ہوا	کردیا آتش نے پانی کو ہوا

شرح یعنے آگ اور پانی کے مابین کوئی دیگ ۔ یا پتیلی وغیرہ حائل ہوجاتی ہے تو آگ پانی کو نیست یعنے خشک کرکے ہَوا بنا دیتی ہے اور اُسپر غالب آجاتی ہے یہی حال مرد عورت کا ہے کہ جب تک حجاب عشق حائل نہین ہوتا مرد باعتبار ظاہر غالب معلوم ہوتا ہے اور جب یہ حجاب حائل ہوجاتا ہے تو باعتبار باطن مغلوب ہوجاتا ہے عورت آگ مانند ہے اور مرد پانی کی اور یہ دونو شعر بطور تمثیل ہین ۔ اور یہ تمثیل الہی نادر ہے کہ اس سے بہتر خیال من نہین آسکتی ۔

	ظاہرا بر زن چو آب غالبی	باطنا مغلوب و زن را طالبی
ترجمہ	یعنے مانا ظاہراً غالب ہے تو	باطناً عورت کا پر طالب ہے تو

شرح یعنے اے شخص تو باعتبار ظاہر عورت پر غالب معلوم ہوتا ہے مگر باعتبار باطن مغلوب اور اُسکا طالب ہے

	ہمچنین خاصیتے در آدمی ست	مہر حیوان را کم ست آن از کمی ست
ترجمہ	خاصیت رکھتے ہین ایسی آدمی	جانورین ہے محبت کی کمی

شرح یعنے ہر انسان مین بشرطیکہ وہ آدمی ہے یہ خاصیت (عورتون کی محبت) ازلی ہے ۔ البتہ مطلق حیوانون مین محبت کا مادہ کم ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ حیوانات مین بہ نسبت انسان کمی یعنے کمینگی موجود ہے یا اُنمین عقل کی کمی ہے **نکتہ** اس سے یہ نکلتا ہے کہ جو مرد حلال بیویون سے محبت نہین رکھتے وہ گدھے سے بدتر ہین ۔

	در بیان این خبر اِنَّهُنَّ يَغْلِبْنَ الْعَاقِلَ وَيَغْلِبُهُنَّ الْجَاهِلُ
ترجمہ	اس حدیث کا بیان کہ عورتین عقلمند مردون پر غالب اور جاہلون سے مغلوب ہوجاتی ہین

	گفت پیغمبر کہ زن بر عاقلان	غالب آید سخت بر صاحبدلان
ترجمہ	ہے یہ قول حضرت پیغامبر	عورتین غالب ہین اہل عقل پر

شرح صحیحین مین یہ حدیث موجود ہے مَارَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِيْنٍ أَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْهُنَّ ۔ یعنے باوجود نقصان عقل و دین اچھے دانا مرد کی عقل کھو دینے والی عورت سے زیادہ مینے کوئی چیز نہین دیکھی ۔ مطلب شعر یہ ہے کہ حسب فرمان پیغمبر عورت عاقل مردون پر غالب اور صاحبدلون (اولیاء اللہ) پر اور بھی زیادہ غالب آجاتی ہے لیکن مرد عاقل سے مراد وہ شخص ہے جسپہ حقایق مکشوف ہون اور جو عورت کی حقیقت کو خوب جانتا ہو ۔ اور عورت مین وہ سر مخفی دیکھتا ہو جسنے اُسکو عورت کا منقاد کر رکھا ہے ۔ وہ سر مخفی شاہدہ حق ہے جو بہ نسبت مرد کے عورت مین بوجہ کمال ہوتا ہے رسولخدا ازواج مطہرات کو انہی معنون سے دوست رکھتے تھے بخلاف عامہ کہ اُنکی محبت عورت سے ہوائے نفسانی پر مبنی ہوتی ہے ۔

	باز بر زن جاہلان غالب شوند	زانکہ ایشان تند و بس خیرہ روند
ترجمہ	اور ہین مغلوب جمع جاہلان	عورتون پر تیز ہین یہ بے گمان

شرح یعنے اُسی حدیث مین آنحضور کائنات یہ بھی فرماتے ہین کہ جاہل مرد اپنی عورتون پر غالب آجاتے ہین اسلیئے کہ وہ تُند مزاج اکھڑ اور خیرہ رُو یعنے بدخلق ہوتے ہین اور نادانی کی تاریکیون مین پڑے رہتے ہین۔ وہ عورت کے آئینہ جمال مین مشاہدۂ جلوۂ حق نہین کرسکتے ۔ صرف نفس امّارہ کے بندے ہوتے ہین۔

	کم بود شان رقت و لطف و وداد	زانکہ حیوانی ست غالب بر نہاد
ترجمہ	کم ہے اُنمین رقت و لطف و وداد	کیونکہ ہر جاہل ہے حیوانی نہاد

شرح یعنے جاہل مردون کی طبیعت مین نرمی مہربانی اور محبت کا مادہ بہت کم ہوتا ہے کیونکہ اُنپر حیوانیت سوار رہتی ہے

	مہر و رقت وصفِ انسانی بود	خشم و شہوت وصف حیوانی بود
ترجمہ	مہر و رقت وصف انسانی سمجھ	خشم و شہوت وصف حیوانی سمجھ

شرح یعنے مہربانی اور نرمی انسانی صفات مین اور غضبناکی و شہوت رانی حیوانی خصائل مین داخل ہے عقلمند مردون مین مہربانی اور جاہلون مین شہوت رانی کا مادہ زیادہ ہوتا ہے۔ اسیلئے عقلمند حلال بیویون کو دوست رکھتے ہین اور جاہل اُنسے نفرت کرتے ہین۔

	پرتو حق ست آن معشوق نیست	خالق ست آن گوئیا مخلوق نیست
ترجمہ	پرتوِ حق ہے نہین معشوق وہ	عکس خالق ہی نہین مخلوق وہ

شرح یہ شعر مثنوی کے مشکل اشعار مین سے ہے۔ جسکا مطلب یہ ہے کہ عورت عکس حسن و جمال حق ہے کیونکہ اللہ تعالے عورت کے مظہر مین اپنے اسم جمیل کے ساتھ بوجہ اتم ظاہر ہوا ہے۔ عورت صرف معشوق ہی نہین بلکہ مظہر جمال بھی ہے اسمین ادہر اشارہ ہے کہ عورت سے اُسکو صرف معشوق سمجھکر عشق نہ کرنا چاہیئے بلکہ یہ بھی دیکھہ لیا جائے کہ یہ کسکا مظہر ہے فی الواقع اگر عورت کامل طور پر یا بوجہ اتم مظہر جمال نہوتی تو اُسکی طرف مردون کے دِل کو کشش نہوتی یہ کشش خود کمال مظہریت کی گواہ ہے۔ عورت کے کمال مظہر ہونے کی دلیل یہ ہے کہ عورت مرد کی صورت پر مخلوق ہوی ہے اور مرد صورت ذاتِ حق پر چنانچہ خلق اللہ الآدم علے صورتہٖ (اللہ تعالے نے آدم کو اپنی صورت پر مخلوق کیا ہے) سے صاف ظاہر ہے اسیلئے عورت آئینۂ الٰہی کا آئینہ ہے یعنے صورت الٰہی مرد سے منعکس ہوکر عورت مین ظاہر ہوی ہے اس تقریر سے عورت منفعل (اثر پذیرندہ ٹھہری) اور مرد فاعل پس توجسوقت مرد عورت کے آئینۂ جمال کو بلا اعتبار نفس خود دیکھتا ہے تو یہ شہود باعتبار وجود منفعل ہے اور جسوقت اُسکو باعتبار نفس خود دیکھتا ہے یعنے یہ سمجھکر مشاہدہ کرتا ہے کہ عورت اُس سے مخلوق ہوی ہے تو یہ شہود باعتبار وجود فاعل ہے نتیجہ یہ نکلا کہ عورت کے سبب مرد فاعل و منفعل دونوین مشاہدہ حق کرسکتا ہے اور جماع کے وقت وہ لذت مشاہدہ جو مرد کو عورت مین فنا کردیتی ہے عورت کے پرتو حق اور مظہر اتم ہونے کی قوی دلیل ہے۔ اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ جب تو عورت کو باعتبار مظہر اتم

کے مشاہدہ کریگا اور یہ جانے گا کہ اسمین شہودِ حق بطور اکمل ہے تو اُسکو مخلوق خیال نہ کریگا۔ بلکہ بجذ دہو کر خالق کہہ بیٹھے گا کیونکہ اُسمین ظہورِ خالق درجۂ کمال کو پہنچ گیا ہے مگر اسکے عمدہ اور سہل معنے یہ ہین کہ خالق کا مضاف محذوف مانا جائے اور یون کہا جائے کہ محبت زن گویا محبت خالق ہے محبت مخلوق یعنے محبت ذاتِ زن نہین ہے کیونکہ عورت اگر مظہر اتم نہوتی تو اُسکی محبت ہرگز نہوتی یہ محبت دربردہ خالق ہی کی محبت ہے کہ اِسطرح مرد کے دِل مین سمائی ہوی ہے اِن معنون کے اعتبار سے دوسرے مصرع مین ضمیر آن زن کی طرف نہین بلکہ محبت زن کی طرف راجع ہے۔ للہ الحمد کہ اس مشکل شعر کی شرح اس خوبی کے ساتہ ہوگئی ہے کہ کوئی لفظ دائرہ شریعت وطریقت سے خارج نہین ہوا خاکسار شارح کو دوسرے معنے نہایت مرغوب اور دلپسند ہین۔

تسلیم کردن مرد خود را بزن و اعتراض او را اشارۂ حق دانستن

ترجمہ اعرابی درویش کا اپنے آپ کو عورت کی مرضی کے سپرد کرنا اور اُسکے اعتراض کو اشارۂ الٰہی جاننا

بزد عقل ہر دانندہ ہست	کہ با گردندہ گردانندہ ہست
از ان چرخہ کہ گرداند و را پیر	قیاس چرخ گردان را ہمی گیر

شرح یہ دو نو شعر بہی جو مثنوی کی بحر مین نہین ہین مندرجۂ بالا عنوان مین شامل ہین اور مطلب یہ ہے کہ ہر جاننے والی عقل مند کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ ہر متحرک کے لیئے محرک ضرور ہے ایک بڑہیا کے چرخہ چلانے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ چرخ گردان کا چلانے والا بہی کوئی ہے مطلب یہ کہ ہر فعل کا محرک عقلمندونکے نزدیک مسلم ہے مگر اتنا فرق ہے کہ اولیا اور صالحین کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے تحریک ہوتی ہے اور کفار و فجار کو نفس و شیطان کی طرف سے چونکہ اعرابی درویش اولیاء اللہ مین سے تہا اسلیئے اُسے الہام کے ذریعہ سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ عورت کا اعتراض اشارۂ الٰہی ہے مجہے اُسکے حکم کی تعمیل ضرور کرنی چاہیئے کیونکہ اِسکے انجام مین کوئی حکمت پنہان ضرور ظاہر ہوگی۔

مرد زان گفتن پشیمان شد چنان	کز عوانی ساعت مردن عوان
ترجمہ یون پشیمان وہ ہوا پیشِ حرم	ظلم سے جسطرح ظالم مرتے دم

شرح عوانؔ بن میانہ سال وکد بانو وصاحب شوہر کو کہتے ہین۔ اور عوّان بتشدید واو بمعنے ظالم وسخت گیر ہے یہان بہی پہلے معنے مراد ہین لیکن وزن شعر درست ومستقیم رکہنے کے لیے عوان کو بلا تشدید واو لایا گیا ہے عوانی بیائے معروف منسوب بسوے عوان ہے بمعنے ظلم مطلب یہ کہ مرد اپنے کہے ر عورت کی مخالفت کرنی ہے ایسا پشیمان ہوا کہ جیسا کہ ظالم مرتے دم اپنے ظلم سے پشیمان ہوا کرتا ہے۔

گفت خصم جان جان چون آمدم	بر سر جان من لگدہا چون زدم
ترجمہ اور کہا مین دشمنِ اجان کیون ہوا	اُسکو ایذا دی یہ مینے کیا کیا

شرح یعنے اعرابی درویش نے اپنے دلمین پشیمان ہوکر یہ کہا کہ مینے اپنی جان جان (بیوی) سے ناحق مخالفت کی اور بیفائدہ اُس بیچاری کے لاتین مارین یعنے اُسے ایذا پہنچائی اور غصہ مین طلاق دینے کا ارادہ کر بیٹھا جس سے اُسکو نہایت رنج ہوا۔ یہ میرا سر میرا ہی قصور تہا۔ اس سے مجکو سخت ندامت ہے۔

	چون قضا آید نماند فہم و رای	کس نمی داند قضا را جز خدای
ترجمہ	عقل رہتی ہی نہین وقتِ قضا	اور قضا کو جانتا ہے بس خدا

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے نیز ممکن ہے کہ اعرابی درویش کا ہی قول ہو مطلب یہ کہ جب قضا آتی ہے تو آدمی کی عقل جاتی رہتی ہے اور قضا کا وقت بجز خدا کے اور کسیکو معلوم نہین چونکہ عورت کی تقدیر مین بُرا بہلا سنا لکھا تہا اسلئے میری عقل سلب ہوگئی اور زبان سے اُسکی نسبت سخت الفاظ نکلگئے۔

	چون قضا آید فرو پوشد بصر	تا نداند عقل ما پا را ز سر
ترجمہ	سوجہتا ہی کچہ نہین جب آتی ہے	اُسکے آگے عقل ماری جاتی ہے

شرح یعنے جب تقدیر الٰہی کسی کام کے متعلق ہوتی ہے تو آدمی کو اُس سے بچنے کی کوئی تدبیر نظر نہین آتی اور عقل بالکل زائل ہوجاتی ہے اور وہی ظاہر ہوکر رہتا ہے جو تقدیر مین بروز ازل لکہا گیا تہا۔

	زان امام المتقین داد این خبر	گفت اذا جاء القضاء عمی البصر
ترجمہ	اسلئے ہے قول ختم الانبیا	اندہا کردیتی ہے انسان کو قضا

شرح یعنے چونکہ قضا کے وقت کوئی تدبیر کارگر نہوتی اسلئے امام المتقین افضل المرسلین رسول رب العالمین حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسوقت قضا آتی ہے چشم ظاہر و باطن کو اندہا کردیتی ہے یعنے چشم و عقل کو اُسکے دفعیہ کے اسباب باوجود جستجو کہین نہین ملتے۔

	چون قضا بگذشت خود را مے خورد	پردہ بدریدہ گریبان مے درد
ترجمہ	جب گزر جاتی ہے ہوتا ہے خجل	اور گریبان پہاڑتا ہے متصل

شرح یعنے جب قضائے الٰہی اپنا کام کرگئی (مثلاً تقدیر کے خلاف کوئی تدبیر کارگر نہوئی) تو آدمی اپنے آپ کو کہانے لگتا ہے یعنے اپنے نفس کو آپ ملامت کیا کرتا ہے اور آشکارا طور پر اپنا گریبان چاک کرکے یہ کہا کرتا ہے۔ کہ مینے ناحق خلاف تقدیر اپنا زور و زر صرف کیا جسکا نتیجہ بجز پشیمانی کے اور کچہ نہوا۔

	مرد گفت اے زن پشیمان میشوم	گر بُدم کافر مسلمان میشوم
ترجمہ	مرد بولا مین پشیمان ہو گیا	پہلے کافر اب مسلمان ہو گیا

شرح یعنے اعرابی درویش نے پہر عورت کو مخاطب کرکے یہ کہا کہ مین تیری نسبت اپنے کہے سے سخت پشیمان ہون

اور گو مین پہلے کافر (تیری بات کا منکر) تہا مگر اب مسلمان (تیری حکم کا تابع) ہوتا ہون نکتہ اس مرد وزن نے جہان کہین اپنی نسبت کفر و اسلام کا لفظ زبان سے نکالا ہے اس سے کفر و اسلام کے اصطلاحی معنے مراد نہین ہین۔ کیونکہ یہ دونو اصطلاحی معنون کی لحاظ سے مسلمان تھے بلکہ لغوی معنے مراد ہین لغت مین کفر بمعنے نا ماننا۔ اور اسلام بمعنے تابع فرمان ہونا ہے۔

	من گنہگار توام رحمے بکن	بر مکن یکبارگیم از بیخ و بن
ترجمہ	رحم فرما دیکھہ کے بیچارگی	بیخ و بن سے مت اوکہاڑ اکبارگی

شرح یہان سے اعرابی درویش نے خدا سے مناجات کرنی شروع کی ہے اور مطلب یہ ہے کہ اے خدا مین تیرے بندہ (اپنی بیوی) کی دل آزاری کے سبب بندہ کا بہی گنہگار ہون اور تیرا بہی بندہ سے تو مینے اپنی خطا معاف کرالی ہے اب تو بہی میرے حال پر رحم فرما اور میرے گناہ کو بخشدے اور مجکو دفعتاً جڑ پیڑ سے نہ اوکہاڑ یعنے اپنی رحمت اور عفو سے دور نہ رکہہ نکتہ اس اعرابی درویش سے گو کوئی کبیرہ صادر نہین ہوا تہا۔ کیونکہ میان بیوی کی شکر رنجی داخل جرم نہین ہے لیکن اہل اللہ کے نزدیک ذراسی لغزش بہی بڑا گناہ ہے اسیلئے خدا سے معافی چاہنی کی ضرورت ہوئی۔

	کافر پیر ار پشیمان مے شود	چونکہ عذر آرد مسلمان مے شود
ترجمہ	پیر کافر جب پشیمان ہو گیا	توبہ کرتے ہی مسلمان ہو گیا

شرح یعنے اے خدا اگر کوئی بڈہا کافر جسکی تمام عمر کفر مین گزری ہے پشیمان ہو کر معافی چاہے دکفر کو چہوڑ دے) تو تو معاف کر دیتا ہے اور وہ پکا مسلمان ہو جاتا ہے بس تو تیری ایسی وسیع رحمت کے آگے میری خطا کیا چیز ہے از بمعنے اگر حرف شرط ہے اور مصرع دوم جزا۔ اور یہ شعر بہی درویش کی مناجات ہے۔

	من گنہگار توام رحمے بکن	عذر من بپذیر و بشنو این سخن
ترجمہ	مین ترا مجرم ہون مجہپر رحم کر	عذر میرا مجہسے سن لے سربسر

شرح یعنے اے خدا مجہپر رحم کر اور میری توبہ قبول فرما۔ اور میری مناجات کا آخر فقرہ (آئندہ شعر) جسمین تیری رحم وکرم کا ذکر ہے سن لے۔

	حضرتت پر رحمت ست و پر کرم	عاشق او ہم وجود و ہم عدم
ترجمہ	ہے تری درگاہ پر رحم و کرم	ہے وجود اسکا مسخر اور عدم

شرح یعنے اے خدا تیری ذات پاک پر رحمت و پر کرم ہے اوسا سی (تیری ذات) پر وجود و عدم دونو عاشق ہین یعنے جس چیز پر تو اپنے اسم محیی کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے وہ فی الفور موجود اور جسپر ممیت کا جلوہ ڈالتا ہے و

اُسی وقت معدوم ہو جاتی ہے یا یہ معنے ہین کہ وجود و عدم (مومن و کافر) دونو تیرے تابع فرمان ہین تیرے حکم سے کسی کو گردن کشی کی مجال نہین البتہ اتنا فرق ہے کہ مومن کو اسم ہادی نے مسخر کر رکھا ہے اور کافر کو اسم مضل نے۔

	کفر و ایمان عاشق آن کبریا	مس و نقرہ بندۂ آن کیمیا	
ترجمہ	کفر ایمان ہین محب کبریا	نقرہ و مس ہین غلام کیمیا	

شرح مس (تانبے) سے کفر اور نقرہ (چاندی) سے ایمان اور کیمیا سے ذات الٰہی مراد ہے مطلب یہ کہ ہر کافر و مومن اور نیک و بد اسکے قبضہ قدرت مین ہے اور جمیع موجودات اُسکے محکوم ہین البتہ اسمائے حسنے کے مختلف اثر مظاہر مین مختلف طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

در بیان آنکہ موسے و فرعون ہر دو مسخر یک مشیت اند چنانکہ زہر و پازہر و نور و ظلمت و مناجات فرعون با حق در خلوت

ترجمہ اس بات کا ذکر کہ حضرت موسے اور فرعون دونون کے دونو ایک ہی مشیت کے تابع ہین جیسا کہ زہر اور تریاک اور نور اور اندھیرا اور اللہ تعالے سے فرعون کی مناجات کا بیان

شرح پہلے مولانا یہ فرما چکے ہین کہ عاشق اوہم وجود وہم عدم۔ یہان اسی عشق وجود و عدم (تسخیر مومن و کافر) کو بالتفصیل بیان کیا گیا ہے بعض نسخون مین مشیت کی جگہ نشیت ہے بمعنے جاری کرنا جس سے ارادۂ و قدرت الٰہی مراد ہے مگر لفظ مشیت بے تکلف اور نشیت سے اچھا ہے پازہر پاؤ زہر کا مخفف ہے بمعنے پاک کنندۂ زہر کیونکہ لفظ پاؤ دہونے کے معنون مین مستعمل ہے۔ اور بعض نے اسکو پادزہر کا مخفف کہا ہے بمعنے پاس دارندۂ زہر کیونکہ لفظ پاد فارسی مین بمعنے پاسبانی ہے اور فادزہر اسکا معرب ہے بمعنے تریاک و زہر مہرہ یعنے وہ دوا جو زہر کے اثر کو دفع کردے مطلب یہ کہ مومن و کافر۔ تریاک و زہر نور و ظلمت غرضیکہ ہر چیز مشیت الٰہی کی پابند ہے اُسنے اپنے اسماء کا پرتو ڈالکر ہر شئے کو جُدا جُدا اثر عنایت فرما رکھا ہے۔

	موسئے و فرعون معنی را رہی	ظاہر آن رہ دارد و آن بے رہی	
ترجمہ	موسے و فرعون ہین عبد اللہ	راہ پر ہے ایک اک گم کردہ راہ	

شرح لفظ رہی پہلے مصرع مین بمعنے غلام و بندہ ہے اور دوسرے مین بے رہی بمعنے گمرہی ہے یعنے موسے علیہ السلام اور فرعون ایک ہی معنے کے تابع ہین۔ اگرچہ باعتبار ظاہر موسےٰ راہ راست پر ہین اور فرعون گمراہ لیکن باعتبار حقیقت دونو اُسی رستہ پر چل رہے ہین جو مشیت ایزدی نے اُنکو بتا یا تہا۔ اس شعر مین معنے سے مراد وہ اسم ذات ہے جو انکا۔ الگ موسے اور فرعون مین ظاہر ہوا ہے اور یہ دونو اُس اسم کے مظہر اور اُسکی تاثیر کے منقاد اور

مسخر ہین موسیٰؑ مظہر اسم ہادی ہین۔ اور فرعون مظہر اسم مضل۔ اسلیئے وہ ہدایت پر رہے اور یہ گمراہ ہوگیا مطلب یہ کہ تمام ممکنات اعیان ثابتہ یعنے اسماء حسنیٰ کے محکوم ہین۔ اِس لحاظ سے تمام مخلوق ایک ہی مشیت کی مسخر ہے مگر چونکہ اسماء کے تاثیر مختلف ہے اسلیئے ممکنات مین بہی بعد ظہور اختلاف ہوجاتا ہے اور شریعت اس اختلاف ہی کے مٹانے کو آئی ہے

	روز موسیٰ پیش حق نالان شدہ	نیم شب فرعون ہم گریان شدہ
ترجمہ	دیکہکر موسےٰ کو نالان پیش رب	یون ہوا فرعون گریان نیم شب

شرح لفظ روز بمعنے جمیع اوقات ہے یعنے حضرت موسیٰؑ ہر وقت خدا کے سامنے نالان اور فرعون کی ہدایت وایمان کے خواہان رہتے تہے اور فرعون دن کو تو خدائی دعوےٰ کیا کرتا تہا اور آدہی رات کو زمانہ کی آنکہہ سے چہپ کر خداوند حقیقی سے مناجات مین مصروف ہوجاتا تہا۔ اسکی مناجات کا مضمون یہ تہا کہ اے خالق کون ومکان تو شریک اور نظیر سے پاک ہے اور موسیٰ بیشک پیغمبر برحق ہین لیکن چونکہ مین خدائی دعوےٰ کرچکا ہون اسلیئے موسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہین لاتا کہ میری قوم یعنے قبطیون مین میری آبرو نہ جائے۔ اکثر علما کا قول ہے کہ فرعون حضرت موسیٰ کے معجزے دیکہکر درپردہ ایمان لے آیا تہا مگر حُبّ جاہ کے باعث زبان سے کلمۂ شہادت نہ پڑہ سکا چونکہ اسلام کے لیئے تصدیق جنان اور اقرار زبان مشروط ہے اسلیئے وہ اِس نعمت عظمےٰ سے محروم رہا۔

	کاین چہ غل ست اے خدا در گردنم	ورنہ غل باشد کہ گوید من منم
ترجمہ	کیا ہے یہ گردن مین گمراہی کا طوق	ورنہ کیون ہے یہ انانیت کا شوق

شرح مولانا قدس سرہ نے یہان سے فرعون کی مناجات کا مضمون شروع کیا ہے۔ یعنے فرعون اپنی مناجات مین یہ کہتا ہے کہ اے رب یہ گمراہی کا طوق میری گردن مین کیسا ہے اگر یہ نہوتا تو مین ضرور موسیٰ کی پیغمبری کا اقرار اپنی زبان سے کرلیتا۔ اور اگر یہ نہو تو کوئی شخص دعوے انانیت نہین کرسکتا اور یہ نہین کہہ سکتا کہ مین ہی ہون دوسرے مصرع مین گویا فرعون کی واقعی حالت کا ذکر ہے کیونکہ اُسنے انا ربکم الاعلےٰ (اے لوگو مین تمہارا خدائے بلند تر ہون) کہا تہا گویا فرعون یون کہتا ہے کہ اگر گمراہی کا طوق میری گردن مین نہوتا تو مین ہرگز دعوے خدائی نہ کرتا۔

	زانچہ موسےٰ را منور کردہ	مر مرا ہم زان مکدر کردہ
ترجمہ	جس سے موسےٰ ہین منور اے خدا	اُس سے ہون مین کیون مکدر اے خدا
	زانچہ موسےٰ را تو مہ رو کردہ	ماہ جانم را سیہ رو کردہ
	[illegible]	میرے باطن کو سیہ رو کردیا

شرح فرعون کہہ رہا ہے کہ الہٰی جس چیز (مشیت خاص) کے سبب تو نے حضرت موسےٰ کو منور (روشن ضمیر یا صاحب معجزۂ ید بیضا) کیا ہے اُسی مشیت کے باعث مجھے مکدر (تیرہ دل) کر دیا ہے اور جس مشیت سے تو نے اُنکو آسمان رسالت کا بدر الدجےٰ بنا دیا ہے اُسی مشیت سے دو جہان مین میرا مُنہ کالا کر دیا ہے ۔ تتمہ فرعون کی یہ مناجات و زاری یا تو عجز و نیاز پر مبنی تہی اور وہ یہ چاہتا تہا کہ اے خدا حضرت موسےٰ کی طرح مجھے بہی سیدہا راستہ دکہا یا یہ معنے ہین کہ وہ اپنے آپ کو تقدیر کے سامنے مجبور خیال کرتا تہا اور یہ کہتا تہا کہ الہٰی جبکہ تو نے میری تقدیر ہی مین فرعونیت اور کافر رہنا لکہدیا ہے تو مین موسےٰ اور اُسکے خدا پر کیونکر ایمان لاسکتا ہون ۔ یہ جبریہ کا مذہب ہے ۔

	بہتر از ماہے نبود استارہ ام	چون خسوف آمد چہ باشد چارہ ام
ترجمہ	میرا طالع چاند سے بہتر نہین	اور گہن کا کوئی چارہ گر نہین

شرح فرعون کہتا ہے کہ الہٰی میرے نصیبے کا ستارہ آسمان کے چاند سے کسیطرح بہتر نہین ہو سکتا اور یہ ظاہر ہے کہ چاند خسوف (گہن) کی مصیبت سے ہرگز نہین بچ سکتا۔ پہر میرے نصیبے کے ستارہ کو زوال یا غروب نہو یہ ممکن نہین جب میرا ستارہ زوال مین آجائیگا (یعنے فرعونیت اور سلطنت زوال پذیر ہوجائیگی) تو کیا علاج کرونگا۔ یہ بادشاہت اور خدائی دعوے کہان سے لاؤنگا مطلب یہ ہے کہ چونکہ میرے نصیبے کے ستارہ نے قمر سعادت (حضرت موسےٰ) سے اقتباس نور ہدایت نہین کیا۔ اسلیئے مین اُسے عنقریب زوال پذیر سمجہتا ہون۔

	نوبتم گر رب و سلطان مے زنند	مہ گرفت و خلق پنگان می زنند
ترجمہ	لوگ گو کہتے ہین مجکو رب ناس	ہے گہن کے وقت گویا زخم طاس

شرح پنگان بکسر بائے موحدہ و کاف فارسی اُس طاس مسی (تانبے کے کٹورے) کو کہتے ہین جسکو پانی مین ڈالکر گہڑی کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ یہان پنگان بمعنے مطلق طاس ہے جو ولایت مین خسوف (چاند گہن) کے وقت بجایا جاتا ہے اور لفظ گر بمعنے اگرچہ ہے یعنے فرعون یہ کہتا ہے کہ اگرچہ لوگ مجکو لفظ رب یا خطاب سلطان دو عالم سے مشہور کرتے ہین مگر اُنکو اس بات کی خبر نہین کہ یہ سراسر میرے لیئے فضیحت اور رسوائی کا باعث ہے اور اسکی مثال ایسی ہے جیساکہ چاند گہن کے وقت لوگ کٹورہ بجاتے ہین اور اپنے نزدیک اُسکو گہن چہٹ جانے کا ٹوٹکا جانتے ہین مگر فی الواقع اس سے چاند کی اور تفضیح ہوتی ہے کیونکہ جو شخص گہن کو نہین جانتا وہ بہی معلوم کر لیتا ہے کہ خسوف اسکو کہتے ہین علیٰ ہٰذا القیاس میرا لوگون سے جبرًا انا ربکم الاعلیٰ (مین تمہارا خدا اے بلند مرتبہ ہون) کہلوانا میرے تابعین و غیر تابعین سب کے نزدیک میرے رسوائی کا باعث ہے کیونکہ ہر شخص کا دل صاف طور پر گواہی دیتا ہے کہ انسان خدا نہین ہو سکتا۔

	مے زنند آن طاس و غوغا میکنند	ماه را از زخم رسوا میکنند
ترجمہ	طاس سے ہوتا ہے غوغا ہر طرف	چاند ہو جاتا ہے رسوا ہر طرف

شرح یہ گزشتہ شعر کی تشریح ہے یعنے جو لوگ چاند گہن کے وقت کٹورہ بجاتے یا غل مچاتے ہین وہ اس زخم (کٹورہ بجانے) سے چاند کو رسوا کرتے ہین۔

	منکہ فرعونم زخلق اے وائے من	زخم طاسِ ربّی الاعلائے من
ترجمہ	گو ہون مین فرعون ہست کبر خویش	پر ہوئی زخم ربّی الاعلےٰ سے ریش

شرح یہ شعر مختلف نسخون مین مختلف طور پر ہے حسب نسخہ بالا لفظ زخلق دوسرے مصرع سے متعلق ہے یعنے فرعون یہ کہتا ہے کہ گو مین فرعون ہون اور اپنے آپ کو خدا کہلواتا ہون مگر خلق کی طرف سے زخم طاس یعنے آواز نوبت ربّی الاعلےٰ جو میرے حکم سے ہے۔ میرے لیئے نہایت خرابی اور فضیحت کا باعث ہے لفظ وائے بمعنے خرابی ہے۔ مطلب یہ کہ لوگون کا مجکو میرے حکم سے ربی الاعلےٰ کہنا میرے واسطے سبب رسوائی ہے کیونکہ مین خوب جانتا ہون کہ خلقت اس دعوے مین مجکو جھوٹا جانتی ہے۔ مگر مین حُبّ جاہ کے سبب جبراً اُنسے ایسا کہلواتا ہون۔ نیز ممکن ہے کہ لفظ زخلق فرعونم کے متعلق ہے یعنے تمام مخلوق مین سے فرعون اور اپنے آپ کو خدا کہلوانے والا مین ہون۔ مگر ہائے میری خرابی مین اپنے زخم طاس رَبّیَ الْاَعْلےٰ کا کیا علاج کرون کہ میری خدائی دعوے مین خود میری رسوائی ہوتی ہے اسصورت مین من بمعنے خود ہے بعض نسخون مین زخلق کی جگہہ زشہرت ہے اور بعض مین زشہوت یعنے گو مین اپنی شہرت پسندی و تکبر یا خواہش نفس امارہ کے باعث فرعون یعنے خدا بنا ہوا ہون مگر افسوس زخم طاس (خدائی دعوے کی آواز) میرے لیئے رسوائی کا سبب ہے،

	خواجہ تاشانیم امّا تیشہ ات	مے شگافد شاخ را در بیشہ ات
ترجمہ	ایک کے بندے ہین ہم پر اے خدا	چیرتا ہے شاخ کو تیشہ ترا

شرح یہ پہلے بہی معلوم ہو چکا ہے کہ ایک آقا کے دو غلام باہم خواجہ تاش کہلاتے ہین فرعون اپنی مناجات مین یہ کہتا ہے کہ اگرچہ امین اور موسےٰ دونو ایک خواجہ کے غلام اور ایک معبود کے بندے ہین۔ مگر مشیت اور قدرت الٰہی دونو مین مختلف طور پر ظاہر ہوی ہے کہ وہ ہدایت پر ہین اور مین گمراہ ہون۔ تیشہ سے مراد مشیت الٰہی اور قدرت فعال ہے اور بیشہ سے صحن دنیا اور شاخ سے وجود ممکنات یعنے اے اللہ اگرچہ جمیع ممکنات عالم کثرت سے پہلے ایک تہے لیکن تیری قدرت اور مشیت کا تیشہ صحن دنیا مین وجود ممکنات کی شاخون کے ساتہ جُدا جُدا عمل کرتا ہے جسطرح باغبان بعض شاخون کو چیر کے پیوند کر دیتا ہے تا کہ وہ زیادہ بارور ہون۔ اور بعض کو کاٹ کر پہینکدیتا ہے۔ اسیطرح تیری قدرت و مشیت بعض شخص کو پیوند ہدایت کرتی ہے اور بعض کو ہدایت سے الگ کر کے نکما اور

اور گمراہ کردیتی ہے بعض شارحین نے خواجہ تاش کے یہ معنے لیئے ہین کہ فرعون اور موسےؑ دونون کو حضرت شعیب علیہ السلام کی صحبت نصیب ہوی تہی مگر اس سے حضرت موسےؑ کو رہبری عنایت ہوئی اور فرعون کو گمراہی ملی۔

باز شاخے را موصل میکنی ** **شاخ دیگر را معطل میکنی

ترجمہ — ایک کو تو نے موصل کر دیا — شاخ دیگر کو معطل کر دیا

شرح — یعنے ایخدا تیری مشیت کا تیشہ ممکنات کی شاخون کو چیر کر انہین جدا جدا عمل کرتا ہے ایک شاخ کو زیادہ بارور ہونے کے لیے پیوند کردیتا ہے اور ایک کو کاٹ کر پہینکدیتا ہے یعنے تو جسکو چاہے سیدہا رستہ دکہاتا ہے اور جسکو چاہے گمراہ کردیتا ہے۔ یہ شعر پہلے شعر سے متعلق ہے۔

شاخ را بر تیشہ دستے ہست نے ** **ہیچ شاخ از دست تیشہ رست نے

ترجمہ — شاخ کو تیشہ پہ قدرت ہے؟ نہین — ہاتہہ سے تیشہ کے فرصت ہے نہین

شرح — دونو مصرعون مین لفظ ہست درست سوال ہے اور لفظ نے جواب۔ یعنے فرعون یہ کہتا ہے کہ ایخدا کیا کسی شاخ (ممکن الوجود) کو تیرے تیشے (مشیت) پر غلبہ حاصل ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہین۔ اور کیا کوئی شاخ تیرے دست قدرت کے تصرف سے بچ سکتی ہے؟ کبہی نہین مطلب یہ کہ ہدایت و گمراہی تیرے اختیار مین ہے

حق آن قدرت کہ آن تیشہ تراست ** **از کرم کن این کژیہا را تو راست

ترجمہ — تجکو اپنی خاص قدرت کی قسم — اس کجی کے بدلے کر مجہپر کرم

شرح — یہان لفظ حق بمعنے بحق القدرت ہے مطلب فرعون یہ ہے کہ ایخدا اس قدرت کے صدقے مین جو تیرا تیشہ ہے اور اپنے اس کرم کے طفیل مین جو بلا تخصیص سب کا نگہبان ہے میری ان کج فہمیون اور کج افعالیون (دعوے خدائی اور انکار رسالت حضرت موسےؑ) کو سیدہا کر دے اور مجہے راہ راست دکہا کر شاخ ہدایت و ایمان سے پیوند کر دے۔

باز با خود گفتہ فرعون اے عجب ** **من نہ در یاربنا ام جملہ شب

ترجمہ — پہر کہا یہ اپنے دل مین یا عجب — کاٹتا ہون عجز سے مین ایتم شب

در نہان خاکی و موزون میشوم ** **چون بموسے میروم چون میشوم

ترجمہ — حیف خلوت مین ہے تجہسے التجا — سامنے مین موسے سے ہو جاتا ہون کیا

شرح — یہ دونو شعر قطعہ بند ہین یعنے فرعون دل ہی دل مین یہ بہی کہا کرتا تہا کہ ایخدا کیا مین راتون کو تیری بارگاہ مین عجز و نیاز اور مناجات نہین کیا کرتا ہون کیا مین تجہے تمام شب یاربنا یاربنا (اے میرے خدا اے میرے خدا)

کھکر نہین پکارتا۔؟ بلکہ ضرور ایسا کرتا ہون۔ بجھے سچا اور اپنے آپ کو جہوٹا خدا جانتا ہون دل مین تیری وحدت کا قائل ہون مگر یہ نہایت تعجب کی بات ہے کہ مین خلوت مین تو خاکی رہندۂ ذلیل ہر اور موزون رہدایت یافتہ بنجاتا ہون لیکن جب موسے کے سامنے جاتا ہون تو منکر توحید اور اپنی خدائی کا مدعی کیونکر ہوجاتا ہون؟ اسکا سبب کیا ہے کہ مین خلوت مین مومن ہون اور جلوت مین کافر۔ میری زبان سے علے الاعلان تیری توحید اور موسے کی رسالت کا اقرار کیون نہین نکلتا؟ پہلا لفظ چون دقتیہ ہے اور دوسرا استفہامیہ بمعنے چگونہ۔

رنگ زر قلب دہ تو مے شود	پیش آتش چون سیہ رو میشود	
ترجمہ	کھوٹے سونے پر اگر ہو دس تہین	اگ کے آگے تہین کیونکر رہین

شرح اِس شعر مین فرعون نے ایک تشبیہ کے ذریعہ سے اپنی حالت کا فیصلہ آپ کیا ہے۔ زر قلب۔ کھوٹا سونا اور دہ تو بمعنے دس تہ مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص کھوٹے سونے پر کھرے سونیکا رنگ یا ملمع دس تہ تک چڑھادے اور پہر آگ کے پاس رکھکر دیکھے کہ کیونکر سیہ ہو جائیگا۔ یہی حال میرا ہے کہ شب کو خلوت کے وقت تو سر وحدت سے منور ہو جاتا ہون۔ لیکن جب ان کو حضرت موسے کے سامنے جاتا ہون تو انکا شعلۂ نبوت میرے کھوٹ کو ظاہر کردیتا ہے اور نور وحدت کی روشنی قلب سے جاتی رہتی ہے دِل سیاہ ہوجاتا ہے اور مین گمراہ کا گمراہ رہجاتا ہون نیز ممکن ہے کہ فرعون کی حالت بیان کرنے کے متعلق یہ شعر مولانا قدس سرہ کا مقولہ ہو بہر حال مطلب دونون باتوں کا ایک ہے

نے کہ قلب و قالبم در حکم اوست	لحظۂ مغزم کند یک لحظہ پوست	
ترجمہ	قلب و قالب ہے مرا محکوم دوست	مغز وہ کرتا ہے گاہے۔ گاہ پوست

شرح ان چار شعرون مین عقاید جبریہ کے مطابق فرعون نے اپنی گمراہی کو نعوذ باللہ فعل الٰہی خیال کرکے اپنی تسلی کرلی ہے جبریہ کا قول ہے کہ خیر وشر خدا کی جانب سے ہے بندہ کچھ اختیار نہین رکھتا حالانکہ یہ عقیدہ بالکل باطل بلکہ کفر ہے اور اسکا مفصل بیان پہلے گزرچکا ہے۔ فرعون یہ کہتا ہے کہ میرا دل اور جسم (یعنے زبان) دونو حکم الٰہی کے تابع ہین وہ مجکو کبھی (یعنے خلوت مین) مغز (محض نور توحید) بنا دیتا ہے اور کبھی (یعنے جلوت مین) پوست (نور توحید سے خالی) کردیتا ہے یعنے مین خلوت مین مناجات کے وقت دل سے تیری توحید کو مان لیتا ہون مگر جلوت مین حضرت موسے کے سامنے زبان سے اقرار نہین کرسکتا۔ یہ دونو باتین تیرے ہی اختیار مین ہین مین خود اپنے ہدایت وضلالت پر کسیطرح کا اختیار نہین رکھتا۔

لحظۂ ماہم کند یکدم سیاہ	خود چہ باشد غیر این کار آلہ	
ترجمہ	ماہ کرتا ہے کبھی گاہے سیاہ	کچھ نہین اسکے سوا کار آلہ

شرح یعنے اللہ تعالے نے کبھی تو مجکو چاند کی طرح نورانی (صاحب نور توحید) بنا دیتا ہے اور کبھی سیاہ دل (منکر توحید) کر دیتا ہے اس انقلاب حالت سے مجھے تعجب نہ کرنا چاہیئے کیونکہ خدا کا کام ہی یہی ہے کہ وہ کبھی مومن کو کافر کر دیتا ہے اور کبھی کافر کو مومن۔ اُسکی قدرت انقلاب ہی مین نظر آتی ہے۔

	سبز گردم چونکہ گوید کشت باش	زرد گردم چونکہ گوید زشت باش
ترجمہ	سبز ہوتا ہون کرے گر مجکو کشت	زرد ہوتا ہون کرے گر مجکو زشت

شرح یعنے میری حالت ایسی ہے جیسے کھیتی۔ اللہ تعالے نے اُسکی بھلائی کا حکم دیا سر سبز ہو گئی برائی کا حکم دیا زرد ہو گئی۔ اُسکی بھلائی برائی سب خدا کے ہاتھ مین ہے

	پیش چوگانہائے حکم کن فکان	مے دویم اندر مکان و لامکان
ترجمہ	رکھے ہمنے زیر حکم کن فکان	جہان مارے سب مکان و لامکان

شرح فرعون کہتا ہے کہ ہم چوگان حکم الٰہی کے سامنے مکان ولامکان (عالم تعین ولاتعین یا عالم اجسام وعالم ارواح) مین گیند کی طرح دوڑتے ہین بلا جسطرف چاہتا ہے گیند کو پہینکدیتا ہے اسیطرح حکم الٰہی مشیت ایزدی کے مطابق ہمین جس کام مین چاہتا ہے لگا دیتا ہے ہماری گمراہی کا گناہ ہمپر نہین ہے **فائدہ** یہانتک فرعون کی مناجات تمام ہوی اِس مناجات سے یہ نہین نکلتا کہ وہ باطن مین مومن تہا کیونکہ فرعون کا کفر قرآن مجید کی بہت سی آیتون سے ظاہر ہے اگر وہ باطنًا مومن ہوتا تو قرآن مجید مین جہان اُسکی بابت مفصل آیتین نازل ہوی ہین مجملاً اُسکے باطنی ایمان کی طرف بہی ضرور اشارہ کیا جاتا نیز باطنی مومن ہان نیسے فرعون واقعی مومن نہین ہوسکتا۔ کیونکہ ایمان دلی تصدیق اور زبانی اقرار کا نام ہے اور یہ گذشتہ اشعار مناجات سے معلوم ہوچکا ہے کہ فرعون خلوت مین ایمان لانے اور حضرت موسےٰ کے روبرو منکر رہنے سے خود تعجب کیا کرتا تہا اور چونکہ اپنے دل مین رب العالمین کے سچے اور اپنے جہوٹے خدا ہونے کا قائل تہا اسلیئے لوگون کی حاجتین چہپ چہپ کر خدا سے مانگتا تہا۔ یہ مناجات اظہار ایمان کے لیئے نہ تہی بلکہ اسلیئے تہی کہ لوگون مین اُسکی آبرو قایم رہے۔ فرعون کی اکثر دعائین لطور استدراج قبول ہوی ہین۔

	چونکہ بے رنگی اسیر رنگ شد	موسیے با موسیے در جنگ شد
ترجمہ	چونکہ بے رنگی اسیر رنگ ہے	موسی و موسی رہین باہم جنگ ہے

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے۔ اور مقصود حضرت موسےٰ اور فرعون کی مخالفت یا ہر نیک وبد کی تفریق کا اصلی سبب بیان کرتا ہے اور طالب کو ایک نہایت اعلےٰ درجہ کی مخفی راز سے آگاہ کر دینا منظور ہے اب حل شعر سنیئے بیرنگی مرتبۂ لاتعین کہ تقید اور تعین سے منزہ ہے۔ رنگ مرتبۂ تعین اور اسیر رنگ

شدن یعنے متعین شدن ہے تعین دو قسم کا ہے ایک تعین مرتبۂ اسماء الٰہی مین ہے کہ ہر ممکن ایک اسم خاص سے متعلق ہو کر متعین اور ایک دوسرے سے ازل مین ممیز ہو چکا ہے دوسرا تعین مرتبۂ خارج مین ہے جسکے اقتضا سے ممکنات خارج مین ممیز و متعین ہوے ہین۔ مولانا کا یہ مطلب ہے کہ جب ذات حق تعینات مین آئی تو متعینات مین جنگ اور منافرت پیدا ہو گئی۔ اول مباینت مرتبۂ اسما مین واقع ہوئی کیونکہ ہر اسم کا مقتضی دوسرے اسم کے مقتضے کے مخالفت ہے مثلاً مضل کا مقتضا اور ہے اور ہادی کا اور ثانیاً متعینات خارجیہ مین منافرت واقع ہوی کیونکہ متعینات مظاہر اسما ہین اور جبکہ اسماء مین مباینت ہے تو متعینات مین بطریق اولے منافرت ہو گی مطلب یہ کہ جب لاتعین مقید بہ قید تعین ہو گیا اور روحین بدن سے متعلق ہوئین تو باعتبار ظہور تعینات کثیرہ اُنمین اختلاف واقع ہو گیا ایک موسے (شخص متعین) دوسرے موسے کا مخالف بنگیا۔ اور جب تک یہ تمام ممکنات مرتبۂ لاتعین مین تھے تو سوائے ذات کے اور کچھ نتھا تمام اشیاء اُسکے علم ازلی مین متحد تہین۔ موسٰے سے مراد شخص متعین ہے لیکن چونکہ اس داستان مین فرعون اور موسٰے کا ذکر ہے اسلیئے دونو جگہ لفظ موسے سے شخص متعین مراد لیا گیا ہے یعنے عالم کثرت مین اگر ایک متعین دوسرے متعین سے مخالف ہو گیا۔ اگرچہ مرتبہ لاتعین مین سب متحد تھے یہ معنے اُس صورت مین ہین کہ موسٰے مین دونو جگہہ یائے وحدت مانی جائے اور اگر یائے نسبت ہے تو یہ معنے ہین کہ ایک موسائی دوسرے موسائی کے ساتھ جنگ مین۔ پہلے موسائی سے فرعون مراد ہے جو حضرت موسٰے کی اُمت یا اُنکے زمانہ مین تہا اور دوسرے موسائی سے خود حضرت موسے مراد ہین کیونکہ جسطرح اُمتون پر رسولون کی تصدیق فرض ہے اسیطرح ہر رسول پر بہی اپنی تصدیق لازم ہے۔ اسلیئے حضرت موسے۔ موسٰے بہی ہین اور موسائی بہی اور ہمارے رسول مقبول محمدؐ بہی ہین اور محمدی بہی ہے۔ یا یہ کہ پہلے موسے مین یائے نسبت ہو اور دوسرے مین یائے وحدت یعنے موسائی (فرعون) موسٰے کے ساتھ جنگ مین ہے۔

	چون بہ بیرنگی رسی کو داشتی	موسی و فرعون کردند آشتی
ترجمہ	گر تجہے حاصل ہو نور معرفت	موسی و فرعون مین ہے مصلحت

شرح یعنے اے سالک جب تو اُس مرتبۂ لاتعین کا خیال کریگا جو عالم کثرت مین آنے سے پہلے تجکو حاصل تہا تو تجکو معلوم ہو جائے گا۔ کہ فرعون اور موسے اُس مرتبہ مین متحد تھے۔ کیونکہ اُسوقت سوائے ذات کے اور کچھ نتھا تمام اشیا علم ازلی مین بالکل متحد تہین

	گر ترا آید برین نکتہ سوال	رنگ کے خالی بود از قیل و قال
ترجمہ	ہو ترے دل مین اگر پیدا سوال	رنگ کب رہتے ہین بے بحث و جدال

شرح بعض نسخون مین نکتہ کی جگہ گفتہ ہے یعنے ہمنے جو یہ کہا ہے یا نکتہ وحدت بیان کیا ہے کہ متعینات عالم لاتعین مین سب کے سب متحد تہے گو اسپر تجہکو یہ اعتراض سوجہی کہ یہ متعینات تو جنگ و جدال اور باہمی اختلاف سے خالی نہین حالانکہ دعوے یہ تہا کہ متعینات سب کے سب متحد تہے نتیجۂ اعتراض یہ نکلا کہ دعوے حالت واقعی کے اور فرع اپنی اصل کے خلاف ہے کیونکہ یہ عجیب بات ہے کہ یہ رنگ یعنے متعینات ذاتِ واحد سے پیدا ہوے ہین اور اسی سے قایم ہین پہر مرتبۂ تعین مرتبۂ لاتعین کا مخالف کیون ہے۔ کیونکہ مرتبۂ لاتعین اصل ہے اور مرتبۂ تعین اُسکی فرع ہے اسکو چاہیئے کہ اصل کا مخالف نہوتا۔ ضدیت اور مخالفت تو ضدین مین ہونی چاہیئے۔ اور جبکہ دونو مرتبے ایک حقیقت سے وابستہ ہین تو مخالفت کیون ہے؟ اسصورت مین قیل و قال بمعنے جنگ و جدال ہے۔ اور پہلے شعر کا دوسرا مصرع۔ اور دوسرے شعر کے دونو مصرعے تقریر اعتراض ہین نیز ممکن ہے کہ پہلے شعر کا دوسرا مصرع داخل تقریر اعتراض نہو بلکہ اعتراض کی علت ہو یعنے اگر تجہکو نکتۂ وحدت پر اسلیئے اعتراض ہو کہ تو متعینات مین سے ہے اور متعینات کا قاعدہ ہمیشہ بحث اور قیل و قال کا ہے اور تو یہی کہے اے عجب کاین رنگ از بیرنگ خاست الے آخرہ اِس صورت مین صرف آیندہ شعر تقریر اعتراض ہے۔

	اے عجب کاین رنگ از بیرنگ خاست		رنگ با بیرنگ چون در جنگ خاست
ترجمہ	اے عجب یہ رنگ جز د رنگ ہے		رنگ کو بے رنگ سے کیون جنگ ہے

شرح یعنے اگر تو از راہ تعجب یہ اعتراض کرے کہ یہ تمام رنگ (متعینات) بے رنگ (ذات واحد) سے پیدا ہوے ہین پہر مرتبۂ تعین مرتبۂ لاتعین کا مخالف کیون ہے حالانکہ فرع اصل کی مخالف نہین ہوتی تو اسکا جواب آیندہ شعر مین ہے۔

	اصل روغن زاب افزون میشود		عاقبت با آب ضد چون میشود
ترجمہ	اصل روغن آب ہے اے معتقد		آب و روغن کسلیئے باہم ہین ضد

شرح یعنے اے سالک ہم تیرے مذکورۂ بالا اعتراض کا جواب ایک تشبیہ مین دیتے ہین تاکہ اچہی طرح سمجہ مین آجائے۔ ذرا توجہ سے سن۔ روغن کی اصل (یعنے روغنی تخمون مثلاً سرسون یا تلون وغیرہ کی جڑ) پانی ہی سے بڑہتی ہے اور سرسون یا تل وغیرہ پیدا ہوتے ہین۔ اور پہر انہین مین سے تیل نکالتا ہے۔ لیکن انجام پر نظر کر کہ روغن۔ پانی کا مخالف ہے مطلب یہ کہ روغن جب تک روغن نہ تہا یعنے روغن کی صورت مین نہ آیا تہا ہرگز اپنی اصل یعنے پانی کا مخالف نہ تہا یہ مخالفت اِس تعین خاص (روغن ہونے) کے سبب سے پیدا ہوی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس متعینات کا اختلاف مرتبۂ تعین کے باعث سے ہے۔ مرتبۂ لاتعین مین سب متحد تہے کوئی کسیکا مخالف نہ تہا یہ مخالفت بعد حصول مرتبۂ تعین واقع ہوی ہے۔

	چونکہ روغن را ز آب اسرشتہ اند	آب با روغن چرا ضد گشتہ اند
ترجمہ	آب ہے بے شبہ روغن کا خمیر	کیون یہ پہر ضدین ہین اے دل پذیر

شرح یعنے چونکہ بونے کے وقت روغنی تخمون کی جڑ کو پانی کے ساتھ گوندہا ہے مطلب یہ کہ اُنکی جڑون مین پانی دیا گیا ہے اسلیئے مناسب یہ تہا کہ آب اور روغن باہم مخالف نہوتے حالانکہ دونو ایک دوسرے کی ضد ہین ۔ پانی کی اور خاصیت ہے روغن کی اور اِسکا سبب وہی ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے کہ روغن مرتبۂ تعین یعنے روغن ہونے سے پہلے پانی کا مخالف نہ تہا یہ اختلاف تعین کے بعد ہوا ہے علے ہذا القیاس رنگ و بیرنگ مرتبہ تعین سے پہلے متحد تہے ۔ مخالفت بعد مین ہوی ہے

	چون گل از خارست و خار از گل چرا	ہر دو در جنگ اند و اندر ماجرا
ترجمہ	خار سے جب گل ہے گل سے خار ہے	کسلیئے دونوین پہر تکرار ہے

شرح اُسی گزشتہ اعتراض کا جواب دوسری تشبیہ مین دیا گیا ہے ۔ یعنے اے سالک باوجودیکہ گل خار کی جنس مین سے ہے اور خار گل کی کیونکہ دونو ایک ہی پانی سے پیدا ہوے ہین باایہمہ اِن دونونین جنگ و مخالفت کیون ہے ؟ دیکہہ لیجے گل محبوب ہے اور خار مبغوض ۔ پہول باعث تازگی و مسرت ہے اور کانٹا موجب تکلیف و اذیت ۔ اِسکا جواب وہی ہے کہ خار کانٹا ہونے سے پہلے گل کا مخالف نہ تہا یہ جنگ باہمی مرتبۂ تعین کے سبب سے واقع ہوئی ہے حاصل جواب یہ ہوا کہ یہ متعینات کا اختلاف اور جنگ و منافرت عالم کثرت مین آنے کے باعث سے ہے اور ہمنے اتحاد اضداد کا دعوے عالم لاتعین مین کیا تہا ۔ یعنے متعینات اگرچہ عین واحد سے پیدا ہوئی ہین اور اِس اعتبار سے سب کے سب متحد ہی ہین لیکن بنظر تعینات انمین اختلاف اور منافرت واقع ہوئی ہے اگر اختلاف تعینات نہوتا تو صنعت ربانی اور قدرت حضرت سبحانی ظاہر نہوتی یہہ اختلاف فرع ہے اصل حکمت الٰہی پر مبنی ہے چنانچہ آیندہ شعر مین اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے ۔

	یا نہ جنگ ست این ابرائے حکمت ست	ہمچو جنگ خر فروشان صنعت ست
ترجمہ	یا یہ حکمت کے لیے ہے رہبری	خر فروشون کی سی جنگ زرگری

شرح یعنے اب اِس اختلاف کو یا تو باعتبار تغایر تعینات سمجہیئے یا یون کہیئے کہ یہ اختلاف فی الواقع اختلاف نہین ہے بلکہ جنگ مصنوعی ہے یعنے کفار کی مخالفت انبیاء و اولیاء کے ساتہ اور نفس کے روح کے ساتہ اظہار حکمت ربانی کے لیے ہے کیونکہ کفر نہوتا تو ایمان کی عزت اور کافر نہوتے تو مومن کے تمیز اور جہنم نہوتی تو جنت کا مزا ہرگز سمجہ مین نہ آتا ۔ اور یہ جنگ مصنوعی ایسی ہے جیسے کہ خر فروشون مین باہم ہوتی ہے جس سے

مشتری کو رغبت دلانے مقصود ہوا کرتی ہے مثلاً ایک خرفروش دوسرے سے کہا کرتا ہے کہ تونے میرے گدہے کی قیمت سو روپیہ کیون کہدی فلان خریدار دوسو دیتا ہے تجکو غیر کے مال کی قیمت لگانے سے کیا مطلب۔ اِس جنگ باہمی گدہے والون کا مطلب واقعی جنگ نہین ہوتا بلکہ یہ خریدار کو رغبت دلانے کی حکمت ہے۔ اِسیطرح متعینات کا اختلاف خالی از حکمت نہین۔

	یا نہ این ست و نہ آن حیرانی ست	گنج باید۔ گنج در ویرانی ست
ترجمہ	یا سمجھ لے عقل حیرانی مین ہے	گنج حاصل کر جو ویرانی مین ہے

شرح یعنے اختلاف تعینات یا تو واقعی جنگ ہے یا مصنوعی یا یہ سمجھیئے کہ یہ نہ جنگ واقعی ہے۔ نہ جنگ مصنوعی بلکہ سر بسر حیرانی ہے۔ کیونکہ جب مرتبۂ لاتعین کو دیکھا جاتا ہے توسب متحد پائے جاتے ہین اور جب مرتبۂ تعین پر نگاہ ہوتی ہے توسب مختلف ہین اور اِس سے طالب کو سوائے حیرت کے اور کچھ حاصل نہین ہوتا بس تو طالب صادق کے قابل یہ بات ہے کہ گنج معرفت کو تلاش کرے جو ویرانہ مین ملتا ہے یعنے خزانۂ معرفت اور کنز اسرار غیب کو مخزن قلوب کاملین سے ڈہونڈہے۔ کیونکہ خزانہ ویرانی مین ہوتا ہے یعنے اسرار ایسے کاملین کے دل مین پنہان رہتے ہین جنہون نے اپنے وجود موہوم کو ویران اور معدوم و فنا کر رکھا ہے۔ یا یہ معنے ہین کہ اختلاف تعینات نہ جنگ واقعی ہے نہ جنگ مصنوعی بلکہ سر بسر حیرانی یعنے حیرت محمودہ ہے اسی حیرت کے عالم مین خزانۂ شہود حق حاصل ہوسکتا ہے کیونکہ تمام تعینات آئینۂ جمال حق ہین المخاطب تو اسی خزانہ کے حاصل کرنے کی کوشش کر بعض نسخون مین گنج باید جست این ویرانی ست۔ ہے یعنے یہ مراتب تعین اور لاتعین کی بحث سر بسر طالب کے لیے ویرانی یعنے باعث خرابی ہے کیونکہ ایسے خیالات سے وہ مجاہدہ اور ریاضت سے رُکجاتا ہے۔ اسکو چاہیئے کہ کاملین سے خزانہ معرفت ڈہونڈہے اور مباحثہ کو ترک کردے

	آنچہ تو گنجش توہم مے کنی	زان توہم گنج را گم مے کنی
ترجمہ	وہم نے سمجھا ہے تیرے جسکو گنج	وہ نہین ہے گنج ہے وہ عین رنج

شرح توہم سے وجود موہوم یا ہستی فانی مراد ہے۔ یعنے المخاطب توجس وجود موہوم کو اپنے وہم ورائے مین گنج اور سامان مسرت خیال کر رہا ہے وہ فی الواقع گنج نہین ہے بلکہ صرف مٹی کا ڈھیر ہے تو اس لغو خیال کے باعث خزانۂ معرفت کو ہاتھ سے کہو رہا ہے۔

	چون عمارت دان تو وہم و رایہا	گنج نبود در عمارت جایہا
ترجمہ	وہم تیرا ہے عمارت میری جان	گنج ہوتا ہے عمارت مین کہان

شرح یعنے توجس وجود موہوم کو اپنے وہم در ائے مین گنج خیال کر رہا ہے یہ وہم ورائے بمنزلۂ عمارت یعنے

فریب ہستی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ خزانہ عمارت یعنے آبادی مین نہین ہوتا اسیطرح جبتک تیرے دل مین وہم و رائے کی عمارت یا فریب ہستی کی بنیاد قایم رہیگی خزانۂ معرفت الٰہی ہرگز حاصل نہوگا۔

	در عمارت ہستی و جنگے بود		نیست را از ہستہا ننگے بود
ترجمہ	ہے عمارت مین سرِ ہستی وہ جنگ		نیست کو ہست سے ہر لحظہ ننگ

شرح نیست سے مراد عارف فانی نے اللہ ہے اور ہست سے گرفتار ہستی خود مطلب یہ کہ عمارت وجود موہوم مین ہرم خیال ہستی اور خصومت نفار کہی ہوی ہے۔ جو شخص گرفتار ہستی ہے وہ اپنے وجود کو مستقل جانتا ہے اور اسی لیئے فانی سے خصومت اور نفرت رکھتا ہے لیکن در اصل نیست کو ہست سے ننگ و عار ہے یہی وجہ ہے کہ گرفتار ہستی عارف کے ارشادات کو قبول نہین کرتا۔ اگر عارف کو اُس سے نفرت نہو تو گرفتار ہستی کیسی ہی نفرت رکھے لیکن عارف اپنے جذب باطن سے اُسکو کہینچ سکتا ہے مطلب یہ کہ اہل دنیا جو عارفین سے نفرت رکہتے ہین یہ نفرت عارفین ہی کے نفرت سے پیدا ہوی ہے۔

	نے کہ ہست از نیستی فریاد کرد		بلکہ نیست آن ہست او وا داد کرد
ترجمہ	ہست سے کچھ نیست فریادی نہین		خود ہی اُس سے جدا ہے بالیقین

شرح پہلے مصرع مین لفظ نے بانسلی کے معنون مین نہین بلکہ نیست کا مخفف ہے اور فریاد بمعنے شکایت و نفرت اور وا داد بمعنے جدا از عطا ہے کیونکہ لفظ وا بمعنے نارسیدہ و جدا آیا ہے۔ یعنے یہ بات نہین ہے کہ ہست (گرفتار دنیا) نیست (عارف) سے نفرت کرتا ہے بلکہ عارف ہی نے اُس گرفتار ہستی موہوم کو عطائے معرفت سے جدا کر رکھا ہے۔ اور عارف ہی فی الواقع اُس سے نفرت رکھتا ہے۔

	تو مگو کہ من گریزانم ز نیست		بلکہ او از تو گریزان ست ایست
ترجمہ	تو نہ کہہ مین بہاگتا ہون نیست سے		بہاگتا ہے خود وہ تجہسے دیکہہ لے

شرح دوسرے مصرع مین لفظ ایست بمعنے قیام کن و گریزان مشو ہے یعنے تو یہ نکہہ کہ مین نیست یعنے عارف باللہ سے بہاگتا ہون اے شخص ٹہر جا اور غور سے دیکہہ کہ خود تجہسے گریزان ہے۔ بعض نسخون مین ایست کی جگہ بیست ہے اسصورت مین بیست یا تو بمعنے ایست ہی ہے اور یائے موحدہ امر حاضر مین زیادہ ہے یا بیست سے مراد بست بار ہے بطریق مبالغہ یعنے تو ایک بار بہاگتا ہے تو عارف باللہ تجہسے بیس بار گریز کرتا ہے

	ظاہرا مے خواندت او سوئے خود		وز درون مے راندت با چوب رد
ترجمہ	تجکو ظاہر مین مبلاتا ہے مگر		تجہسے ہے اسکو تنفر سر بسر

شرح یہ ایک سوال کا جواب ہے معترض یون کہتا تہا کہ عارف اہل دنیا سے بہاگتے کب ہین بلکہ انکی طرف

راغب ہوتے ہین اور دعوت اسلام کرتے ہین - مولانا کا جواب یہ ہے کہ یہ مخالطت اور رغبت کسی ظاہری مصلحت کے لیے ہے باطن مین عارف اُنسے نافر رہتے ہین - مثلاً فرض کیجیے کہ اگر کسی ظالم بادشاہ سے کوئی عارف بالسد مخالطت کریگا تو یہ رغبت صرف اُسکے برائیون سے بچنے یا اُسکو برائیون سے بچانے کے لیے ہوگی لیکن وہ دل مین ضرور بادشاہ مذکور سے متنفر رہیگا - اور چوب رد و دفع کرنے کی لکڑی ہے ہاتھ مین رہیگا -

	قومے اندر آتش سوزان چو ورد	قومے اندر گلستان با رنج و درد	
ترجمہ	آتش سوزان مین ہین اک شکل ورد	باغ مین رہکر ہین اک بارنج و درد	

شرح اِس شعر مین عارف اور اہل دنیا کی حالت کا فرق اور عارفین کی نفرت کا باعث بیان کیا گیا ہے یعنے عارف ایسا گروہ ہے کہ آتش سوزان مین گُل ورد کی طرح خوش وخرم رہتے ہین یعنے مصائب دنیوی مین اُنکو مرضی خدا سے نفرت نہین ہوتی - اور اہل دنیا ایسے لوگ ہین کہ عیش مین رہکر بھی رنج و درد کی شکایت کیا کرتے ہین یعنے ناشکر ہین - جبکہ اُنکے اور انکے مسلک مین اِسقدر تفاوت ہے تو باہم نفرت کیون نہو گی ورد گلاب کے پہول کو کہتے ہین -

	نعلہائے بازگونہ ست اے سلیم	نفرت فرعون را دان از کلیم	
ترجمہ	اُلٹی جوتی کی طرح سُن اے سلیم	نفرت فرعون ہے غیظ کلیم	

شرح نعل بازگونہ (اُلٹی جوتی) کار برعکس اور نشان مٹا دینے کے معنون مین مستعمل ہے اور ضمیر ست رغبت کی طرف راجع ہے - یعنے اے سلیم العقل اہل عرفان کی اُس رغبت کو جو اہل دنیا سے ہے برعکس سمجھنا چاہیے عارف تمام اہل دنیا سے ظاہر مین رغبت رکھتے ہین اور باطن مین متنفر رہتے ہین اولیاء اللہ کی رغبت و نفرت اتفاقی نہین بلکہ الہامی ہوتی ہے - اُنکو ازراہ الہام معلوم ہو جاتا ہے کہ فلان شخص ہرگز ایمان نہ لائے گا اسلیے وہ باطنی توجہ نہین کرتے مگر ظاہر طور پر دعوت اسلام اور تبلیغ احکام جو شرعی فرض ہے برابر ادا کیے جاتے ہین اور جبکہ اہل اللہ دنیا پرستون سے دلی نفرت رکھتے ہین تو اسی نفرت کا عکس دنیا دارون کے دلون مین بھی پڑتا ہے اور وہ بھی اہل اللہ سے متنفر ہو جاتے ہین چنانچہ دوسرے مصرع کے یہی معنے ہین کہ فرعون کو جو حضرت موسیٰ سے نفرت تہی یہ موسیٰ ہی کی نفرت سے پیدا ہوئی تہی موسیٰ باعتبار ظاہر دعوت اسلام کر رہے تہے - اگر باطنی کشش بھی ہوتی تو فرعون ضرور ایمان لے آتا کیونکہ عارفین کی حالت کو فعل معکوس سمجھنا چاہیے جسطرح اُلٹی جوتی کا نشان زمین پر نہین پڑتا ہے اسطرح عارفین کی حالت لوگونکو معلوم نہین ہوتی کہ اُنکا ظاہر کیا ہے اور باطن کیا - اولیاء کے ظاہر و باطن کا اختلاف خدانخواستہ نفاق پر محمول نہین بلکہ ایک مصلحت پر مبنی ہے وہ خدا کے لئے بُغض و محبت رکہا کرتے ہین -

سبب حرمان اشقیا از دو جہان کہ خسر الدنیا والاخرۃ

ترجمہ بدون کے دو جہان سے محروم رہنے کا سبب کیونکہ انکی شان مین آیت خسر الدنیا والآخرۃ نازل ہے

شرح یہان سے اس مضمون کی تمثیل شروع ہوئی ہے جو مصرع سابق۔ وز درون مے راندنت با چوب رد مین ہے یعنے اولیاء اللہ اہل دنیا سے متنفر رہتے ہین اور انکو چوب رد سے ہانکدیتے ہین یہی باعث ہے کہ وہ دو جہان سے محروم رہکر دنیا اور آخرت مین خسارہ اٹھاتے ہین۔ اس تمثیل مین اہل فلسفہ کی رائے کے مطابق زمین و آسمان کی ہیئت وغیرہ کا ذکر ہے جسکی مفصل تشریح مع نتیجہ تمثیل آیندہ اشعار مین آنیوالی ہے۔

چون حکیمک اعتقادے کردہ است	کاسمان بیضہ زمین چون زردہ است
ترجمہ فلسفی کو اس گمان پہ ہے یقین	آسمان انڈا ہے زردی ہے زمین

شرح لفظ حکیمک مین کاف تصغیر کے لیے ہے جیسا کہ مردک مین اور حکیم سے مراد فلسفی ہے یعنے ذلیل فلسفی کا یہ مقولہ ہے اور اُسنے یہ اعتقاد کر رکھا ہے کہ آسمان بیضہ کے مانند ہے اور زمین اُسمین ایسی ہے جیسا کہ بیضہ مین زردی یعنے آسمان مدور اور کرہ کے شکل ہے اور زمین اُسمین زردی بیضہ کی طرح معلق ہے۔

گفت سائل چون بماند این خاکدان	در میان این محیط آسمان
ترجمہ ایک سائل نے کہا یہ خاکدان	ہو گیا کیونکر محیط آسمان

شرح یعنے چونکہ آسمان علوی و نورانی چیز ہے اور زمین سفلی و جسمانی اسلئے باہم دونو متضاد ہین اور یہ صاف ظاہر ہے کہ ضد دوسری ضد مین نہین سما سکتی۔ بدین لحاظ سائل فلسفی پر اعتراض کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ یہ خاکدان (زمین) کرۂ آسمان مین کیونکر سما سکتی ہے۔ یہ دونو تو باہم متضاد ہین پھر ہم یہ کیونکر مان لین کہ آسمان بیضہ کی اور زمین اُسمین زردی بیضہ کی مانند ہے۔ کیونکہ ضدین ہرگز ایک جگہ جمع نہین ہو سکتین۔

ہمچو قندیلے معلق در ہوا	نے بہ اسفل مے رود نے بر علا
ترجمہ صورت قندیل کیون لٹکی ہے یہ	زیر و بالا کیون نہین ہوتی ہے یہ

شرح یہ شعر بھی معترض کا مقولہ اور گزشتہ اعتراض کا تتمہ ہے۔ وہ یہ کہتا ہے کہ مین اسکو نہین مانتا کہ زمین کرۂ آسمان مین زردی بیضہ یا قندیل کی طرح ہوا یعنے ادہر مین لٹکی ہوئی ہے نہ نیچے آتی ہے نہ اوپر جاتی ہے کیونکہ آسمان اپنی ضد یعنے زمین کو اپنے کرہ مین جگہ ہی نہین دیتا۔ پھر اُسمین زمین کے معلق ہونے کے کیا معنے۔

آن حکیمش گفت کز جذب سما	از جہات شش بماند اندر ہوا
ترجمہ فلسفی بولا کہ جذب آسمان	اسکو رکہتا ہے ہوا کے درمیان

شرح یہ اُس اعتراض کا جواب ہے یعنے فلسفی نے تقریر اعتراض سُنکر سائل کو یہ جواب دیا کہ آسمان مین جذب یعنے

کھینچ لینے کی قوت موجود ہے اِسلیئے جب اُسنے چھئون طرفون سے زمین کو کھینچا تو وہ ادہرہی مین معلق رہگئی۔ نہ نیچے آسکتی ہے نہ اوپر جاسکتی ہے بلکہ لٹک کر کرۂ فلک کے وسط مین رہگئی ہے۔

	چون ز مقناطیس قبہ ریختہ	درمیان ماند آہنے آویختہ
ترجمہ	قبہ ہو جس طرح مقناطیس کا	اُسمین آہن رہگیا لٹکا ہوا

شرح اِس شعر مین فلسفی نے اپنے جواب کو ایک تشبیہ مین سمجھایا ہے تاکہ سائل اچھی طرح سمجھ لے یعنے آسمان کے ایسے مثال ہے جیسا کہ سنگ مقناطیس سے کوئی قبہ بنایا جائے اور اسمین لوہا رکھا جائے تو لوہا اُسمین معلق رہیگا۔ اِسیطرح آسمان مین جذب کی قوت ہے اور زمین اُسمین معلق ہے فلک نے وسط کرہ مین زمین کو جگہ نہین دی بلکہ زمین اُسکی مقناطیسی طاقت کے باعث شش جہات سے کھنچکر خود بخود معلق رہگئی ہے۔

	آن دگر گفت آسمان با صفا	کے کشد در خود زمین تیرہ را
ترجمہ	دوسرا بولا کہ چرخ اے نیک خو	کھینچتا ہے کب زمین تیرہ کو
	بلکہ دفعش میکند از شش جہات	تا بماند درمیانِ عاصفات
ترجمہ	بلکہ اُسکو دفع کرکے آسمان	چھوڑدیتا ہے ہوا کے درمیان

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین۔ زمین کے متعلق بعض فلسفیون کی رائے پہلے بیان ہو چکی ہے اور بعض کی رائے کا خلاصہ اس قطعہ مین ہے۔ یعنے فلسفیون کے دوسرے گروہ کا یہ قول ہے کہ آسمان صاف و منور اور زمین کثیف و مکدر چیز ہے اسلیئے ضد اپنی ضد کو جذب نہین کرسکتی۔ بلکہ یہ بات ہے کہ آسمان زمین کو سب طرف سے دفع کرکے اپنے کرہ سے نکالتا رہتا ہے یعنے آسمان کی ہر جانب زمین کو دوسری جانب دھکیلتی ہے مگر چونکہ دوسری جانب بھی وہی آسمان صافی ہوتا ہے جو کثیف کو جذب نہین کرسکتا۔ اسلیئے یہ دوسری جانب تیسری طرف دھکیلدیتی ہے علیٰ ہذا القیاس۔ اسوجہ سے زمین عاصفات یعنے سخت آندھیون اور تیز چلنے والی ہواؤن مین معلق رہگئی ہے جسطرح ہوائین ادہر ہی رہتی ہین اسیطرح زمین ادہر مین ہے اور اُسکے مثال ایسی ہے جیسا کہ چند اشخاص ملکر کسی چیز کو ہاتھون ہاتھ لے لیتے ہین۔ زمین نہ صعود کی قدرت رکھتی ہے نہ ہبوط کی۔ نہ اوپر جاسکتی ہے نہ نیچے بلکہ معلق ہے **فائدہ** یہ دوسرے حکمار کا مذہب ہے۔ مگر زمین کے معلق ہونے کے دونو قائل ہین صرف اُسکی توجیہ مین اختلاف ہے لیکن یہ دونون قول ضعیف ہین اسلیئے مولانا نے حکیم کو بصیغۂ تصغیر یاد کیا ہے جسمین اشارہ ہے کہ اُنکے اقوال ضعیف ہین کیونکہ پہلے قول کے موافق اگر یہ مانا جائے کہ آسمان زمین کو جذب کرتا ہے اسلیئے زمین معلق ہے تو ہم یہ کہینگے کہ اجرام علوی اجسام سفلی کو جذب نہین کرسکتے کیونکہ دونو ایکدوسرے کی ضد ہین اور اگر یہ کہیئے کہ مدافعت آسمان کی باعث زمین معلق ہے تو یہ کہا جائے گا کہ زمین اجسام سفلیہ مین سے ہے اسلیئے اِسکا معلق رہنا محال ہے کیونکہ ہر جسم

اپنے مرکز کی جانب رجوع کرتا ہے بس تو فی الواقع یہ ہے کہ زمین و آسمان دونو قبضۂ تصرف الٰہی مین ہین اور اُسکے حکم سے قایم ہین۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَمِنْ آیَاتِہٖ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِہٖ۔ یعنے خدا کی بڑی نشانیون سے ایک یہ ہی ہے کہ آسمان و زمین اُسکے حکم سے قائم ہین۔

	پس ز دفع خاطر اہل کمال	جان فرعونان بماند اندر ضلال
ترجمہ	چونکہ رد کرتے ہین ارباب کمال	اسلیئے سرکش ہین پابند ضلال

شرح یہان سے تمثیل مذکور کا نتیجہ شروع ہوا ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ جسطرح حسب مقولۂ حکما آسمان زمین کو ہر جانب سے دفع کرتا رہتا ہے اسیطرح اہل کمال کا دل متکبرین کو اپنی جانب سے دفع کر دیتا ہے اور وہ گمراہ ہو جاتے ہین۔ کیونکہ اہل کمال اور عارفین بھی آسمان تجلی اسماو صفات ہین گرفتاران وجود کثیف کو اپنی باطنی جذب مین جگہ نہین دیتے۔ اور اُن سے متنفر رہتے ہین۔

	پس ز دفع این جہان و آن جہان	ماندہ اند این بے رہان این و آن
ترجمہ	دفع کرتے ہین اُنہین ہر دو جہان	رہگئے ہین اسلیئے بے این و آن

شرح یعنے گمراہون کو دین و دنیا دونون نے دفع کر دیا ہے۔ کیونکہ جب اُنہون نے انبیا اور اولیا کے ارشادات نہ مانے تو دین سے تو دفع ہوے ہی تہے اہل دنیا نے بھی اُنکو مردود سمجھا۔ اور مصداق خسر الدنیا و الآخرہ ہو گئی۔ ع نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادہر کے رہے نہ ادہر کے ہوے۔

	سرکشی از بندگان ذو الجلال	زانکہ دارند از وجود تو ملال
ترجمہ	کیونکہ ان نہ تجھکو اُنسے ہو نفرت کمال	اولیا رکھتے ہین خود تجھسے ملال

شرح سرکشی مین یائے خطاب ہے۔ یعنے اے گمراہ تو بندگان خدا انبیا و اولیا سے اسلیئے سرکش ہے کہ وہ خود تجھسے ملال رکھتے ہین اور اُنہین کی باطنی نفرت کے اثر کے باعث تو اُنسے سرکش رہتا ہے۔

	کہربا دارند چون پیدا کنند	کاہ ہستی ترا شیدا کنند
ترجمہ	کہربا کو اپنے گر پیدا کرین	کاہِ ہستی کو ترے شیدا کرین

شرح یعنے انبیا اور اولیا اور خاص بندگان خدا خاصیت کہربا یعنے جذب باطن رکھتے ہین اُنہین ضرور مقناطیسی قوت موجود ہے جب وہ اس کہربا کو ظاہر کر دیتے ہین تو انسان کے کاہِ ہستی کو اپنی طرف کھینچکر شیدائے حق اور عاشق الٰہی بنا دیتے ہین۔ کاہ گھاس کے تنکے کو کہتے ہین جسکو کہربا کا منکا اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔

	کہربائے خویش چون پنہان کنند	زود تسلیم ترا طغیان کنند
ترجمہ	اور اگر پنہان کرین کچھ جانکر	ہو ترا ایمان۔ طغیان سربسر

شرح یعنے خاصان خدا جب اپنے کہربا کو چھپا لین یعنے تجھسے رضامند نہون اور اپنی طرف جذب نہ کرین تو تیری سلامتی ونجات مبدل بضلال وطغیان ہو جائیگی تسلیم بمعنے گردن نہادن وبسلامت داشتن اور طغیان بمعنے سرکشی ہے مطلب یہ کہ ولی کامل کی توجہ کیے بغیر تو جس چیز کو باعثِ سلامتی ونجات خیال کریگا وہ فی الواقع سرکشی اور گمراہی کا باعث ہوگی۔

	آنچنان کو مرتبہ حیوانی ست	کو اسیر و سغبۂ انسانی ست	
ترجمہ	جسطرح رتبہ کسی حیوان کا	ہے مسخر رتبۂ انسان کا	

شرح یعنے اولیا کے کہربا اور عوام کے کاہ ہونے کی ایسی مثال ہے۔ جیساکہ مرتبۂ حیوانی کہ اسیر اور مطیع مرتبۂ انسانی ہے۔ یہ مرتبہ غالب ہے اور وہ مغلوب۔ اولیاء اللہ چونکہ مرتبۂ انسانی رکھتے ہین اسلیئے تمام مخلوق پر متصرف ہین اور دیگر مخلوق چونکہ مرتبۂ حیوانی مین ہے اسلیئے اولیاء کی مطیع ومسخر ہے جیساکہ چوپائے انسان کے مطیع ہوتے ہین لفظ سغبہ بمعنے گرسنگی ہے لیکن مطیع ومسخر کے معنون مین مستعمل ہے۔ اور یہان یہی معنے مراد ہین۔ یعنے مرتبۂ حیوانی مطیع مرتبۂ انسانی ہے۔

	مرتبہ انسان بدست اولیا	سغبہ چون حیوان شناسش اے کیا	
ترجمہ	رتبۂ انسان ہے فیض اولیا	اور وہ حیوانی ہے سن لے اے کیا	

شرح یہ پہلے شعر کی شرح ہے اور لفظ شناسش کی ضمیر مرتبۂ حیوانی کی طرف راجع ہے۔ یعنے مرتبۂ انسانی اولیاء اللہ کے ہاتھ مین ہے اور اے عقلمند مخاطب مرتبۂ حیوانی کو حیوان کے مانند مرتبۂ انسانی کا مطیع ومسخر سمجھ اور اولیاء کے تصرف کو واقعی خیال کر۔ اولیاء اللہ حیوان کو انسان بنا دیتے ہین۔

	بندۂ خود خواند احمد در رشاد	جملہ عالم را بخوان قل یا عباد	
ترجمہ	اپنا بندہ سب کو کہتے ہین رسول	پڑھ کہین قل یا عباد اے بوالفضول	

شرح یعنے حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد رحالت ہدایت مخلوق یا قرآن مجید مین تمام عالم کو اپنا بندہ کہا ہے اگر تجھے اسمین شک ہے تو قرآن مجید کی اس آیت کو پڑھ قل یا عبادی الذین اسرفوا علے انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ یعنے اے محمد اپنے نفس پر زیادتی کرنے والے لوگون سے کہدے کہ اے میرے بندو خدا کی رحمت سے ناامید نہو۔ یہ شعر گذشتہ شعر کی دلیل ہے یعنے مرتبۂ انسانی مرتبۂ حیوانی پر غالب ہے چونکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مجسم کمال انسانی تھے اس نظر سے تمام عالم آپ کا مطیع ٹھہرا اور آپنے اللہ تعالےٰ کے حکم سے لوگون کو یا عبادی اے میرے بندو کہکر پکارا فائدہ گو مولانا قدس سرہ نے اپنے مطلب پر دلیل اپنے الہام سے پیدا کی ہے لیکن ارباب تفسیر کے نزدیک آیت مذکورہ کے یہ معنے نہین

ہین۔ بلکہ رسول نے فرمان الٰہی کی حکایت اپنی زبان مبارک سے فرمائی ہے ہان یہ ممکن ہے کہ مفسرین نے آیت کی ظاہری معنے لیئے ہین اور مولانا قدس سرہ نے باطنی۔

	عقل تو ہمچون شتربان تو شتر	میکشاند ہر طرف در حکم مر
ترجمہ	عقل تیری ہے شتربان تو شتر	ہے ہر اک اشتر مطیع حکم مُر

شرح حکمِ مُر تلخ حکم یعنے وہ حکم جو محکوم کی مرضی کے خلاف ہو مطلب یہ کہ انسان کی عقل شتربان کی اور انسان خود شتر کے مانند ہے جسطرح شتربان اپنے اونٹ کو اُسکی مرضی کیخلاف جس طرف چاہتا ہے لیجا سکتا ہے اسیطرح عقل آدمی کو جہان چاہتے ہی کھینچ لیجاتی ہے بس تو جب کہ عقل کا اتنا بڑا تصرف ہے تو اولیا اللہ رجو عقل عقل یعنے سر بسر عقل ہی عقل ہین) کا تصرف کسقدر زبردست ہوگا۔ چنانچہ آیندہ شعر انہی معنون کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

	عقل عقلند اولیا و عقلہا	بر مثال اشتران تا انتہا
ترجمہ	اولیا ہین عقل عقل اے عقلمند	آدمی ہین شکل اُشتر پائے بند

شرح یعنے اولیا اللہ عقلِ عقل یعنے عقل محض ہین۔ اور دیگر انسانون کی عقلین اول سے لیکر آخر تک اُنکے روبرو ایسی ہین جیسے کہ شتربان کے آگے اونٹ اولیا اللہ لوگون کی عقلون کو جسطرف چاہتے ہین لگا دیتے ہین۔ نیز ممکن ہے کہ لفظ تا انتہا عقل عقلند کے متعلق ہو یعنے اولیا اللہ طالبین کو مرتبہ انتہائے حقیقت تک پہنچا دینے مین عقل عقل ہین مطلب یہ کہ تمام عالم اولیا کا تابع ہے وہ اُسمین جسطرح چاہین تصرف کر سکتے ہین اگر وہ اپنے طرف جذب کرین تو گو کسیکا دل ایمان لانے کو نچاہے مگر وہ ضرور مومن ہوکر رہیگا اور اگر جذب نہ کرین تو گو مومن ہونے کو کسی کا جی چاہتا ہو مگر وہ کافر ہی ہوکر مریگا چنانچہ حضرت عمرؓ کا ایمان لانا رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ کے جذب کا اور فرعون کا کافر رہنا حضرت موسےٰ کے عدم جذب کا نتیجہ ہے۔ اگر جذب کو کامل طور پر عمل مین لایا جاتا تو ابوجہل اور ابوطالب بھی مومن ہو جاتے۔

	اندر ایشان بنگر آخر ز اعتبار	یک قلاوز است جان صد ہزار
ترجمہ	ڈال تو اُن پر نگاہ اعتبار	ہاتھ مین ہین ایک کے جانین ہزار

شرح اعتبار بمعنے یقین صدق و اعتقاد راست ہے اور قلاوز رہبر کو کہتے ہین یعنے اولیا اللہ کو سچے اعتقاد کی نظر سے دیکھا کر۔ کیونکہ ہر ولی گو عالم صغیر (انسان واحد) کی صورت مین نظر آتا ہے مگر وہ فی الحقیقت عالم اکبر (سارے جہان) کی مانند ہے دوسرے مصرع کا مطلب یہ ہے کہ جسطرح ایک رہبر لاکھ آدمیون کی جان ہوتا ہے۔ اسیطرح ایک ولی گویا سارے جہان کی جان ہے اور جسطرح رہبر کے رستہ بھول جانے یا بہلا دینے سے قافلہ ہلاک ہو جاتا ہے

۱۸۱

لیسلیئے اولیا، کو چشم حقارت سے ہرگز نہ دیکھنا چاہیئے ع تو چہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد۔

چہ قلاوز و چہ اشتر بان بیاب — دیدۂ کان دیدہ بیند آفتاب

ترجمہ: کون رہبر۔ کیا شتر اے نکتہ یاب — لاوہ دیدہ دیکھ لے جو آفتاب

شرح لفظ بیاب (بمعنے حاصل کر) دوسرے مصرع سے متعلق ہے یعنے ہمنے جو اولیا اللہ کو رہبر یا شتربان فرض کر لیا ہے یہ تمثیل صرف سمجھانے کے لیئے ہے۔ اس سے ممثل کی حقیقت ہرگز نہین معلوم ہو سکتی۔ لیسلیئے ایمخاطب ان تمثیلات کو چھوڑ کر ایسا دیدہ حاصل کر جو آفتاب حقیقت انسانی اور مرشد کامل کو دیکھ سکے۔

تک جہان در شب بماندہ میخ دوز — منتظر۔ موقوف خرشید ست روز

ترجمہ: وقت شب سارا جہان ہے میخ دوز — اور ہے خرشید پر موقوف روز

شرح تک مخفف اینک اسم اشارہ ہے یعنے یہ عالم دنیا۔ اور بعض نسخون مین تک کی جگہ یک بیائے تحتانی ہے اسصورت مین یک۔ جہان سے تمام عالم دنیا مراد ہے اور ماحصل دونو نسخون کا ایک ہے شب بمعنے کدورت و ظلمت بشریت ہے یا بمعنے غفلت اور میخ دوز بمعنے غیر متحرک یعنے وہ چیز جو ہل نہ سکے جسمین کیل ٹھکی ہوی ہو۔ پہلا مصرع ترکیب مین جملہ ہوکر مبتدا واقع ہوا ہے۔ اور دوسرے مصرع مین لفظ منتظر اس مبتدا کی خبر ہے یعنے تمام عالم در شب میخ دوز ماندہ منتظر روز نست و روز موقوف بر خرشید ست۔ مطلب یہ کہ تمام عالم غفلت کی تاریکیون مین میخ دوز ہو کر دن نکلنے (ہدایت) کا منتظر ہے اور دن کا نکلنا خرشید کے نکلنے (وجود انبیا و اولیا) پر موقوف ہے بس تو نتیجہ یہ نکلا کہ اہل دنیا غفلت اور ظلمات بشریت کے میخون مین قید ہین اور اس ظلمت کے دور کرنے کے لیے مظہر آفتاب حقیقت یعنے ولی کامل کے منتظر رہتے ہین غرض یہ کہ ظلمت بشریت کا دور ہونا اور قید غفلت سے نجا پانا وجود اولیا پر موقوف ہے یہ نہون تو سارے جہان مین اندھیر ہو جائے اور ہدایت و ایمان کی روشنی ہرگز نظر نہ آئے۔

اینت خرشید نہان در ذرۂ — شیر نر در پوستین برۂ

ترجمہ: ذرہ مین پنہاں ہے سورج سر بسر — کھال مین بکرے کی ہے اک شیر نر

شرح یعنے یہ ولی کامل جسکی ہم تعریف کر رہے ہین ذرہ مین خورشید نہان۔ اور پوستین برہ (بکری کے بچہ کی کھال) مین شیر نہان کی مانند ہے۔ ذرہ اور برہ سے ولی کی صورت ظاہری مراد ہے جو دیگر آدمیون سے ممتاز نہین ہے۔ اور خرشید و شیر نر سے اُنکے باطنی اوصاف لیے گئے ہین جنکا علم عوام کو نہین ہو سکتا۔ مطلب یہ کہ اولیاء کے وجود ظاہری مین جو لاشے اور ذرہ کی مانند ہے آفتاب حقیقت اور اُنکی پوستین ظاہری جسم مین شیر معرفت پنہان ہے اسلیئے اُنکی تعظیم ہر حالت مین واجب ہے۔

اینت دریائے نہان در زیر کاہ | پا برین کہ ہین منہ تا اشتباہ

ترجمہ: دیکھ اک دریا نہان ہے زیر کاہ | پانو تو اسپر نہ رکھہ تا اشتباہ

شرح یعنے ولی کامل جو دریائے معانی و اسرار آلہی ہے گہاس (یعنے صورت ظاہری و شکل انسانی) مین پوشیدہ ہے اے شخص خبردار جب تک تجھے کسی شخص کے ولی کامل یا غیر کامل ہونے مین شبہ ہے ہرگز اس گہاس (یعنے) پر پانو نہ رکھہ یعنے صورت ولی کو حقیر نسمجہ کیونکہ تو جسے باعتبار صورت غیر کامل سمجہ رہا ہے شاید وہ باعتبار معنے کامل ولی ہو اور انجام کار تجھے سخت گنہگار ہونا پڑے اور اگر تا اشتباہ کی جگہ با اشتباہ ہو تو یہ معنے ہین کہ ولی کامل کے حالات سے واقف ہو کر اُسکی ولایت مین شبہ نکر اور حقارت کا قدم اُس پر نہ رکھہ ورنہ عصبت آلہی نازل ہو جائیگا۔

اشتباہے و گمانے در درون | رحمتِ حق ست بہر رہنمون

ترجمہ: اشتباہ و بدگمانی در دلن | رحمتِ حق ہے برلئے رہنمون

شرح لفظ بہر رہنمون۔ پہلے مصرع سے متعلق ہے یعنے اشتباہ و گمان بہر طلب رہنمون طالب کے لیے باعث رحمت حق تعالے ہے کیونکہ اگر طالب بلا تحقیق و بلا شبہ کسیکا مرید ہو جائے اور اُسکا شیخ فی الواقع پیر بننے کی لیاقت نہ رکھتا ہو تو مرید ضرور گمراہ ہو جائے گا جسکی بابت مولانا لے لبا ابلیس آدم روے ہست ؛ فرما چکے ہین بس تو خلاصہ یہ ہوا کہ ولی کو مُرید ہونے سے پہلے آزما لینا چاہیئے امتحان کے بعد اُسکی حقارت کرنی سخت گناہ ہے رہنمون بمعنے رہبر سے مُرشد کامل اور ولی برحق مراد ہے اس شعر کے دوسرے معنے یہ ہین کہ کسی ولی کی نسبت اُسکے کامل و غیر کامل ہونے کا شبہ رکھنا طالب کے حق مین رحمت آلہی ہے۔ کیونکہ اگر کامل ولی کی پہچان مین کسیکو شبہ نرہتا اور ہر شخص کامل و غیر کامل کو الگ الگ پہچان لینا اور پہچاننے کے بعد ولی کامل کو حقیر جاننا تو اس بے ادبی سے وہ بے ادب اپنے ساتہ سارے جہان کو ہلاک کر دیتا اسلئے اللہ تعالے نے اولیاء کو عام انسان کی صورت مین پوشیدہ رکہا ہے۔ کیونکہ انسان اپنے جہل کے باعث اپنے ہمجنس (نبی یا ولی) کے اتباع سے گریز کرتا ہے پس اگر انسان کامل ہر شخص پر ظاہر ہو جاتا اور لوگ اسکے اتباع سے گریز کرکے اُنکی توہین کرتے تو غضب آلہی نازل ہو جاتا بنابرین اللہ تعالے نے اپنی رحمت سے اولیاء کو عوام کی نظرون سے پوشیدہ رکہا ہے تاکہ اتفاقاً اگر لوگون سے کوئی گستاخی یا بے ادبی صادر ہو جائے تو وہ عذر کر سکین کہ یا آلہی ہمنے اس شخص کو ولی کامل نہین سمجہا تہا۔ یہ سراسر خدا کی رحمت ہے۔

ہر پیمبر فرد آمد در جہان | فرد بود و صد جہانش در نہان

ترجمہ: ہر پیمبر گو اکیلا تہا یہان | تہے نہان باطن مین اُسکے سو جہان

شرح یعنے ہر پیغمبر باعتبار ظاہر دنیا مین تنہا تشریف لائے تہے۔ ابتدائے زمانہ رسالت مین کوئی اُنکا ساتہی

نہ تہا اور بعض پیغمبرون نے ساری عمر تنہائی مین گزاری ہے یعنے اُنپر ایک شخص بہی ایمان نہین لایا۔ لیکن باعتبار باطن سو جہان اُنکے ساتہ تہے۔ صد جہان سے عالم شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت اور عالم ملکوت و لاہوت و جبروت و ناسوت وغیرہ مراد ہین نکتہ یہان یہ شبہ ہوتا ہے کہ بعض زمانہ مین دو پیغمبر ہی مبعوث ہوے ہین مثلاً حضرت موسےٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام دونو بہائی ایک ہی زمانہ مین بنی اسرائیل کی طرف پیغمبر بناکر بہیجے گئے تہے پہر ہر پیمبر فرد آمد در جہان کیونکر درست ہو سکتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ جس زمانہ مین دو پیمبر ایک ہی وقت مین مبعوث ہوے ہین اُنین سے ایک دوسرے کا تابع ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت ہارون حضرت موسےٰ کی شریعت کے مطیع تہے اس لحاظ سے ہر پیمبر منیک فرد ہے۔

	عالم کبرے بقدرت سخرہ کرد		گرد خود را در کہین نقشے نورد
ترجمہ	عالم کبرے مسخر اُسکا ہے		ظاہری صورت مین ہیچ ادنے سی شے

شرح عالم کبرے ماسوے اللہ کو اور عالم صغرے انسان کو کہتے ہین کیونکہ انسان مین الگ الگ تمام عالم کے صفتین بطریق اجمال یا بالقوہ موجود ہین مطلب یہ کہ ہر پیغمبر نے عالم کبرے یعنے تمام جہان کو قدرت الٰہی سے اپنا مسخر کرلیا کیونکہ وہ شتربان کی طرح تمام جہان مین متصرف ہوتا ہے اور اپنے گرد یعنے اطراف اور وجود کو ایک نقش ذلیل یعنے ہستی موہوم کے پردہ مین چہپالیا مطلب یہ کہ وہ ظاہر مین ایک وجود انسانی کی صورت مین نظر آتی تہی مگر باطن مین عالم کبرے اُنکا مسخر اور مطیع تہا۔ سخرہ بمعنے مسخر و مطیع ہے۔

	ابلہانش فرد دیدند و ضعیف		کے ضعیف ست آنکہ باشہ شد حریف
ترجمہ	ابلہون کے روبرو گو ہے ضعیف		ہے مگر باطن مین وہ شہ کا حریف

شرح یعنے گو بیوقوفون (جاہلون اور کافرون) نے ہر پیمبر کو تنہا بیکس اور ضعیف خیال کیا مگر یہ انکی غلطی تہی کمبختون نے یہ نہ سوچا کہ جو شخص بادشاہ حقیقی کا مصاحب اور خدا کا دوست ہو وہ بیکس و ضعیف ہرگز نہین ہوسکتا۔ تائید الٰہی ہمیشہ اُسکی مددگار رہتی ہے۔ اور ملائکہ ہر وقت اُسکی امداد کرتے رہتے ہین۔

	عاقبت دیدن بود از کاملی		دور بودن ہر نفس از جاہلی
ترجمہ	عاقبت بینی ہے گویا کاملی		عاقبت بینی ہے ترک جاہلی

شرح کاملی بمعنے کمال ہے اور شعر کے ایک معنے تو یہ ہین کہ عاقبت بینی دو طرح ہوتی ہے ایک تو کامل ہونے سے جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ دوسرے جہل سے دور رہنے سے یہ کمال ریاضت اور کسب سے بہی حاصل ہوسکتا ہے دوسرے معنے یہ ہین کہ عاقبت بینی کاملی پر موقوف ہے اور کاملی جہل سے دور رہنے کو کہتے ہین پہلی صورت مین دوسرے مصرع سے واو عطف محذوف ہے اور دوسری صورت مین دوسرا مصرع پہلے کی تفسیر ہے

حقیر دیدن خصمان صالح ناقہ را۔ چون خدا خواہد لشکرے را ہلاک گرداند در نظر ایشان خصمان را حقیر نماید ویقللکم فی اعینہم

ترجمہ حضرت صالح کے دشمنوں (قوم ثمود) کا ناقہ کو حقیر جاننا اور اُسے ہلاک کرکے خود ہلاک ہو جانا جب خدا کسی لشکر کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اُنکی نظروں مین اُسکے دشمنوں کو حقیر کرکے دکھاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ قرانمجید مین فرماتا ہے ویقللکم فی اعینہم۔ لیقضی اللہ امرا کان مفعولا + والی اللہ ترجع الامور۔

شرح۔ مولانا قدس سرہ پہلے فرما چکے ہین کہ اولیا کو حقیر نہ سمجھنا چاہیئے۔ ورنہ خوف ہلاکت ہے یہان اس دعوے پر دلیل لاتے ہین وہ یہ کہ چونکہ قوم صالح نے ناقہ صالح کو حقیر جانکر اُسے ہلاک کر دیا تھا اسلیئے وہ سب کے سب بڑی طرح ہلاک کیے گئے اور اُنکو ناقہ اللہ اور نبی اللہ کے ستانے کی سخت سزا دیگئی۔ چنانچہ اسکا مفصل قصہ آیندہ آتا ہے ویقللکم فی اعینہم اس آیت کا ایک ٹکڑا ہے۔ واذ یریکموہم اذ التقیتم فی اعینکم قلیلاً ویقللکم فی اعینہم لیقضی اللہ امرًا کان مفعولًا۔ یعنے اے مسلمانو۔ خدا کے اُس انعام کو یاد کرو جبکہ اُسنے کافرون کو جنگ بدر کے دن باوصف کثرت کفار تمھاری نظرون مین تھوڑا کرکے دکھایا۔ تاکہ تم شجاعت وثبات کے ساتھ اُنپر حملہ کرو۔ اور اسیطرح تمھین کافرون کی نظرون مین تھوڑا کرکے ظاہر کیا تاکہ وہ جان کے خوف سے بھاگ نہ جائین اور یہ اسلیئے کیا تاکہ اللہ تعالےٰ اُس بات کو دنیا مین بھی پورا کردے جسکو روز ازل مین کر چکا تھا یعنے تمھین فتح اور کافرون کی شکست دی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ جنگ بدر مین کفار قریش کے ستر سردار مارے گئے۔ اور ستر قید کیے گئے۔ اسکا باطنی سبب مولانا قدس سرہ کے نزدیک یہ تھا کہ کفار کے مقابلہ مین مسلمان فی الواقع بہت تھوڑے تھے با اینہمہ کفار کی نظرون مین اُنکی قلیل جماعت اور بھی تھوڑی اور نہایت حقیر جچی اسلیئے کفار نے دلیری سے مسلمانو نپر حملہ کیا اُس حقیر وذلیل سمجھنے کے باعث غیرت الٰہی کو تحریک ہوی اور کفار نے خود ذلت اُٹھا کر شکست فاش کھائی اور جسطرح ناقہ صالح کے ذلیل سمجھنے سے قوم ثمود ہلاک ہوے تھے اسیطرح کفار کہ جنگ بدر مین مومنون کے حقیر جاننے کے باعث ہلاک کیے گئے۔

	بشنو اکنون قصۂ صالح روان	بگذر از صورت طلب معنی آن
ترجمہ	داستان روح صالح سن لے اب	چھوڑدے صورت کو اے معنی طلب

شرح صالح روان باضافت مقلوب بمعنے روانِ صالح ہے یعنے روح نیک۔ مطلب یہ کہ اگرچہ بظاہر ہم یہان حضرت صالح اور اُنکی قوم ثمود کا قصہ بیان کرتے ہین لیکن باطنی طور پر صالح سے روح نیک اور ثمود سے نفس امّارہ اور ناقہ سے جسم خاکی مراد ہے ایمخاطب تو ظاہری قصہ سے گزر کر اُسکے باطنی معنون کی تلاش کر چنانچہ آیندہ اشعار سے ظاہری قصہ اور باطنی حصہ دونو باتین معلوم ہو جائینگے۔

	زانکہ صورت بین نہ بیند عاقبت	عاقبت بینی بیابی عافیت
ترجمہ	چشم ظاہر بین ہے دور از عاقبت	عاقبت بینی ہے بینک عافیت

شرح یعنے پہلے شعر مین جو طلب معنے کی تاکید کیگئی ہے اسکا سبب یہ ہے کہ صورت پرست اور ظاہر بین انجام کار کو نہین دیکھہ سکتا۔ اے شخص تو عافیت بین ہو تاکہ دارین کا آرام ملے اور خاتمہ بالخیر ہو ظاہر بینوں کو عافیتِ عاقبت میسر نہین ہوتی۔

	ناقۂ صالح بصورت بد شتر	بے پرند یدش زجہل آن قوم مُر
ترجمہ	ناقۂ صالح تہا صورت مین شتر	ذبح کر بیٹھے اُسے وہ قوم مُر

شرح مُر بمعنے تلخ و بدخو ہے یعنے ناقۂ حضرت صالح علیہ السلام جسکی اُس بدخو قوم (قوم ثمود) نے کوچین کاٹ ڈالی تہین ظاہر مین بصورت شتر نظر آتا تہا مگر فی الواقع اور باعتبار باطن شتر نتہا۔ بلکہ کرشمہ قدرت الٰہی اور معجزۂ نبی تہا۔ اسی لیے اُسکی تحقیر قوم ثمود کی ہلاکت کا باعث ہوی **فائدہ** حضرت صالح علیہ السلام اور قوم ثمود اور ناقۃ اللہ کا قصہ اسطرح ہے کہ جب صالحؑ قوم ثمود کی طرف پیمبر بناکر بہیجے گئے تو قوم نے یہ معجزہ طلب کیا کہ اِس پہاڑ کے ٹکڑے مین سے ایک موٹی تازی سنہری رنگ اور اونچے قد کی۔ بالون دار اور حاملہ اونٹنی نکلے اور نکلتے ہی بچہ جنے اور وہ بچہ اُسکے قد کی برابر ہوجائے چنانچہ حضرت صالحؑ نے وضو کیا اور دو رکعتین پڑہکر خدا سے دعا مانگی اُسیوقت پتہر ہلنے لگا۔ اور اُسمین سے ایسی آواز نکلنے لگی جیسا کہ جنتے وقت اونٹنی چلاتی ہے۔ اِسکے بعد پتہر پہٹ گیا۔ اور اُنکی فرمائش کے مطابق اونٹنی نکل آئی اور اُسیوقت بچہ جنا جو بعد ولادت فوراً ماں کے قد کی برابر ہوگیا۔ اِس معجزہ کو دیکہکر اشراف ثمود مین سے صرف جندع بن عمر ایمان لایا۔ اور باقی سب گمراہ کے گمراہ رہے۔

	از برائے آب جو خصمش شدند	آب گور و نان گور ایشان بدند
ترجمہ	اُسکو مارا صرف پانی کے لیئے	کیونکہ وہ آب و غذائے گور تہے

شرح اگر لفظ گور دونو جگہ بکاف فارسی ہے تو یہ معنے ہوے کہ وہ قوم آب و نانِ قبر یعنے غذائے گور اور عنقریب ہلاک ہونے والی تہی اسلیئے پانی کے پیچہے ناقہ کے دشمن بنگئی اور اُسکو ہلاک کرکے خود ہلاک ہو گئے اور اگر گور بکاف عربی ہے تو بمعنے ندیدۂ آب و نان ہے یعنے وہ لوگ حریص آب تہے اور پانی کو ایسا سمجہتے تہے گویا کبہی دیکہا ہی نہین۔ اِسصورت مین نان کا ذکر یا تو اتفاقی اور بطریق تغلیب ہے یا اسلیئے ہے کہ وہ اپنے جانورون کو پانی دیکر اپنے معاش کا باعث سمجہتے تہے دودہ وغیرہ کہاتے پیتے تہے اسلیئے ندیدۂ آب و نان تہے اور اگر آب گور اور نان گور کو بمعنے ناشکر لیا جائے تو بہی معنے درست ہین کیونکہ خدا کے دیئے ہوے آب و

ونان کا شکریہ یہ تہا کہ ناقۃ اللہ کو بھی چارہ اور پانی دیا جاتا مگر قوم ثمود نے اپنے بخل کے سبب ناشکری کی اور اُس اونٹنی کو پانی نہ دیا۔ اور انجام کار ہلاک کر دیا۔ اور اُسکے بدلے مین خود ہلاک ہو گئے۔

	ناقۃ اللہ آب خورد از جوی میغ	آب حق را داشتند از حق دریغ
ترجمہ	ناقہ کو ملتا تہا آب جوئے میغ	آب حق کو حق سے رکھتے تہے دریغ

شرح یعنے ناقۃ اللہ جوئے میغ (ابر کی نہر) سے پانی پیتا تہا۔ کیونکہ قوم ثمود کے نہرون یا تالابون مین مینھہ کا پانی بھرا رہتا تہا۔ اُنکی خاص ملکیت نہ تہا۔ پہر بھی کمبختون نے خدا کا دیا ہوا پانی خدا کو نہ دیا یعنے ناقہ خدا کو نہ پلایا **فائدہ** چونکہ یہ ناقہ بلا سبب توالد پیدا ہوا تہا اسلیئے اُسکو اللہ تعالے نے ناقۃ اللہ فرمایا ہے۔ اور اس ناقہ کی بابت قرانمجید کی کئی پارون مین آیتین موجود ہین اور خلاصۂ قصہ یہ ہے کہ یہ ناقہ چارہ بہت کہاتا اور پانی بہت پیتا تہا اس سے قوم ثمود کو اپنے مویشیون کے بھوکے پیاسے رہنے کا خوف ہوا اور حضرت صالح سے شکایت کی انہنے یہ فیصلہ کیا کہ ایک دن صرف ناقہ جنگل مین جاکر کہایا پیا کرے اور شہر کے تمام مویشی اپنے اپنے گہرون مین رہا کرین۔ اور ایک دن دیگر تمام مویشی چرتے رہین اور ناقہ جنگل مین نہ جایا کرے۔ چند روز ایسا ہوا لیکن قوم ثمود پر یہ بھی گران گزرا اور تمام قوم کے مشورہ سے ایک نہایت شقی آدمی (قدار بن سالف) نے ناقہ کی کوچین کاٹ لین۔ اور وہ ہلاک ہو گئی۔ حضرت صالح نے خبر پاکر قوم سے فرمایا کہ اے بدبختو اگر عذاب الہی سے بچنا چاہتے ہو تو اُسکے بچے کو ڈہونڈو اور اُسکی خدمت کرو ورنہ سب کے سب ہلاک ہو جاؤ گے لیکن ماں کے ہلاک ہوتے ہی بچہ اُسی پہاڑ کی طرف بہاگا اور پتہر نے پہٹکر اُسے اپنے اندر لے لیا۔ لوگون نے بہت ڈہونڈہا مگر اسکا پتا اب کہان تہا اسکے بعد حضرت صالح نے فرمایا کہ تین دن کے بعد تم ہلاک ہو جاؤ گے چنانچہ صالح وہان سے باہر چلے گئے اور تین دن کے بعد حضرت جبریل نے ایک چنگہاڑ ماری جسکے صدمہ سے اُن سب کے کلیجے پہٹ گئے۔ مفصل قصہ مثنوی ہی کے اشعار مین آیندہ آنیوالا ہے۔

	ناقۂ صالح چو جسم صالحان	شد کمینے در ہلاک طالحان
ترجمہ	ناقہ صالح بشکل صالحان	تہا کمین گاہ ہلاک طالحان

شرح یعنے ناقۂ صالح علیہ السلام جو صالحون اور نیکون کے جسم کے مانند تہا قوم ثمود کی ہلاکت کے لیئے حیلہ یا گہات بنگیا یعنے جسطرح صالحین (انبیا، اولیا) کے ظاہری جسمون کو ایذا پہنچاکر اور تکلیفین دیکر کفار و اشقیا خود دنیوی و اخروی عذاب مین مبتلا ہو جاتے ہین اسیطرح ناقہ کے جسم کو ستاکر قوم ثمود ہلاک ہو گئی۔

	تا بران امت ز حکم مرگ و درد	ناقۃ اللہ وسقیاہا چہ کرد
ترجمہ	منکرون کے ساتہ مرگ و درد سے	ناقۃ اللہ نے کیا کیا دیکہہ لے

شرح یہ اِس آیت کی طرف اشارہ ہے فقال لہم رسول اللہ ناقۃ اللہ وسقیاہا یعنے خدا کے پیغمبر (حضرت صالح) نے قوم ثمود سے یہ کہا کہ ناقۃ اللہ اور اُسکے پانی پینے کی رعایت رکھو۔ یعنے اُسے رنج نہ پہنچاؤ اور پانی سے نہ روکو۔ اسکو اُسی فیصلہ پر چھوڑ دو جو پہلے ہو چکا ہے۔ لیکن قوم نے اِس حکم کو نہ مانا آخر کار اس حکم کی مخالفت نے اُنکے ساتھ کیسا بُرا سلوک کیا کہ سب کو مرگ و درد کا حکم دیدیا۔ چہ کرد سوال ہے اور حکم مرگ و درد اُسکا جواب

شحنۂ قہر خدا زیشان بجست	خونبہائے اشترے شہرے درست
ترجمہ: قہر یزدانی نے بھر اُسنے لیا	شہر پورا اک شتر کا خونبہا

شرح یعنے خدا کے قہر نے شحنہ (حاکم و منتظم شہر) کی صورت بنکر قوم ثمود سے ایک اُشتر (ناقۂ صالح ع) کے خونبہا (قصاص) مین پورے ایک شہر کو لے لیا۔ یعنے مسلمانوں کے سوا تمام قوم ثمود کو ہلاک کر دیا۔

روح ہمچون صالح و تن ناقہ است	روح اندر وصل تن در فاقہ است
ترجمہ: روح اک صالح ہے اور تن ناقہ ہے	روح کو ہے وصل تن کو فاقہ ہے

شرح یعنے انسان کامل یا ولی کی روح عاشق الٰہی ہونے مین حضرت صالح ع کی اور اولیا کے بدن منکرین کی ایذا اُٹھانے مین ناقۂ صالح کے مانند ہین اولیا کی روحین عالم وصال الٰہی مین متمکن رہتے ہین اور بدن ناقۂ صالح ع کی طرح فقر و فاقہ کی مصیبت مین گرفتار رہتے ہین۔

روح صالح چون سوار اشتر است	نفس گمرہ مر ورا چون برّہ است
ترجمہ: روح ہے اُشتر سوار اے مستند	اُسکی کوچین کاٹتا ہے نفس بد

شرح یعنے روح راکب ہے اور بدن اُسکا مرکب اسلیئے روح شتر سوار کی اور بدن شتر یعنے فاقہ کے مانند ہے اور نفس امارہ اس ناقہ بدن کی کوچین کاٹنے والا ہے یعنے اعضا سے بد افعالیان صادر کرکے اُسے دوزخ مین پہنچانے والا ہے اسلیئے نفس بد سے ہمیشہ خوف اور اسکے اطاعت سے گریز کرنا لازم ہے ** نکتہ ** جسطرح سوار کو اپنے سواری سے تعلق ہوتا ہے اسیطرح روح کو بدن کے ساتھ تعلق ہے کیونکہ روح کے کمالات (اور امر و نواہی شرعیہ کا بجالانا وغیرہ) تعلق بدن پر موقوف ہین۔ اسلیئے مولانا قدس سرہ نے روح نیک کو سوار۔ اور بدن کو ناقہ کہا ہے بعض نسخون مین روح صالح بر مثال اشتر است ہے اس صورت مین اشتر کے بعد لفظ سوار اسلیئے محذوف مانا جائے گا کہ پچھلے شعر مین مولانا نے تن کو ناقہ فرمایا ہے اور چونکہ بدن مرکب روح ہے اسلیئے اسکو اشتر سوار کہنا چاہیئے آیندہ اشعار سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ روح کو سوار ہی مانا گیا ہے اور نفس گمراہ منکرین بدن انسان کامل کے آزار کے فکر مین ہے کیونکہ انکو یہ گمان ہے کہ بدن کے ہلاک ہونے سے اُنکی روح بھی فنا ہو جائیگی حالانکہ یہ ناممکن ہے اولیا کے صرف جسم کو صدمہ پہنچتا ہے روح سالم رہتی ہے

	روح صالح قابلِ آفات نیست	زخم بر ناقہ بود بر ذات نیست
ترجمہ	روح صالح قابل آفت نہین	زخم تن سے جان کی شامت نہین

شرح ذات سے مراد روح ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ روح نیک قابل آفات نہین ہوتی کیونکہ روح امر ربی ہے اور امر ربی کسی آفت کو اپنی ذات پر قبول نہین کرسکتا۔ خصوصًا اولیا اللہ کی روح محض نور الٰہی ہے اور نور الٰہی کو منکرین کیسطرح مغلوب نہین کرسکتے۔ چنانچہ آیندہ شعر کے یہی معنے ہین

	روح صالح قابلِ آزار نیست	نور یزدان سغبۂ کفار نیست
ترجمہ	روح بےشک پاک ہے آزار سے	نور یزدان ہے بری کفار سے

شرح یعنے چونکہ روح نور یزدانی ہے اسلیئے مطیع و مغلوب کفار ہرگز نہین ہو سکتی یہ شعر گزشتہ شعر کے ہم معنی ہے

	حق ازان پیوست با جسمے نہان	تاش آزارند و بینند امتحان
ترجمہ	روح یون جسم ولی مین ہے نہان	تاکہ موذی دیکھہ لین کچہ امتحان

شرح یہ ایک اعتراض کا جواب ہے۔ سائل کہتا تہا کہ جب اولیاء کی روح نور الٰہی ہے تو اس نور کو جسم خاکی سے کیون متعلق کیا گیا؟ لفظ نہان یا تو لفظ پیوست سے متعلق ہے یا لفظ ازان سے اور حاصل جواب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اسلیئے روح نیک کو مخفی طور پر پیوستہ جسم اولیا کیا ہے یا اس سبب مخفی کے باعث روح کو جسم سے پیوست کیا ہے کہ لوگ اولیا کے وجود با جود سے جسمانی و روحانی فیض اُٹھائین مگر چونکہ اکثر جاہل ازراہ تجبر کہا ماننے کے بدلے اُنکو ایذا دیتے ہین اسلیئے اولیاء کے اجسام سے ارواح کے متعلق کرنے کا مقصود انجام کار یہ ہو جاتا ہے کہ لوگ اُنکو ستائین اور پہر اللہ تعالےٰ کے اُس امتحان (بلا و مصیبت) کو دیکھہ لین جو اس آزار کے بدلے مین اُنپر نازل ہوتی ہے نکتہ اولیاء اللہ کا پیدا کرنا فی الواقع اسلیئے تہا کہ مخلوق اُنسے ہدایت حاصل کرے مگر وہ لوگون کے آزار دینے کے باعث مجسم امتحان الٰہی ہو جاتے ہین۔ اسلیئے اُنکو ستانا گویا غضب الٰہی مول لینا ہے بعض نسخون مین جسم خاکی را بد و پیوست جان ہے۔ اس صورت مین جان سے مراد ذات الٰہی ہے۔

	بیخبر کازار این آزار اوست	آب این خم متصل با آب جوست
ترجمہ	ہے ستانا اُسکا آزار خدا	نہر سے پانی نہین خم کا جدا

شرح یعنے اولیاء اللہ کے ستانیوالے جاہل اس بات سے بیخبر ہین کہ اولیا کا ستانا گویا خدا کو آزار دینا ہے کیونکہ اولیا متخلق باخلاق اللہ اور صاحبان مرتبۂ فنا فی اللہ و بقا باللہ اور اُسکے خلیفۂ برحق ہین۔ اسلیئے خدا اُنکا حامی ہوکر اُنکے دشمنون سے انتقام لیتا ہے۔ حدیث قدسی مین ہے من آذی لی ولیا فقد بارزنی یعنے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جسنے میرے ولی کو ستایا گویا اُسنے میرا مقابلہ کیا۔ اور قرآن مجید مین اللہ تعالےٰ نے رسول کی

محبت کو اپنی محبت اور اُنکی ایذا کو اپنی ایذا فرمایا ہے اسلیئے اولیاء اللہ کے مرتبہ کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے۔

	زان تعلق کرد با جسمش اِلٰہ	تاکہ گردد جملہ عالم را پناہ
ترجمہ	جسم سے جان کو ملاتا ہے الٰہ	تاکہ ہو وہ سارے عالم کی پناہ

شرح انسان کامل کی روح کو اُسکے بدن سے متعلق کرنے مین اللہ تعالےٰ کی بیشمار حکمتین مخفی ہین اُنمین سے یہان مولانا قدس سرہ نے ایک حکمت کا تذکرہ فرمایا ہے وہ یہ کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کامل کے بدن سے روح کو اسلیئے متعلق کیاہے تاکہ وہ تمام عالم کے لیئے پناہ بنجائے کیونکہ نظام عالم اُسیوقت تک قائم ہے جب تک انسان کامل موجود ہے دنیا اور مافیہا اور تمام نظام عالم اور کل موجودات اُسیوقت تک قائم ہین جب تک خلیفۂ الٰہی باقی ہے قرآن مجید مین ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ یعنے اے محمد جبتک تم موجود ہو خدا کافران مکہ کو عذاب نہ کریگا۔ وجود انبیاء واولیا کے باعث تمام عالم کو پناہ ملتی ہے کیونکہ وہ نفس و شیطان کے مکر سے بچنے کے رستے دکھاکر لوگون کو دوزخ سے محفوظ رکھتے ہین۔

	کس نیابد بر دلِ ایشان ظفر	بر صدف آید ضرر نے بر گہر
ترجمہ	اُنکے دل پر کون پاتا ہے ظفر	ہے صدف صد پارہ گوہر بے ضرر

شرح یعنے اولیاء اللہ کے دل پر نفس وشیطان مین سے کوئی غلبہ نہین پاسکتا۔ کیونکہ وہ خدا کے خاص بندے ہین اور خدا اپنے خاص بندون کے حق مین فرماچکاہے۔ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ۔ یعنے اے ابلیس تجھے میرے خاص بندونپر غلبہ حاصل نہوگا۔ اور اگر شیاطین انس وجن اُنکو ضرر پہنچائین گے تو یہ ایذا صرف بدن کو پہنچیگی۔ روح کو کسی قسم کا صدمہ نہوگا جیساکہ آفتین سیپ پر آتی ہین موتی اس سے محفوظ رہتاہے ایسے اولیاء کے بدن کو سیپ سے اور روح کو موتی سے تشبیہ دیگئی ہے۔

	ناقہ جسم ولی را بندہ باش	تا شوی با روح صالح خواجہ تاش
ترجمہ	ناقہ جسم ولی کا بندہ بن	صالحون کا خواجہ تاش اے خواجہ بن

شرح یعنے ناقہ جسم اولیاء کا بندہ بن اُنہین کسیطرح کا جسمانی آزار نہ پہنچا باطنی عظمت دلمین رکھنے کے علاوہ اُنکی ظاہری تعظیم بجالاتارہ تاکہ تو اُنکی روح کا جو حضرت صالح کی مانند ہے شریک حال ہوجائے اور مرتبۂ کمال تک جا پہنچے۔ یہ شعر بطور نصیحت عامہ ہے۔ اور خاص مولانا کا مقولہ ہے

	گفت صالح چونکہ کردید این حسد	بعد سہ روز از خدا نقمت رسد
ترجمہ	بولے صالح گر ہو تم کامیاب	تین دن کے بعد آئیگا عذاب

شرح یہان سے حضرت صالحؑ اور اُنکے ناقہ کے قصہ کی طرف رجوع ہوا ہے۔ اور لفظ کردید اگر کاف فارسی سے

تو ماضی واحد غائب ہے اور ضمیر اِین ناقہ کیجانب ہے - اور اگر بکاف عربی ہے تو صیغہ جمع حاضر ہے اور کردید بمعنے ہلاک کردیدہ ہے اور اِین جد سے ناقہ مراد ہے یعنے حضرت صالح نے کونچین کاٹ دینے کے بعد قوم ثمود سے یہ کہا کہ چونکہ یہ ناقہ تمہارے فعل سے جسم بے روح ہوگیا ہے یا تمنے اسکو ہلاک کردیا ہے اسکا بدلہ یہ ہوگا کہ آج سے تین دن کے بعد خدا کی طرف سے تمپر عذاب الٰہی نازل ہوگا نقمت بالکسر بمعنے عذاب ہے یہ اِس آیت کی طرف اشارہ ہے فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِیْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ یعنے جب قوم ثمود نے ناقہ کو ہلاک کردیا تو صالح علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ تم صرف تین دن تک اپنے گھرون مین آرام کرسکتے ہو نکتہ باوجودیکہ قوم ثمود کے سرکش کافر ناقۃ اللہ کو ہلاک کرچکے تھے تاہم عذاب کے لیئے تین دن کی مہلت اسلیئے دیگئی کہ وہ زیادہ شرارت اور حضرت صالح کی عداوت کے باعث کامل طور سے سزا کے عذاب ہوجائین اور حجت الٰہی بالکل تمام ہوجائے۔

	بعد سہ روز از خدائے جانستان	آفتے آید کہ دارد سہ نشان
ترجمہ	یعنے آئیگا عذاب جانستان	تین دن مین۔ تین ہین جسکے نشان

شرح حضرت صالح کا قول ہے۔ یعنے تین روز کے بعد جان کے لینے والے (اللہ تعالےٰ) کی طرف سے ایک آفت آئیگی جسکی تین علامتین ہونگی۔ جو آئندہ شعر مین مذکور ہین۔

	رنگ روئے جملہ تان گردد دگر	رنگ رنگِ مختلف اندر نظر
ترجمہ	رنگ چہرہ اور ہوگا سربسر	مختلف رنگون مین آئیگا نظر

شرح دوسرے مصرع مین رنگ مختلف۔ لفظ رنگ کا بدل واقع ہوا ہے۔ یعنے اے قوم ثمود تم سب کے چہرونکا رنگ بدلجائیگا اور جو رنگ آج ہے وہ کل برنگ مختلف نظر آئیگا۔ مثلاً آج زرد ہوگا کل سرخ۔ پرسون سیاہ۔ اسکے بعد سب ہلاک ہوجاؤ گے۔

	روز اول روئے تان چون زعفران	در دوم رو سرخ ہمچون ارغوان
ترجمہ	پہلے دن ہوگا برنگ زعفران	دوسرے دن سرخ شکلِ ارغوان
	در سوم گردد ہمہ روہا سیاہ	بعد ازان اندر رسد قہر الٰہ
ترجمہ	تیسرے دن سب کے منہ ہونگے سیاہ	اُسکے بعد آجائیگا قہر الٰہ

شرح یعنے پہلے دن تمہارے چہرے زعفران کی طرح زرد اور دوسرے دن ارغوان (گل سُرخ رنگ) کی طرح سرخ۔ اور تیسرے دن بالکل سیاہ ہوجائنگے۔ اور اسکے بعد خدا کا قہر یا عذاب آلٰہی نازل ہوگا۔ اور تم سب کے سب ہلاک ہوجاؤگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

	گر نشان خواہید از من زین وعید	کرۂ ناقہ بسوئے کُہ دوید
ترجمہ	چاہتے ہو گر نشان آشکار	جا رہا ہے بچہ سوئے کوہسار

شرح حضرت صالح فرماتے ہین کہ اگر تم مجسے اس وعید وعدۂ بد یعنے عذاب الٰہی کا کوئی نشان معلوم کرنا چاہتے تو وہ یہ ہے کہ اُس ناقہ کا بچہ پہاڑ کی طرف بہاگ گیا ہوگا جو شاید اب تمہارے ہاتہ نہ آئے لیکن حتی الامکان اُسکے پکڑنے کی کوشش کرو۔ ورنہ عذاب آلٰہی نازل ہونے مین شک نہین رہا۔

	گر تو انید ش گرفتن چارہ ہاست	ورنہ خود مُرغ اُمید از دام جست
ترجمہ	اُسکو گر پکڑو تو ہے تدبیر کار	ورنہ چہوٹا دام سے مرغ شکار

شرح یعنے اگر تم اُس بچہ کو پکڑ سکتے ہو تو چارۂ کار (عذاب الٰہی سے نجات کا سامان) ہوسکتا ہے ورنہ یہ سمجہو کہ مرغ اُمید نجات۔ دام سے چہوٹ گیا ہے جو اب کسیطرح ہاتہ نہ آئے گا اور تم ہرگز عذاب سے نہ بچ سکوگے۔

	چون شنیدند این از و جملہ تگ	در پے اُشتر دویدند ے چو سگ
ترجمہ	سُنکر اسکو بہاگ نکلے اسطرح	اونٹ کے پیچہے ہو کتا جسطرح

شرح یعنے قوم ثمود کے لوگ حضرت صالح سے یہ سُنکر بچہ کی تلاش مین اسطرح دوڑے جسطرح کتا شکار کے لیئے دوڑتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انکو عذاب الٰہی کا یقین ہوگیا تہا۔ باایں ہمہ ایمان نہ لانا پرلے درجہ کا کفر ہے

	کس نتانست اندران کرّہ رسید	رفت در کہسار ہا شد ناپدید
ترجمہ	پر کہان ملتی تہی بچہ کی رسید	ہوگیا کہسار مین وہ ناپدید

شرح یعنے دوڑنے والون سے کوئی اُس بچہ کو نہ پکڑ سکا اور وہ پہاڑون مین جاکر بالکل غائب ہوگیا۔

	ہمچو روح پاک کو از ننگ تن	میگریزد جانب ربّ المنن
ترجمہ	جسطرح جان چہوڑکر ننگ بدن	بہاگتی ہے سوے ربّ ذی المنن

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ یعنے وہ بچہ پہاڑ کی طرف اسطرح بہاگا جسطرح کوئی پاک روح ننگ بدن سے رہائی پاکر اللہ تعالےٰ کی طرف بہاگتی ہے اور مشاہدۂ جمال مین مستغرق ہوکر پہر جسم مین آنا پسند نہین کرتی۔

	گفت دیدید این قضا مبرم شدست	صورت اُمید را گردن زدست
ترجمہ	بولے پہر صالح یہ مبرم ہے قضا	صورت اُمید ہے بالکل فنا

ترجمہ یعنے جب بچہ ناقہ باوجود تلاش نہ ملا تو حضرت صالح نے یہ فرمایا کہ اے لوگو تم عنقریب دیکہہ لوگے کہ یہ وعدۂ عذاب الٰہی قضائے مبرم (محکم و مضبوط) ہے جو کسیطرح نہین ٹلیگا اور اپنے اُمید نجات کو گردن مار دیا ہے اب تم ہرگز نجات نہین پاسکتے نکتہ یہان سے یہ نکلتا ہے کہ قضائے مبرم کسیطرح نہین ٹلتی اور اُسکے خلاف کسی نبی یا

ولی کی دعا مستجاب نہین ہوسکتی۔ اور مولانا قدس سرہ جو اس سے پہلے یہ شعر لکھہ چکے ہین کہ۔ اولیارا ہست قدرت از آلہ٭ تیر جستہ بازگر دانند زراہ٭ یعنے اولیا کو اتنی طاقت ہے کہ کمان سے نکلے ہوئے تیر کو رستہ سے واپس پہیر دیتے ہین۔ اسکے یہ معنے ہین کہ قضائے معلق اُنکی دعا سے واپس ہوجاتی ہے۔ یہ مطلب نہین ہے کہ وہ قضائے مبرم کو بہی پہیر سکتے ہین۔ چنانچہ اسکی شرح اپنے موقع پر گذر چکی ہے۔

	کرّۂ ناقہ چہ باشد خاطرش		کہ بجا آرید ز احسان و برش
ترجمہ	بچۂ ناقہ ولی کا دل سمجہہ		نیکی و احسان سے اُسکا پاس رکہہ

شرح یہ اور اسکے بعد کا شعر مولانا کا مقولہ ہے جو نصیحت عوام پر مبنی ہے یعنے باطنی طور پر بچۂ ناقہ سے مراد ولی کامل کا دل ہے۔ مطلب یہ کہ اگر تمنے ولی کو ستایا ہے تو اب بہی اُسکے دل کو قرار دینا چاہیئے اور اُسکے ساتہ احسان اور نیکی کرنی چاہیئے ورنہ ضرور عذاب الٰہی نازل ہوگا۔ بر بکسر بائے موحدہ بمعنے نکوکاری ہے نیز ممکن ہے کہ یہ شعر صالح ہی کا مقولہ ہون اسصورت مین خاطرش کی ضمیر شین۔ کرہ کی جانب۔ اور برش کی ضمیر خاطر کی طرف راجع ہے یعنے صالحؑ نے یہ فرمایا کہ بچۂ ناقہ کی تلاش کرنے سے میرا یہ مطلب ہے کہ تم اُسکو پکڑ کے اُسکے دل کی نگہبانی کرو۔ یعنے چارہ پانی سے اُسکی خبر لیتے رہو اور اُسکے ساتہ ایسا سلوک نہ کرو جیسا کہ اُسکی ماں کے ساتہ کیا ہے۔

	گر بجا آید دلش رستید از ان		ورنہ نومید ید و ساعد ہا گزان
ترجمہ	گر قرار آجائے اُسے تو ہے نجات		کاٹ کہاؤگے وگرنہ اپنے ہات

شرح اگر اسکو مولانا کا مقولہ کہیئے تو ضمیر دلش ولی کی طرف اور اگر حضرت صالحؑ کا قول ہے تو بچۂ ناقہ کی طرف راجع ہے مطلب یہ کہ اگر ستانے کے بعد تمنے ولی کے دل یا بچۂ ناقہ کو رضامند رکہا اور اِسکے ساتہ نیک سلوک کیا تو عذاب الٰہی سے نجات حاصل کرلوگے ورنہ بحالت ناامیدی نہایت پشیمان ہوگی اور وقت نزول عذاب اپنے ہاتہہ کاٹ کاٹ کہاؤگے۔ نہایت پچتاؤگے مگر اُسوقت کی پشیمانی بیکار ہوگی۔

	چون شنیدند آن وعید منکدر		چشم بنہادند آنرا منتظر
ترجمہ	سُنکے صالح سے وعیدِ منکدر		اُسکی آمد کے رہے سب منتظر

شرح یعنے قوم ثمود وعید منکدر (وعدۂ تیرہ و تار متعلق بعذاب الٰہی) سنکر اُسکے نازل ہونے کا انتظار کرنے لگی

	روز اول روئے خود دیدند زرد		مے زدند از ناامیدی آہ سرد
ترجمہ	روز اول چہرے اُن سب کے تہے زرد		یاس سے بہرنے لگے سب آہ سرد

شرح یعنے حسب فرمان حضرت صالحؑ پہلے دن اُنکے مُنہ زرد ہوگئے۔ اور ناامیدی کے باعث سرد آہین بہرنے

لگے نزول عذاب کا یقین ہونے لگا۔ اور نجات کی اُمید منقطع ہوگئی

	شرخ شد روئے ہمہ روز دوم	نوبت اُمید و توبہ گشت گم
ترجمہ	لال چہرے ہو گئے روز دوم	نوبت امید و توبہ سب سے گم

شرح یعنے دوسرے دن سب کے مُنہ سُرخ ہو گئے اور نوبت اُمید و توبہ بالکل جاتی رہی کیونکہ جسوقت عذاب الٰہی کے آثار نظر آنے لگتے ہیں اُسوقت توبہ قبول نہیں ہوتی اور عذاب سے نجات ہرگز نہیں ملتی

	شد سیہ روز سوم روئے ہمہ	حکم صالح راست شد بے ملحمہ
ترجمہ	تیسرے دن ہو گئے سب روسیاہ	حکم صالح سچ ہوا بے اشتباہ

شرح یعنے تیسرے دن سب کے مُنہ سیاہ ہو گئے۔ اور حضرت صالح علیہ السلام کا حکم بلا خلاف درست ہو گیا بے ملحمہ بمعنے بلا جنگ و خلاف ہے۔ چونکہ یہ حکم از روے وحی دیا گیا تھا اسلیے سچ ہو کر رہا۔

	چون ہمہ در ناامیدی سر زدند	ہمچو اشتر در دو زانو آمدند
ترجمہ	ہو کے نا اُمید جب دیکھی اجل	سہمگین ہو کر گرے گھٹنون کے بل

شرح سرزدن بمعنے ظاہر شدن ہے یعنے جبکہ سب پر ناامیدی کے آثار ظاہر ہو گئے تو خوف عذاب کے باعث اونٹ کی طرح گھٹنون کے بل بیٹھ گئے۔ اور عذاب الٰہی سے بھاگنے پر قادر نہو سکے۔ یہانتک کہ سب کے سب ہلاک ہو گئے

	در نبی آورد جبریل امین	شرح این زانو زدن را جاثمین
ترجمہ	لائے ہین قرآن مین جبریل امین	شرح اس گھٹنون کے بل کی جاثمین

شرح یعنے قرآن مجید مین حضرت جبریل امین نے قوم ثمود کے اس گھٹنون کے بل بیٹھ جانے کی شرح لفظ جاثمین سے کی ہے یہ لفظ اس آیت کی طرف اشارہ کر رہا ہے فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ۔ یعنے حضرت جبریل کی چیخ مارنے کے بعد قوم ثمود کو زلزلہ نے پکڑ لیا۔ اور وہ اپنے گھرون مین گھٹنون کے بل گرے ہوے مر کر رہ گئے

	زانو آن دم زن کہ تعلیمت کنند	وز چنین زانو زدن بیمت کنند
ترجمہ	ہو دم تعلیم تو زانو نشین	ایسے دن سے جب ڈرائین اہل دین

شرح یہ شعر مقولۂ مولانا ہے بطور نصیحت عامہ یعنے زانو کے بل اُسوقت بیٹھ جبکہ مُرشدان کامل تجکو احکام شریعت و معرفت کی تعلیم کرین اور اسطرح کی زانو نشینی سے ڈرائین جو قوم صالح کو نصیب ہوی ہے یعنے دعا و عبادت اور فرمان الٰہی کی تعظیم کی مخالفت سے ڈرانے کے وقت زانو کے بل بیٹھنا فائدہ مند ہے اور جب کہ عذاب الٰہی کے آثار نظر آنے لگین اور موت کا وقت قریب آجاوے اُسوقت زانو کے بل بیٹھنا یا نجات کے لیے دعا کرنی بیشک بالکل بیکار ہے۔

	منتظر گشتند زخم قہر را	قہر آمد نیست کرد آن شہر را
ترجمہ	دیکھتے رکھتے تھے زخم قہر کو	قہر نے آخر اجاڑا شہر کو

شرح یعنے زانو بل بیٹھکر قوم ثمود جس عذاب کی منتظر تہی اُس عذاب نے نازل ہوکر اُنکے تمام شہر کو نیست نابود کردیا

	صالح از خلوت بسوے شہر رفت	شہر دید اندر میان درد و تفت
ترجمہ	پہر گئے خلوت سے صالح سوئے شہر	شہر کو دیکہا میان درد و قہر

شرح تفت بمعنے گرم و سوختہ سے یہان ہلاکت مراد ہے۔ یعنے حضرت صالح ؑ جو عذاب الٰہی کے نازل ہونے سے پہلے شہر سے نکلکر کسی اور جگہ خلوت نشین ہو گئے تہے قوم ثمود کی ہلاکت کے بعد اُنکے شہر مین آئے سارا تمام شہر کو درد و ہلاکت مین مبتلا دیکہا۔

	نالہ از اجزاے ایشان مے شنید	نوحہ پیدا نوحہ گویان ناپدید
ترجمہ	اُنکے ایک اک عضو سے نالے سُنے	نالہ کرنیوالے سب معدوم تھے

شرح یعنے حضرت صالح اُنکے اجزا (اعضاے جسمانی) سے نالہ کی آواز سنتے تہے اور یہ عجیب بات ہے کہ نوحہ کی آواز آرہی تہی۔ مگر نوحہ کرنے والے ناپدید تہے مطلب یہ کہ قوم ثمود تو سب کی سب ہلاک ہوچکی تہی۔ مگر اُنکا حال اُنپر نوحہ کر رہا تہا۔ اُنکے اعضا اُنکی حالت زار پر رو رہے تہے۔

	گریہا از حد گذشت و ہایہاے	گریہاے جانگزاے دلرباے
ترجمہ	حد سے گزرے نالہاے جانگزا	آگیا اپنے کیے کا سب مزا

شرح یعنے ہلاک ہونے والی قوم ثمود کے گریے جو روح کو زخم پہنچانے اور دلکو اڑا دینے والے تہے حد سے گزر گئے تہے۔ ان گریون سے وہی گریے مراد ہین جو اُنکے حال سے عیان ہو رہے تہے

	ز استخوانہا شان شنید آن نالہا	اشک خون از جان شان چون ژالہا
ترجمہ	نالہ گر ہتین اُنکی ساری ہڈّیان	اور اشک خون تہے جان سے روان

شرح یعنے حضرت صالح نے اُنکی ہڈیون سے نالون کی آوازین سُنین اور اُنکی آنکہون سے آسمانی اولون کے مانند خون کے آنسو بہتے دیکہے۔ اشک خون سے یا تو گریہ حالیہ مراد ہے یا ممکن ہے کہ مرنے کے دم واقعی آنسو نکلے ہون

	صالح آن بشنید و گریہ ساز کرد	نوحہ بر نوحہ گران آغاز کرد
ترجمہ	قوم کا یہ حال صالح دیکھ کر	رو دیئے نالون پر ہوے خود نوحہ گر

شرح یعنے حضرت صالح نے نالہ کی آواز سُنکر رونا شروع کردیا اور اُن نوحہ گرون پر از روے ترحم خود نوحہ کرنے لگے صالح علیہ السلام کا یہ نوحہ اُس محبت باطنی کے سبب سے تہا جو پیغمبرونکو اُمت کے ساتھ ہوتی ہے

	گفت اے قوم بباطل رستیہ	وز شما من پیش حق بگرستیہ
ترجمہ	بولے اے باطل پرستو ہے یہ کیا	مین تمہارے جور سے رو رو دیا

شرح یعنے حضرت صالح نے از روے حسرت یا از راہِ عتاب اُنکی نعشون سے یہ خطاب کیا کہ اے قوم ثمود صد حیف تمنے اپنی تمام عمر باطل مین گزادی۔ اور جہوٹے مشغلون مین مصروف رہکر زندگانی کی اور مینے تمہارے ہاتون سے بارہا اللہ تعالٰے سامنے رو رو کر یہ عرض کیا کہ اے خدا انکو راہ راست دکہا لیکن چونکہ تم ازلی بدبخت تہے اسلیئے تمہین میری نصیحت سنے کچہ فائدہ نہ دیا۔ یہانتک کہ تم ہلاک ہوگئے نکتہ یہان سے یہ نکلتا ہے کہ ارواح موت کے بعد معدوم نہین ہوتین بلکہ عالم برزخ مین بصورت اعمال خود موجود رہتی ہین یہی وجہ ہے کہ کفار بدر کی نعشون کو خطاب کرکے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تہا کہ اِنَّا وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا (یعنے اے کافرو ہمنے جو ہمارے رب نے (فتح) کا وعدہ کیا تہا اُسکو ہمنے سچ پایا۔ پس کیا تمنے بہی اُس وعدہ کو سچ پایا جو تمسے تمہارے رب نے کیا تہا) یہ سُنکر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ کیا مُردے بہی کچہ سُن سکتے ہین؟ آنسرور کائنات نے ارشاد کیا کہ اُس ذات پاک کی قسم جسکے قبضہ مین محمد کی جان ہے یہ نعشین میرے قول کو تمسے زیادہ سُنتے ہین۔ لیکن جواب نہین دیسکتین۔ لیکن اس سے یہ خیال کرنا کہ مُوتے ہر شخص کا کلام سُن لیتے ہین درست نہین معلوم ہوتا۔ بلکہ یہ تخصیص انبیا کے ساتہ ہے یہی وجہ ہے کہ قوم ثمود کی نعشون نے حضرت صالح کا۔ اور مقتولین بدر نے آنسرور کائنات کا کلام سُن لیا تہا۔

	حق بگفتہ صبر کن بر جورشان	پند شان دہ بس نماند از دورشان
ترجمہ	حکم حق تہا صبر کر میرے حبیب	کر نصیحت موت ہے انکے قریب

شرح حضرت صالح نعشون سے خطاب کرکے فرماتے ہین کہ جب مین خدا کے سامنے اِس بات پر روتا تہا کہ میری نصیحتین اُنکے دلون مین اثر نہین کرتین تو وہان سے یہ جواب ملتا تہا کہ اے صالح اُنکی جور وجفا پر صبر کر اور برابر نصیحت کرتا رہ کیونکہ انکی زندگی کا زمانہ اب بہت سا نہین رہا یہ عنقریب ہلاک ہونے والے ہین۔

	من بگفتہ پند شد بند از جفا	شیر پند از مہر جوشد وز صفا
ترجمہ	مین یہ بولا پند اب بالکل ہے بند	جوش زن ہے مہر کب ہو شیر پند

شرح یعنے مینے اللہ تعالٰے سے عرض کیا کہ انکے جور وجفا کے باعث باب نصیحت بند ہوگیا ہے میرے دل سے کوئی ناصحانہ مضمون نہین نکلتا۔ کیونکہ نصیحت کا شیر خالص محبت اور صفائی باطن کے سبب جوش مین آتا ہے اور جب لوگ محبت کے بدلے ناصح کے دشمن بنجائین تو مضمون نصیحت اُسکے ذہن مین نہین ڈالا جاتا۔ یا خدا مین نصیحت کرتے کرتے عاجز آگیا۔ اب مجہے کوئی ناصحانہ مضمون نہین سوجہتا۔

	بس کہ گردید از جفا بر جانِ من	شیر پند افسرد در رگہائے من
ترجمہ	اسقدر ہونے لگی مجھپر جفا	پند شیر اب سب ٹہٹر کر رگیا

شرح یعنے الحذا چونکہ محبت کی جگہ قوم ثمود نے مجھے بہت کچہ ستایا ہے اسلیئے نصیحت کا شیر خالص میرے دل و دماغ اور زبان ولب کی رگون مین منجمد ہوگیا ہے یعنے اپنی اپنی جگہ جم کر رہگیا ہے مجھے اب ایسے ظالمون کی نصیحت کا شیر خالص نہین ملتا یعنے نصیحت کا کوئی مضمون نہین سوجہتا مین اُنسے عاجز آگیا ہون۔

	حق مرا گفتہ ترا لطفے دہم	بر سر آن زخمہا مرہم نہم
ترجمہ	حق نے فرمایا کہ اب ہم لطف سے	دینگے مرہم تیرے زخمون کے لیے

شرح حضرت صالحؑ فرماتے ہین کہ پہر اللہ تعالےٰ نے مجھےکہا کہ اے صالح تو انہین نصیحت کیے جا ہم عنقریب تجہپر مہربانی کرینگے۔ یعنے اس نصیحت کا اجر دینگے اور تیرے زخمونپر مرہم لگائینگے یعنے اُنسے تیرے ستانے کا بدلا لینگے۔ اور بہت جلد اُنکو سخت عذاب اور تکلیف کے ساتہ ہلاک کردینگے۔

	صاف کردہ حق دلم را چون سما	روفتہ از خاطرم جورِ شما
ترجمہ	ہوگیا دل صاف بشکل آسمان	یعنے سب جاتارہا رنج نہان
	در نصیحت من شدہ بار دگر	گفتہ امثال و سخن ہا چون شکر
ترجمہ	پہر نصیحت دینے کی بار دگر	جسکی اک اک بات تہی رشک شکر

شرح یعنے جب اللہ تعالےٰ نے تسلی دیکر میرے دل کو گرد ملال سے آسمان کی طرح صاف کردیا اور تمہارے ظلم سابق کا خیال میری طبیعت مین مزہا تو مین بار دگر پہر تمہین نصیحت کرنے پر آمادہ ہوگیا اور بہت سی ایسی مثالین اور کلام حکمیہ مانند شکر سمجہنا چاہیئے تمہین سنائین مگر تمنے میری ایک نہ مانی۔

	شیر تازہ از شکر انگیختہ	شیر و شہدے با شکر آمیختہ
ترجمہ	شیر تازہ تہا شکر انگیختہ	شہد و شیر اُسمین تہے آمیختہ

شرح یعنے میری نصیحتین ایسے شیر تازہ کے مانند تہین جو شکر سے پیدا ہوا ہو۔ یا شیر و شکر باہم ملے ہوئے ہون

	در شما چون زہر گشتہ آن سخن	زانکہ زہرستان بُدید از بیخ و بُن
ترجمہ	ہوگئی ہر بات میری تمکو زہر	کیونکہ تم خود زہر تہے کم کرہ بہر

شرح یعنے میری میٹہی باتین اور خوشگوار نصیحتین بمقتضائے الحق مر (حق کڑوا ہوتا ہے) تمہارے حق مین زہر بنگئین اور اسکا سبب یہ ہے کہ تم جڑ بنیاد سے زہرستان یعنے ازل سے زہر کی کان تہی۔ اسلیئے زہر مین شیرینی ملکر خود زہر ہوگئی۔ کیونکہ زہر کا اثر بہت سی شیرینی پر بہی غالب آجاتا ہے۔

	چون شوم غمگین کہ غم شد سرنگون	غم شما بودید اے قوم حرون
ترجمہ	کیون مین غمگین ہون کہ غم ہے سرنگون	تم مجسم غم تہے اے قوم حرون

شرح حضرت صالح فرماتے ہین کہ اے سرکش قوم اب مین کسلیئے غمگین رہون؟ میرے لیے تو تمہاری نافرمانی باعث رنج اور تم خود غم مجسم تہے تمہارے معدوم ہو جانے سے میرے دلکا غم سرنگون ہو گیاہے بالکل جاتا رہا ہے۔ حرون بمعنے سرکش ہے۔

	ہیچکس بر مرگ غم نوحہ کند	ریش سر چون شد کسے مو بر کند
ترجمہ	مرگ غم پر نوحہ گر ہوتا ہے کون	زخم اچہا ہو تو پہر رتا ہے کون

شرح۔ دونو مصرعون مین استفہام انکاری ہے اور پہلے مین کند بضم الکاف ہے اور دوسرے مین بالفتح یعنے کیا کوئی شخص غم کے مرجانے (معدوم ہونے) پر نوحہ کیا کرتا ہے ؟ ہرگز نہین۔ اور کیا جب کسیکے سر کا زخم اچہا ہو جاتا ہے یا جاتا رہتا ہے تو وہ نوحہ کرکے بال اُکہاڑا کرتا ہے۔ ہرگز نہین بلکہ خوش ہوتاہے علے ہذا القیاس اے سرکش قوم مین تمہاری ہلاک ہو جانے سے ہرگز غمگین نہین ہون۔

	رو بخود کرد و بگفت اے نوحہ گر	نوحہ ات را مے نیرزد این نفر
ترجمہ	پہر کہا دل سے کہ سن اے نوحہ گر	قابلِ گریہ نہین ہین یہ بشر

شرح یعنے اسکے بعد صالح نے اپنے دِل سے خطاب کرکے یہ فرمایا کہ اے رونے والے یہ قوم اس قابل نہین کہ تو انپر نوحہ کرے۔ کیونکہ سرکشون اور بیدینون کا ہلاک ہی ہو جانا بہتر ہے۔

	کژ مخوان اے راست خوانندہ مبین	کیف آسے خلف قوم کافرین
ترجمہ	قول پیغمبر کا ہے اے مرد دین	کسطرح مین کافرون پر ہون غمین

شرح لفظ مبین سے مراد قرآن مبین ہے یعنے اے سیدہی طرح پڑہنے والے قرآن مجید کی آیت کو ٹیڑہا نہ پڑہ یعنے یہ نسمجہہ کہ کیف آسے علے قوم کافرین خاص حضرت شعیب کا مقولہ ہے۔ بلکہ یہ آیت مقولہ صالح بہی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ انبیا سب کے سب دعوت اسلام مین متحد ہین ایک کا مقولہ اور ارشاد گویا بعینہ دوسرے کا مقولہ ہے حضرت شعیب کی قوم جب نافرمانی کے سبب ہلاک ہو گئی۔ تو انہون نے یہ فرمایا کہ کَیْفَ آسے عَلٰے قَوْمٍ کَافِرِیْنَ یعنے مین کافرون کے ہلاک ہوے پر کیونکر غم کہاؤن۔ وہ کمبخت اسی قابل تہے۔ مولانا قدس سرہ نے حضرت شعیب کے اس مقولہ کو بنظر اتحاد ارشاد و ارتباط انبیا علیہم السلام حضرت صالح کی طرف منسوب کر دیا ہے اس صورت مین یہ شعر مولانا کا مقولہ ہے اور لفظ مبین اگر عربی ہے تو بمعنے قرآن مبین ہے اور اگر فارسی ہے تو نہی کا صیغہ اور مخوان کی تاکید ہے یعنے اے آیت کیف آسے عَلٰے قَوْمٍ کَافِرِیْنَ کو درست پڑہنے

والے تو اس آیت کو ٹیڑہی طرح نہ پڑھ۔ اور ٹیڑھے پن سے نہ دیکھ۔ بلکہ یہ تو سیدہی بات ہے کہ تمام انبیا علیہم السلام کا مقصود ایک ہے اسلئے حضرت شعیبؑ کا مقولہ بعینہ حضرت صالحؑ کا مقولہ ہوسکتا ہے بعض نسخون مین مبین کی جگہ ببین بصیغہ امر حاضر ہے۔ اسصورت مین یہ شعر حضرت صالح علیہ السلام کا مقولہ ہے۔ یعنے حضرت صالح اپنے دل سے خطاب فرماکر یہ کہتے ہین کہ اے احکام آلہی کے سیدہی طرح پڑھنے والے تو ہی دیکھہ کہ یہ کمبخت غمخواری کے قابل نہین ہین۔ پہر مین اُنکے ہلاک ہوجانے پر غمگین کیونکر ہون۔ گویا مولانا قدس سرہ نے دوسرے مصرع مین آیت قرآنی سے قطع نظر حضرت صالحؑ کے مقولہ کو عربی زبان مین نقل کردیا ہے۔

	باز اندر چشم دل او گریہ یافت		رحمت بے علتے بروے بیافت
ترجمہ	اپنے پہر دل مین پایا رحم رب		جلوہ گر رحمت ہوئی پہر بے سبب

شرح یعنے باایہنمہ حضرت صالح نے پہر اپنی چشم دل کو نالان پایا۔ اور رحمت بے سبب (وہ ترحم جو کسی پر بلا سبب ظاہری محض انسانی ہمدردی کے طور پر ہو) آپ کے دل پر جلوہ افگن ہوئی۔ یعنے دل بہر آیا۔

	قطرہ مے بارید و حیران گشتہ بود		قطرۂ بے علت از دریائے جود
ترجمہ	شامل گریہ تہا رحمت کا وجود		تہا یہ گریہ قطرۂ دریائے جود

شرح یعنے صالحؑ کی آنکھون سے جو آنسوون کی قطرے ٹپک رہے تہے وہ خود حیران تہے یا صالحؑ کو حیرت تہی کہ یہ گریۂ بے سبب کیسلئے ہے دوسرا مصرع مولانا کا مقولہ اور اس حیرت کا جواب ہے یعنے یہ گریہ بے سبب اُس دریائے کرم سے آیا تہا جو اُمت کی نسبت انبیاء علیہم السلام کے دلون مین جوش زن ہوا کرتا ہے گو کفار انبیاء کے دشمن ہو کر انجام کار ہلاک ہوجاتے ہین مگر نبیون کو اُنکی اُس حالت پر بہی رحم آجاتا ہے۔

	عقل میگفتش کہ این گریہ زچیست		بر چنان افسوسیان باید گریست
ترجمہ	عقل کہتی تہی یہ گریہ کیسلئے		ایسے بدبینون پہ نوحہ کیسلئے

شرح افسوس بمعنے طنز و بازی و ظرافت و مسخرہ و دریغ و حسرت و ظلم و استہزا۔ یہان بمعنے استہزا و ظلم ہے۔ یعنے عقل یہ کہہ رہی تہی کہ اے صالحؑ کیا ایسے ظالمون اور خدا کے احکام سے ہنسی کرنے والون کی موت پر رونا چاہیئے ہرگز نہین۔ یہ کمبخت اسی قابل تہے کہ عذاب مین مبتلا ہو کر ہلاک ہوجائین۔

	بر چہ میگریی بگو بر فعل شان		بر سپاہ کینہ کش فعل سان
ترجمہ	کہہ تم روتے ہو اُنکے فعل پہ		تہے یہ ظالم پر جفا و بد عمل

شرح عقل کہہ رہی ہے کہ اے صالحؑ تو کس چیز پر روتا ہے؟ کیا ان ہلاک ہونے والی قوم ثمود کے فعل پر کیا اُس کینہ رکھنے والی اور بد فعل فوج پر؟ یہ ہرگز اس قابل نہین۔ فما بکت علیہم السماء والارض یعنے کفار و بدکار

کی معرفت پر نہ آسمان روتے ہین نہ زمین - اور حدیث شریف مین آچکا ہے کہ نیکون کی موت پر زمین و آسمان کے ساتھ جن اور فرشتے تک روتے ہین - شر فعل بمعنے بد فعل - ہے

	بر دل تاریک پر زنگار شان	بر زبان ہمچو زہر مار شان
ترجمہ	اُنکی تیرہ قلب پر زنگار پر	اور زبان شکل زہر مار پر

شرح یعنے اے صالح کیا تو اِنکے تاریک و پر زنگار (تیرہ) دِل پر روتا ہے - کیا تو انکی ایسی کڑوی زبان پر روتا ہے جو سانپ کے زہر کے مانند تہی - اور جس سے احکام الٰہی کے خلاف ناشائستہ کلمات نکلا کرتے تہے -

	بر دُم و دندان سگسارانہ شان	بر دہان و چشم کژدم خانہ شان
ترجمہ	اُس دم و دندان سگسارانہ پر	اُس دہان و چشم کژدم خانہ پر

شرح سگسار بمعنے مثل سگ یعنے بد و پلید اور لفظ دُم اگر بضم دال مہملہ ہے تو بمعنے پشت ہے اور اگر بالفتح ہے تو بمعنے خون ہے - یعنے اے صالحؑ کیا تو اُنکے ایسے دم و دندان پر روتا ہے جو کتون کے مانند ناپاک تہے اور کیا اُنکے ایسے دہان و چشم گریہ کرتا ہے جو بچہو کے گہر تہے -

	بر ستیز و تسخر و افسوس شان	شکر کن چون کرد حق محبوس شان
ترجمہ	اُنکے استہزا پر اُنکی جنگ پر	ہین وہ محبوس جہنم شکر کر

شرح یعنے اے صالحؑ کیا تو اُنکے اُس جنگ و تمسخر و استہزا پر روتا ہے جو تیرے اور احکام الٰہی کے ساتھ کیا کرتے تہے خدا کا شکر کر کہ اُسنے اِنہین موت کے حصار یا دوزخ کے قید خانہ مین محبوس کر دیا ہے ان سب شعرون مین استفہام انکاری ہے - یعنے اے صالحؑ تجہے ایسے ناپاک لوگون کے مرنے پر رونا اور افسوس کرنا نچاہیئے -

	دست شان کژ پائے شان کژ چشم کژ	مہر شان کژ صلح شان کژ خشم کژ
ترجمہ	دست و پا تہے اُنکے بڑے ہے چشم کج	مہر کج ہتی صلح کج ہتی خشم کج

شرح یعنے انکے ہاتہہ پانو - آنکہین غرضکہ تمام اعضا مرضیات حق مین مستعمل نہوتے تہے اور اُنکی محبت و صلح اور غضب و غصہ سب خلاف محل تہا - مہر کی جگہ خشم اور خشم کی جگہ مہر کرتے تہے بدون کے دوست تہے اور نیکون کے دشمن اسیلیئے ہلاک کیے گئے - یہ اپنی ٹیڑہ مین مر گئے -

	از پئے تقلید و از رایات نقل	پا نہادہ بر جمال پیر عقل
ترجمہ	باپ دادون کی کرتے تہے وہ نقل	سب کے سب ناقدر دان پیر عقل

شرح رایاتِ نقل - وہ علامتین جو بزرگون سے منقول چلی آتی ہین - یعنے اُنہون نے اپنے بزرگون کی تقلید اور اقوال و علامات منقولہ اسلاف کے سبب جمال پیر عقل کو پامال کر دیا تہا یعنے حسب فہولے بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَآءَنَا

دہتو اُسی رستہ کی پیروی کرینگے جسپر ہمنے اپنے بزرگون کو پایا ہے۔ اُنہون نے اپنی عقل کو ضایع کردیا تہا نیز ممکن ہے کہ پیرعقل سے مراد حضرت صالح ہون جنکی تحقیر کی گئی تہی۔

	پیر خر نے جملہ گشتہ پیر خر		از زبان و چشم و گوش و ہم دگر	
ترجمہ	تہے وہ سب بلے پیر گویا پیر خر		بہیر یکدیگر مُرید یک دگر	

شرح۔ مصرع اول مین سر مصرع کا پیر خر اسم فاعل ترکیبی ہے بمعنے خریدار پیر اور نے حرف نفی ہے۔ اور آخر مصرع مین پیرِ خر موصوف و صفت ہے بمعنے خر ضعیف و کہن سال اور دوسرا مصرع پیر خر نے سے متعلق ہے اور ہم دگر بمعنے اعضائے دیگر ہے یعنے قوم ثمود کے لوگ اپنے پیر و مرشد یعنے حضرت صالح کے خریدار نہ تہے نہ تو اُنہون نے زبان سے خریدا کیونکہ اُنکی رسالت کا اقرار نکیا۔ اور نہ آنکھون سے خریدا یعنے نامعجز کے اِس معجزہ کو نہ دیکہا جو نبوت صالح پر روشن دلیل تہی اور نہ کانون سے خریدا یعنے آواز حق نہ سُنی نیز دیگر اعضا سے بہی نہ خریدا۔ یعنے پانو سے حق کی طرف نہ چلے۔ اور ہاتہون سے آیات اور احکام الٰہی کو نہ سنبہالا۔ بلکہ وہ بالکل خر پیر یعنے بیقوت نکمے اور کہن سال گدہے کی مانند تہے نیز ممکن ہے کہ دوسرا مصرع پیر خر کے متعلق ہو۔ یعنے یہ لوگ ایک دوسرے کی زبان و چشم و گوش کے سبب پیر بنگئی تہی ہر شخص دوسرے کو اہل کمال جان کر حضرت صالحؑ کے پروانہ کرتا تہا۔ یعنے اُنمین ایک دوسرے کو زبان سے اچہا کہتا تہا اور آنکہہ سے کامل اور بزرگ دیکہتا تہا اور کان سے اُسکے مقولہ کو بسماعت قبول سُنتا تہا۔ مگر اسصورت مین گوش ہم دگر بلا واو عطف ہے۔ اور یہ دونون مطلب نہایت چسپان ہین جو شعر کے لفظون سے نکلتے ہین

تفسیر آیۂ کریمہ مرج البحرین یلتقیان بینہما برزخ لایبغیان

ترجمہ اس آیت کی تفسیر کہ اللہ تعالےٰ نے دو دریا جاری کیے ہین جو باہم ملتے ہین مگر دونون مین ایک حائل ہے جسکے باعث ایک دوسرے پر غالب نہین آسکتے۔ میٹہا دریا الگ بہتا ہے اور کہاری الگ۔ دونو کی دہارین جدا جدا ہین۔

شرح اس آیت کی تفسیر کہ اللہ تعالےٰ نے دو دریا جاری کیے ہین جو باہم ملتے ہین مگر دونون مین حائل ہے اس سے پہلے ہی گزر چکی ہے چونکہ مولانا نے یہان اسکو عنوان ہی مین درج فرمایا ہے اسلیے مکرر شرح کی ضرورت ہے تاکہ آیندہ اشعار اچہی طرح سمجہہ مین آجائین مطلب یہ کہ اللہ تعالےٰ نے دو دریا جاری کیے ہین ایک شور و تلخ اور ایک شیرین و خوشگوار یہ دونو ایک جگہ جاکر ملتے ہین مگر دونون مین ایک قدرتی برزخ اور حائل ہے کہ ایک دوسرے پر غالب نہین ہونے پاتا یہ برزخ قدرت الٰہی ہے اہل تفسیر نے ان دو دریاؤن سے بحر روم اور بحر فارس مراد لیا ہے جو بحر محیط مین جاکر ملے ہین اور دونون کی دہارین باوجود اختلاط الگ معلوم ہوتے ہین ایک شیرین ہے اور ایک تلخ لیکن معنوی طور پر دریائے شیرین سے بحر روحانی اور انبیا اولیا اور دریائے تلخ سے بحر جسمانی اور کفار و فجار مراد ہین ان دونون کے مابین قلب انسانی حائل ہے۔ اگرچہ

یہ دونو دریا دنیا مین آکر ملگئے ہین مگر قلب ایسا حائل ہے کہ ایک کو دوسرے پر غالب نہین ہونے دیتا۔ اگر ایک دوسرے پر غالب آجائین تو عالم روحانی و جسمانی ایک ہوجائے حالانکہ یہ باطل ہے کیونکہ بحر روحانی نور محض ہونے کے باعث بحر جسمانی کو جو سراسر کثیف ہے اپنے مین جگہ نہین دیتا اور بحر جسمانی اپنی کثافت کے باعث روحانی کے اختلاط سے خود شرمندہ اور پانی پانی ہے۔ مگر اتنی بات ضرور ہے کہ چونکہ یہ دونو دریا ملگئی ہین اسلیئے اُنکی تمیز ہر ایک سے نہین ہوسکتی۔ انہی معنون کو مولانا آگے بیان کرتے ہین۔

	از بہشت آورد یزدان بردگان	تا نماید شان سقر پروردگان
ترجمہ	خلد سے بندون کو لایا ذو الجلال	تا سقر والون کا کچہ دکہلائے حال

شرح بعض نسخون مین بردگان کی جگہ بندگان ہے بمعنے غلامان سقر پروردگان (دوزخ کے پلے ہوے) کفار و فجار ہین اور بندگان یا بردگان سے اہل ایمان مراد ہین۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالےٰ آدم اور اُنکی اولاد صالح کو بہشت سے اسلیئے دنیا مین لایا ہے کہ اُنکو کفار قابل نار کی حالت دکہائے۔ اور یہ بات معلوم کرائے کہ وہ بہی صورت مین تم ہی جیسے ہین مگر باعتبار معنے تم مین اور اُنمین بہت فرق ہے جسکی مفصل آیندہ آنیوالی ہے

	اہل نار و خلد را بین ہمدکان	در میان شان برزخ لا یبغیان
ترجمہ	اہل نار و خلد ہین سب ایک سان	بیچ مین ہے برزخ لا یبغیان

شرح ہمدکان بمعنے مقارن و مصاحب در صورت انسانی اور دکان سے مراد دنیا ہے یعنے گو اہل نار و اہل خلد (کفار و مؤمنین) صورت انسانی مین ایک دوسرے کے مقارن ہین مگر ان دونون کے مابین ایک حائل اور پردہ موجود ہے جو ایک کو دوسرے پر غالب ہوجانے سے روکتا ہے اس برزخ اور حائل کا نام قلب ہے گو باعتبار قالب کفار و مومنین اتحاد رکہتے ہین مگر باعتبار قلب جُدا جُدا ہین کیونکہ اہل ایمان کا قلب مظہر اسمائے جمالی ہے کفار کا قلب مظہر اسمائے قہری۔ اسلیئے یہ دونو معنوی طور پر اختلاط نہین رکہتے۔

	اہل نار و اہل نور آمیختہ	در میان شان کوہ قاف انگیختہ
ترجمہ	ہین بہم گو اہل نار و اہل نور	انہین اُنہین ہے مگر اک راہ دور

شرح یعنے گو اہل نار و نور باعتبار صورت انسانی باہم مختلط اور ملے جلے ہین مگر دونون مین گویا معنوی کوہ قاف حائل ہے یعنے سیرت مین فرق عظیم ہے۔ وہ اور چیز ہین اور یہ دیگر شے ہین۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

	اہل نار و نور باہم در میان	در میان شان بحر ژرف بیکران
ترجمہ	اہل نار و نور ہین باہم مگر	فرق ہے دونون مین بیشک سر بسر

شرح یعنے گو اہل نار و نور دنیا مین ظاہری اختلاط رکہتے ہین۔ لیکن فی الواقع انمین ایک دریائے عمیق حائل ہے

جنے دونون کو جدا کر رکہا ہے بحر ژرف سے مراد قلب انسانی ہے کیونکہ اہل نور کا قلب دریائے بیکران معرفت و حقیقت ہے اور اہل نار کا دریائے حب دنیا و شہوت۔ اگر کوئی یہ کہے کہ ایک شے کا مختلط اور جدا ہونا کیونکر ممکن ہے اجتماع نقیضین ہرگز نہین ہو سکتا۔ اسکا جواب آیندہ شعر مین ہے۔

ہمچو در کان خاک و زر کرد اختلاط — در میان شان صد بیابان و رباط

ترجمہ: جس طرح معدن مین باہم خاک و زر — مختلط ہو کر ہین ضد یکدگر

شرح لفظ رباط بمعنے کمینگاہ دشمن ہے۔ مراد یہ کہ اہل نار و نور کے ظاہری اختلاط اور باطنی جدائی کی ایسی مثال ہے جیسا کہ معدن مین سونا اور خاک کہ دونو ملکر رہتے ہین مگر فی الواقع دونون مین بہت بڑا بعد ہے خاک کو سونے سے کچہ بہی نسبت نہین۔ اسیطرح نیک و بد مین باعتبار معنے فرق عظیم ہے اگرچہ دنیا مین دونو ایک جگہ ہین۔

ہمچنانکہ عقد در دُرّ و شبہ — مختلط چون میہمان یک شبہ

ترجمہ: اک لڑی مین جسطرح پوتہ اور گہر — میہمان اک شب کے ہین ایسے پڑے ہین

شرح عقد بکسر العین۔ بمعنے گلوبند زنان شبہ در مصرع اول بمعنے پوتہ و در مصرع ثانی شبہ بفتح شین منسوب بہ شب یہ اہل نار و نور کے ظاہری اختلاط اور معنوی افتراق کی دوسری مثال ہے اور عقد در بمعنے در عقد ہے مطلب یہ کہ اہل نار و نور کے ظاہری اختلاط کی ایسی مثال ہے جیسا کہ موتیون اور پوتہون کا گلوبند جسمین موتی اور پوتہین اسطرح مختلط ہین جسطرح کسی سرائے مین چند مسافر ایک شب کے لیئے مہمان ہو جاتے ہین علیٰ ہذا القیاس دنیا کے گلے مین اہل نار و نور کا گلوبند پڑا ہوا ہے۔ اگرچہ یہ گلوبند موتیون اور پوتہون کے ملنے جلنے کے باعث ایک شے ہو گیا ہے مگر درحقیقت موتیون اور پوتہون مین باطنی فرق بہت ہے

صالح و طالح بصورت مشتبہ — دیدہ بکشا بو کہ گردی منتبہ

ترجمہ: شکل مین گو نیک و بد ہین مشتبہ — کہول آنکہین تا کہ ہو تو منتبہ

شرح یعنے گو نیک و بد صورت انسانی مین باہم مشابہ اور یکسان دکہائی دیتی ہین مگر اے مخاطب آنکہہ کہولکر دیکہہ تاکہ تو اس بات سے البتہ (باخبر) ہو جائے کہ ان دونو مین معنوی اتحاد نہین ہے۔ لفظ بو۔ بود کا مخفف ہے

بحر را نیمیش شیرین چون شکر — طعم شیرین رنگ روشن چون قمر

ترجمہ: نصف ہے دریا کا مانند شکر — ذائقہ میٹہا ہے رنگت ہے قمر

شرح لفظ بحر را اُس صیغۂ امر (ببین) کا مفعول ہے جو اہل نار و خلد را ببین ہمہ کان مین واقع ہوا ہے۔

نیم دیگر تلخ ہمچون زہر مار — طعم تلخ و رنگ مظلم قیر وار

ترجمہ: نصف دیگر تلخ ہے چون زہر مار — ذائقہ کڑوا ہے رنگ اُسکا ہے تار

شرح یعنے انجا طلب اس دریائے معنوی کو دیکھ کہ اُسکا آدہا شکر کے مانند شیرین اور خوش ذائقہ ہے اور اُسکا پانی چاند کی طرح صاف و شفاف ہے۔ اور دوسرا آدہا سانپ کے زہر کے مانند تلخ اور بدمزہ ہے اور اسکا پانی قیر (روغن سیاہ رنگ) کی طرح کالا ہے۔ بحر شیرین سے انبیا و اولیا اور تلخ سے کفار و فجار مراد ہین

	هر دو بر هم می زنند از تحت و اوج	بر مثال آب دریا موج موج
ترجمہ	گاہ سوئے تحت ہین گہ سوئے اوج	آب دریا کی طرح سے موج موج

شرح بر ہم زدن دریا کے پانی کا تھپیڑے مارنا۔ اور لفظ موج موج بمعنے موج بر موج لفظ زنند کی ضمیر سے حال واقع ہوا ہے۔ یعنے اہل نار و نور آپسمین مختلط ہین اور اُنکی مثال ایسی ہے جیسا کہ دریا کا پانی کہ موج بر موج اوپر نیچے سے اوپر اوپر سے نیچے ہوتا رہتا ہے حاصل یہ کہ ان دونو فرقون کی ایسی مثال ہے جیسے کہ پانی کی لہرین موجین کہ ایک دوسرے کے اوپر تلے ہوتی رہتی ہین اور اسحالت مین امواج کی تمیز غیر ممکن ہے۔ لیکن یہ اختلاط ظاہری ہے فی الواقع دونو الگ الگ ہین۔ چنانچہ اگلے شعر مین مولانا اُنکی تمیز اور تفرقہ کی بابت خود اشارہ فرماتے ہین

	صورت بر هم زدن از چشم تنگ	اختلاط جانها در صلح و جنگ
ترجمہ	انکو باہم دیکھتی ہے چشم تنگ	کیونکہ ہین دونو شریک صلح و جنگ

شرح اس شعر مین دوسرے مصرع سے واو عطف محذوف اور یہ مصرع بر ہم زدن پر معطوف ہے عطف معطوف ملکر مبتدا اور از چشم تنگ خبر یعنے اہل نار و اہل نور کا باہمی اختلاط یا ظاہری میل جول اور اُنکی جانونکی ظاہری اُلفت و یگانگت جو دنیا کے بڑے بھلے معاملات مین ہے یہ چشم تنگ سے ناشی ہوئی ہے یعنے جو شخص چشم ظاہر بین سے جو بہ نسبت چشم باطنی تنگ ہے ان دونون فرقون کا حال ملاحظہ کریگا وہ انکو صلح و جنگ اور دنیوی معاملات مین باہم مختلط پاویگا۔ بخلاف اُس شخص کے جو چشم باطن سے دیکھیگا وہ فرق عظیم معلوم کریگا۔ بعض نسخون مین چشم بجیم فارسی و شین منقوطہ کی جگہ جسم بجیم عربی و سین مہملہ دیکھا گیا ہے۔ اِسصورت مین جسم تنگ سے قید جسم خاکی مراد ہے یعنے جو شخص جسم تنگ کے قید مین ہے اور اُسکی خیالات کو ایسی وسعت نہین جو روحانیون کو ہوتی ہے وہ اہل نار و نور کو مختلط جانیگا ورنہ یہ ظاہری جسم مین مختلط ہین اور باعتبار معنے جدا ہین اس ظاہری میل جول اور واقعی جدائی کی شرح آئندہ اشعار مین ہے۔

	موجهای صلح بر هم می زنند	کینه ها از سینه ها بر می کنند
ترجمہ	صلح کی موجین سمجھ اے پُر شعور	سینہ سے کینے کو کردیتی ہین دور

شرح یعنے دریائے شیرین (انبیا و اولیا) کی موجین صلح اور نیکیان ہین یہ موجین دریائے تلخ (کفار و فجار) کی موجون (برائیون) سے اسلیئے ملتی ہین کہ اُنکی تلخی کو دفع کردین یعنے اُنکے سینہ سے کینہ احکام شریعت

کو دور کر دین بس تو یہ اختلاط فی الواقع اختلاط نہین۔ بلکہ معنے جدائی ہے علی ہذا القیاس موجہاے تلخ (کفار و فجار) موجہائے شیرین سے اسلیئے ملتے ہین کہ اُنکی شیرینی کو کھو دین اور شریعت سے جو انکو محبت ہے اسکو مٹا دین

	موجہائے جنگ بر شکل دگر	مہرہا را مے کند زیر و زبر
ترجمہ	جنگ کی ہر موج بر شکل دگر	مہر کو کر دیتی ہے زیر و زبر

شرح یعنے جسطرح انبیاء اولیا کی موجہائے صلح کفار کے کینہ کی تلخیون کو دفع کرنے کے لیے اُنسے ملتے ہین اُسکے برعکس کفار کے جنگ و نفاق کی موجین نیکیون اور محبت الٰہی کو زیر و زبر کر دیتے ہین۔ کیونکہ کفار و فجار ہمیشہ انبیا اولیا کی مخالفت کیا کرتے ہین شکل دگر یعنے برعکس ہے۔

	مہر تلخان را بشیرین مے کشد	زانکہ اصل مہرہا باشد رشد
ترجمہ	مہر ہر کڑوے کو شیرین کرتی ہے	کیونکہ فی الواقع ہدایت ہے یہ شے

شرح رشد بفتحتین سیدہے رستے چلنا یعنے انبیاء اولیا کی محبت تلخ لوگون (کفار و فجار) کو شیرینی (ہدایت و ایمان) کی طرف کھینچتی ہے۔ کیونکہ محبت کی اصل سیدہے رستہ چلنا ہے۔ نیک لوگ اپنی ذات کی طرح دوسرون کے لیئے بھی سیدہے رستہ کو پسند کرتے ہین۔

	قہر شیرین را بہ تلخی می برد	تلخ با شیرین کجا اندر خورد
ترجمہ	تلخ کر دیتا ہے ہر شیرین کو قہر	جمع کب ہوتی ہے شیرینی و زہر

شرح یعنے کفار کے قہر کی موج شیرین (انبیاء اولیا) کو تلخی (گمراہی) کی طرف لیجانا چاہتی ہے۔ لیکن دراصل بات یہ ہے کہ تلخ و شیرین باہم ہرگز ایک دوسرے کی لایق نہین نہ یہ اُس سے ملسکتی ہے نہ وہ اِس سے یہی باعث ہے کہ حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کی بیویان اور پسر نوح کافرون سے ملکر کافر ہی رہے چونکہ یہ تینون بمنزلہ موج تلخ تھے اسلیئے موج شیرین کے قابل نہوئے۔

	تلخ و شیرین زین نظر ناید پدید	از دریچہٴ عاقبت تانند دید
ترجمہ	سچ تو یہ ہے تلخ و شیرین اے بشر	عاقبت بینون کو آتے ہین نظر

شرح یعنے تلخ و شیرین (کافر و مومن) اس ظاہری آنکھہ سے نظر نہین آتے بلکہ انکو دیکھنے والے دریچہ عاقبت بینی سے دیکھہ سکتے ہین۔ تانند مخفف توانند ہے۔

	چشم آخر بین تواند دید راست	چشم آخور بین غرور ست و خطاست
ترجمہ	چشم آخر بین ہے اچھی پر شعور	چشم آخور بین خطا ہے اور غرور

شرح یعنے چشم انجام بین ہر شے کو راست طور پر دیکھہ سکتی ہے۔ اور چشم آخور بین (یعنے گھاس پھونس اور

اور دنیوی لذتون کو دیکھنے والی آنکھہ، سراسر دہوکا اور مجسم خطا ہے مطلب یہ کہ چشم ظاہر بین اشیاء کے دیکھنے مین خطا کرتی ہے۔ اور اسکو ولی پر عام آدمی کا اور عام پر ولی کا دہوکا ہو جاتا ہے۔ بعض نسخون مین آخر بین کی جگہ اوّل بین ہے اور اوّل بین سے مراد چشم ظاہر بین ہے۔

لیک زہر اندر شکر مضمر بود		اے بسا شیرین کہ چون شکر بود	
زہر ہین باطن مین لیکر سر بسر		ہین بہت ظاہر مین شیرین چون شکر	ترجمہ

شرح یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ موج تلخ و شیرین یعنے انبیاء و اولیا اور کفار و فجار مین باہم تمیز کرنی مشکل ہے اسکے لیئے دیدۂ آخر بین ہونا چاہیئے۔ اسلیئے مولانا قدس سرہ طالبان معرفت کو ہدایت کرتے ہین کہ اچھی طرح دیکھہ بہال کر کسی مرشد کے ہاتہ مین ہاتہ دینا چاہیئے۔ کیونکہ بہت سے مدعی اور جہوٹے شیخ حسب ظاہر اچھے معلوم ہوتے ہین مگر باطن مین زہر ہین۔ یا یہ معنے ہین کہ بہت سے اعمال آدمی کو اچھے معلوم ہوتے ہین مثلاً ترک دنیا لیکن فی الواقع وہ زہر ہین مثلاً یہی ترک دنیا اگر براے حب جاہ و مال ہو یا عبادت جو بنظر ریا و سمعہ ہو یا اپنے نیک عملون پر اعتماد یا عجب کہ انکو آدمی یکایک معلوم نہین کرسکتا حالانکہ یہ ظاہر مین اچھے اور باطن مین سم قاتل ہین

چونکہ دید از دورش اندر کشمکش		آنکہ زیرک تر بود بشناسدش	
دور سے پہچان لیتا ہے اسے		ہوشیاری دی ہے قدرت نے جسے	ترجمہ

شرح پہلے شعر مین معلوم ہو چکا ہے کہ بہت سی چیزین ظاہری صورت مین نیک یا شیرین معلوم ہوتی ہین مگر فی الواقع نہایت بد یا زہر کی مانند ہین گویا شکر مین سنکہیا ملی ہوی ہے۔ مثلاً اعمال نیک جو ریا کاری کی نیت سے ہون یا جہوٹا صوفی جو از راہ مکر لوگون کو مرید کرتا پہرتا ہو۔ ظاہر مین شکر ہے اور باطن مین زہر انسے پرہیز کرنا لازم ہے۔ آدمی بسا اوقات اپنے لیئے ان الفاظ مین دعا کرتا ہے اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْاَشْیَاءَ کَمَا ھِیَ (اے اللہ ہمین تمام اشیاء کو ان واقعی حالت مین دکہا یعنے ڈہوکے سے بچا) چونکہ شکر مین ملی ہوی سنکہیا یا نیکون کی صورت مین بدصوفیون کی تمیز مشکل ہے اور لوگون کی سمجہ نیک و بد کی تمیز کرنے مین مختلف واقع ہوئی ہے اسلیئے ان سات آٹہہ شعرون مین مولانا قدس سرہ نے عقل و فہم کے مرتبون کا اختلاف بیان ہے مطلب یہ کہ بعض زیادہ عقلمند طالب دور ہی سے شکر کی صورت دیکھکر پہچان لیتا ہے کہ اسمین زہر ملا ہوا ہے یعنے ہوشیار سالک شیخ کو کشمکش دنیا مین زیادہ اپنے نیک اعمال کو کشمکش ریا و عجب مین دیکھکر پہچان جاتا ہے کہ یہ زہر ہے اور اسکو چہوڑ دیتا ہے یہ عقل کا اعلے مرتبہ ہے۔

وان دگر چون بر لب و دندان زند		وان دگر بشناسدش تا بو کند	
بیتر لیتا ہے جب کچہہ کچہہ مزا		سونگہہ کر پہچانتا ہے دوسرا	ترجمہ

شرح دوسرا شخص اُس زہریلی شکر کو سونگھکر پہچان لیتا ہے اور تیسرا چکھہ کر معلوم کرلیتا ہے کہ اسمین زہر ہے یعنے بعض شخص اپنے شیخ یا اپنے اعمال کو چندروزہ صحبت یا عمل کرنے کے بعد۔ اور بعض کچھ معاملہ پڑنے کے بعد معلوم کرلیتے ہین کہ یہ جھوٹا ہے یا اس عمل مین ریاکاری پائی جاتی ہے۔

	وان دگر در پیش بانوئے برد		وان دگر چون دست بنهد گر درد
ترجمہ	ایک لیجاتا ہے اُسکو اپنے گھر		ایک رکھکر ہات کرتا ہے حذر

شرح یعنے چوتہا شخص اس زہریلی شکر کو سونگھہ کر یا چکھہ کر معلوم نہین کرسکتا بلکہ اپنے گھروالی کے پاس لیجاتا ہے اور وہ بتادیتی ہے کہ اسمین زہر ہے۔ یعنے اُسے دوسرے شخص کی نصیحت کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ یہ شیخ یا عمل نیک زہریلا اثر رکھتا ہے اور پانچوان دوسرے کی نصیحت سے بہی معلوم نہین کرسکتا۔ بلکہ زہریلی شکر کو اُسوقت پہچانتا ہے جب کہ کیسکی نصیحت نماننے کے بعد کہا جانے کی نیت سے اُسپر ہاتہ ڈالتا ہے اور مُنہ مین رکھہ جاتا ہے۔ یعنے بعض لوگون کو اپنے شیخ کا مکر یا اپنے اعمال ریائی کی بُرائی دوسرے کی نصیحت سے بہی معلوم نہین ہوتی بلکہ اُنکی آنکھین اُسوقت کُھلتی ہین جبکہ نصیحت نماننے کے بعد جھوٹے شیخ کی باتون پر قدرے عمل۔ یا دکہانے کے لیئے چندروز عبادت کا قصد کرلیتے ہین

	پس لبش ردّش کند پیش از گلو		گرچہ نعرہ مے زند شیطان کلو
ترجمہ	اُسکے لب کرتے ہین رد پیش از گلو		گرچہ شیطان کہتا جاتا ہے کلو

شرح یہ پچھلے شعر سے متعلق ہے۔ یعنے پانچوان شخص جب ہاتہ ڈالتا ہے اور زہریلی شکر کو مُنہ مین رکھہ جاتا ہے تو اُسکے لب حلق مین اُترنے سے پہلے اُس شکر کو رد کردیتے ہین یعنے وُہ فی الفور اُسے اُگلدیتا ہے۔ اگرچہ شیطان اور نفس امّارہ نعرے مارتا رہتا ہے کہ اے شخص اس شکر کو کہالے مگر وُہ ہرگز نہین کہاتا کلو عربی لفظ اور امر کا صیغہ ہے بمعنے بخورید۔

	وان دگر را در گلو پیدا شود		وان دگر را در بدن رسوا شود
ترجمہ	ایک پر کہا پی کے ظاہر ہوگیا		ایک بعد ہضم ظاہر ہوگیا

شرح یعنے چھٹے شخص کو اُسکے حلق مین جاکر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس شکر مین زہر ہے اور وہ فوراً اُسے تہوکدیتا ہے اور حلق کو صاف کرلیتا ہے مطلب یہ کہ بعض شخص کو جھوٹے شیخ یا اعمال ریائی کی بُرائی تہوڑا سا عمل کرنے کے بعد معلوم ہوتی ہے اور ساتوین شخص کو زہریلی شکر کا حال اُسکے پیٹ مین جاکر معلوم ہوتا ہے اور وہ قے کرکے اس شکر کو نکالدیتا ہے۔ یعنے چندروز جہوٹے شیخ کے قول پر عمل کرنے یا عبادت ریائی کے بعد اُسکی بُرائی کا حال کہلتا ہے اور وہ اُسے چہوڑدیتا ہے۔

	وان دگر را در حدث سوزش دہد	خرج آن از دخل آموزش دہد
ترجمہ	ایک کو سوزش ہوئی پاخانے مین	ملگیا تہا زہر یعنے کہانے مین

شرح یعنے آٹہوین شخص کو زہریلی شکر کا حال اُسوقت معلوم ہوتا ہے جبکہ وہ حدث (پاخانہ) مین سوزش یعنے جلن پیدا کرتی ہے۔ اور اُسکا تکلیف کے ساتہ خارج ہونا داخل ہونے کی خبر یعنے اس بات کی اطلاع دیتا ہے کہ فی الواقع اس شکر مین زہر ملا ہوا تہا۔ مطلب یہ کہ بعض شخص کو جہوٹے شیخ یا عمل ریائی کی چہپی ہوئی برائی کا حال چند روز عمل کرکے تکلیف اُٹہانے کے بعد معلوم ہوتا ہے۔

	وان دگر را بعد ایام و شہور	وان دگر را بعد مرگ از قعر گور
ترجمہ	ایک پر ظاہر ہوا بعد شہور	ایک سے کہنے لگے لبہائے گور

شرح یعنے نوین شخص کو بہت دنون اور مہینون کے بعد قے اور اسہال مین مبتلا رہکر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مینے فلان وقت زہریلی شکر کہالی تہی یعنے اکثر عمر گزرجانے اور موت کے قریب آنے کے وقت اسکی آنکہین کہلجاتی ہین۔ اور عنایت الٰہی اسکی دستگیری کرتی ہے اور وہ مرنے سے پہلے جہوٹے شیخ کے قول پر عمل کرنے یا عبادت ریائی بجالانے سے توبہ کرلیتا ہے اور دسوان شخص زہریلی شکر کہاکر توبہ کرنے سے پہلے مرجاتا ہے اور اُسکو بعد مرگ قبر کے گڑہے سے یہ بات معلوم ہوجاتی ہے کہ مینے زہریلی شکر کہائی ہے یعنے جبب جہوٹے شیخ کی باتوپر عمل کرنے یا عبادت ریائی بجالانے سے قبر مین عذاب ہوتا ہے تب آنکہین کہلجاتی ہین اور آدمی اپنے گناہون کو عذاب کی صورت مین مجسم دیکہہ لیتا ہے۔ حدیث شریف مین ہے القبر روضة من ریاض الجنان او حفرة من حفر النیران۔ یعنے قبر یاتو بہشت کے باغون مین سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑہون مین سے ایک گڑہا ہے۔

	ور دہندش مہلت اندر قعر گور	لابد آن پیدا شود یوم النشور
ترجمہ	اور مہلت دے اُسے گر قعر گور	حال سب کہلجائیگا یوم النشور

شرح یعنے اگر کسی شخص پر زہریلی شکر (یعنے اعمال بد بصورت نیک) کا اثر قبر مین بہی نہو یعنے عذاب قبر سے محفوظ رہے تو حشر کے دن اعمال کے مطابق سزایاب ہوگا اور وہان معلوم ہوجائیگا کہ جو شکر مینے کہائی تہی اُسمین زہر ملا ہوا تہا۔ عذاب قبر کی مہلت کی بابت حدیث حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَمُوْتُ فَیَقُوْمُ عَلٰی قَبْرِہٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا یُشْرِکُوْنَ بِاللّٰہِ اِلَّا شَفَّعَہُمُ اللّٰہُ فِیْہِ (یعنے جب کوئی مسلمان مرجائے اور اسکی قبر پر چالیس ایسے سچے مسلمان جو شرک نکرتے ہون کہڑے ہوکر بخشش کی دعا مانگین تو خدا اُنکی سفارش کو قبول کرلیتا ہے۔ اور اُسے عذاب قبر سے محفوظ رکہتا ہے) اس سے یہ لازم

نہین آتا کہ وہ عذاب قبر سے بچا رہا تو عذاب حشر سے بھی محفوظ رہیگا یا مہلت کے یہ معنے ہین کہ عذاب حشر کی بہ نسبت عذاب قبر گویا لاشے ہے۔ اسلئے گنہگار کو قبر مین کیسا ہی عذاب ہوتا ہو مگر وہ گویا مہلت ہی مین ہے محشر کے دن اُسکے گناہ دوزخ کے سانپ بچھوؤن کی صورت مین مجسم ہو کر سامنے آجائینگے۔

	ہر نبات و شکرے را در جہان	مہلتے پیدا ست از دورِ زمان
ترجمہ	ہر نبات و ہر شکر کو ہیر بجان	مہلتین دیتا ہے دور آسمان

شرح یعنے جسطرح اللہ تعالےٰ نے ہر شئے کے ظہور یا کمال۔ یا نتیجہ نکلنے کے لیے ایک مہلت یا میعاد رکھی ہے اسیطرح فہم اور وقوف شکر و زہر کے لیئے بھی مہلت مقرر کی ہے کوئی تھوڑے عرصہ مین سمجھ لیتا ہے کہ اس شکر مین زہر تہا اور کوئی زیادہ عرصہ مین کوئی کہا لینے سے پہلے کوئی بعد۔ کوئی قبل از موت کوئی بعد از مرگ۔ کوئی قبر مین کوئی حشر مین۔

	سالہا باید کہ تا از آفتاب	لعل یابد رنگ و رخشانی و تاب
ترجمہ	چاہیئے برسون کہ تاب آفتاب	لعل رمانی کو بخشتے رنگ و تاب

شرح یعنے اس بات کو برسون چاہیئین کہ لعل تاثیر آفتاب سے رنگ اور چمک دمک حاصل کر سکے۔ بغیر مہلت یہ بات ہرگز نہین ہوسکتی۔ اسیطرح ہر آدمی شکر و زہر کو بلا مہلت تمیز نہین کر سکتا۔ فوراً پہچاننے والے بہت کم ہین یا یہ مطلب ہے کہ سالک کو چاہیئے کہ آفتاب قلوب مُرشد کامل کے عکس سے برسون رنگ اور چمک حاصل کرے تاکہ اُسکا دل بھی مُجلا ہو کر آئینہ اسرار الٰہی اور مظہر جمال یزدانی بنجائے۔ یہ مرتبہ ایک دو دن کی ریاضت سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ سالک بڑے عرصہ مین اعلےٰ مرتبہ پر پہنچتا ہے۔

	پنج سال و ہفت باید تا درخت	یابد از میوہ رسانی فر و بخت
ترجمہ	اک شجر کو چاہیئین ہین سات سال	تاکرے میوہ رسانی سے نہال

شرح یعنے اس بات کو پانچ یا سات سال چاہیئین تاکہ ایک درخت باور ہو کر میوہ رسانی کے باعث فر و بخت (شان و عزت) حاصل کر سکے اسیطرح ہر نیک و بد کی تمیز عرصہ مین اور ہر مرتبہ کا حصول مُدت مین ہوتا ہے

	باز تره در دو ماہ اندر رسد	باز تا سالے گل احمر رسد
ترجمہ	دو مہینے چاہیئین ہین ساگ کو	پہول کو اک سال سُن اے نیک خو

شرح یعنے ساگ پات یا سبز ترکاریان دو مہینے مین کہانے کے قابل ہوتی ہین اور سرخ پہول برس دن کے بعد کہلتے ہین۔ یہ اُسی گزشتہ مضمون کی تمثیلین ہین مطلب یہ کہ ہر شے کی ماہیت عرصہ مین ظاہر ہوتی ہے نیک و بد کی تمیز کوئی آسان چیز نہین ہے۔ خاصکر چہوٹے صوفیونکا دھوکا تمام عمر مین بھی نہین کُھلتا۔

	پھر این فرمود حق عزّ وجل		سورۃ الانعام در ذکر اجل
ترجمہ	اسلیئے کہتا ہے حق عزّ وجل		سورۂ انعام مین ذکر اجل

شرح یعنے اسلیئے کہ ہر شے کا ظہور با کمال مہلت پر موقوف ہے اللہ تعالےٰ نے سورۂ انعام مین اجل یعنے ہر شے کی مہلت کا ذکر فرمایا ہے سورۂ انعام مین یہ آیت موجود ہے ہو الذی خلقکم من طین ثم قضےٰ اَجَلاً وَّاَجَلٌ مُّسَمًّے عِندَہٗ۔ یعنے اے لوگو خدا نے تمہین مٹی سے پیدا کیا پھر اجل یعنے موت مقرر کی اور ہر شے کی اجل یعنے مہلت خدا کے نزدیک مقرر ہو چکی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے ہر نیک و بد کی تمیز کے لیے ہی ہر شخص کے واسطے الگ الگ ایک مہلت مقرر کر رکھی ہے۔ جیسا کہ گزشتہ اشعار سے معلوم ہو چکا ہی

	این شنیدی مو بموئیت گوش باد		آب حیوان ست خوردی نوش باد
ترجمہ	جو کہا یعنے سراسر گوش ہو		آبحیوان ہے الٰہی نوش ہو

شرح یعنے اے مخاطب آیت مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ کی یہ تفسیر اور اسکے متعلق اسرار باطنی تو نے سن لیئے ہین مگر خدا کرے اسکے گوش دل سے سننے کے لیے تیرا ایک ایک بال اور رونگٹا رونگٹا کان بنجائے یعنے تو اسے ہمہ تن گوش ہو کر سُنے۔ اور قبول کرے اور یہ تفسیر بمنزلہ آبحیوان ہے جسکو تو نے پی تو لیا ہے لیکن اللہ کرے یہ خوشگوار اور تیرے لیے باعث صحت روح ہو۔ اور باطنی فائدہ پہنچائے۔

	آبحیوان خوان مخوان این را سخن		جان نو بین در تن حرف کہن
ترجمہ	آبحیوان ہے نہین ہے یہ سخن		جان تازہ رکھتے ہین حرف کہن

شرح یعنے یہ کلمات قدسیہ اور اسرار مخفیہ دلون کو زندگی اور روحون کو تازگی بخشنے مین آبحیوان سے کم نہین تو انکو معمولی باتین یا قصہ کہانی خیال نہ کر بلکہ یہ سمجھ کہ پُرانے حرفون مین نئی روح پھونک رکھی ہے۔ یعنے لفظ تو وہی ہین جو اور کتابون مین ہوتے ہین مگر معنوی اعتبار سے گویا ان لفظون مین نئی روح ڈالی گئی ہے۔

	نکتۂ دیگر تو بشنو اے رفیق		ہمچو جان او سخت پیدا و دقیق
ترجمہ	ایک نکتہ اور سن لے اے رفیق		جو مثل جان ہے پیدا و دقیق

شرح یعنے تو آیت مذکورہ کی تفسیر اور اُسکے نکات تو سُن چکا۔ اب ہم یہان ایک اور نکتہ بیان کرتے ہین جو کیفیت روح کی طرح عارف پر ظاہر ہو جائے گا۔ اور غیر عارف پر اپنے وقت کے سبب مخفی رہیگا۔ وہ نکتہ آیندہ شعر سے شروع ہوا ہے۔

	در مقامے ہست این ہم زہر مار		از تصاریف خدائے خوشگوار
ترجمہ	اک جگہ حکم خدا سے زہر مار		ہو ہی جاتا ہے لطیف و خوشگوار

شرح اس شعر مین اشارۂ این ۔کلام سابق یعنے تفسیر آیت مَرَجَ الْبَحْرَیْن کی طرف ہے اور خوشگوار بمعنے محبوب بچ یعنے یہ کلام جو تفسیر آیت مذکورہ کے متعلق گزر چکا ہے گو سراسر ہدایت اور نیکون کے حق مین شکر کے مانند شیرین ہے مگر محبوب عاشقان یعنے اللہ کے تاثیر بدلدینے سے بدون کے حق مین سانپ کے زہر کی مانند ہوجاتا ہے۔مطلب یہ کہ بمقتضائے یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّ یَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا بہت سے اُسکو سنکر راہِ راست پر آجائینگے اور بہت سے گمراہ ہوجائینگے مقصود یہ ہے کہ حکم الٰہی سے ایک ہی شے ایک جگہہ باعث کمال اور دوسری جگہ موجب نقصان یا ایک جگہ نافع اور دوسری جگہ ضرر رسان ہوجاتی ہے کیونکہ ہر شے کی حقیقت ایک یعنے ذات حق ہے۔مگر اختلاف تعینات کے سبب اُسکے آثار مختلف ہوجاتے ہین جس قرآن مجید کے مطالعہ سے لاکھون مومن راہ راست پا چکے ہین اُسی نے لاکھون کافرون کو گمراہ کر دیا ہے کیونکہ مومن مظہر اسم ہادی ہین اور کافر مظہر اسم مضل۔اسماء الٰہی کے آثار اور تعینات کے اختلاف نے ایک شے مین دو اثر پیدا کر دیئے ہین **نکتہ** بعض شارحین نے اشارۂ این لذات دنیوی اور شہوات جسمانی کی طرف کیا ہے اور اس شعر کو اسطرح مانا ہے۔در مقامے ہست ہم این زہر مار + از تصاریف خدائی خوشگوار + یعنے کسی جگہ ہی سانپ کا زہر (لذائذ دنیوی وغیرہ) تصرف خدائی کے باعث خوشگوار یعنے شیرین ہوجاتا ہے مطلب یہ کہ لذائذ دنیوی جو سالک اور مبتدی کے حق مین زہر ہین۔اہل کمال اور منتہی کیلئے خوشگوار اور باعث قوت طاعات ہین۔اِسکے حق مین مُضر ہین اور اُنکے لیئے نافع اسصورت مین لفظ خدائی بیائے معروف نسبتی ہے اور زہر مار فعل ناقص (ہست) کا اسم ہے اور خوشگوار اسکی خبر گو یہ معنے بھی درست ہو سکتے ہین مگر گزشتہ اشعار سے مربوط نہین ہین البتہ آیندہ عنوان سے انکا تعلق ظاہر ہے۔

	درمقامے زہر درجائے دوا		درمقامے کفر درجائے روا	
ترجمہ	ہے یہ اک جا زہر اور اک جا دوا		اک جگہ ہے کفر اور اک جا روا	

شرح یعنے یہ کلام گزشتہ ایک جگہ (منکرون کے حق مین) زہر ہے اور ایک جگہ (مومنون کے حق مین) شفا بخشنے والی دوا ہے اُنکے نزدیک کفر ناگفتنی ہے اور اِنکے نزدیک بالکل روا و جائز ہے۔کیونکہ وہ گمراہ ہین اور یہ راہ یاب + یا لذائذ دنیوی مبتدی کے لیے زہر ہین اور منتہی کے لیے روا اُسکے لیئے حرام و ناجائز اور اِسکے لیے حلال و مباح۔آیندہ تمام اشعار اِسی شعر کے قریب المعنے ہین۔

	درمقامے خار و درجائے چو گل		درمقامے سرکہ درجائے چو مُل	
ترجمہ	اک جگہ ہے خار اور اک جا ہے گل		اک جگہ سرکہ ہے یہ اک جا ہے مُل	

شرح یعنے یہ کلام یا لذائذ دنیوی ایک جگہ بمنزلۂ گل اور ایک جگہ خار ہین کہین کھٹا سرکہ ہین اور کہین خوشگوار شراب

	در مقامے خوف در جائے رجا	در مقامے بخل و در جائے سخا
ترجمہ	ہے کہین یہ ڈر کہین یہ ہے رجا	ایک جگہ ہے بخل اور اک جا سخا

شرح یعنے کلام مذکور کسی جگہ باعث خوف ہے اور کسی جگہ باعث اُمید منکرین مال و جاہ دنیوی یا قومی عزت کے جاتے رہنے کے خوف سے اُس پر ایمان نہین لاتے۔ اور معتقدین اُس پر ایمان لاکر بلندی مراتب روحانی کی اُمید رکھتے ہین۔ یا یہ معنے ہین کہ لذائذ دنیوی مبتدی کے لیے باعث خوف ہین کیونکہ اُسکا نفس امارہ سرکش ہو جاتا ہے اور منتہی کے لیئے باعث اُمید ہین کیونکہ اُنکو لذائذ کے استعمال سے طاعت کی اُمید اور زیادہ ہوجاتی ہے علے ہذا القیاس کلام مذکور کافرون کے حق مین سبب بخل ہے اور مومنون کے حق مین سبب سخاوت ازلی شقی اسکو منکر جہوٹا جانینگے اور ایمان لانے یا خدا کی راہ مین جان و مال صرف کرنے سے بخل کرینگے۔ اور ازلی سعید فراخ دلی سے ایمان لائینگے اور راہ خدا مین سب کچہ لٹا دینگے۔ یا یہ معنے ہین کہ لذائذ دنیوی مبتدی کے حق مین باعث بخل اور منتہی کے حق مین موجب سخاوت ہین کیونکہ وہ لذائذ کو صرف اپنے نفس کے لیے مخصوص رکہتا ہے۔ اور یہ خود بہی استعمال کرتا ہے اور خدا کی راہ مین بہی دیدیتا ہے۔

	در مقامے فقر در جائے غنا	در مقامے قہر در جائے رضا
ترجمہ	اک جگہ ہے فقر اک جا ہے غنا	اک جگہ ہے قہر اک جا ہے رضا

شرح یعنے کلام یا لذائذ دنیوی کسی جگہ باعث فقر ہین اور کسیجگہ باعث غنا کسی جگہ موجب قہر الٰہی ہین اور کسی جگہ موجب رضا ازلی شقی اس پر ایمان نہ لانے یا سالک لذائذ دنیوی مین محو رہنے کے باعث دولت سعادت سے محروم ہو کر فقیر کی طرح بے سامان رہجاتا ہے۔ اور ازلی سعید ایمان لانے یا لذائذ کے استعمال سے اخروی دولتمند ہو جاتے ہین اور قوت طاعات حاصل کرتے ہین۔ علے ہذا القیاس منکرین و سالکین کے حق مین یہ کلام یا لذائذ باعث قہر الٰہی ہین اور مومنین و کاملین کے لیے باعث رضائے حق ہین۔

	در مقامے جور و در جائے وفا	در مقامے منع و در جائے عطا
ترجمہ	اک جگہ ہے جور اک جا ہے وفا	اک جگہ ہے منع اک جا ہے عطا

شرح یعنے یہ کلام یا لذائذ منکرین یا سالکین کے حق مین باعث ظلم ہین۔ وہ ایمان نہ لانے یا لذائذ مین مصروف رہنے کے باعث اپنی جان پر ظلم کرتے ہین اور مومنین یا کاملین کے حق مین باعث وفا ہین وہ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کے جواب مین قالوا بلےٰ کے وعدہ کو پورا کر رہے ہین۔ اور یہ ازلی بدبختون کو ایمان لانے یا سالکین کو ترقی درجات سے منع کرتا ہے اور ازلی نیکون کو دولت ایمان یا کاملین کو بلندی مرتبہ عرفان عطا کرتا ہے۔ مبتدی کو منتہی کی تقلید لذائذ دنیوی کے متعلق عند الطریقت قطعاً حرام اور بالکل ناجائز ہے۔

	در مقامے دُردو در جائے صفا	در مقامے خاک و در جائے گیا
ترجمہ	اک جگہ ہے دُرد اک جا ہے صفا	اک جگہ ہے خاک اک جا کیمیا

شرح یعنے یہ کلام کسی جگہ تلچھٹ ہے اور کسی جگہ شراب صاف کسی جگہہ خاک ہے اور کسی جگہ سبزہ کافر تلچھٹ یا خاک سمجھکر ازراہ نفرت اسے پھینک دیتے ہیں اور مومن شراب صاف جانکر قبول کر لیتے ہیں اور سبزہ سمجھکر اُس سے تر و تازگی حاصل کرتے ہیں یا لذائذ دنیوی سالک کے حق میں پھینک دینے کے قابل تلچھٹ یا خاک ہے اور کامل کے حق میں شراب صاف اور سبزہ کی طرح باعث تر و تازگی ہے ۔ بعض نسخوں میں در مقامے خاک جائے کیمیا ہے مطلب دونوںکا ایک ہے ۔

	در مقامے عیب و در جائے ہنر	در مقامے سنگ و در جائے گہر
ترجمہ	اک جگہ ہے عیب یہ اک جا ہنر	اک جگہ ہے سنگ اور اک جا گہر

شرح یعنے یہ کلام یا لذائذ منکرین یا سالکین کے حق میں عیب ہیں اور مومنین و کاملین کے حق میں ہنر اُنکے نزدیک پتھر ہیں اور اُنکے نزدیک موتی ۔ وہ اُنسے ضرر اُٹھاتے ہیں اور یہ نفع حاصل کرتے ہیں ۔

	در مقامے حنظل و جائے شکر	در مقامے خشکی و جائے مطر
ترجمہ	اک جگہ حنظل ہے اک جا ہے شکر	اک جگہ ہے خشک اک جا ہے مطر

شرح یعنے یہ کلام یا لذائذ منکرین یا سالکین کے حق میں حنظل (اندٹا خربزہ) کے مانند ہیں اور مومنین یا کاملین کے حق میں بمنزلہ شکر ہیں ۔ اُنکے لیے ہوائے خشکسالی ہیں اور انکے لیئے باران بہاری ۔ وہاں ضرر رساں ہیں یہاں نفع بخش منکر اس سے پژمردہ ہوتے ہیں اور مومن سرسبز ۔

	در مقامے ظلم و جائے محض عدل	در مقامے جہل و جائے عین عقل
ترجمہ	اک جگہ ہے ظلم اک جا عدل ہے	اک جگہ ہے جہل اک جا عقل ہے

شرح یعنے یہ کلام یا لذائذ کہیں سر بسر ظلم ہیں اور کہیں سراسر انصاف ۔ کہیں محض جہل ہیں ۔ اور کہیں عین عقل انپر ایمان نہ لانا یا لذائذ میں محو ہو جانا ظلم ہے اور ایمان لانا یا قوت طاعت بڑھانا انصاف ہے اُنسے کافروں یا سالکوں کا جہل ترقی کرتا ہے اور مومنوں یا کاملوں کی عقل کا نور بڑھتا رہتا ہے ۔

	گرچہ اینجا او گزند جان بود	چون بدانجا در رسد درمان بود
ترجمہ	اک جگہ گو وہ گزند جان ہے	اُس جگہ جائے تو بس درمان ہے

شرح اینجا سے منکرین یا سالکین اور آنجا سے مومنین یا کاملین مراد ہیں ۔ یعنے اگرچہ یہ کلام یا لذائذ دنیوی منکرین یا سالکین کے پاس پہنچکر اُنکے لیے باعثِ نقصانِ جان ہو جاتے ہیں لیکن مومنین یا کاملین کے پاس

جا کر موجب علاج جان و تقویت روح بنجاتے ہین اسکا سبب یہ ہے کہ منکر یا سالک بشری نجاست کا منبع یا جسمانی کثافت کا پتلا ہوتا ہے اسلیئے جو شئے اُس سے متعلق ہوگی وہ خود کثیف ہوکر اُسکی کثافت کو دوگنا کردیگی اور مؤمنین یا اولیائے کاملین نمک عشق الٰہی کی کان ہین۔ ان سے جو شئے متعلق ہوگی وہ نمک عشق ہی بنجائے گی۔ کیونکہ ع ہر چیز کہ درکان نمک رفت نمک شد۔ کافر افعی سانپ کے مانند ہین وہ دودھ جو سانپ کو پلایا جاتا ہے انجام کار زہر ہو جاتا ہے۔ اور مومن کان نمک ہین لذائذ دنیوی کو اگر مردار فرض کرلیا جائے تو فقہی مسئلہ کے مطابق جس طرح مردار شئے کے ہڈیان اور کھال وغیر مستحیل بہ نمک ہوکر پاک اور خود نمک ہو جاتی ہین اسیطرح لذائذ دنیوی کاملین کے استعمال سے پاک ہو جاتے ہین۔

	آب در غورہ ترش باشد ولیک	چون بانگوری رسد شیرین و نیک
ترجمہ	آب غورہ مین ترش ہوتا ہے لیکن	جب ہوا انگور ہو جاتا ہے نیک

شرح غورہ کچے انگور کو کہتے ہین۔ اور انگوری مین یائے معروف مصدری ہے بمعنے پختگی انگور۔ یعنے کچے انگور کا پانی کھٹا اور ضرر رسان ہوتا ہے لیکن جب وہی کچا انگور پختگی کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے تو اُسکا پانی میٹھا اور فائدہ مند ہو جاتا ہے۔ علے ہذا القیاس یہ کلام یا لذائذ دنیوی منکرین یا سالکین کے حق مین مضر ہین اور مومنین یا کاملین کے حق مین سربسر فائدہ رسان۔

	باز در خم او شود تلخ و حرام	در مقام سرکگی نعم الادام
ترجمہ	خم مین رہکر بنگیا تلخ و حرام	سرکہ ہوکر ہو گیا نعم الادام

شرح یعنے انگور کا وہی میٹھا پانی جب مٹکے مین جاکر سڑا اور نشہ لے آیا تو پھر تلخ اور حرام ہو گیا یعنے شراب بنگیا۔ اور جب نمک ڈالنے سے وہی شراب سرکہ بنگئی۔ اور آب انگور سرکہ بننے کے مرتبہ تک پہنچ گیا تو پھر سب سے اچھا سالن بنگیا۔ یہ اُس حدیث کی طرف اشارہ ہے نعم الادام الخل (سرکہ سب سے اچھا سالن ہے) یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ ایک ہی شے کا حکم اختلاف مراتب کے سبب بدلتا رہتا ہے دوسرے مرتبہ مین وہ حکم نہین رہتا جو پہلے مرتبہ مین تہا۔ مثلاً انگور کا پانی پینا جائز تہا شراب بنکر ناجائز ہوگیا۔ اور سرکہ بنکر پھر جائز ہو گیا علے ہذا القیاس کلام الٰہی و احادیث انبیا و ملفوظات اولیا یا لذائذ دنیوی منکرین یا سالکین کے حق مین تلخ و حرام ہین۔ وہ اُسکے نفس انکو قبول نہین کرسکتے۔ بلکہ اور زیادہ سرکش ہو جاتے ہین اور مومنین یا کاملین کے حق مین حلال ہین۔ چنانچہ آیندہ کامل و سالک کے مرتبہ کا فرق مفصل طور پر بیان ہوگا۔

	ہمچنین باشد تفاوت در امور	مرد کامل این شناسد در ظہور
ترجمہ	اسطرح سے مختلف ہین کل امور	جانتا ہے اسکو مرد پُر شعور

شرح یعنے جسطرح گزشتہ اشعار مین ہمنے بعض اعیان ممکنات کا تفاوت بیان کیا ہے اسیطرح تمام متعینات مین تفاوت ہے مگر اس تفاوت امور کو جو ظہور مین ہے یعنے اعیان ممکنات مین موجود ہے مرد کامل پہچان سکتا ہے غیر کامل معلوم نہین کر سکتا لفظ در وظہور یا تو تفاوت کے متعلق ہے یا امور سے بدل واقع ہوا ہے

در معنے آنکہ ہرچہ ولی کامل کند مرید را نشاید گستاخی کردن وہمان فعل کردن کہ حلوا طبیب را زیان ندارد اما بیمار را زیان دارد و سرما و برف انگور را زیان ندارد اما غورہ را زیان دارد کہ در رہست و تمام ‌شد لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر نشدہ است

ترجمہ اس بات کا ذکر کہ مرید کو از راہ گستاخی وبے ادبی وہ فعل نہ کرنا چاہیئے جو مرشد اور ولی کامل کرتا ہے حلوا طبیب کو نقصان نہین دیتا مگر بیمار کو زیان پہنچاتا ہے پختہ انگور کو برف اور سردی مضر نہین البتہ کچے کو مضر ہے کیونکہ مبتدی ہنوز رستہ مین ہے۔ اور مرتبہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر تک نہین پہنچا

شرح پوری آیت یہ ہے اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ الیٰ آخر الآیہ یعنے اے محمد ہمنے تجھے ظاہر طور پر فتح مکہ کا حکم دیدیا ہے تاکہ اللہ تعالےٰ تیرے پہلے اور پچھلے گناہ بخشدے یہ جہاد کے لیئے ترغیب اُمت ہے ورنہ رسول اللہ صلعم گناہون سے بالکل معصوم ہین یعنے اللہ نے جہاد کا حکم اسلیئے کیا ہے کہ اُس سے تیرے اُمت کے سب گناہ معاف کر دیے اور اپنی نعمتین تمام کرے اور تیری اُمت کو راہ راست دکھائے۔ یعنے دولت اسلام عطا فرمائے۔ یہ ظاہری معنے مفسرین نے لیے ہین اور باطنی معنے یہ ہین کہ اے محمد میرے قلب کو تجلی صفات جمالیہ وجلالیہ کے باعث اپنی شان ربوبیت کی طرف کھولدیا ہے اور اُسمین تفصیل شرایع اسلام کو پُر کردیا ہے اور یہ فتح قلب اسلیے ہے کہ اللہ تعالےٰ تیرے وجود یا تعین بشری کو جو مقدم ہے یعنے عالم ارواح مین ہوچکا ہے یا مؤخر ہے یعنے دنیا مین موجود ہے اپنی ذات مین چھپالے لفظ غفران بمعنے ستر ہے بس تو تیرا قول میرا قول اور تیرا فعل میرا فعل تیرا اتباع میرا اتباع تیری نافرمانی میری نافرمانی ہوگی۔ گناہ وجود شرکت فی الوجود ہے اور اسکی مغفرت اُسکا نور وحدت مین چھپالینا ہے۔ تاکہ آثار اثنینیت محو ہوجائین۔ تیر اتمام نعمت اور صراط مستقیم اور باعزت مدد دینے سے رسول مقبول کے وجود مجازی کا وجود حقیقی مین صرف یا محو کردینا مراد ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے باعث یہی مرتبہ اُنکے خلفا اور صحابہ اور تابعین کا ہے کیونکہ وہ سب بطفیل حضور بحر وحدانیت مین غرق ہین اسلیئے مولانا قدس سرہ نے مبتدی کو اُنکے افعال کی تقلید سے منع کیا ہے کیونکہ مبتدی کو ہنوز وہ مرتبہ نہین ملا جو منتہی کو

	گر ولی زہرے خورد نوشے شود	ور خورد طالب سیہ ہوشے شود
ترجمہ	زہر اگر کھائے ولی تو نوش ہو	اور طالب کھاتے ہی مدہوش ہو

شرح زہر سے امور مباح مراد ہین جو حظ نفس سے تعلق رکھتے ہین اور عند الطریقت زہر قاتل ہین۔ کیونکہ مانع وصول الی اللہ ہین لیکن ولی جو مرتبۂ فنا اور بقا تک پہنچ گیا ہے اُسکے حقمین مضر نہین ہین کیونکہ زہر ایسے فانی کو جو باقی بہقا اللہ ہے ہرگز ضرر نہین پہنچا سکتا۔ البتہ طالب مبتدی اِس زہر کو کہا کر سیہ ہوش بیہوش بیعقل اور سیہ دِل ہو کر انجام کار ہلاک ہو جائے گا۔

	ربّ ہب لی از سلیمان آمدست		کہ مدہ غیر مرا این ملک و دست
ترجمہ	ربّ ہَبْ لِیْ پہر سلیمان نے کہا		دے مجھی کو بادشاہت اے خدا

شرح اگر ملک و دست مین واو عطف ہے تو دست بمعنے قدرت ہے اور اگر نہین ہے تو دست دادن بمعنے میسر ہونا ہے۔ اور یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمَانَ وَاَلْقَیْنَا عَلٰی کُرْسِیِّہٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَہَبْ لِیْ مُلْکًا لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَہَّابُ یعنے امتحان الٰہی کے بعد حضرت سلیمان نے یہ دعا کی کہ اے خدا ب مجھے ایسی بادشاہی عنایت فرما جو میرے بعد کسی کو سزاوار نہو یعنے جن وانس اور وحوش وطیور پر بادشاہی حجرمت کر مشہور ہے کہ حضرت سلیمان نے ایک عورت امینہ سے نکاح کیا تہا جو مخفی طور پر بُت پرست تہی حضرت سلیمان اپنی عادت کے موافق جب خلوت مین جاتے تہے تو وہ انگشتری جسمین اسم اعظم کندہ تہا اُتار دیتے تہے چنانچہ آپ جب امینہ کے پاس گئے انگشتری اُتار دی ایک جن جسکا نام صخر تہا امینہ کے پاس آیا۔ اور انگشتری لے گیا اور خود آپ کی تخت پر بیٹھکر سلیمانی کرنے لگا جن وحوش۔ طیور سب اُس صخر کے تابع ہو گئے کیونکہ قوت سلطنت انگشتری ہی مین رکہی گئی تہی حضرت سلیمان نے لوگون سے بہت کہا کہ واقعی سلیمان مین ہون مگر کسینے باور نہ کیا آخر کار آپ ملک چہوڑ کر بہاگے اور ایک ماہی فروش عورت سے نکاح کیا اتفاقاً انگشتری دیو کے ہاتھ سے نکلکر نہر مین جا پڑی اور اُسکو ایک مچہلی نگلگئی جو اس عورت کے شکار مین آئی اُسنے نکالکر حضرت سلیمان کو دیدی آپ پہر بادشاہ ہو گئے چنانچہ ثُمَّ اَنَابَ کے یہی معنے ہین۔ لیکن یہ قصہ غلط ہے کیونکہ باوجود علم بُت پرستی حضرت سلیمان کا بُت پرست عورت سے نکاح کر لینا خلاف عقل ونقل ہے اور بعد نکاح منکوحہ کے بُت پرستی سے بیخبر رہنا تعجب ہے ایسا ہوتا تو اللہ تعالےٰ ضرور بطور وحی آپ کو خبردار کر دیتا پہر یہ کہ سلیمان مظہر اسم ہادی تہے اور دیو مظہر اسم مضل جمظہر ہادی پر غالب نہین ہو سکتا۔ تیسرے یہ کہ حضرت سلیمان کو اُنکی دعا کے سبب ملک ملا ہے اور چونکہ پیغمبرون کی فعل اپنی طرف سے نہین ہوتے لہذا یہ دعا ہی امتثال حکم الٰہی ہے صرف انگشتری مین ملک کا انحصار غیر ضروری معلوم ہوتا ہے بلکہ معتبر وہ روایت ہے جو صحیح بخاری مین ہے کہ سلیمان الجبار اپنے تمام بیبیون کے پاس گئے اور یہ کہا کہ ہر بیوی سے ایک ایک لڑکا پیدا ہوگا جو خدا کی راہ مین جہاد کریگا مگر انشاء اللہ کہنا بہول گئے پہر ترک استثنا کے تساہل

سے رجوع کیا چنانچہ ثم اناب اسی طرف اشارہ کرتا ہے اور گو ترک استثنا گناہ نہ تھا اسلیئے کہ پیغمبر گناہ سے معصوم ہوتے ہین مگر لغزش ضرور تھی جسکو اللہ تعالے نے معاف کردیا لیکن مولانا کے آیندہ اشعار اور خصوصًا۔ چون بماند از تخت ملک خود تہی ـ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُنہون نے پہلے ہی قصہ کو معتبر سمجھا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ مولانا کو قصہ کی صحت اور غلطی سے کچھ علاقہ نہین ہے وہ تو صرف نتیجہ نکالتے ہین خواہ قصہ کیسا ہی ہو چنانچہ اس قصہ کا نتیجہ آیندہ اشعار سے معلوم ہونے والا ہے۔

	تو مکن بر غیر من این لطف وجود	این حسد را مانَد اما آن نبود
ترجمہ	تو نہ دے غیرون کو رب العالمین	ہے حسد ظاہر مین یہ لیکن نہین

شرح یعنے حضرت سلیمانؑ کی یہ دعا کہ الہٰا تو مجھے ایسی بادشاہی دے جو میرے سوا اور کسیکے لایق نہو اور اور بجز میرے اور کسی پر ہرگز ایسی مہربانی نہ کر۔ بظاہر حسد کا جامہ پہنے ہوئے ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ ازراہ حسد اپنے سوا کسی اور کے اپنے مانند بادشاہ بننے کو پسند ہی نہ کرتے تھے مگر فی الواقع یہ دعا ازراہ حسد و بخل نہ تھی۔ بلکہ ازراہ ترحم تھی جسکی شرح آیندہ شعر مین ہے۔

	نکتۂ لاینبغی میخوان بجان	سِرّ من بعدی ز بخل او مدان
ترجمہ	نکتۂ لاینبغی پڑھ پر شعور	بخل سے یہ سِرِّ من بعدی ہے دور

شرح یعنے اے مخاطب سلیمانؑ پر حسد یا بخل کا گمان نکر بلکہ نکتۂ لاینبغی (یعنے لایق نہست) کو اچھی طرح سمجھ اور لفظ من بعدی پر کامل غور کر کیونکہ لاینبغی لاحد من بعدی (بادشاہی میرے بعد کسیکی لایق نہین) سے صاف طور پر یہ بات نکلتی ہے کہ الہٰا ملک خطرات کے سبب میرے سوا کسیکے قابل نہین مطلب یہ کہ مین خطرات کی برداشت کرلونگا۔ تو کسی غیر کو ملک گیری کے مہمات اور سلطنت کی بلا مین نہ پھنسائیو نکتہ آیت مذکورہ مین علمائے ظاہر کے نزدیک جملۂ لاینبغی لفظ ملکًا کی صفت ہے۔ یعنے الہٰا مجھے ایسی سلطنت دے جو لاجواب ولاثانی ہو۔ اور علمائے اسرار کے نزدیک جملہ لاینبغی دعائے رب ہب لی کی علت ہے۔ یعنے الہٰا مجھے بہت بڑی بادشاہت دے کیونکہ عظیم الشان سلطنت کے خطرات کی برداشت مین کرسکتا ہون میرے سوا اور کسی پر یہ بار گران مذال۔ یہان سے وجہ ترحم معلوم ہوگئی ہے۔

	بلکہ اندر ملک دید او صد خطر	مو بمو ملک جہان بد بیم سر
ترجمہ	بلکہ دیکھے سلطنت مین سو خطر	مو بمو ملک جہان تھا بیم سر

شرح یعنے دعائے سلیمانؑ ازراہ حسد و بخل نہتھی بلکہ ازراہ ترحم تھی آپنے بادشاہت مین لاکھون خطرے معلوم کرلئے تھے کیونکہ ملک جہان سر سے پا تک مجسم بیم سر یعنے باعث خوف جان ہے پیغمبر چونکہ

اولوالعزم ہوتے ہیں اسلیئے سلیمان ع نے اس تکلیف کو محض اپنے ذات کے لیے مخصوص کیا تہا۔

	بیم سر با بیم سر یا بیم دین	امتحانے نیست مارا مثل این
ترجمہ	خوف راز و خوف دین و خوف جان	اور ایسا کونسا ہے امتحان

شرح پہلا سر بفتح سین مہملہ بمعنے جان اور دوسرا بالکسر بمعنے راز و کیفیت روح ہے یعنے سلطنت مین خوف جان بہی ہے اور خوف تبدل کیفیت روح بہی کیونکہ لذائذ جسمانی کے باعث روح کثیف اور مکدر ہو جاتی ہے اور خوف قوت دین بہی ہے عنوان سے اس قصہ کو یہ ربط ہے کہ اپنے لیے جیسی دعا حضرت سلیمان نے کی ہے ہر شخص ایسی دعا نہین مانگ سکتا۔ کیونکہ آپ کا مرتبہ فانی فی اللہ و باقی باللہ کا تہا اسلیئے آپکے افعال و اقوال سب ذات حق کی طرف منسوب ہین۔ سالک یا کوئی اور طالب ایسی دعا مانگے گا تو حسد اور بے ادبی مین داخل ہوگی۔

	پس سلیمان ہمتے باید کہ او	بگذرد زین صد ہزاران رنگ و بو
ترجمہ	ہو سلیمان ہمت ایسا یا خدا	جو ہزاران رنگ و بو سے ہو جُدا

شرح یہان سے بطور نصیحت مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے۔ یعنے بادشاہی کے لیے کوئی سلیمان جیسی ہمت والا آدمی چاہیئے کہ لاکہون طرح کے رنگ دیو یعنے جمیع اقسام کی دنیوی محبت و رغبت سے کنارہ کش رہے اور حب جاہ و مال کو دلمین جگہ نہ دے اور عالم کثرت مین رہکر مرتبہ وحدت طے کیے ہوے رہو۔ چونکہ یہ بات نہایت مشکل ہے اسلیئے حضرت سلیمان نے اپنی دعا مین لاینبغی لاحد من بعدی فرمایا تہا۔

	با چنان قوت کہ او را بود ہم	موج آن ملکش فرو مے بست دم
ترجمہ	باوجود قوتِ دنیا و دین	بند تہا دم سلطنت سے بالیقین

شرح یعنے باوجود قوت نبوت و قوت ملکوتیت اور تسخیر جن و انس و وحوش و طیور دریائے سلطنت کی موجون نے آپ کا دم بند کر رکہا تہا۔ اور حضرت سلیمان بسا اوقات انتظام ملکی و مالی اور ادائے حقوق کے متعلق ساکت و متحیر رہتے تہے کبہی کبہی بعض ضروری باتین بہول جاتے تہے چنانچہ قرآن مجید مین موجود ہے اذ عرض علیہ بالعشی الصافنات الجیاد الے آخر الآیہ یعنے جب سلیمان ع کے روبرو تیسرے پہر کے وقت جہاد کے لیئے ایسے ہزار گہوڑے جو تین پاؤ زمین پر رکہکر اور ایک پانو اُٹہا کر کہڑے ہوتے تہے اور جو نہایت تیز چلنے والے یا دراز گردن تہے پیش کیے گئے اور نو سو گہوڑون کے ملاحظہ کے بعد دن چہپ گیا اور عصر کی نماز یا آپکا وظیفہ قضا ہو گیا تو آپ نے یہ فرمایا کہ افسوس مینے مال یعنے گہوڑون کی دوستی کو یاد الٰہی سے زیادہ محبوب کہا یہانتک کہ آفتاب پردے مین جا چہپا۔

	خوان کہ القینا علےٰ کرسیہ	چون باند از تخت و ملکِ خود تہی
ترجمہ	دیکھو القینا علےٰ کرسیہ	رہ گئے وہ تختِ و شاہی سے تہی

شرح یہ شعر فردِ مے بست دم کی توضیح ہے یعنے چونکہ تدابیر سلطنت اور فکر مملکت کے ساتہ آپ کو زیادہ اشتغال رہتا تہا جو لسبا اوقات مانع اشتغال یاد الٰہی ہے اسلیئے انگشتری امینہ کے پاس بہول آئے اور وہان سے اُس دیو کے قبضہ مین چلی گئی۔ اور آپ تخت و ملک سے جریدہ اور تنہار ہگئے اگر انگشتری حفاظت الٰہی مین رکہی جاتی تو شاید یہ بات نہوتی۔

	چون بر و بنشست زین اندوہ گرد	بر ہمہ شاہانِ عالم رحم کرد
ترجمہ	اس سبب سے آپ کو جب غم ہوا	رحم سب شاہانِ عالم پر کیا

شرح یعنے چونکہ حضرت سلیمان پر قضائے نماز اور سلطنت کے جاتے رہنے سے رنج ظاہری ہوا۔ اور یہ معلوم ہوگیا کہ مملکت مانع ذکر الٰہی ہے تو تمام بادشاہون پر رحم کہایا اور سوا اپنے اور کسیکو بلائے سلطنت مین مبتلا ہونا پسند نہ فرمایا کیونکہ جب آپ سے نبی ہوکر سہو ہوگیا۔ تو دوسرے بادشاہون کو بہولکر بہی خدا یاد نہ آئیگا اور وہ ہرگز حقوق عباد اور حقوق اللہ کی حفاظت نہ کر سکینگے۔

	شد شفیع و گفت این ملک و لوا	باکمالے دہ کہ دادی مر مرا
ترجمہ	اور کہا اللہ یہ ملک و علم	کر کسی مجہ جیسے کامل پر کرم

شرح دوسرے مصرع مین لفظ باکمالے کے بعد را علامت مفعول محذوف ہے یعنے ملک باکمالے بدہ یعنے ایسے صدمے اُٹہا کر حضرت سلیمان نے بطور سفارش یہ کہا کہ الٰہی یہ سلطنت کسی باکمال آدمی کو دیجیو جیسا کہ مجہے مرحمت ہوی ہے سب مجہسے کمتر مرتبے والے کو نہ دیجیو کیونکہ وہ مراعات حقوق اللہ و حقوق العباد نکر سکیگا بعض شارحین کی رائے ہے کہ مولانا قدس سرہ نے بہت سے قصے نتیجہ نکالنے کے لیے خود اختراع کیے ہین مگر امینہ کے نکاح اور انگشتری کی چوری اور صخر کے قبضہ کا قصہ جو یہود کا بہتان ہے اُنکی شان سے بعید ہے کہ سلیمانؑ جیسے نبی کی طرف منسوب کرین۔ اسلیئے ان اشعار کے یہ معنے ہین کہ باوجود اسقدر روحانی اور جسمانی قوت اور تسخیر انس و جن وغیرہ کے امواج ملک یعنے تدابیر سلطنت نے آپ کا دم یاد الٰہی سے موکدا تہا یعنے آپ انشاء اللہ کہنا بہول گئے تہے اسلیئے آپ کی خواہش کے مطابق اولاد نہوی بلکہ ایک مُردہ بچہ آپکے تخت پر دکہانے کو لایا گیا۔ اُسوقت آپنے اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کیا اور ترک استثنا سے توبہ و استغفار کی گو وہ گناہ نہین تہا مگر انبیا کی شان کے خلاف تہا۔ اسصورت مین چون باند از تخت و ملک خود تہی کے یہ معنے ہین کہ جسوقت بچہ تخت پر لایا گیا تو آپ کو ترک استثناء کا سہو یاد آیا اور اب اسقدر مشتغل

الے اللہ ہوے کہ ملک اور تخت خیال دل سے جاتا رہا۔

	ہر کرا بدہی و بخشی از کرم	او سلیمان ست و آن کس ہم منم
ترجمہ	یہ کرم جسپر ہوا ے رب المنن	وہ ہون مین یعنے سلیمان زمن

شرح سلیمانؑ فرماتے ہین کہ الہٰی اگر بالفرض جسکو تو ایسا ملک دیگا جیسا مجکو دیا ہے تو وہ شخص سلیمان ہمت ہوگا بلکہ یون سمجھنا چاہیئے کہ وہ مین ہی ہون علمائے صوفیہ نے لکھا ہے کہ ہر نبی کی حالت کا عکس کم سے کم ایک ولی مین ضرور ہوتا ہے اُس نبی کی ولایت اس ولی مین ظاہر ہوتی ہے اور وہ ولی اس نبی کا نائب ہوتا ہے لیکن ادب کے لیئے یون کہا کرتے ہین کہ فلان ولی اُس نبی کے قدم بقدم ہے۔ چنانچہ اس شعر مین انہی معنون کی طرف اشارہ ہے کہ ایسے شخص مین میری ولایت ظاہر ہوگی اگرچہ باعتبار تعین اور تشخص کے وہ میرا غیر ہوگا۔ مگر باعتبار حقیقت اور روح کے اُسے میرا عین سمجھنا چاہیئے یہ نکتہ نہایت لطیف اور سمجھنے کے قابل ہے اوسا کی مفصل شرح پہلے گذر چکی ہے۔

	نبود او بعدی و لے باشد معی	خود معی چہ بود منم بے مدعی
ترجمہ	وہ نہین بعدی ولیکن ہے معی	کیا معی وہ خود ہون مین بے مدعی

شرح یہ ہی حضرت سلیمانؑ ہی کا مقولہ ہے یعنے ایسا شخص میرے بعد نہو گا بلکہ رتبہ مین میرے ساتہ ہے اگرچہ باعتبار زمانہ موخر ہے۔ بلکہ میرے ساتہ ہونے کے کیا معنے۔ وہ مین ہی ہون بلا نزاع مدعی یعنے اس دعوے مین مدعی کچہ نزاع نہین کرسکتا۔ کیونکہ اعتبار معنے اور حقیقت کا ہے نہ کہ صورت کا اور حقیقت انسانی گوشت پوست اور ہڈیان نہین ہین بلکہ وہ ایک ایسی شے ہے جو مظہر اسماء و صفات اور آئینہ تجلی ذات ہے اور یہ معنے ہر مظہر مین متحد ہین۔ اسلیئے اتحاد معنوی کے لحاظ سے مین اور وہ گویا ایک ہین۔

	شرح این فرض ست گفتن لیک من	باز مے گردم بقصۂ مرد و زن
ترجمہ	شرح اسکی فرض ہے مجھپر مگر	قصہ پہر کہتا ہون قصہ مختصر

شرح یعنے گو اس اتحاد معنوی کی شرح بیان کرنی فرض ہے لیکن چونکہ سر وحدت مین ضمناً یہ بحث معلوم ہو چکی ہے اسلیئے مین قصہ کی طرف رجوع کرتا ہون۔

	مخلص ماجرائے عرب و جفت او
ترجمہ	اعرابی درویش کے قصہ کا بقیہ اور اُسکی اہلیہ کا حال

	ماجرائے مرد و زن را مخلصے	باز میجوید درون مخلصے
ترجمہ	مرد و زن کے حال کو بر کندہ پوست	مجھسے سُننا چاہتا ہے ایک دوست

شرح پہلے مصرع مین مخلص بفتح المیم مصدر میمی بمعنے خلاص و تمام ہے اور دوسرے مخلص بضم المیم بمعنے دوست جس سے مولانا حسام الدین مراد ہین یعنے چونکہ اعرابی درویش اور اُسکی گہروالی کے قصہ کے بقیہ کو ایک سچے مخلص (مولانا حسام الدین) کا دل ڈہونڈہ رہا ہے اسلیئے مین قصہ کو تمام کردینا چاہتا ہون۔

	ماجرائے مرد و زن افتاد نقل	این مثال نفس خود می دان و عقل
ترجمہ	ماجرائے مرد و زن ہوتا ہے نقل	معنوی مطلب ہے اِسکا نفس و عقل

شرح یعنے گو حسب ظاہر بمعنے اعرابی درویش اور اسکی عورت کا قصہ نقل کیا ہے مگر باعتبار باطن عورت سے نفس امارہ اور مرد سے عقل مراد ہے اور یہ سب گفتگو و نزاع گویا نفس و عقل کے مابین ہو رہی ہے۔

	این زن و مردے کہ نفس است و خرد	نیک بایست ست بہر نیک و بد
ترجمہ	مرد و زن کو تو سمجھ نفس و خرد	دونو ہین پابند بہرِ نیک و بد

شرح یعنے یہ زن و مرد (نفس و عقل) دونو نیک و بد کے لئے ہین عقل ہمیشہ پابند نیکی ہے اور نفس پابند بدی۔

	وین دو بابستہ درین خاکی سرا	روز و شب در جنگ و اندر ماجرا
ترجمہ	اور یہ دونو قالب انسان مین	روز و شب ہین جنگ کے میدان مین

شرح خاکی سرا (مٹی کے گہر) سے جسم انسانی مراد ہے یعنے نفس و عقل جسم انسانی مین رہکر ہمیشہ لڑتے جہگڑتے رہتے ہین نفس عقل کو نیکیون سے اور عقل نفس کو بدیون سے ہر وقت روکتی رہتی ہے انکی باہم مخالفت اکثر رہا کرتی ہے یا جنگ سے یہ مراد ہے کہ نفس عقل سے اپنی خدمت چاہتا ہے جسطرح عورت شوہر سے خرچ خانگی چاہا کرتی ہے۔ اسلیئے دونو لڑتے رہتے ہین

	زن ہمے جوید حویج خانقاہ	یعنے آب روی و نان و خوان و جاہ
ترجمہ	زن طلب کرتی ہے ساز خانقاہ	ابروے و نان و خوان و عز و جاہ

شرح حویج تصغیر حاجت ہے اور خانقاہ سے مراد گہر ہے اور حویج اُس ساگ کو بہی کہتے ہین جو گوشت مین پکایا جائے اسصورت مین حویج سے جسمانی لذتین مراد ہین اور دوسرا مصرع حاجتون یا جسمانی لذتون کی تفسیر ہے مطلب یہ کہ جسطرح عورت اپنے گہر کی حاجتین اور خانہ داری کے ضروری سامان شوہر سے طلب کیا کرتی ہے اسیطرح نفس اپنی حاجتین یا لذائذ جسمانیہ (مثلاً کہانا۔ پانی۔ دنیوی عزت وغیرہ) عقل سے طلب کرتا ہے۔ بعض نسخون مین حوائج خانقاہ ہے۔ اسصورت مین حوائج جمع حاجت ہے بفک اضافت۔

	نفس ہمچون زن پئے چارہ گری	گاہ خاکی گاہ جوید سروری
ترجمہ	نفس کی حالت پئے چارہ گری	گاہ خاکی ہے کبھی ہے سروری

شرح یعنے نفس امارہ حصول لذت جسمانی کی حیلہ سازی کے لیے کبھی منسوب بخاک یعنے ذلیل اور متواضع ہوجاتا ہے اور کبھی ریاست اور عظمت کا طالب ہوتا ہے۔ اسکا ذلیل و متواضع ہوتا اور طلب عظمت یہ دونو باتین حصول لذات کے لیئے ہین جیسا کہ بعض پیٹ بہری عورتین فقط بازار کی سودے کہانے کو محنت مزدوری کرتی ہین مطلب یہ کہ نفس لذات جسمانی کے حاصل کرنے کو کبھی عقل معاد کے سامنے ذلیل ہوکر اپنا مطلب نکالنا چاہتا ہے اور کبھی اپنی عظمت اور ریاست ظاہر کرتا ہے تاکہ اس حیلہ سے اسیر غالب آجائے۔

	عقل خود زین فکرہا آگاہ نیست	در دماغش جز غم اللہ نیست
ترجمہ	عقل ان فکرون سے ناآگاہ ہے	اسکو کیا غم جز غم اللہ ہے

شرح یعنے باوجودیکہ نفس امارہ عقل سے لذائذ دنیا کا طالب رہتا ہے مگر عقل اسکے ایسے برے خیالات سے واقف نہین کیونکہ عقل عشق الہی اور خالق کون و مکان کی فرمان بری کے سوا اور کچہ جانتی ہی نہین۔

	گرچہ سر قصہ این دانہ ست و دام	صورت قصہ شنو اکنون تمام
ترجمہ	راز قصہ دانہ ہے یہ اور یہ دام	ظاہری قصہ کو اب سن لے تمام

شرح دانہ سے مراد عقل ہے جو دانہ مزرع وجود انسانی مین نشو و نما پاکر باعث بارآوری معرفت ہے اور دام سے مراد نفس ہے جو انسان کو لذات جسمانی اور خطوط دنیائے فانی کی طرف کہینچتا ہے۔ یعنے ایمخاطب یا اے حسام الدین اگرچہ اس قصہ کا بہید اور باطنی معنوی یہ ہین جو مینے اب تجکو بتا دیئے ہین یعنے مرد عرب سے مراد عقل معاد ہے۔ اور عورت سے نفس امارہ مگر اب پورا پورا ظاہری قصہ بہی سُن لے۔ کیونکہ فقط بیان معنوی اور اشارہ مخاطب کے سمجہانے کے لیئے ناکافی ہے۔ بلکہ معنوی اور ظاہری دونون طرح سے خوب مطلب سمجھ مین آجاتا ہے چنانچہ آئندہ مولانا قدس سرہ خود ارشاد فرماتے ہین۔ کہ سمجہانے کے لیے فقط بیان معنوی کافی نہین ہوسکتا۔ بلکہ ظاہری باتین اور مثالین بہی ضرور ہونی چاہییں۔

	گر بیان معنوی کافی شدے	خلق عالم عاطل و باطل شدے
ترجمہ	بس اگر ہوتا بیان معنوی	آفرینش خلق کی بیکار تہی

شرح یعنے اگر فقط ایمان قلبی اور عرفان باطنی بلا وجود اعمال ظاہری وصول الی اللہ کے لیے کافی ہوتا تو عالم کا پیدا کرنا بیکار اور بالکل باطل ہو جاتا۔ کیونکہ اعمال تو غیر ضروری چیز ٹہرتے اور عرفان باطنی و ایمان قلبی خود مخفی شے ہے تو نتیجہ یہ نکلتا کہ طالح و صالح اور فاسق غافل و مومن مجاہد فی اللہ مین تمیز نہ رہتی۔ اور نماز روزہ حج و زکاۃ اور سب جمیع اعمال شرعیہ بیکار ہوجاتے پیغمبرون کا دنیا مین آنا بیفائدہ ہوتا۔ اور جب انبیاء جو خلیفۃ اللہ ہین عالم مین تشریف نہ لاتے تو دنیا ہرگز پیدا نہ ہوتی۔

کامل بمعنے کافی ہے کیونکہ بعض نسخون مین کافی شدی اور باطل بدی ہے یا یہ معنے ہین کہ اگر بیان معنوی بد یوجہ کامل ہوتا کہ ہر شخص کی سمجھ مین آجاتا تو لوگ بالکل تارک الدنیا بنجاتے اور دنیا ہر لیبر اُجڑ جاتی ہے۔

	گر محبت فکرت و معنیستے	صورت صوم و نمازت نیستے
ترجمہ	گر محبت فکر د معنے کا ہو تام	ہوں نماز و روزہ لاشے اے ہمام

شرح یعنے اگر محبت الٰہی صرف فکر اور معنے یعنے عمل قلب اور تصدیق بالجنان ہوتا اور ظاہری اعمال اور صورت طاعات (جسمین اقرار باللسان بھی داخل ہے) کی حاجت نہوتی تو روزہ نماز اور تمام ارکان شرعیہ غیر ضروری اور سر بسر منیت ہو جاتے حالانکہ ارکان شرعیہ کی بجا آوری سب سے پہلا فرض ہے اسلیئے وہ صوفی جو پابند شریعت نہین ہے شیطان بصورت انسان ہے۔

	ہدیہائے دوستان با یکدگر	نیست اندر دوستی الا صُوَر
ترجمہ	تحفہائے دوستان باہمدگر	ظاہری ہوتی ہین چیزین سب سراسر

شرح صُوَر جمع صورت ہے یعنے ظاہری چیزین مطلب یہ کہ دوست جو باہم ایک دوسرے کو تحفہ بھیجا کرتے ہین وہ تحفہ مجسم اور کوئی ظاہری چیز ہوا کرتا ہے مثلاً دلّی کا حلوا سوہن۔ لکھنؤ کا عطر حنا لاہور کے ریشمی ازار بند۔ جلیپور کا کیوڑہ۔ اسیطرح محبان الٰہی جو اپنے حبیب کی طرف ہدیہ بھیجتے ہین وہ بھی ظاہری چیزین یعنے اعمال صالحہ نماز روزہ وغیرہا ہونی چاہئین۔ جنسے محبت کا اظہار ہو۔

	تا گواہی دادہ باشد ہدیہا	بر محبتہائے مضمر در خفا
ترجمہ	تاکہ ہو جائین یہ سب تحفے گواہ	دلمین پوشیدہ محبت کو ہے راہ

شرح یعنے ظاہری تحفے اسلیئے بھیجے جاتے ہین تاکہ باہم ایک دوسرے کی باطنی محبت پر گواہی دین۔ حدیث شریف مین ہے تَہَادَوْا تَحَابُّوْا یعنے اے لوگو باہم ہدیے بھیجا کرو اس سے تم باہم ایک دوسرے کے دوست بنجاؤ گے۔ فی الواقع محبت بڑھانے مین باہم تحفے بھیجنا بہت بڑا اثر رکھتا ہے۔

	زانکہ احسانہائے ظاہر شاہدند	بر محبتہائے سِرِّ ارجمند
ترجمہ	کیونکہ احسانہائے ظاہر پُر شعور	باطنی اُلفت پہ شاہد ہین ضرور

شرح یعنے یہ ظاہری تحفے تحائف بھیجنے کا دستور اسلیئے اچھا ہے کہ یہ بات پوشیدہ اور دلی محبت کا اظہار کیا کرتی ہے باہم ہدیے وہی لوگ بھیجتے ہین جو باہم دلی اتحاد رکھتے ہین علے ہذا القیاس ارکان شرعیہ کے ظاہری تحفے (روزہ نماز حج زکوٰۃ وغیرہ) اسبات کے گواہ ہین کہ بھیجنے والے کو خدا سے دلی محبت ہے۔ بعض نسخون مین بر محبتہائے سرائے ارجمند ہے۔

	شاہدت گہ راست آید گہ دروغ	مست گاہے از مے و گاہے ز دوغ
ترجمہ	گاہ شاہد راست ہے گاہے دروغ	مست مے سے ہے گاہ گاہے ہے مست دوغ

شرح چونکہ ظاہری ہدیہ (عبادت الٰہی) کبھی بھیجنے کے قابل ہوتا ہے اور کبھی نہین ہوتا اسلیئے مولانا قدس سرہٗ بطور نصیحت یہ فرماتے ہین کہ اے شخص تو جو اپنے دوست کو ہدیہ بھیجتا ہے وہ کبھی تو عمدہ ہوتا ہے اور کبھی ناقص اور تو نے جسکو اپنا گواہ بناکر بھیجا ہے وہ کبھی تو سچ بولتا ہے جسکو حاکم قبول کرلیتا ہے اور کبھی جھوٹ جسکو وہ رد کردیتا ہے اسیطرح تیرے ظاہری اعمال کبھی خالص لوجہ اللہ ہوتے ہین انکو گواہ صادق سمجھکر اللہ تعالےٰ قبول کرلیتا ہے۔ اور کبھی کاذب اور دکھانے سنانے پر مبنی ہوتے ہین ایسے گواہ رد کردیئے جاتے ہین جیسا نشہ باز کبھی شراب سے مست ہوتا ہے اور کبھی کئی دن کے سڑی ہوئی چھاچھ سے نتیجہ یہ کہ جس شخص کے اعمال خالص ہین وہ مست شراب محبت الٰہی ہے اور جسکی غیر خالص ہین وہ بدمست شراب ریا و سمعہ ہے۔ اُسکے اعمال مقبول ہین اور اسکے نامقبول وہ برگزیدۂ الٰہی ہے اور یہ راندۂ درگاہ۔

	دوغ خوردہ مستئے پیدا کند	ہاے و ہوے و سرگرانی ہا کند
ترجمہ	چھاچھ پیکر مست ہے وہ زشت خو	سر دُکھا دیتی ہے اُسکی ہاے وہو

شرح یعنے ریاکار شخص مستی محبت حق ظاہر کرتا ہے یعنے اپنے اعمال کو اسطرح دکہاتا ہے گویا مقبول حق ہین اور ایسا شور وغل مچاتا ہے جو باعث سرگرانی سامعین ہے یعنے ایسا عمل کرتا ہے جس سے وہ مست بادۂ محبت پایا جائے حالانکہ اُسکو محبت کا نشہ نہین ہوتا حضرت ابن مبارک نے معاذ بن جبل رضؓ کو ایک حدیث سنائی جسکا مفہوم یہ تہا کہ اللہ تعالےٰ نے ساتون آسمانون مین ایک ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جب کاتبین اعمال بندون کے عمل آسمانون کی طرف لیکر چڑہتے ہین تو اول آسمان پر فرشتہ محافظ غیبت روک کر یہ کہتا ہے کہ یہ اعمال قابل قبول نہین کیونکہ انمین غیبت ملی ہوی ہے جب کسیطرح اس سے نجات ملتی ہے تو علے ہذا القیاس دوسرے آسمان پر فرشتۂ محافظ تفاخر (فخر حسب و نسب) اور تیسرے پر فرشتہ تکبر چوتہے پر فرشتہ عُجب پانچوین پر فرشتہ حسد چھٹے پر فرشتۂ شکایت تقدیر الٰہی ساتوین پر فرشتۂ محافظ طلب آئے اور آدمیان و عبادت ریائی موجود ہے جب ان سب سے نجات ہوتی ہے اور اعمال حضرت رب العلا مین پیش کیے جاتے ہین اور پہچانے والے فرشتے قبول ہونے کی سفارش کرتے ہین تب اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم محافظ اعمال ہو اور مین واقف حالت قلب ہون ان اعمال سے اُسنے کسی اور معبود کو مقصود سمجہا ہے یہ میرے لیئے نہین کیئے۔ اُسوقت اُس شخص پر تمام فرشتے لعنت بھیجتے ہین

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا عن سوء الاعمال والنیات۔ اے خدا ہمین بُرے اعمال اور بُری نیت سے بچا۔

آن مُرائی در صلوٰۃ و در صیام — مے نماید جدّ و جہدے بس تمام

ترجمہ: ہے ریائی اُسکا سب روزہ نماز — گو وہ ظاہر مین ہے پورا با نیاز

تا گمان آید کہ او مست ولاست — چون حقیقت بنگری غرقِ ریاست

ترجمہ: تا یقین آئے کہ ہے مستِ وِلا — اور حقیقت مین ہے وہ غرق ریا

شرح یہ دونو شعر بطور قطعہ بند گزشتہ شعر کی شرح ہین۔ یعنے سڑی ہوئی چہاچہہ سے بدمستی ظاہر کرنے اور دکہانے سُنانے کے لیئے اللہ کی ضربین لگانے والا نماز روزہ مین صرف آدمیون کے دکہلانے کے لیئے حد سے بڑہکر کوشش کرتا ہے تاکہ خلقت کو یقین آجائے کہ وہ خدا کی محبت مین مست ہے لیکن حقیقت حال پر نگاہ ڈلیئے تو ایسا آدمی سر بسر ریاکاری کے دریا مین ڈوبا ہوا نکلے گا۔

حاصل افعال برونی رہبر ست — تا نشان باشد بر آنچہ مضمر ست

ترجمہ: الغرض فعل برونی سر بسر — ہین برائے سرِّ مخفی راہبر

شرح یعنے ہمارے پچہلے اشعار کا ماحصل یہ ہے کہ افعال ظاہری اور طاعاتِ صوری اُس محبت کی جو دلمین نہان ہے رہبر اور دلیل ہین جو شخص افعال ظاہری کو نہین بجالاتا اُسکے دلمین محبت الٰہی نہین ہے اور جو بجالاتا ہے وہ ضرور محبت رکہتا ہے مگر اتنی بات ہے کہ رہبر کبہی سیدہے رستہ لیجاتا ہے اور کبہی رستہ بہولجاتا ہے اسیطرح اعمال کبہی خالص ہوتے ہین اور کبہی مبنی بر ریا اعمال ریائی سے ضرور پرہیز کرنا چاہیئے بعض نسخون مین رہبر کی جگہ دیگر ہے یعنے افعال ظاہری افعال قلبی سے جدا ہین لیکن افعال ظاہری اسلیئے موضوع ہوے ہین کہ افعال باطنی کے علامت بنجائین۔

راہبر گہ حق بود گاہے غلط — گہ گزیدہ باشد و گاہے سقط

ترجمہ: رہنما حق پر ہے گہ گاہے غلط — برگزیدہ ہے کبہی گاہے سقط

شرح گزیدہ بمعنے برگزیدہ اور سقط بمعنے بیہودہ ہے یعنے ظاہری اعمال کبہی برحق ہوتے ہین اور کبہی سربسر غلط کبہی بیہودہ یعنے عبادت کبہی خالص اللہ کے لیئے ہوتی ہے اور کبہی دکہلانے سُنانے کے لیئے اعمال ریائی سے بچنا چاہیئے

یارب آن تمیز دہ ما را بخواست — تا شناسیم آن نشان کژ ز راست

ترجمہ: یا خدا پہچان ایسی ہمکو دے — تا سمجہ لین راست کو نا راست سے

شرح خواست بمعنے دعا و طلب ہے یعنے اے خدا ہم تجہسے ایسی تمیز مانگتے ہین جسکے باعث ہمین سیدہا رستہ ٹیڑہے رستہ سے جُدا ہوکر معلوم ہو جائے یعنے یہ ظاہر ہو جائے کہ ہمارا رہبر سیدہے رستہ

لیجاتا ہے یا طیب ہے رستے مطلب یہ کہ ہمکو اچھے برے اعمال کی تمیز دے تاکہ ہم ریائی اعمال کو چھوڑدین اور خالص کو اختیار کرلین۔ تاکہ ہمین ہمارے اعمال کی اُجرت اور تیری رضامندی کا ثمرہ ہو جائے۔

	حسّ را تمیز دانی چون شود		آنکہ حس ینظر بنور اللہ بود
ترجمہ	ہم بتاتے ہین بتجھے حس کی تمیز		نور حق سے دیکھہ لے جو اے عزیز

شرح پہلا مصرع سوال ہے اور دوسرا جواب۔ یعنے المخاطب کیا بتجھے معلوم ہے کہ حس کو نیک و بد کی تمیز کیونکر ہوتی ہے اسطرح ہوتی ہے کہ تیری حس خدا کے نور کی روشنی سے اشیاء کو دیکھنے لگے حسّ ظاہری بالکل بے تمیز ہے۔ نور خدا سے دیکھنے والی حس کا نام روشن ضمیری ہے

	ور اثر نبود سبب ہم مظہر است		ہمچو خویشی کز محبت مخبر است
ترجمہ	بے سبب ہے مظہر الفت ہے اثر		دیتی ہے خویشی محبت کی خبر

شرح یہ شعر زانکہ احسانہائے ظاہر شاہدند۔ کے متعلق ہے یعنے اگر کسی مین احسانہائے ظاہر اور اعمال صوری جو اثر محبت الٰہی ہین ملحوظ نہون تو سبب ہی مظہر محبت ہے سبب سے مراد ترک دنیا اور تجرد عن غیر اللہ ہے جس شخصکو تم تارک دنیا دیکھو اگرچہ اُسکے اور اعمال ظاہری مثلاً روزہ نماز تمہین نظر نہ آئین مگر یہ سمجھ لو کہ وہ ضرور محبت الٰہی رکھتا ہے مگر شدت احتیاط ریا کے باعث اعمال ظاہری کو ظاہر طور پر وا نہین کرتا۔ اور اس سبب کے مثال ایسی ہے جیسا کہ قرابت اور آپس کا رشتہ اگرچہ ایک دوسرے سے احسان نہ کرے۔ مگر باہم محبت ضرور ہوتی ہے۔

	نبود آنکہ نور حقش شد امام		مر اثر ہا یا سببہا را غلام
ترجمہ	ہو گیا ہے نور حق جسکا امام		کب اثر کا یا سبب کا ہے غلام

شرح یعنے نور حق جسکا رہبر ہے اور جو مصداق ینظر بنور اللہ ہے وہ اثر یعنے اعمال ظاہری اور سبب یعنے ترک دنیا کا محتاج نہین اگر اُسکی جانب سے کوئی اثر یا سبب ظاہر نہو تو اُسکی محبت مین فرق نہین آتا کیونکہ وہ فانی فی اللہ ہے۔ اور فانی اثر یا سبب کا محتاج نہین ہوتا۔

	چونکہ نور اللہ درآمد در مشام		مر اثر را ہیچ کس نبود غلام
ترجمہ	مظہر نور خدا ہو جب مشام		کب اثر کا کوئی ہوتا ہے غلام

شرح یعنے جب نور الٰہی نے دل و دماغ کو روشن کر دیا تو اظہار اثر و سبب کی ضرورت نہین رہتی یہ گزشتہ شعر کی شرح ہے

	تا محبت در درون شعلہ زند		زفت گردد وز اثر فارغ کند
ترجمہ	عشق دل مین ہو گیا جب شعلہ ریز		سبب سے فارغ کر گئی یہ نار تیز

شرح یعنے جب محبت الٰہی نے کسیکے دلمین آگ لگادی اور وہ آگ بتدریج بڑہتی گئی تو وہ شخص ایسا ہوگیا جیسا کہ آگ پر اس ہوتی ہے یعنے اُسکا وجود عارضی فنا ہوگیا اور اُس شعلہ نے اُسکو اظہار اثر یعنے عمل ظاہری سے فارغ کردیا مگر اسحالت مین بہی اعمال کا بجالانا امتثال امر الٰہی کے لیے فرض اور ضروری ہے

	حاجتش نبود پئے اعلام مہر	چون محبت نور خود زد بر سپہر
ترجمہ	پہر نہین ہے حاجت اظہار مہر	عشق ہو جب نور افزائے سپہر

شرح مہر یعنے محبت ہے۔ اور سپہر سے اولیاء اللہ کا آسمان دِل مراد ہے جو مظہر خرشید محبت الٰہی اور مصدر انوار نامتناہی ہے مطلب یہ کہ جس شخص کے دلمین محبت الٰہی نے اپنا نور پہیلا رکہا ہے اُسکو اس باطنی محبت کے اعلام (اظہار) کی حاجت نہین ہے۔ کیونکہ عاشقون کے دل مین داغ عشق جسکو محبت کا آفتاب کہنا چاہیئے خود ہی روشن ہے

	ہست تفصیلات تا گردد تمام	این سخن لیکن بجو تو۔ والسلام
ترجمہ	ہے بڑی تفصیل تا ہو اختتام	یہ سخن۔ لیکن طلب کر والسلام

شرح این سخن تا گردد تمام کا فاعل ہے۔ یعنے سخن معرفت و اسرار کے تمام ہونے کے لیے بہت سے تفصیلین ہین ایمخاطب اگر تو تمامہ اُنسے واقف ہونا چاہتا ہے تو کسی مرشد کامل سے ڈہونڈہ والسلام یعنے اب ہمارا اسلام ہے ہم کہانتک اسرار لکہینگے حال قال کے ذریعہ سے اچہی طرح سمجہ مین نہین آسکتا۔ اسلیئے اسکی طلب مرشد کامل سے چاہیئے۔ تاکہ بذریعہ کشف تمام اسرار وحالات خود بخود ظاہر ہوجاوین۔

	گرچہ شد معنے درین صورت پدید	صورت از معنے قریب است و بعید
ترجمہ	گرچہ اس صورت مین معنے ہین پدید	دو نو کچہ نزدیک ہین کچہ ہین بعید

شرح یعنے اگرچہ صورت حکایات اور کلمات مین معنے اور اسرار ظاہر ہوتے ہین۔ لیکن صورت معنے سے من وجہ قریب ہے اور من وجہ بعید۔ قریب اس وجہ سے ہے کہ مخاطب الفاظ سے ہی کچہ نہ کچہ مطالب سمجہ ہی لیتا ہے اور بعید اسلیئے کہ جبتک مخاطب خود معنوی یا طالب معنی نہو حال صرف قال سے اچہی طرح مفہوم نہین ہوتا۔

	در دلالت ہمچو آبند و درخت	چون بماہیت روی دور ند سخت
ترجمہ	ہین بظاہر صورت آب و درخت	اور ماہیت مین دونون دور سخت

شرح یعنے صورت معنے پر اسطرح دلالت کرتی ہے جسطرح درخت پانی پر لیکن جب پانی اور درخت کی ماہیت کو دیکہیئے تو دونو مین بہت فرق ہے۔ پانی کی ماہیت جوہر سیال ہے اور درخت کی جسم نامی اسیطرح صورت اور معنے مین مناسبت بہی ہے اور منافرت بہی صورت طاعات کو درخت اور محبت الٰہی کو پانی سمجہنا چاہیئے طاعت بیشک محبت پر دلالت کرتی ہے بعض نسخون مین دلالت کی جگہ ولادت ہے

اسصورت مین معنے ظاہر ہین بعض شارحین نے معنے سے ذات حق مراد لی ہے جو صورت مین ظاہر ہے کیونکہ ذات اس اعتبار سے کہ صورت اُسکا مظہر ہے بہت قریب ہے اور اس اعتبار سے کہ ذات موجود بنفسہٖ ہے اور صورت موجود بغیرہ ہے دونون مین بعد ہے۔ یہ عینیت اور غیریت کا نکتہ غور سے سمجھنے کے قابل ہے

دانہ بین کز آب و خاک و آفتاب ‌ ‌ ‌ ‌ چون درختے گشت سالم در شتاب

ترجمہ: دیکھہ آب و خاک و مہر اے نیکبخت ‌ ‌ ‌ ‌ جن سے دانہ ہو گیا سالم درخت

در بماہیت بگردانی نظر ‌ ‌ ‌ ‌ دور دور ند اینہمہ از یکدیگر

ترجمہ: اُنکی ماہیت پہ گر ڈالے نظر ‌ ‌ ‌ ‌ دور ہے اک اک سے اک اک سر بسر

شرح اس قطعہ مین اسی صورت و معنے کے من وجہ قریب اور من وجہ بعید ہونے کی شرح ہے یعنے ایمخاطب دانے کو دیکھہ کہ پانی اور خاک اور تاثیر آفتاب کے باعث زمین سے نکلکر ایک عالیشان درخت بنگیا ہے اور چار چیزین ایک جگہ جمع ہین مگر حقیقت کو دیکھیئے تو پانی اور خاک اور آفتاب اور دانہ چارون کے چارون الگ الگ ہین۔ یہی حال صورت و معنی کا ہے کہ باہم قریب بہی ہین اور بعید بہی۔

ترک ماہیات و خاصیات گو ‌ ‌ ‌ ‌ شرح کن احوال آن دو رزق جو

ترجمہ: ترک ماہیات و خاصیات کر ‌ ‌ ‌ ‌ حال مرد و زن کا سُن لے سر بسر

شرح مولانا اپنے نفس کو مخاطب فرما کر یہ کہتے ہین کہ درخت وغیرہ کی ماہیتون اور پانی کی خاصیتون کا تذکرہ جو اعرابی درویش کے قصہ مین بطور جملۂ معترضہ آگیا تہا چہوڑکر اُن دو روزی ڈہونڈہنے والون اعرابی درویش اور اُسکی اہلیہ کا بقیہ حال سُنا دے تاکہ سُننے والے کو قصہ کا نتیجہ معلوم ہو جائے

دل نہادن مرد عرب بر التماس و لبر خویش و سوگند خوردن کہ مرا درین تسلیم حیلہ و امتحانی نیست

ترجمہ: مرد عرب کا اپنی اہلیہ کے التماس کو دل لگا کے سننا اور اسپر مبالغہ کرنا کہ مین اس تسلیم مین کوئی حیلہ یا امتحان نہین کرتا

مرد گفت اکنون گذشتم از خلاف ‌ ‌ ‌ ‌ حکم داری تیغ برکش از غلاف

ترجمہ: مرد بولا چہوڑ بیٹہا مین خلاف ‌ ‌ ‌ ‌ رکھہ مری گردن پہ تیغ بے غلاف

شرح یعنے مرد نے عورت سے یہ کہا کہ اب مین تیری مخالفت سے درگزرا تو حاکم ہے مین محکوم اسوقت تو تلوار کہینچکر مجھے جان سے مار ڈالے گی تو بہی سرکشی نہ کرونگا۔ مجھے اب معلوم ہوا ہے کہ تو حق پر تہی یہی حال عقل کا ہے کہ جب نفس اُسکے سامنے لوامہ یا مطمئنہ کی صورت مین ظاہر ہو تو عقل اُسکی مطیع ہو جاتی ہے

ہر چہ گوئی مر ترا فرمان برم ‌ ‌ ‌ ‌ در بد و نیک آید آن را ننگرم

ترجمہ: جو کہے تو مین ہون فرمان بر ترا ‌ ‌ ‌ ‌ نیک و بد کچہ کر نہین سکتے مرا

شرح یعنے اے عورت مین آج سے ایسا تیرا فرمان بذیر رہونگا کہ تیرے حکم کی تعمیل مین اپنے نفع یا نقصان کی طرف نہ دیکھونگا حتے الامکان جس بات کا تو حکم دیگی اُسے دل و جان سے بجالاؤنگا۔

در وجود تو شوم من منعدم
چون محبم حُبُّ یُعمِی و یُصِم

ترجمہ: تیری ہستی مین ہوا مین ہیچ شے
کیونکہ الفت اندھا بہرہ کرتی ہے

شرح یعنے اے عورت مین آج سے تیری ہستی کے سامنے اپنی ہستی کو کالعدم سمجھتا ہون یعنے تیرے ارشاد بجالانے مین مجھے اپنی جان کی پروا نہین ہے۔ کیونکہ مین تیرا مُحب رچاہنے والا ہون اور تو محبوب ہے یعنے تجھکو اپنی جان کا اختیار دیدیا ہے۔ یا اسلیئے کہ عاشق معشوق کے ہاتھ مین ایسا ہوتا ہے جیسا کہ مردہ بدست زندہ حدیث شریف مین آچکا ہے کہ حُبُّکَ الشَّئَ یُعمِی وَ یُصِم یعنے محبت آدمی کو اندھا اور بہرہ کردیتی ہے عاشق کو اچھا برا کچھ نہین سوجھتا۔ اور وہ اپنی دشمن کیسکی نہین سُنتا۔ یہی حال عقل کا نفس مطمئنہ کے ساتھ ہے کہ جب نفس کو مرتبۂ اطمینان حاصل ہوجاتا ہے تو عقل اُسکی فرمان بذیر ہوجاتی ہے۔

گفت زن آہنگ برّم میکنی
یا بحیلت کشف سرّم میکنی

ترجمہ: بولی عورت کیا تجھے ہے عزم بر
چاہتا ہے مجھسے یا اظہار سر

شرح بر بالکسر بمعنے احسان ہے جس سے انقیاد اور کمال محبت مراد ہے یعنے عورت نے مرد کی حد سے بڑہی ہوئی زبانی محبت دیکھکر یہ کہا کہ اے شخص کیا تو فی الواقع میرے ساتھ احسان کرنے اور آئندہ میری دلی اطاعت کا ارادہ رکھتا ہے۔ یا اظہار محبت کے بہانہ سے فقط میرا بہید لینا چاہتا ہے اور اس سے تیرا صرف یہ منشا ہے کہ مین آئندہ تجھسے کسی کام کے متعلق اپنے دل کی بات کہون اور تو مجھے حریص یا طماع کہکے میری ہنسی اُڑائے جیسا کہ پہلے اُڑا چکا ہے اسیطرح نفس امّارہ فریب دینے کے لیئے عقل کو ٹٹولا کرتا ہے

گفت واللہ عالم السّر الخفی
کافرید از خاک آدم را صفی

ترجمہ: بولا وہ باللہ دانائے خفی
جسنے آدم کو کیا پیدا صفی

شرح عورت کے اطمینان دلانے کو مرد نے قسم کہا کر یہ کہا کہ اُس خدا کی قسم جو چھپے ہوئے بہید ونکا جاننے والا ہے اور جسنے حضرت آدمؑ کو خاک سے پیدا کرکے برگزیدہ کیا اور اپنا خلیفہ بنایا ہے مین اس اظہار محبت سے نہ تیرا امتحان لینا چاہتا ہون اور نہ یہ محبت جہوٹی شیخی پر مبنی ہے بلکہ مین سچے دل سے تیرا فرمان بذیر ہوگیا ہون لفظ صفی آفرید یا آدم را سے حال واقع ہوا ہے اور اس قسم کا جواب بہت سے اشعار کے بعد آئندہ آئیگا۔

در سہ گز قالب کہ دادش وانمود
آنچہ در ارواح و در الواح بود

ترجمہ: قالب آدم مین سب کچھ رکھدیا
عالم ارواح مین جو کچھ کہ تہا

شرح سہ گز قالب (تین گز کے جسم) سے حضرت آدم کا بدن مراد ہے یعنے اُس خدا کی قسم جسنے آدم کو تین گز کا جسم عنایت فرمایا اور اسمین عالم ارواح اور الواح غیب کے تمام اسرار ظاہر کردیئے یعنے آدم کو جامع حقایق ملکوتی وجبروتی ولاہوتی وناسوتی بنایا اور اُنکے علم کو فرشتون کی معلومات سے بڑہا دیا۔

	یاد دادش لوح محفوظ وجود	تا بدانست انچہ در الواح بود
ترجمہ	علم لوح ذات خود انکو دیا	کہلگیا الواح مین جو کچہ کہ تہا

شرح یعنے اللہ تعالےٰ نے آدم کو لوح محفوظ وجود یعنے خود اُنکی ہستی یا مطلق وجود انسانی کی کیفیت بتادی کیونکہ جبتک وہ اپنے وجود کو نہ جانتے علم الواح غیب ہرگز ہرگز حاصل نہوتا۔ حدیث شریف مین ہے مَن عَرَفَ نَفسَہٗ فَقَد عَرَفَ رَبَّہٗ۔ یعنے جسنے اپنے نفس کو پہچانا اُسنے خدا کو پہچان لیا۔ عارفان الٰہی وہی ہین جو اپنی نفس کی حقیقت سے آگاہ ہین اسلیئے حضرت آدمؑ کو پہلے اُنکے نفس کی حقیقت بتائی گئی۔ اور پہر غیب کی تختیان پڑہائی گئین۔ جبتک آدمی اپنے وجود موہوم کی نیستی کو خیال مین نہین لاتا خدا کی ہستی کو ہرگز نہین پہچان سکتا۔

	تا ابد ہرچہ کہ از پس بود وپیش	درس کرد از عَلَّمَ الاَسمَاءِ خویش
ترجمہ	تا ابد پہر علم اک اک چیز کا	عَلَّمَ الاَسمَا سے اُنپر کہلگیا

شرح لفظ تا ابد اس بات پر قرینہ ہے کہ یہان سے از ازل محذوف ہے یعنے ازل سے ابد تک جو چیز کہ زمانۂ حضرت آدم کے بعد آنیوالی تہی اور جو اس سے پہلے ظاہر ہوچکی تہی اللہ تعالےٰ نے اُن سب کا علم آدمؑ کو دیدیا تہا اور اسکا سبب یہ تہا کہ اُنکو اسمائے حسنے سکہائے گئے تہے جنکی حکومت نے تمام موجودات کو مغلوب کر رکہا ہے بعض نسخون مین تا ابد ہرچہ بود او پیش پیش ہے یعنے زمانۂ ابد تک جو شے آگے آگے آنے والی تہی اُسکا علم بطور پیشگی آدمؑ کو دیا گیا تہا۔ نظر بر انجام دونون نسخون کا مطلب ایک ہے

	تا ملک بیخود شد از تدریس او	قدس دیگر یافت از تقدیس او
ترجمہ	اس سے بیخود تہے فرشتے سربسر	ہاتہ اُنکے لگ گیا قدس دگر

شرح یعنے حضرت آدمؑ کو ایسا علم لَدُنّی دیا گیا کہ فرشتے اللہ تعالےٰ کی اس تدریس سے جو آدمؑ کے ساتہ مخصوص تہی حیران رہگئے۔ اور سب نے یکزبان ہوکر یہ کہا کہ سُبحَانَکَ لَا عِلمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمتَنَا اِنَّکَ اَنتَ العَلِیمُ الحَکِیمُ (ای خدا تو سب طرح کے نقصانون سے پاک ہے ہمین اُسیقدر علم ہے جتنا تونے دے رکہا ہے اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ جب حضرت آدمؑ نے اسمائے خاص کے ساتہ حضرت رب العلا کی تسبیح وتقدیس کی تو فرشتون نے بہی سیکہہ لی چنانچہ آیت مذکورہ مین اسم علیم وحکیم حضرت آدمؑ ہی کی تسبیح مین سے فرشتون نے معلوم کیا ہے۔ ورنہ فرشتے خاص خاص اسماء سے واقف تہے اور اُنکی تسبیح سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ تہی۔

آن کشادے شان کہ آدم وا نمود | در کشاد آسمانہا شان نبود

ترجمہ: کشف اُنہین آدم سے جو حاصل ہوا | بالیقین وہ آسمانون مین نہ تہا

شرح اول مصرع مین کشاد بمعنے کشف اور دوسرے مین بمعنے فراخی ہے اور ضمیر شان فرشتون کی طرف راجع ہے یعنے بعض اسمائے صفات کا کشف جو فرشتونکو ہوا یہ حضرت آدم ہی کے باعث سے تہا۔ اور یہ کشف باوجود اسقدر وسعت کے اُنکے آسمانون کی فراخی مین نہ تہا۔ یعنے فرشتے اور آسمان علم لُدنی سے محروم تہے۔

در فراخی عرصۂ آن پاک جان | تنگ آمد عرصۂ ہفت آسمان

ترجمہ: ہے فراخ اتنی فضائے پاک جان | تنگ جسکے آگے ہین سات آسمان

شرح یعنے آدم کی جان پاک اور روح لطیف کے میدان کی فراخی کے مقابلہ مین وسعت ہفت آسمان تنگ ہے کیونکہ حضرت آدمؑ یا انسان کامل کا عرصۂ روح اور فضائے قلب ہفت آسمان وزمین اور جمیع عالم سے فراخ تر ہے اسلیئے کہ روح اور قلب مظہر اسماء وصفات الٰہی ہین اور اسکے سوا تمام موجودات صرف مظہر قدرت خداوندی ہین۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مظہر اسماء وصفات کا مرتبہ مطلق مظاہر سے بدرجہا بلند ہے۔

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است | من نگنجم ہیچ در بالا و پست

ترجمہ: نقل پیغمبر سے ہے قول خدا | پست و بالا مین نہین ہے میری جا

شرح اس شعر مین مولانا اس دعوے پر کہ روح اور قلب انسان کامل زمین وآسمان اور جمیع عالم سے فراخ تر ہے شہادت لائے ہین حدیث قدسی ہے کہ لا یسعنے ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدے المؤمن کیونکہ ذات الٰہی جامع جمیع اسماء وصفات ہے اور ہر شے مین اُسی خاص اسم کی گنجایش ہے جسکا وہ مظہر ہے۔ اسلیئے عرش یا زمین یا آسمان مین جمیع اسما کی گنجایش نہین ہے۔ البتہ قلبِ مومن بالقوہ جامع جمیع اسما وصفات ہے اسلیئے اسمین سب کی گنجایش موجود ہے۔ اور آیندہ شعرونمین انہی معنونکی طرف اشارہ ہے

در زمین و آسمان و عرش نیز | من نگنجم این یقین دان اے عزیز

ترجمہ: ہو زمین وآسمان یا عرش ہو | مین سما سکتا نہین اے نیک خو

در دل مومن بگنجم اے عجب | گر مرا جوئی دران دلہا طلب

ترجمہ: ہے دِل مومن مری جا اے عجب | مومنون کے دل مین کر مجھکو طلب

شرح یہ دونو شعر بطور قطعہ بند اُسی حدیث قدسی کا ترجمہ ہین جو ہم پہلے نقل کر چکے ہین یعنے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ مین بالا و پست اور زمین وآسمان اور عرش وکرسی وغیرہ کسی چیز مین نہین سما سکتا۔ بلکہ مومن کے دل مین رہتا ہون اور میرے ڈہونڈنے والے مجھے مومن کے دل ہی مین پا سکتے ہین۔

عرش مین صرف استوائے اسم رحمٰن کی گنجایش ہے اور کرسی مین صرف استوائے اسم رحیم کی اور مومن کامل کے دل مین جمیع اسمائے صفات کی اس تقریر سے ثابت ہو گیا کہ مومن کا دل نہایت وسیع ہے

گفت فَادْخُلْ فِیْ عِبَادِیْ تَلْتَقِیْ ‌ ‌ ‌ جَنَّةً مِّنْ رُؤْیَتِیْ یَا مُتَّقِیْ

ترجمہ کہدیا داخل ہو بندونمین مرے ‌ ‌ ‌ جنت دیدار حاصل ہو تجھے

شرح یہ اُس آیت کی طرف اشارہ ہے یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ یعنے اے نفس مطمئنہ خوش خوش اپنے رب کی طرف پھر آ۔ اور میرے نیک بندون مین شامل اور میری جنت مین داخل ہو۔ علمائے ظاہر نے اس آیت کو مومنین کاملین کی موت کے وقت پر محمول کیا ہے یعنے اُنکو مرتے دم خدا کی طرف سے یہ بشارت آتی ہے اور علمائے باطن نے یہ معنے لیئے ہین کہ اے نفس مطمئنہ ماسوے اللہ سے اعراض کرکے اللہ کی طرف رجوع کر اور فقط اُس ذات سے جسکا تو مظہر ہے خوش رہ کیونکہ وہ تجھسے خوش ہے اور باطن عباد کاملین مین داخل ہو اُسمین تجکو میرا دیدار حاصل ہوگا کیونکہ مین قلوب عباد اللہ الصالحین مین ہون۔ چنانچہ مولانا نے آیت کے یہی معنے لیئے ہین اور جنت سے رُویت الٰہی مراد لی ہے اور جسطرح گزشتہ اشعار مین قلبِ عباد کو مظروفِ ذات حدیث قدسی سے ثابت کیا تھا۔ اس شعر مین اُسی مطلب کو آیت سے ثابت کیا ہے نفس شعر کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے اے نفس مطمئنہ میرے کامل اور نیک بندون مین داخل ہوجا اُسوقت اے پرہیزگار تو میرے دیدار کی جنت سے ملاقات کریگا۔

عرش با آن نور با پہنائے خویش ‌ ‌ ‌ چون بدید آن را برفت از جائے خویش

ترجمہ عرش گو پر نور ہے اور بس عظیم ‌ ‌ ‌ رہگیا آدم سے حیران اے ندیم

شرح یعنے عرش الٰہی نے جب حضرت آدم کے قلب کی فراخی کو دیکھا تو باوجود اپنی فراخی اور اپنے پر نور ہونے کے اپنے مرتبے اور عظمت کو چھوڑ دیا اور مرتبۂ آدمؑ کو ملاحظہ کرکے حیران رہگیا۔ کیونکہ جب آدم علیہ السلام مظہر اسماے وصفات ذاتیہ ٹھیرے اور آپکا قلب بجز ذات احدیت ہوا تو غیریت مرتفع ہو گئی۔ اور عرش و کرسی و لوح و قلم بلکہ جمیع عالم اُسمین محو ہو گیا۔ سما گیا۔ اسیلئے مرتبۂ آدمؑ مرتبۂ عرش اعظم سے بدرجہا بلند ہے

خود بزرگی عرش باشد بس مدید ‌ ‌ ‌ لیک صورت کیست چون معنی رسید

ترجمہ ہے بزرگی عرش اعظم کی مدید ‌ ‌ ‌ ہین مگر صورت سے معنے بس بعید

شرح یہ ایک اعتراض کا جواب ہے معترض کہتا تھا کہ عرش کی صفت مین لفظ عظیم قرآن مجید مین جابجا مذکور ہے پھر اُسنے قلب آدمؑ یا مومن کامل کے باعث اپنی عظمت کا ترک کیون کیا۔ یہ سمجھ مین نہین آتا مولانا فرماتے ہین کہ بیشک عرش نہایت بزرگ اور اعظم ہے لیکن یہی عرش جو مظہر اسم رحمٰن ہے اہل شرع کے نزدیک ایک صوری چیز ہے اور

قلب آدم بجز معنی کا نام ہے ذات کو عرش وہ وسیع علاقہ نہین ہے جو قلب سے ہے اسلیے اگر عرش نے قلب آدم کو اپنی عظمت سے زیادہ جانا تو کیا تعجب ہوا۔ آدم خود جمیع موجودات سے اشرف اعلےٰ اور اعظم ہے۔

	ہر ملک میگفت ما را پیش ازین	اُلفتے مے بود با روئے زمین
ترجمہ	حال ماضی ہر ملک سے کہنے لگا	یعنے ہمکو خاکدان سے عشق تہا

شرح یعنے آدم علیہ السلام نے جب فرشتون کو اسماء بتا دیئے تو ہر فرشتے نے از روے حیرت یہ کہا کہ ہمکو ظہور آدمؑ سے پہلے خطۂ زمین کے ساتہ دلی محبت تہی مگر اسکا سبب معلوم نہ تہا وہ راز آج کہل گیا کہ خلیفہ الٰہی یا آدم علیہ السلام کا پتلا زمین ہی کی خاک سے بنایا جائیگا۔ اور یہی باعث تہا کہ باوجود آسمانی ہونے کے ہم زمین کو محبوب رکہتے تہے

	تخم خدمت در زمین می کاشتیم	زان تعلق ما عجب مے داشتیم
ترجمہ	ہم عبادت کرتے تہے مل جل کے سب	تہے تعلق سے زمین کے بو العجب

شرح فرشتے کہتے ہین کہ ہم آدمؑ سے پہلے مین ہکر خدمت کا بیج بو یا کرتے تہے یعنے خدا کی عبادت کیا کرتے تہے لیکن یہ تعجب تہا کہ آسمانی ہوکر ہمین زمین سے دلی تعلق اور واقعی محبت کیون ہے اسکی وجہ معلوم نہونیکے سبب سے ہم یہ کہا کرتے تہے کہ یا الٰہی ہمین آسمانی ہوکر زمین سے اتنی محبت کیون ہے

	کین تعلق چیست با این خاکدان	چون سرشت ما بدست آسمان
ترجمہ	کہتے تہے کیون ہے یہ عشق خاکدان	ہمتو رکہتے ہین سرشت آسمان

شرح یعنے ہم قبل از آدمؑ یہ کہا کرتے تہے کہ باوجود خلف آسمانی زمین سے ہمارا تعلق کیون ہے ہم مین اور زمین مین تو کچہ مناسبت ہی نہین۔ پہر اس تعلق کے کیا معنے یہ فرشتو نکا مقولہ ہے۔

	اِلف ما انوار با ظلمات چیست	چون تواند نور با ظلمات زیست
ترجمہ	نور کو الفت ہے کیون ظلمات کی	نور کی ظلمت مین ہے کیون زندگی

شرح اِلف بکسر اول و سکون لام بمعنے محبت ہے۔ یعنے فرشتے یہ کہتے ہین کہ ہم قبل از وجود آدمؑ یہ کہا کرتے تہے کہ ہم سراسر نور ہین اور زمین سراسر ظلمت پہر نور کو ظلمت سے محبت کیون ہے روشنی اندہیرے سے اُلفت کیون رکہتی ہے۔ حالانکہ یہ دونو ضدین ہین۔ اور اجتماع ضدین محال ہے۔ یہانتک اُلفت زمین کے متعلق فرشتونکی حیرت ناگفتگو ہے۔ اور آئندہ شعر مین اسکا سبب بیان ہوا ہے۔

	آدما این الف از بوے تو بود	زانکہ جسمت را زمین بد تار و پود
ترجمہ	آپ کی اُلفت تہی یہ آدم ضرور	اس زمین مین آپ ہی کا تہا ظہور

شرح فرشتون نے حضرت آدمؑ کو مخاطب کرکے اپنی حیرت اور زمین سے محبت رکہنے کا سبب خود ہی بیان

کیا ہے۔ یعنے اے آدمؑ اب معلوم ہوا ہے کہ ہمین زمین سے اسیلئے محبت تہی کہ اسمین سے تیرے مبارک جسم کی خوشبو آرہی تہی اور تیرے بدن کا خمیر اسی کا تہا۔ تار پود۔ تانے بانے کو کہتے ہین اور یہان اس سے جسم کا خمیر اور قوام بدن مراد ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت آدم کا پُتلا مٹی ہی سے بنایا گیا تہا۔

	جسم خاکت را ازینجا بافتند	نور پاکت را درینجا یافتند
ترجمہ	جسم خاکی کا ترے ہے یہ خمیر	نور تیرا ہے یہان اے دلپذیر

شرح پہلا مصرع شرط ہے بحذف حرف شرط اور دوسرا جزا یعنے اے آدم چونکہ کارکنان قضا و قدر نے ازل مین تیرے جسم خاکی کو زمین ہی سے خمیر کیا تہا اسیلئے فرشتون نے تیرے نور پاک کو بہی زمین ہی مین پایا اور زمین سے اُلفت رکہنے لگی۔ یہ اُلفت زمین سے نہ تہی بلکہ تیرے نور سے تہی۔

	انیکہ جان ما ز روحت یافتست	پیش پیش از خاک آن بر تافتست
ترجمہ	ہمکو یہ جو کچہ محبت ہے تری	وہ تری مٹی سے ظاہر ہوتی تہی

شرح فرشتے کہتے ہین کہ اے آدمؑ ہمکو جو تیری روح سے اُلفت تہی یہ تیرے ظہور سے پہلے تیری خاک سے ظاہر ہوتی تہی بعض نسخون مین جسم خاکت را ازینجا یافتند اور دوسرے مین تافتند ہے۔ اور دوسرے شعر کے پہلے مصرع مین بجائے انیکہ اینکہ ہے اسصورت مین دونو شعر بطور قطعہ ہین یعنے اے آدمؑ گو تیرے جسم خاکی کو کارکنان قضا و قدر نے زمین ہی مین بنایا اور تیرے نور کو زمین ہی مین چمکایا لیکن ہمین تیری خاک کے سبب تجہسے روحانی محبت اور زمین سے واقعی اُلفت ہوگئی تہی۔ مطلب دونو نسخون کا ایک ہے۔

	در زمین بودیم غافل از زمین	غافل از گنجے کہ بد در وے دفین
ترجمہ	ہم زمین مین تہے زمین سے بیخبر	کیا خبر تہی اسمین ہے یہ گنج زر

شرح فرشتے کہتے ہین کہ اے آدم افسوس ہم زمین پر رہکر زمین کے دفینے یعنی تیرے وجود پاک سے غافل رہے

	چون سفر فرمود ما را زان مقام	تلخ شد ما را ازان تحویل کام
ترجمہ	جب ہوا ارشاد چہوڑو یہ مقام	ایسی بدلی سے ہوے ہم تلخکام

شرح فرشتے کہتے ہین کہ جب اللہ تعالےٰ نے یہ فرمایا کہ اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً (اے فرشتو مین زمین مین اپنا خلیفہ پیدا کرنے والا ہون) اور ہمکو حکم دیتا ہون کہ زمین سے کوچ کر جاؤ۔ آخر ہمنے کوچ کیا مگر چونکہ بسبب وجود آدمؑ زمین سے محبت ہوگئی تہی اسیلئے تحویل مقام (زمین سے کوچ کرنا) تلخ معلوم ہوا۔

	تا کہ حجت ہا ہمے گفتیم ما	کہ بجائے ما کہ آید اے خدا
ترجمہ	حجتین کین اور ہمنے یہ کہا	یا الٰہی اس جگہ کون آئیگا

شرح لفظ تا انتہا ئیہ ہے۔ یعنے فرشتے یہ کہتے ہین کہ زمین سے کوچ کرنے کی حکم کی تلخی یہانتک بڑہی کہ ہمنے اللہ تعالے سے حجت کی اور یہ کہا کہ تو ہماری جگہ ایسی خلقت کو کیون لاتا ہے جس سے فساد اور خونریزی صادر ہوگی

	نور این تسبیح واین تہلیل را	میفروشی بہر قال وقیل را
ترجمہ	نور اس تسبیح اس تہلیل کا	مول کب رکہتا ہے قال و قال کا

شرح فرشتے کہتے ہین کہ جب ہمکو زمین سے کوچ کر جانے کا حکم ملا تو ہمنے اللہ تعالے سے یہ عرض کیا کہ اے خدا تو ہماری تسبیح وتہلیل کے بدلے قال وقیل اور جدید مخلوق کے شر وفساد کو پسند کیون کرتا ہے اس حجت کا یہ سبب ہے کہ فرشتے حضرت آدمؑ کے حقیقت سے آگاہ نتھے۔ البتہ بدین سبب کہ خاک ایک جامع اسماء وصفات الٰہیہ کا خمیر ہے زمین سے محبت رکہتی تہے جب انکو وہان سے کوچ کا حکم ہوا تو فرشتے رنجیدہ ہوی اور اللہ تعالے سے حجت کرنے لگے۔ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے قَالُوْا اَتَجْعَلُ فِیْہَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْہَا الے آخر الآیۃ یعنے جب اللہ تعالے نے فرشتون کو حضرت آدم کے خلیفۂ زمین بنانے کی خبر دے تو انہون نے متفق ہوکر یہ کہا کہ تو ایسی مخلوق کو زمین مین کیون بہیجتا ہے جو فساد اور خونریزی کریگی پہر ایسی حالت مین کہ ہم حمد سے ملاکر تیری تسبیح وتقدیس کرتے ہین کسی اور کو اپنا خلیفہ کیون بناتا ہے۔

	حلم حق گسترد بہر ما بساط	کہ بگوئید از طریق انبساط
ترجمہ	حلم کا حق کے بچھونا بچھہ گیا	حکم آیا جو کہو سب ہے بجا

شرح یہ مولانا قدس سرہ کی زبان سے فرشتون کا مقولہ ہے اور اس حالت کی خبر دیتا ہے جو مکالمۂ ذات حق و فرشتگان کے وقت موجود تہی یہ شعر گویا اس اعتراض کا جواب ہے جو فرشتون پر فعل الٰہی کے متعلق اعتراض کرنے سے وارد ہوتا ہے یعنے فرشتے یہ کہتے ہین کہ مکالمہ کے وقت اللہ تعالے کے حلم ورحمت نے ہمارے لیئے بچھونا بچھا دیا تہا۔ اور ہمین حکم دیا گیا تہا۔ کہ بطریق انبساط در فع حجاب تم جو چاہو سو کہو اور اپنے ما فی الضمیر کو اچھی طرح ظاہر کردو۔ اسلیئے ہمکو اعتراض کی جرأت ہوئی۔

	ہرچہ آید بر زبان تان بیحذر	ہمچو طفلان یگانہ با پدر
ترجمہ	جو زبان پر آئے کہو بے خطر	باپ سے جسطرح کہتے ہین پسر

شرح یعنے فرشتے کہتے ہین کہ ہمین آدمؑ کے خلیفہ بنانے پر اعتراض کرنے کی جرأت حلم الٰہی کے بہروسے پر ہوی تہی وہ یہ کہہ رہا تہا کہ اے فرشتو جسطرح محبوب یگانہ اور چاہیتے بیٹے اپنے باپ سے سب کچہ کہدیا کرتے ہین اسیطرح تم بہی بالکل بیخوف ہوکر جو کچہ تمہاری زبان پر آسے کہدو تمسے کسیطرح کا مواخذہ نکیا جائیگا۔ کیونکہ تم ہمارے مقرب ہو ہم تمہاری گفتگو کو پسند کرتے ہین۔

	ما ہمے دانیم خود راز شما	لیک میخواہیم آواز شما
ترجمہ	ہم ہیں گو واقف تمہارے راز سے	عشق ہے ہمکو مگر آواز سے

شرح یعنے اللہ تعالےٰ نے اپنی سبقت حلم ظاہر کرنے کے لیئے یہ فرمایا کہ اے فرشتو گو ہم تمہارے راز کو خوب جانتے ہین کہ ہم خلقت آدمؑ پر اعتراض کرکے اُسکو ناپسند کروگے مگر پھر بھی ہمین تمہارا مکالمہ اچھا معلوم ہوتا ہے کیونکہ تم مقرب بارگاہ ہو اور مقرب کی ہر بات اچھی معلوم ہوتی ہے دوسرے مصرع مین آواز سے مکالمہ مراد ہے

	گرچہ این دمہا بسے نالایق است	رحمت من بر غضب ہم سابق است
ترجمہ	گرچہ یہ باتین بُری ہین سر بسر	ہے مری رحمت غضب سے بیشتر

شرح یہ مقولہ ذات حق ہے۔ اور دمہا بمعنے کلمات یعنے اللہ تعالےٰ نے فرشتون سے یہ فرمایا کہ اگرچہ تمہارا یہ اعتراض نالایق ہے کیونکہ آدم پر تم اسیلئے طعن کرتے ہو تا کہ وہ خونریزی اور فساد کریگا جو فی الواقع مخالفت حکم حق ہے لیکن اس اعتراض مین تم خود بھی داخل ہو کہ خلقت آدمؑ کی نسبت ہماری مخالفت کرتے ہو۔ اگرچہ یہ حرکت قابل مواخذہ ہے لیکن ہم مواخذہ نہین کرتے بلکہ جو چاہو کہو کیونکہ ہماری رحمت ہمارے غضب پر غالب ہے۔ حدیث قدسی مین آچکا ہے اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ عَلٰی غَضَبِیْ یعنے میری رحمت میرے غصہ سے بڑھی ہوئی ہے اور قرآن شریف مین ہے رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْئٍ یعنے میرے رحمت نے ہر چیز کو گھیر لیا ہے۔

	از پئے اظہار این سبق اے ملک	در تو بنہم داعیہ اشکال و شک
ترجمہ	ایسی سبقت کے لیئے سُن اے ملک	یعنے تجھمین رکھدیے اشکال و شک

شرح جوہری اپنی کتاب صحاح مین لکھتا ہے کہ لفظ ملک واحد و جمع دونون کے لیئے ہے نیز داعیہ بمعنے ارادہ و خواہش ہے۔ اور اشکال بمعنے دشواری یعنے اللہ تعالےٰ نے تمام فرشتون یا ایک ایک فرشتے سے یہ کہا کہ غضب پر اس غلبۂ رحمت کے اظہار کے لیے یعنے تمہاری ذات مین ایک ارادہ اور خواہش رکھی ہے اور وہ ارادہ اشکال اور شک ہے اسصورت مین داعیہ مبدل ہے اور اشکال و شک اُسکا بدل یا یہ کہیئے کہ لفظ داعیہ اشکال و شک کی طرف مضاف ہے اور چونکہ مضاف مین ہائے مختفی موجود ہے اسیلئے فک اضافت جائز ہے یعنے یہ بھی میری رحمت ہے کہ تمہارے دلون مین آدم کی بابت خلیفہ ہونے کا اشکال اور مصلح ہونے کا شک رکھدیا ہے مطلب یہ کہ تمہارے نزدیک جو آدم کا خلیفہ ہونا مشکل اور مصلح ہونا شکی امر ہے یہ سرا سر میری رحمت ہے کیونکہ اگر غضب ہوتا تو ممکن تہا کہ اس ارادہ پر تمسے مواخذہ کیا جاتا۔ حالانکہ ہمنے اُس اشکال اور شک کو مواخذہ کی حد تک نہین پہنچایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رحمت الٰہی اُسکے غضب پر غالب ہے اُسکی رحمت نہو تو جسمانی و روحانی کوئی شے ہست نہین رہ سکتی اور کوئی متنفس مواخذہ سے نہین بچ سکتا

	تا بگوئی و نگیرم بر تو من	منکر حلمم نیارد دم زدن
ترجمہ	تو کہے اور مین کرون تجہپر کرم	حلم کا منکر نہ مارے تا کہ دم

شرح اِس شعر مین غایۂ صفت حلم الٰہی اور سبقت رحمت کی غایت بیان ہوی ہے یعنے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میری رحمت غضب پر یہانتک غالب ہے کہ اسے فرشتو جو تمہاری زبان پر آئے کہے جاؤ مین ہرگز مواخذہ نہ کرونگا یہ اسلیئے کہ میرے حلم کا منکر دم نہ مار سکے اور اچھی طرح جان سے کہ بیشک اللہ تعالےٰ نہایت حلیم و رحیم ہے۔

	صد پدر صد مادر اندر حلم ما	ہر نفس زاید در اُفتد در فنا
ترجمہ	جمع ہو کر حلم سو ماں باپ کا	ہے ہمارے حلم کے آگے فنا

شرح یعنے ہمارے رحم و حلم کے مقابلہ مین سو ماں باپ قربان ہین چنانچہ حدیث شریف مین ہے کہ ایکبار رسول خدا مع بعض صحابہ مدینہ کی گلیون مین جا رہے تہے ایک عورت نے آپ کو قسم دیکر اپنے گہر مین بلالیا۔ گہر مین کچہ کہانا پک رہا تہا۔ اور بچے کہیل رہے تہے ۔ عورت نے کہا کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندون پر زیادہ مہربان ہے یا مین اپنی بچون پر؟ آپنے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ ارحم الراحمین ہے اور وہ تجہسے زیادہ مہربان ہے عورت نے کہا کہ کیا آپ گمان کر سکتے ہین کہ مین اپنے بچون کو آگ مین ڈالدونگی؟ آپ نے فرمایا کہ ہرگز نہین عورت نے کہا کہ پہر اللہ تعالےٰ ارحم ہو کر اپنے بندون کو دوزخ مین کیونکر ڈالدیگا؟ راوی کہتا ہے کہ رسولخدا یہ سُنکر زار زار روئے اور یہ فرمایا کہ اسیطرح مجہپر وحی نازل ہوئی ہے لیکن آپ نے اسکی حکمت اُسے نہین بتائی۔

	حلم ایشان کف بحر حلم ماست	کف رود آید ولے دریا بجاست
ترجمہ	جہاگ ہے یہ حلم میرے حلم کا	جہاگ سب فانی ہین دریا ہے بجا

شرح اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ سو باپون کا حلم ہمارے حلم و رحمت کا ایک ادنے جہاگ ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ جہاگ پیدا ہو ہو کر فنا ہو جاتے ہین اور دریا اُسیطرح بجائے خود قایم رہتا ہے اسیطرح ماں باپون کے حلم و رحم کا اعتبار نہین ہے۔ کبہی ہوتا ہے کبہی نہین ہوتا۔ لیکن اللہ تعالےٰ کا حلم و رحم ہمیشہ موجود اور باقی رہنے والا ہے کیونکہ اُسکی تمام صفات ابدی ہین۔

	خود چہ گویم پیش آن دُر این صدف	نیست الا کفِ کفِ کفِ کف
ترجمہ	کیا کہون اُس دُر کے آگے یہ صدف	کچہ نہین ہے کف کا کف ہے کف کا کف

شرح یہ شعر مولانا قدس سرہٗ اور اعرابی درویش دونون کا مقولہ ہو سکتا ہے اور آن دُر کا اشارہ حلم و رحمت الٰہی اور این صدف کا حلم مادر و پدر کی طرف ہے یعنے مین اس سے زیادہ اور کیا کہہ سکتا ہون کہ حلم و رحمت الٰہی کے آگے سو ماں باپون کا حلم ایسا ہے جیسا کہ دریا کے مقابلہ مین اُسکے جہاگ کا جہاگ۔ اور پہر اس جہاگ

کا جھاگ کا جھاگ یعنے جو تیرے مرتبہ کا جھاگ اور بہت ہی کمتر درجہ کا کف ہے جسکو دریا سے کچھ بھی نسبت نہیں۔

	حق آن کف حق آن دریائے صاف	کامتحانے نیست این گفت و نہ لاف
ترجمہ	مجکو سوگند کف و دریائے صاف	امتحانی ہے نہ ہے یہ بات لاف

شرح اعرابی درویش نے جو پہلے قسم کہا کر یہ کہا تہا کہ گفت وَاللہُ عَالِمُ السِّرِّ الخَفِی۔ یہ شعر اُس قسم کا جواب ہے یعنے اے عورت مجہے اُس جہاگ (حلم مادر و پدر) کی قسم اور دریائے صاف (حلم و رحمت الٰہی) کی قسم۔ میری یہ گفتگو کہ مین تیرا فرمان پذیر اور تیرے اشارون پر چلنے والا ہون نہ تو لطور امتحان ہے اور نہ جہوٹی شیخی ہے بلکہ مین سچے دل سے تیرے حکم کو قبول کرونگا۔ اور جو کچہ تو کہے گی اُسے مان لونگا۔

	از سر مہر و صفا است و خضوع	حق آنکس کہ بدو آرم رجوع
ترجمہ	ہے نیاز و سر بسر مہر و صفا	میری توبہ مجکو سوگند خدا

شرح اے عورت مجہے اُس ذات پاک کی قسم جسکی طرف مینے سچے دل سے رجوع کیا ہے کہ تیری فرمانبری کے متعلق جو کچہ مین کہہ رہا ہون یہ امتحان اور لاف وگزاف کے طور پر نہین ہے بلکہ عاجزی اور صاف دلی اور محبت خالص پر مبنی ہے۔ مین اس اظہار محبت مین تجکو کسی قسم کا فریب دینا نہین چاہتا۔

	گرچہ پیشت امتحان است این ہوس	امتحان را امتحان کن یک نفس
ترجمہ	تیرے آگے گرچہ ہے یہ امتحان	امتحان کا امتحان کر میری جان

شرح یعنے مین جو کچہ تجسے کہہ رہا ہون اُسمین دروغ اور امتحان نہین ہے اور اگر تو امتحان ہی سمجہتی ہے تو خیر امتحان ہی سمجہکر مجکو آزما لے کہ تیرے اطاعت کے دعوے مین سچا ہون یا جہوٹا ہوس سے وہ خواہش اطاعت زن مراد ہے جو اعرابی درویش کے دلمین ہے۔

	سر مپوشان تا پدید آید سرم	امر کن تو ہر چہ بروے قادرم
ترجمہ	بہید کی سن راز اپنامت چہپا	جو کہے گی اُسکو لاؤنگا بجا

شرح یعنے اے عورت تو اپنا راز مجہسے نہ چہپا۔ تاکہ مین تجہپر اپنا بہید ظاہر کر دون اور مجہے اُس بات کا حکم دے جسپر مین قادر ہو سکون اسلئے کہ عدم قدرت کی حالت مین مجہسے تعمیل ارشاد ناممکن ہوگی۔

	دل مپوشان تا پدید آید دلم	تا قبول آرم ہر آنچہ قابلم
ترجمہ	دلمین ہو جو کچہ وہ کہدے بوالفضول	جسکے قابل ہون کرونگا مین قبول

شرح دل سے ارادۂ دل مراد ہے یعنے اے عورت تو مجہسے اپنا راز پوشیدہ نہ رکہہ تاکہ مین جس چیز کے قابل ہون اُسکو قبول کرلون مطلب یہ کہ طلب روزی کے متعلق تو نے جو طریقہ سوچا ہے اُسے ظاہر کردے تاکہ

مین اپنا پوشیدہ ارادہ ظاہر کردون۔ اور جو تو کہے حتے الامکان اُسے بجالاؤن۔

	چہ کنم در دست من چہ چارہ است		در نگر تا جان من چہ کارہ است
ترجمہ	کیا کرون مین سچ بتا کیا چارہ ہے		دیکھ لے تو میری جان ناکارہ ہے

شرح مرد کہتا ہے کہ مین طلب روزی کے لیئے کیا حیلہ کرون میرے ہاتھہ مین کونسا چارہ یعنے تدبیر ہے تو ہی دیکھہ کہ میری جان کسکام کی ہے کسی کام کی بہی نہین بلکہ بالکل نکمی اور ہیچکارہ ہے یا یہ معنے ہین کہ اے عورت مین طلب روزی کے لیئے کیا حیلہ کر سکتا ہون مجھے تو کوئی تدبیر نہین سوجھتی۔ تو ہی بتا کہ میری جان کس کام کی ہے یعنے میرے لایق کونسا کام ہے جسکے ذریعہ سے معاش حاصل کرسکون مطلب یہ کہ نفس و عقل مین موافقت ہوگئی۔ اور وہ نفس جو پہلے امّارہ تہا اب مطمئنہ بنگیا اسیلئے عقل اُسکا حکم ماننے لگی اور انجام کار نجات ابدی اور پوری کامیابی حاصل ہوگئی۔

تعیین کردن زن طریق طلب روزی شوئی خود را و قبول کردن او

ترجمہ عورت کا اپنے خاوند کے لیئے طریق طلب روزی کو معین کرنا اور خاوند کا اُسکے حکم کو قبول کرلینا

	گفت زن تک آفتابے تافتست		عالمے زو روشنائی یافتست
ترجمہ	بولی عورت دیکھہ نکلا آفتاب		نور سے اُسکے ہے عالم بہرہ یاب

شرح تک مخفف اینک ہے اور بعض نسخون مین تک بمعنے اکیلا ہے یعنے عورت نے یہ کہا کہ اے مرد دیکہہ دنیا مین ایک ایسا آفتاب روشن ہے جسکی روشنی نے تمام جہان کو منور کر رکہا ہے۔ اس آفتاب سے خلیفہ بغداد اور روشنی سے اُسکا جود و احسان مراد ہے۔ جو عموماً لوگونکو فائدہ پہنچاتا تہا۔

	نائب رحمان خلیفہ کردگار		شہر بغداد ست ازوے چون بہار
ترجمہ	نائب حق جانشین کردگار		جس سے ہے بغداد اک باغ و بہار

شرح عورت کہتی ہے کہ وہ آفتاب خدا کا نائب اور خلیفۂ الٰہی ہے اور شہر بغداد اُسکے جود با جود کے سبب پر بہار یا مجسم بہار ہو رہا ہے۔ اُسکے احسان نے دلون کے غنچے شگفتہ کر رکہے ہین اور باغ عالم شاد شاد ہے۔

	گر بہ پیوندی بدان شہ شہ شوی		سوئے ہر ادبار تا کے میروی
ترجمہ	ملکے تو اُس سے بنے گا بادشاہ		چہوڑ دے ادبار و بدبختی کی راہ

شرح اے مرد تو اگر تو اُس آفتاب یعنے خلیفۂ بغداد سے ملیگا تو بیشک بادشاہ یعنے دولتمند ہو جائے گا پہر جبکہ تیرا اقبال سامنے ہے یعنے ایسا کریم بادشاہ بغداد مین موجود ہے تو تو ادبار کی طرف کیون جاتا ہے اپنی روزی پر لات کیون مارتا ہے اور اُسکے دست مین کیون نہین جاتا۔

دوستی مقبلان چون کیمیاست ‌‌ ‌‌ ‌‌ چون نظر شان کیمیائے خود کجاست

ترجمہ: کیمیا ہے دوستی مقبلان ‌‌ ‌‌ ‌‌ کیمیا ایسی جہان مین ہے کہان

شرح یہ اور اِس سے اگلا شعر مقولۂ مولانا ہے اور دوسرے مصرع مین کیمیائی اگر بیائے معروف ہے تو بمعنے کیمیاگر ہے اور اگر یائے مجہول ہے تو وحدت بالتعظیم کے لیئے ہے یعنے اقبالمندون اور نیک لوگون کی صحبت کیمیا کی مانند نہایت قیمتی اور محبوب چیز ہے بلکہ صحبت سے قطع نظر اُنکی نظر ہی کیمیا ہے وہ ایک نگاہ مین خاک کو کیمیا بنا دیتے ہین۔ اُنکی صحبت یا نظر عنایت آدمی کو کندن بنا دیتی ہے۔

چشم احمد بر ابوبکرے زدہ ‌‌ ‌‌ ‌‌ او ز یک تصدیق صدیق آمدہ

ترجمہ: چشم احمد جب پڑی بوبکر پر ‌‌ ‌‌ ‌‌ ہوگئے صدیق ہوکر بہرہ ور

شرح نیکون کی نظر کے کیمیا ہونے کی مثال ہے اور زدہ بمعنے واقع شد ہے۔ یعنے حضرت احمد مجتبے کی ایک نظر حضرت ابوبکر پڑی تھی جسکی بدولت اُنہون نے قصۂ معراج کی تصدیق کی۔ اور قیامت تک اُنکا لقب صدیق اکبر ہوگیا حضرت ابوبکرؓ کا نام عبداللہ بن عثمان ابن عامر ہے فقط قصۂ معراج کے تصدیق سے آپکا لقب صدیق ہوا ہے۔ اور رسولخدا نے آپ کی نسبت پیشین گوئی کی ہے کہ جو شخص دوزخ سے نجات یافتہ آدمی کو دیکھنا چاہے وہ ابوبکر صدیق کو دیکھ لے۔ نیز آپ کے فضائل صحیح حدیثون مین بیشمار ہین۔

گفت من شہ را پذیرا چون شوم ‌‌ ‌‌ ‌‌ بے بہانہ سوئے او من چون روم

ترجمہ: پھر کہا کیونکر گزر ہوگا وہان ‌‌ ‌‌ ‌‌ بے بہانے جاؤن کیونکر میری جان

شرح مرد نے کہا کہ اے عورت تو جانے کو کہتی تو ہے مگر یہ تبا کہ مین مقبول بارگاہ خلیفۂ بغداد کیونکر ہوسکتا ہون۔ اور بے بہانہ یعنے بلا سبب ظاہری و تعارف سابق بادشاہ کی خدمت مین کس طرح پہنچ سکتا ہون۔ مثل مشہور ہے کہ چلے رزق بہانے موت۔

نسبتے باید مرا یا حیلتے ‌‌ ‌‌ ‌‌ ہیچ پیشہ راست شد بے آلتے

ترجمہ: کوئی نسبت کوئی حیلہ چاہیئے ‌‌ ‌‌ ‌‌ کام کرنے کو بہانہ چاہیئے

شرح نسبت بمعنے مناسبت برائے حضوری بادشاہ ہے یعنے اے عورت مجھے حضوری بادشاہ کے لیئے کوئی مناسبت یعنے کوئی ذریعہ یا حیلہ ضرور چاہیئے کیونکہ جسطرح کوئی پیشہ اور کوئی کام بغیر اوزار کے درست نہین ہوتا۔ اسیطرح مین بھی بلا کسی ذریعہ کے بادشاہ تک نہین پہنچ سکتا۔

ہمچو مجنونے کہ بشنید از یکے ‌‌ ‌‌ ‌‌ کہ مرض آمد بہ لیلی اندکے

ترجمہ: سنکے بیماری لیلے کی خبر ‌‌ ‌‌ ‌‌ ہوگے مجنون نے پریشان سربسر

	گفت آوه بے بہانہ چون رَوم	ور بمانم از عیادت چون شوم
ترجمہ	یہ کہا بے حیلہ جاؤن کسطرح	بے عبادت چین پاؤن کسطرح

شرح آوہ بفتح واو و اظہار ہا عربی کلمہ ہے جو حسرت کے موقع پر بولا جاتا ہے جسطرح فارسی مین افسوس اور اُردو مین ہے ہے یعنے مرد کہتا ہے کہ اے عورت میری مثال مجنون کی سی ہے کہ اُس بیچارہ نے جب کسی سے یہ سن لیا کہ لیلے کی طبیعت قدرے علیل ہے تو یہ کہا کہ افسوس مین بغیر بہانہ کیسے لیلی کے پاس جا نہین سکتا۔ اور عبادت کو نجاؤن۔ یہ ہو نہین سکتا۔ دونو طرح مشکل ہے۔

	لَیْتَنِیْ کُنْتُ طَبِیْبًا حَاذِقًا	کُنْتُ اَمْشِیْ نَحْوَ لَیْلٰے سَابِقًا
ترجمہ	کاش مین ہوتا کوئی دانا طبیب	تاکہ ہو جاتا مجھے وصل حبیب

شرح یہ مجنون کے قول کا اقتباس ہے جو لیلی کو بیمار سُنکر یہ کہتا ہے کہ کاشکے مین طبیبِ حاذق ہوتا اور اِس بہانہ سے دوڑکر یا سب سے پہلے لیلی کی طرف چلا جاتا۔ **فائدہ** مجنون عرب کا رہنے والا لیلی کا عاشق اور نازک خیال شاعر تہا اِسکا دعربی دیوان مسمّٰے بہ دیوان قیس خاکسار شارح کی نظر سے گزرا ہے مجنون کا تخلص قیس ہے اور لیلی کے بیماری کے متعلق اُسکا شعر یہ ہے یَقُوْلُوْنَ لَیْلٰے فِی الْعِرَاقِ مَرِیْضَۃٌ فَیَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ طَبِیْبًا مُدَاوِیًا۔ یعنے لوگ یہ کہتے ہین کہ لیلی عراق مین بیمار ہو گئی ہے۔ اسلیئے میری تمنّا ہے کہ اے کاش مین علاج کرنے والا طبیب ہوتا اور اِس بہانہ سے لیلی تک جا پہنچتا۔

	قُلْ تَعَالَوْا گفت حق مارا بدان	تا بود شرم اشکنی مارا نشان
ترجمہ	قل تعالوا۔ دیکھہ ہے قول جلیل	یعنے یہ شرم اُگنی کی ہے دلیل

شرح اِس شعر مین اعرابی درویش نے حضوری بادشاہ کا دوسرا سبب بیان کیا ہے یعنے اے عورت حضوری کے لیے دو باتین چاہئین یا تو حاضر ہونے والا کوئی حیلہ رکہتا ہو یا بادشاہ خود طلب کرلے جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ عَلَیْکُمْ رَبُّکُمْ الٰے آخر الآیہ۔ یعنے اے پیغمبر میرے بندون سے کہدے کہ میری طرف آؤ تاکہ مین تمسے وہ باتین بیان کردون جو تمہارے ربنے تمپر حرام کردی ہین وہ یہ ہین کہ خدا کے ساتہ کسیکو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتہ نیکی کرتے رہو اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ چونکہ اس آیت مین اللہ تعالے نے بندون کو اپنی طرف بُلایا ہے اسلیئے نیک بندے خوشی خوشی اُسکیطرف جانا پسند کرتے ہین اور ہمیشہ کرتے رہینگے۔ دوسرے مصرع مین شرم اشکنی (اور بعض نسخون مین شرم اُگنی) بیائے مصدری لفظ مارا کی طرف مضاف ہے بفک اضافت۔ اور یہ دونو لفظ بمعنے دور کردن شرم ہین۔ یعنے اللہ تعالے لفظ تعالوا فرماکر ہمین اسلیئے اپنی طرف بلاتا ہے تاکہ اُسکا بلانا

ہمارے دل سے شرم دور کرنے کی علامت ہو جائے۔ یا یہ سمجھیئے کہ دوسرے مصرع مین لفظ ما رالفظ بود کے متعلق ہے اور لفظ نشان شرم اشکنے کا مضاف ہے بطریق اضافت مقلوب یعنے اللہ تعالے نے ہمین اسلیئے اپنی طرف بلایا ہے تاکہ یہ بلانا علامت ترک حیا ہو جائے۔ کیونکہ اگر بادشاہ کسیکو نہ بلائے تو بلاسبب جانے سے جانیوالی کو حیا آیا کرتی ہے مطلب یہ کہ اللہ تعالے نے بمقتضائے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیِیْ مِنَ الْحَقِّ اپنے احکام کی طرف بلاکر ہماری حیا توڑدی ہے۔ تاکہ ہم بےسبب حاضر خدمت خداوندی ہو جائین۔

	شب پران را گر نظر آلت بدے	روز شان جولان و خوشحالت بدے
ترجمہ	شب تو یہ ہے رکھتے گر شپر نظر	دن مین بھی خوشحال رہتے سربسر

شرح اعرابی درویش نے اپنی بے آلتی اور بےسامانی کو تشبیہ مین بیان کیا ہے اور نظر آلت مین اضافت مقلوب ہے اور بعض نسخون مین نظر و آلت بواو عطف ہے اسصورت مین آلت بمعنے طاقت دیدہ ہے مطلب یہ کہ اگر چمگادڑ دن کے پاس آلہ نظر ہوتا یا انہین آفتاب کی طرف دیکھنے کی قوت دیجاتی تو وہ رات کی طرح دن مین بھی جولانیان کرتے اور دیگر طائرون کیطرح اڑتے پھرتے۔ اور انکی حالت دن کو بھی اچھی رہتی۔ مگر چونکہ یہ بیچارے آلۂ نظر نہین رکھتے اسلیئے دن مین جولانیون سے محروم ہین۔ مرد کا مطلب یہ ہے کہ ایعورت بلاوسیلۂ ظاہری کوئی کام درست نہین ہوتا مجھے بادشاہ کے پاس بےحیلہ نجانا چاہیئے۔

	گفت چون شاہ کرم میدان رود	عین ہر بے آلتی آلت شود
ترجمہ	شاہ جب میدان مین ہوتا ہے روان	سربسر سامان ہین بےسامانیان

شرح عورت نے اعرابی درویش کے بیسامان ہونے کی شکایت کا جواب دیا ہے بے آلتی بیائے مصدری بمعنے بیسامانی ہے اور آلت بمعنے سامان یعنے عورت کہتی ہے کہ اے مردوے جب کوئی سخی بادشاہ سیر وشکار کے لیئے جنگل یا میدان کی طرف جاتا ہے تو حاجتمند کی بیسامانی ہی اسکی کامیابی کا سامان بنجاتی ہے کیونکہ کریم کے یہی معنے ہین کہ بلاسبب کسی پر کرم کرے۔ اسیطرح ذات حق ہمیشہ عرصۂ کرم مین ہے جب سالک تضرع اور افتقار کے ساتھ بلا اعتماد وسیلۂ اعمال اس سے دعا مانگتا ہے تو وہ قبول کرلیتا ہے نکتہ یہان اتنی بات یاد رکھنی چاہیئے کہ سلطان یا خلیفۂ بغداد سے معنوی طور پر شہنشاہ حقیقی مراد ہے۔ یہ نکتہ تمام داستان مین کام دیگا۔

	زانکہ آلت دعوی است و ہستی است	کار در بے آلتی و پستی است
ترجمہ	حیلہ سامان ہستی ہے ضرور	کام کی ہستی عجز و پستی ہے ضرور

شرح عورت کہتی ہے کہ اے مردوے بادشاہون کے پاس جانے کے لیئے حیلہ اور ظاہری وسیلہ

یا سامان کی ضرورت نہین کیونکہ ظاہری سامان ایک قسم کا دعوے اور انانیت ہے گویا بادشاہ کو یہ معلوم کرانا ہے کہ با این ساز و سامان ہم بھی کوئی چیز ہین۔ کام بے سامانی اور پستی ہی مین بنتا ہے مطلب یہ کہ عبادت اور طاعت اور اُسپر اعتماد دعوے انانیت اور ایک قسم کا تکبر ہے اور خدا کے حضور مین بلا وسیلۂ اعتمادِ عبادت کام بنتا ہے سالک کو اپنے علم و عمل اور عبادت پر اعتماد نہ کرنا چاہیئے سب سے اچھا وسیلہ حسن افتقار یعنے عاجزی اور فقیری ہے کیونکہ کبریائی اور تکبر خاص خدا ہی کو سزاوار ہے۔

	گفت کے بے آلتے سوداکنم	تا نہ من بے آلتی پیدا کنم
ترجمہ	بولا وہ کیا بے سبب سوداکرون	تا نہ بے سامانیان پیدا کرون

شرح پہلے مصرع مین بے آلتے بیائے مجہول ہے اور دوسرے مین بیائے معروف اور سودا بمعنے خرید فروخت ہے۔ یعنے مرد نے عورت کو جواب دیا کہ مین جب تک بےسامانی ظاہر نہ کرون (یعنے اپاہج نہ بنجاؤن) بلا کسی ظاہری سامان کے نفع کیونکر حاصل کرسکتا ہون لنگڑے لولے اندھے اور اپاہج تو بر رحم کھاکر ہر کوئی اُسکی مدد کرسکتا ہے۔ ہٹے کٹے کو بلا وسیلۂ ظاہری کوئی کچھ نہین دیتا۔ مجھسے یہ نہین ہوسکتا کہ خاصا توانا ہوکر بلا وسیلۂ ظاہری بادشاہ کے دربار مین چلا جاؤن۔ باطنی مطلب یہ ہے کہ مین جب تک اپنی بےسامانی کا اظہار نہ کرون بلا وسیلۂ ظاہری بازار قبول الٰہی مین سودا یعنے خرید و فروخت کرکے ہرگز نفع حاصل نہین کرسکتا یعنے مین پہلے اپنی بے سامانی ظاہر کرلون اُسکے بعد تجارتِ بلاسامان شاید ممکن ہو تو ہو مطلب یہ کہ جب تک مین معدوم نہو جاؤن اور مجکو مرتبۂ فنافی اللہ حاصل نہو جائے اُسوقت تک اعمال ظاہری کو ترک نہین کرسکتا۔ کیونکہ ترک اعمال باوجود بقائے قیامِ ہستی سراسر خطاکاری اور عصیان شعاری ہے اور عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف فرقہ جبریہ کا مذہب ہے۔

	پس گواہے بایدم بر مفلسی	تا مرا رحمے کند در مفلسی
ترجمہ	چاہیئے ہے مفلسی پر اک گواہ	تا کرے کچھ رحم مجھپر بادشاہ

شرح مرد کہتا ہے کہ اے عورت تو جو بلا سامان و بلا حیلہ بحالت افلاس مجھے بادشاہ بغداد کے پاس جانے پر مجبور کررہی ہے یہ تو بتا کہ جبتک کوئی گواہ نہو بادشاہ کو میری مفلسی کا یقین کیونکر ہوگا اسلیئے مجھے اپنے افلاس پر گواہ ساتھ لیجانے کی ضرورت ہے تاکہ بادشاہ رحم کرے اور باطنی معنے یہ ہین کہ گو مین اعمال صالحہ سے مفلس ہون لیکن تاہم مجھے یقین ہے کہ بلا وسیلۂ عبادت ظاہری مقبول بارگاہ الٰہی نہوسکون گا اسلیئے مجھے اپنی مفلسی پر گواہ لانا چاہیئے۔ یعنے جسطرح ممکن ہو ارکان شریعہ ادا کرنے فرض ہین **فائدہ** شریعت کے نزدیک مفلس وہ ہے جو درہم و دینار نرکھتا ہو اور طریقت کے نزدیک وہ جسکو درہم

و دنیار کی خواہش ہی نہو اور محبت دنیا دل سے بالکل نکلگئی ہو چنانچہ اس شعر مین مفلسی کے یہی معنے ہین اور گواہ سے مراد عبادت اور اعمال مین یعنے مجھپر فرض ہے کہ ترک دنیا پر طاعت اور عبادت کو گواہ کرون تاکہ بادشاہ حقیقی رحم کرے چنانچہ انبیاء علیہم السلام باوجود ترک دنیا کے سب سے زیادہ عبادت کے پابند تھے۔

	تو گواہے غیر گفت وگو و رنگ	وانما تا رحم آرد شاہِ شنگ
ترجمہ	غیر رنگ و گفتگو دے اک گواہ	رحم تا فرمائے ہم پر بادشاہ

شرح یعنے اے عورت تو اظہار افلاس پر مجھے کوئی ایسا گواہ دے جو مُنہ سے کچھ نہ کہے اور بالکل بے رنگ یعنے بے عیب و ننگ اور رستباز یعنے سچا ہو اور باینہمہ میرے افلاس کو ظاہر کر دے یعنے زبان حال سے میرے افلاس کی گواہی دے اور ایسی حالت دیکھکر بادشاہ دلیر و ظریف با نیک طبع کو رحم آ جائے اس صورت مین رنگ بمعنے عیب و ننگ اور شنگ بمعنے دلیر و ظریف و نیک طبع ہے اور باطنی معنے یہ ہین کہ اے عورت تو مفلسی پر ایسا گواہ قایم کر یعنے ایسی عبادت الٰہی بجا لا کہ قیل و قال یعنے دعوے اور رنگ یعنے ریا کی شکل سے بالکل جُدا ہو ایسی حالت مین بادشاہ حقیقی کو ضرور تجھپر رحم آئیگا۔

	کاین گواہے کز گفت و رنگ بُد	نزد آن قاضی القضاۃ او جرح شد
ترجمہ	کیونکہ گفت و رنگ کا ہے جو گواہ	ہے وہ نامقبول پیش بادشاہ

شرح ظاہر معنے یہ ہین کہ اے عورت مین تجسے مقالیہ کے خلاف حالیہ اور خاموش و بے عیب گواہ اسلئے مانگتا ہون کہ وہ بادشاہ زیادہ بولنے والے کو جھوٹا گواہ سمجھکر مجروح یعنے مردود کر دیتا ہے اور باطنی معنے یہ ہین کہ ایسے اعمال جو دعوے اور ریا سے پُر ہین اُس قاضی القضات احکم الحاکمین یعنے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ مین مجروح اور نامقبول ہین اُسکے سچے گواہ یعنے خالص عبادتین پسند ہین۔

	پس گواہے ز اندرون مے بایدم	نے گواہے از برون مے بایدم
ترجمہ	چاہیئے مجکو گواہ اندرون	کچھ نہین ہوتے گواہان برون

شرح یعنے اے عورت مجھے ایسا گواہ چاہیئے جو اپنے مُنہ سے کچھ بغیر میرے افلاس پر گواہی دے مین زبان مقال سے کلام کرنے والے گواہ کو پسند نہین کرتا باطنی مطلب یہ ہے کہ عبادت صدق دل سے کرنی چاہیئے جسمین ریاکاری مطلق نہو ورنہ جھوٹے گواہ کی مانند نامقبول ہوگی

	صدق میخواہد گواہ حال او	تا بتابد نور او بے قال او
ترجمہ	یعنے حاکم چاہتا ہے صدق حال	تا کہ چمکے نور خود بے قیل و قال

شرح ضمیر میخواہد بادشاہ کی طرف اور ضمیر او مفلس کی طرف اور دوسرے مصرع مین دونو ضمیرین گواہ

کی طرف راجع ہین۔ یعنے بادشاہ حالِ مفلس کے گواہ کا صدق چاہتا ہے اور اُسے یہ پسند ہے کہ گواہ سچ بولے اور گواہ کے صدق کا نور بغیر اُسکے کچھ کہے چمک اُٹھے۔ یعنے گواہ زبان حال سے گواہی دے۔ کیونکہ زبان مقال کا اعتبار نہین۔ کبھی جھوٹی ہوتی ہے کبھی سچی البتہ زبان حال ہمیشہ سچ بولتی ہے باطنی معنے یہ ہین کہ بادشاہ حقیقی کی بارگاہ مین صدق نیت مقبول ہے یعنے اُسکو صدق دل سے عبادت کرنی پسند ہے اس سے بلا قیل وقال نور عرفان حاصل ہوتا ہے اور یہی عبادت قبول ہوتا ہے ان تمام اشعار کا خلاصہ یہ ہے کہ سالک پر فقر اور تضرع الی اللہ ہر حالت مین لازم ہے اور اعمال پر اعتماد نہ کرنا واجب۔ لیکن باوجود اینہمہ طاعات بے ریا اور عبادت خالص کا بجالانا مع نیت صادق فرض ہے تاکہ اُسپر اللہ تعالےٰ اپنے فضل وکرم سے رحم کرے

ہدیہ بردن آن اعرابی سبوے آب باران از میان بادیہ سوے بغداد نزد خلیفہ بر سید اشب آنکہ آنجا قحط الستِ

ترجمہ اُس اعرابی درویش کا جنگل مین سے مینہہ کے پانی کی ٹھلیا بھر کر بطریق ہدیہ خلیفہ بغداد کے پاس لیجانا اور یہ گمان کرلینا کہ بغداد مین پانی کا قحط ہے

	گفت زن صدق آن بود کز بود خویش	پاک برخیزی۔ واز مجہود خویش
ترجمہ	بولی عورت صدق ہے بس اِسکا نام	اپنی ہستی سے الگ رہ اے ہمام

شرح لفظ مجہود۔ بمعنے کوشش ومقدور۔ بود پر معطوف ہے۔ یعنے عورت نے کہا کہ صدق اسکا نام ہے کہ تو اپنے وجود وہستی۔ اور کوشش ومقدور سے بالکل الگ ہوجاے اور کسی چیز سے علاقہ نہ رکھے سواے خدا کے ہر شے کو لاشے جانے اور مجہود یعنے اپنی کوشش سے اپنے کیے ہوے اعمال پر اعتماد نہ کرے۔ یعنے اپنے اعمال کے ہدیہ حقیر کو قابل بارگاہ الٰہی نہ جانے

	آب باران ست مارا در سبو	ملکت وسرمایۂ واسباب تو
ترجمہ	دیکھہ اُس ٹھلیا مین جو کچھ آب ہے	ملک ہے تیری ترا اسباب ہے

شرح یعنے عورت نے مرد سے یہ کہا کہ ہماری اس ٹھلیا مین مینہہ کا پانی بھرا ہوا ہے تو اسی کو اپنا سرمایہ اور وسیلہ ملاقات خلیفہ بغداد سمجھکر اپنے ہمراہ لیجا۔ یہ پانی تیرے افلاس کا حالیہ گواہ بنجاے گا اور تجھے ضرور کامیابی ہوگی

	این سبوے آب را بردار رو	ہدیہ ساز وپیش شاہنشاہ شو
ترجمہ	لیکے اس ٹھلیا کو چل لگ اپنی راہ	ہے یہی تحفہ برائے بادشاہ

شرح یعنے اے مرد تو اس پانی کی ٹھلیا کو اُٹھالے اور بادشاہ کے پاس ہدیہ بناکر لیجا اور اُس سے یہ عرض کر کہ

	گو کہ مارا غیر ازین اسباب نیست	در مفازہ ہیچ بہ زین آب نیست
ترجمہ	کچھ نہین رکھتے ہین ہم اسباب کچھ	ہے ہمارے جنگلون مین آب کچھ

شرح یعنے بادشاہ سے یہ کہنا کہ ہمارے پاس ہدیہ دینے کو اسکے سوا اور کوئی شے نہین۔ کیونکہ ہم جنگل کے رہنے والے ہین ہمارے ملک مین پانی کیاب اور کہاری ہے اسلیئے ہمارے جنگل مین میٹھے پانی سے بہتر اور کوئی چیز میسر نہین آتی۔ چونکہ میٹھا پانی ہمارے ملک مین نایاب ہے اسلیئے ہم اسکو ہدیہ نادر جانتے ہین۔

	گر خزانہ اش پر زر دُرِّ فاخر ست	اینچنین آبش نباشد نادر است
ترجمہ	پاس ہون اُسکے دُرِ فاخر بہت	ہے مگر یہ آب ہی نادر بہت

شرح عورت کہتی ہے کہ اگرچہ خلیفہ بغداد کا خزانہ قیمتی موتیون سے بہرا ہوا ہے مگر ایسا میٹھا پانی اُسکے یہان ہرگز نہ ہوگا کیونکہ یہ پانی فی الواقع نادر و نایاب ہے نادر است البطریق جملہ مستانفہ نباشد کی علت ہے نکتہ چونکہ اس مرد و زن (عقل و نفس) کو طاعات انبیا و اولیا اور تسبیحات ملائکہ کی خبر نتھی اسلیئے اُنہون نے اپنے حقیر تحفے (یعنے اُن اعمال صالحہ کو جو حواس کی استعانت سے کیئے گئے تہے) قیمتی اور لایق قبولیت خیال کیا اور یہ نجانا کہ اللہ تعالے کے فضل و احسان کا پانی (یعنے حواس) جو سبُوئے وجود انسانی مین موجود ہے اُسی کی ملک ہے اور مالک کو اُسیکی مملوک شئے کا ہدیتاً بہیجنا خلاف عقل ہے اسکا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالے بڑا قدر دان بادشاہ ہے اور وہ ایسے ہدیہ کو بہی قبول کر لیتا ہے۔ مولانا اس نکتہ کو آیندہ شعر مین بیان کرتے ہین کہ کوزہ و سبو سے وجود انسانی اور پانی سے حواس مراد ہین۔ یعنے حکایت کا باطنی نتیجہ شروع ہوتا ہے

	چیست آن کوزہ تنِ محصور ما	اندر و آب حواس شور ما
ترجمہ	کیا ہے وہ کوزہ تن محصور ہے	اُسمین کچہ آب حواس شور ہے

شرح یعنے اِس سبو یا کوزہ سے جسم انسانی مراد ہے جو محصور (مقید بقید آب و گل) ہے اور اس ٹہلیا کے پانی سے حواس خمسہ کا کہاری پانی مراد ہے جو بدن سے ایسا تعلق رکھتے ہین جیسا کہ پانی اپنی ظرف سے حواس کو آب شور اسلیئے کہا کہ یہی کمبخت ہماری تلخکامی کا باعث ہین۔ حواس نہوتے تو انسان حساب و کتاب سے بالکل فارغ رہتا اسلیئے دیوانہ مرفوع القلم ہوتا ہے۔ مطلب شعر یہ ہے کہ ہمین اپنے حواس اُسکے محبت مین لگا دینی چاہئین جسکی ملک ہین۔ اور یہ ہدیہ اسی بادشاہ کے حضور مین پیشکش کرنے کی قابل ہے جسنے ازل مین ہمین عطا کیا تہا۔ باایں ہمہ اسکا قبول کر لینا اللہ تعالے کے فضل و کرم پر مبنی ہے۔

	اے خداوند این خم و کوزہ مرا	در پذیر از فضل اللہ اشترے
ترجمہ	اس خم و کوزہ کو اے ربِّ عقول	فضل اللہ اشترے سے کر قبول

شرح یہ شعر تعلیم سالک کے لیئے مولانا کی مناجات ہے یعنے اے خدا میرے وجود اور حواس کو اپنی محبت مین صرف کرا اور انکے جو اعمال نیک صادر ہون اُنہین اپنے فضل سے قبول فرما کیونکہ تونے قرآن مجید مین وعدہ کیا ہے کہ اِنَّ اللہَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ - یعنے اللہ تعالےٰ نے مومنین سے اُنکے جان و مال کو جنت کے بدلے مین خرید لیا ہے سبحان اللہ یہ آیت کسقدر خوشخبری دینے والی ہے

	کوزۂ با پنج لولۂ پنج حس	پاک دار این آب را از ہر نجس	
ترجمہ	ٹونٹیان اِس کوزہ مین ہین پانچ حس	تو کر اس آب کو ہرگز نجس	

شرح لولہ بمعنے آبشار ہے جسکو ٹونٹی کہتے ہین اور پنج لولۂ پنج حس مین اضافت بیانی ہے نیز یاد رہے کہ گذشتہ شعر مین تن کو کوزہ اور حواس خمسہ کو پانی کہا گیا تہا اور اس شعر مین اُنہین حواس خمسہ کو پانچ ٹونٹیون سے تشبیہ دیگئی ہے اسلیئے دوسرے مصرع مین این آب کا اشارہ طاعات و عبادات کی طرف ہے جو حواس کی درستی سے تعلق رکہتی ہین - اور یہ شعر داخل مناجات بہی ہو سکتا ہے اور بطور نصیحت خطاب بسوے سالک بہی - یعنے ہمارا تن محسوس پانچ ٹونٹیون کا ایک کوزہ یا بدہنا ہے اور یہ پانچ ٹونٹیان حواس ہین - اے خدایا اے سالک تو اس پانی (طاعت و عبادات) کو جو جسم کے حواس خمسہ سے متعلق ہے ریاکاری اور پست ہمتی کی نجاست سے بچا یعنے بدن اور حواس کو جو طاعات اور بجا آوری مرضیات الٰہی کے لیے پیدا ہوے ہین ناپاک پانی (خواہشات نفسانی و شیطانی) کی آمیزش سے پاک رکھہ۔

	تا شود زین کوزہ منفذ سوے بحر	تا بگیرد کوزۂ ما خوے بحر	
ترجمہ	تاکہ ہو کوزہ سے رستہ سوے بحر	تاکہ ہو کوزہ کو حاصل خوے بحر	

شرح یعنے جب تو بدن اور حواس کو مرضیات الٰہی مین صرف کریگا اور ناپاک خواہشون سے جو عند الطریقت نجس العین ہین بچائے گا - تو یہ کوزہ دریاے معرفت سے جا ملیگا اور آب وحدت و شراب محبت سے لبریز ہو جائیگا - اور اس کوزہ مین دریا کی خصلت پیدا ہو جائیگی قطرہ دریا سے اور جز اپنے کل سے جا ملیگا تجکو اسی کوزہ سے دریا کی طرف جانے کا رستہ ملجائے گا - منفذ بمعنے طریقہ و راہ ہے۔

	تا چو ہدیہ پیش سلطانش بری	پاک بیند باشدش شہ مشتری	
ترجمہ	ہدیہ تا لیجائے تو سلطان کے پاس	اور خریدے اسکو شاہ نیک اساس	

شرح یعنے جب تو اپنے ایسے کوزۂ بدن کو جو مع حواس خمسہ مرضیات الٰہی مین مصروف رہا ہے بادشاہ حقیقی کے روبرو ہدیہ بناکر لیجائے گا تو وہ اِسے خواہشات نفسانی سے پاک سمجہکر ضرور قبول فرمالیگا - اور اسکا خریدار ہو جائے گا یعنے اسکے صلہ مین تجکو دولت وصال ابدی عطا کیجائے گی۔

	بے نہایت گردد آبش بعد ازان	پُر شود از کوزۂ ما صد جہان
ترجمہ	پہلے بیحد ہوگا پانی۔ بعد ازان	پُر اسی کوزہ سے ہونگے سو جہان

شرح یعنے دریا کی طرف منفذ پانے کے بعد ایسے کوزۂ بدن کا رجو خواہشات نفسانی کی نجاست سے پاک ہے) پانی سبے نہایت ہوجائے گا۔ کیونکہ کوزہ آب بلکہ قطرۂ آب دریا سے ملکر خود دریا ہوجاتا ہے۔ اور جب ہمارا کوزۂ جسم بحرِ حقیقت سے جا ملا (مرتبۂ فنا حاصل ہوگیا) تو وہ منبع فیوض ربّانی ہوگیا اسوقت ہمارے کوزۂ وجود کے پانی سے سو جہان پُر ہوسکتے ہین یعنے لاکھون آدمیون کو فیض پہنچ سکتا ہے۔

	لُولہا بر بند و پُر دارش ز خم	گفت غُضُّوا عَنْ هَوىً اَبْصَارَكُم
ترجمہ	ٹوٹیون کو بند کر کوزہ کو بھر	اور غُضُّوا عن ہوے پر کر نظر

شرح لُولہا جمع لُولہ کی ہے وہی پانچ ٹونٹیان یعنے حواس خمسہ مراد ہین مطلب یہ کہ اے شخص اپنے حواس خمسہ کو منہیات سے بند کرلے اور خم یعنے دریائے حقیقت کے مشکے (ارشاد ولی کامل) کے پانی سے بھر دے کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ۔ یعنے اے پیغمبر مومنین سے کہدے کہ اپنی آنکھین بند رکھین اور شرمگاہون کی حفاظت کرین۔ اہل ظاہر نے آنکھین بند رکھنے کے یہ معنے لئے ہین کہ نامحرم عورتون پر نگاہ نہ ڈالنی چاہیئے۔ اور مولانا قدس سرہ نے مِنْ اَبْصَارِهِمْ کا صلہ عَنْ هَوَاهُمْ نکالا ہے۔ یعنے خواہشات نفسانی سے اپنے حواس کو بند کرلو فائدہ مولانا قدس سرہ نے اس حکایت کا باطنی مطلب یا معنوی نتیجہ ان دو تین شعرون مین بیان کردیا ہے۔

	ریش او پُر باد۔ کاین ہدیہ کراست	لایق چون آن شہے این ہدیہ راست
ترجمہ	مرد نے دلمین کہا فایق ہے یہ	اور حضور شاہ کے لایق ہے یہ

شرح یہان سے پھر قصہ کی طرف رجوع ہوتا ہے یعنے مرد عرب اپنے ہدیہ پر مغرور ہوا اور دلمین کہنے لگا کہ جیسا ہدیہ میرے پاس ہے ایسا اور کسیکے پاس نہین اور اُس جیسے عظیم الشان یعنے خلیفہ بغداد کے لایق ٹھیک یہی ہدیہ ہے۔ ریش پر باد شدن فارسی کا محاورہ ہے بمعنے فخر کرنا متکبر ہونا غرور کرنا۔

	وان نمی دانست کانجا در گزر	ہست جاری دجلۂ ہمچون شکر
ترجمہ	لیکن اُسکو یہ نہ تھا ہرگز خبر	دجلہ جاری ہے وہان رشک شکر

شرح بعض نسخون مین زن نمیدانست ہے۔ یعنے اعرابی درویش یا اُسکی اہلیہ نے مینہہ کے پانی کو بہت بڑا ہدیہ سمجھا مگر یہ نہ جانا کہ بغداد کے رستہ ہی مین دجلہ شیرین جاری ہے باطنی مطلب یہ ہے کہ نفس یا عقل نے یہ خیال نہ کیا کہ اللہ تعالےٰ کے پاس انبیا اور صلحا کے بڑے بڑے اعمال صالحہ جمع ہین وہان یہ حقیر سا ہدیہ

یعنے تھوڑی سی عبادت کا پانی۔ جو کوزۂ جسم وحواس مین بھرا ہوا ہے کیونکر قبول ہوگا۔

	در میان شہر چون دریا روان		پُر ز کشتیہا وشست ماہیان
ترجمہ	شہر مین ہے صورت دریا روان		جابجا ہین دام ہر سو کشتیان

شرح یعنے دجلہ بغداد کے رستہ مین بھی تھا۔ اور شہر مین بھی مانند دریا روان تھا اور اُسمین کشتیان اور مچھلیان پکڑنے کے جال اور کانٹے لگے ہوے تھے۔ یعنے اعرابی نے یہ نجانتا تھا۔ کہ مدینۂ قرب الٰہی مین انبیاء و اولیا کے اعمال دریا کی طرح جاری ہین اور اُنمین نجات کی کشتیان لگی ہوی ہین جو اُنکی متبعین کو نظر آتی ہین اور طالبان حق کے شکار کرنے کے لیئے کانٹے موجود ہین۔ ایسی جگہ کوزۂ آب کو کون قبول کریگا اور اُسکی کیا خاک عزت ہوگی۔ کیونکہ ہر شے کی قبولیت اور عزت وہین ہوتی ہے جہان وہ شے نایاب ہو۔

	رو ببین سلطان وکار و بار بین		حسّ تجری تحتہا الانہار بین
ترجمہ	دیکھہ کیا سلطان کا کاروبار ہے		حسن تجرِی تحتہا الاُنہار ہے

شرح یعنے اعرابی کی بے خبری یا کم فہمی اُس سے یہ کہتی تھی کہ اے شخص خلیفۂ بغداد کے پاس جا اور اُسکی شوکت وعظمت کو معلوم کر۔ اور اُسکی حس باصرہ کو دیکھہ جسکے نیچے نہرین جاری ہین۔ مطلب یہ کہ اے بیخبر اعرابی پانی کا ہدیہ کیا لیجلا ہے اُس بادشاہ کی تو آنکھون کے تلے نہرین جاری ہین۔ کیونکہ بادشاہ اپنے دیوان خاص مین بھی نہرین لیجایا کرتے ہین حس موصوف اور تجری تحتہا الانہار اُسکی صفت ہے باطنی معنے یہ ہین کہ بادشاہ حقیقی کی عظمت وشان کو دیکھہ اور مشاہدۂ حق کی کوشش کر۔ اور ایسی حس پر نظر ڈال جسکے نیچے اسرار کی نہرین جاری ہین۔ یہ حس انبیا اور اولیا کی ہے مطلب یہ کہ انبیاء و اولیاء کا تابع ہو۔ بعض نسخون مین حس کی جگہ حسن ہے اسصورت مین لفظ جنّاتِ بقرینہ آیت محذوف ماننا پڑیگا یعنے خلیفہ کے دربار مین جا۔ اور اُن باغون کی لطافت وخوبصورتی کو دیکھہ جنکے نیچے نہرین جاری ہین یا بادشاہِ حقیقی کی مشاہدہ کی کوشش کر اور انبیا و اولیا کے اعمال صالحہ کے باغون کو دیکھہ جنکے نیچے اسرار کی نہرین جاری ہین۔

	ہمچنین حسہا و ادراکات ما		قطرۂ باشد دران بحر صفا
ترجمہ	پس اسی صورت سے ادراک بشر		قطرۂ بحر صفا ہے سر بسر

شرح یعنے جسطرح اس اعرابی کا ہدیہ نہایت حقیر تھا اسیطرح ہمارے حس اور ادراک کی مدد سے جو طاعت ہم سے ہوسکتی ہے ایسی مثال کہتی ہے جیسا کہ اُس بحر صفا مین جسمین اعمال صلحا جمع ہین گمینے ایک قطرہ ڈالا بحر صفا سے لوح محفوظ اور علم الٰہی مراد ہے۔ مطلب یہ کہ ہمارے اعمال انبیاء واولیا کے اعمال کے مقابلہ مین ایسے ہین جیسا کہ دریا کے مقابلہ مین قطرہ اسلیئے ہمین اپنے تھوڑے سے اعمال پر مغرور نہونا چاہیئے۔

باز جوے و باز بین و باز یاب | از کہ از من عندہ ام الکتاب

ترجمہ: ڈہونڈ۔ آنکھین کھول تا ہو کامیاب | ہے معاون صاحب ام الکتاب

شرح یعنے توفیق طاعت خدا سے ڈہونڈ۔ اور راہ معرفت اُسیکی رہنمائی کے بھروسہ پر دیکھہ اور مرتبہ فنا اُسیکی امداد سے حاصل کر یہ سب باتین اُسی ذات پاک کی مدد سے حاصل ہونگی جسکے پاس ام الکتاب (لوح محفوظ) ہے مطلب یہ کہ لے بیخبر اُس اعرابی کی طرح اپنے اعمال پر اعتماد نکر کیونکہ وہ بالکل لاشے ہین۔ بلکہ اللہ تعالےٰ سے طاعت کی توفیق مانگتا رہ انشاء اللہ راہِ معرفت معلوم ہوجائے گی اور تو مرتبۂ فنا حاصل کر لیگا بغیر اُسکی مدد کے کچہ نہین ہوسکتا۔ کیونکہ اُسکی لوح محفوظ مین سب کچہ لکہا ہوا ہے۔ طاعت اہل نجات کی اور معصیت اہل عذاب کی ایسی سچی علامت ہے جو ازل سے لوح محفوظ مین درج ہے اور لوح محفوظ مین تغیر و تبدل نہین ہوسکتا۔

در نمد دوختن زن سبوئے آب را و مُہر بر روے نہادن از غایت اعتقاد

ترجمہ: اعرابی کی اہلیہ کا پانی کی ٹہلیا کو نمدہ مین سی دینا اور قبولیت کی اعتقاد سے اُسپر مہر لگا دینی

مرد گفت آرے سبو را سر بہ بند | ہین کہ این ہدیہ ست ما را سودمند

ترجمہ: مرد بولا کر سبو کو جلد بند | ہے یہ نادر ہدیہ بیشک سودمند

در نمد در دوز تو این کوزہ را | تا کشاید شہ بہدیہ روزہ را

ترجمہ: جلدی یہ کوزہ نمد مین سی کے دے | تا کہ اس سے شاہ کا روزہ کہلے

شرح مرد نے کہا کہ اے عورت اس ٹہلیا کو نمدے مین سر بند کر کے مہر لگا دے یہ ہدیہ ہمارے لیے نفع بخش ہوگا یعنے بادشاہ بغداد ضرور اسکو قبول فرما کر بہت بیش بہا صلہ مرحمت کریگا۔ اور یہ ایسا نادر پانی ہے کہ کیا تعجب بادشاہ اِس سے روزہ افطار کرے۔ یعنے ہدیہ گویا تبرک ہے۔

کاینچنین اندر ہمہ آفاق نیست | جز رحیق و مایۂ ارزاق نیست

ترجمہ: بے نصیب اس ہدیہ سے آفاق ہے | یہ شراب اور مایۂ ارزاق ہے

شرح یعنے ایسا پانی تمام زمانہ مین کہین نہین۔ اِس پانی کو سوائے شرابِ خالص اور سرمایۂ روزی کے اور کسی چیز سے تشبیہ نہین دیجا سکتی۔ یعنے یہ نہایت بیش بہا ہدیہ ہے بعض نسخون مین مایۂ ارواق ہے بمعنے مادۂ وصل گوارائی کیونکہ ارواق بمعنے صافی و گوارائی ہے۔ نکتہ یہی حال اُس شخص کا ہے جو مرتبۂ حقیقت تک نہین پہنچا ایسا آدمی اپنی طاعات پر اعتماد کر کے اُنکو نہایت اچھا سمجھا کرتا ہے

زانکہ ایشان ز آبہاے تلخ و شور | دائما پُر علتند و نیم کور

ترجمہ: کیونکہ پیتے پیتے آب تلخ و شور | ہو گئے وہ سب کے سب بیمار و کور

شرح مولانا۔ اعرابی اور اُسکی اہلیہ کے اس کوزۂ آب کو بیش بہا ہدیہ خیال کرنے کی وجہ بیان فرماتے ہین وہ یہ ہے کہ اہل عرب خاصکر اعرابی (جنگل کے رہنے والے اور دیہقانی) کھاری پانی استعمال کرنے کرتے بیمار اور نیکوں (آدھے اندھے) ہو جاتے ہین بینائی مین فرق آجاتا ہے اسیلئے میٹھے پانی کی ایک ایک بوند اُنکے نزدیک پُرآب موتی سے زیادہ بیش بہا اور نہایت قیمتی ہے معنوی مطلب یہ ہے کہ تھوڑی سی طاعت پر اعتماد کرنے والے بہت گناہون پر نظر نہین کیا کرتے جو سراسر خلاف عقل و نقل ہے۔

	مرغ کاب شور باشد مسکنش	او چہ داند جائے آب روشنش
ترجمہ	کھاری پانی ہو وطن جس مرغ کا	آب شیرین کی وہ جانے قدر کیا

شرح روشنش کی ضمیر شین بمعنے برائے خود ہے۔ یعنے جس جانور کا مسکن کھاری پانی ہو وہ اپنے لیئے آب روشن (میٹھے اور صاف پانی) کی جگہ معلوم نہین کرسکتا بلکہ اپنے کھاری پانی ہی کو بیش بہا نعمت سمجھتا ہے اسیطرح اعرابی اور اُسکی اہلیہ نے اپنے ہدیہ کو نادر خیال کر لیا تھا۔

	ایکہ اندر چشمۂ شورست جات	تو چہ دانی شطّ و جیحون و فرات
ترجمہ	شور چشمے مین ہے تو اے بد صفات	تجکو کب ہے علم جیحون و فرات

شرح شط بمعنے مطلق جو کنارہ دریا جو وغیرہ جیحون بلخ کے قریب خراسان اور ماوراء النہر کے مابین ایک بڑی نہر ہے اور فرات مطلق آب شیرین کو بھی کہتے ہین اور اُس نہر کا نام بھی ہے جو کوفہ کے قریب ہے اور دجلہ بغداد کی نہر یہان سے مولانا قصہ چھوڑکر حصۂ معنوی کی طرف رجوع کرتے ہین یعنے ایمخاطب تو کھاری پانی کے چشمے (آب شور بشریت) کا رہنے والا ہے جب تک اس سے نجات نپائے گا جیحون و فرات (دریائے تجلیات الٰہی) کے پانی کے مزہ سے واقف نہین ہوسکتا۔

	اے تو نارستہ ازین فانی رباط	تو چہ دانی صحو و سکر و انبساط
ترجمہ	قید خانہ ہے ترا فانی رباط	تجکو کب ہے علم سکر و انبساط

شرح یعنے اے شخص تجھے اس سرائے فانی (قید بشریت یا حُبّ دنیا) سے ابھی نجات نہین ملی اسلیئے تو صحو (بدمستی محبت الٰہی) اور سکر و انبساط (نشۂ عشق اور روحانی خوشی) سے بالکل ناواقف ہے۔

	ور بدانی نقلت از اب و جدست	پیش تو این نامہا چون ابجدست
ترجمہ	علم ہے تو باپ دادا سے ہے نقل	شکل ابجد نام ہین اے خام عقل

شرح یعنے اگر تو سکر و صحو و انبساط یا دیگر اصطلاحات صوفیہ کو جانتا ہے تو یہ سمجھ کہ تو نے یہ الفاظ اپنے باپ دادون اور بزرگون سے سن رکھے ہین عملی طور پر اُنسے واقف نہین ہوا اسلیئے صرف الفاظ صوفیہ

کا یاد کر لینا بالکل بیکار بات ہے جیسا کہ بچے ابجد ہوز یاد کر لیتے ہین۔

	ابجد و ہوز چہ فائش ست و مدید	بر ہمہ طفلان و معنی بس بعید
ترجمہ	ابجد و ہوز ہے لڑکون پر پدید	لیکن ان لفظون کے معنے ہین بعید

شرح یعنے ابجد ہوز اسقدر مشہور ہے کہ بچے بچے کو یاد ہے مگر اسکے معنے بڑے بڑون کو معلوم نہین اسیطرح صوفیون کی اصلاحین اکثر لوگونکو معلوم ہین مگر علمی طور پر اُنکے معنون سے بہت کم واقف ہین **فائدہ** بعض کتب مین ابجد ہوز کے مندرجۂ ذیل معانی نظر سے گزرے ہین **ابجد**۔ اَبیٰ اٰدَمُ۔ وَجَدَّ فِی التَّقَرُّبِ اِلَی الشَّجَرَۃِ وَاَکَلَ الحِنْطَۃَ (یعنے آدمؑ نے ازراہِ انکار درخت کے قریب جانے مین کوشش کی اور گیہون کہا گئے **ہوز** اِتَّبَعَ ہَوَاہُ فَزَالَ عَنْہُ نَعِیْمُ الجَنَّۃِ یعنے آدم نے اپنی خواہش کا اتباع کیا اور اُنسے جنت کی نعمتین زائل ہوگئین۔ اور بعض نے **ہوز** بمعنے تَحَرَّکَ اِلَی التَّوْبَۃِ لکہا ہے یعنے آدمؑ نے توبہ کی طرف حرکت کی **حطی** حُطَّ عَنْہُ ذُنُوْبُہٗ بِالتَّوْبَۃِ وَالْاِسْتِغْفَارِ یعنے آدمؑ سے اُنکے گناہ توبہ و استغفار کے سبب معاف کیے گئے **کلمن** فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّہٖ کَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَیْہِ۔ یعنے آدم نے اپنے رب سے کچہ کلمات سیکہہ لیئے اور خدا نے اُنکی توبہ قبول کر لی **سعفص** سَعٰی فَصَارَ مَقْبُوْلاً یعنے آدم نے اپنے گناہ کے معافی مین کوشش کی اور مقبول بارگاہ ہوگئے **قرشت** اَقَرَّ بِذَنْبِہٖ فَخَصَّ بِالْکَرَامَۃِ وَثَبَتَتْ لَہٗ دَرَجَۃٌ عَالِیَۃٌ۔ یعنے آدم نے اپنے گناہ کا اقرار کیا پس خدا نے اُنپر کرم فرمایا اور اُنکی ذات سے مرتبہ بلند حاصل کر لیا۔ **ثخذ** ثُمَّ اَخَذَ مِنَ اللّٰہِ الْقُوَّۃَ یعنے پہر آدم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے قوت حاصل کر لی **ضظغ** ثُمَّ بَعُدَ عَنْہُ وَسْوَاسُ الشَّیْطَانِ یعنے پہر آدمؑ سے شیطان کے وسوسے دور ہوگئے۔ شیخ ولی محمد نے اسکو حدیث کہا ہے مگر صحاح ستہ مین یہ حدیث موجود نہین ہے۔

	پس سبو برداشت آن مرد عرب	در سفر شد میکشیدش روز و شب
ترجمہ	پس سبو لیکر چلا مرد عرب	اور سفر مین تہا نگہبان روز و شب

شرح پہر قصہ کی طرف رجوع ہوا ہے۔ یعنے اعرابی اُس ٹہلیا کو لیکر گہر سے چل پڑا اور دن رات سفر کر کے بغداد کے قریب جا پہنچا۔ **نکتہ** یہان سے یہ نکلتا ہے کہ اگر خدا گہر بیٹھے نہ مل سکے تو اسکی تلاش مین سفر کرنا لازم ہے اور اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ کَانَ بِالصِّیْنِ (یعنے علم اگر چین مین ہو تو وہین جا کر طلب کرنا چاہیئے اسی کے معنے ہین

	بر سبو لرزان بد از آفات دہر	ہم کشیدش از بیابان تا بشہر
ترجمہ	رکہتے رکہتے خطرۂ آفات دہر	خیریت سے لیکے پہنچا تا بہ شہر

شرح یعنے آفات زمانہ کے خوف سے اعرابی کا دل دُہکڑ پُکڑ کرتا رہتا تہا کہ ایسا نہو یہ ٹہلیا ٹوٹ جائے یہانتک کہ شہر مین جا پہنچا۔ اور اسکی محنت و تکلیف سفر رائگان نہ گئی۔

	زن مصلے باز کردہ از نیاز	رَبِّ سَلِّمْ ورد کردہ در نماز
ترجمہ	عاجزی سے کرتی تھی عورت دُعا	اُس سبو کو رکھہ سلامت اے خدا

شرح یعنے اعرابی تو ٹہلیا لیکر گہر سے چلا اور اسکی بیوی نے جانماز بچھائی اور ربِّ سلّم کا وظیفہ پڑہنے لگی یعنے الہٰا میرے خاوند اور اُس ٹہلیا کو سلامتی کے ساتھ خلیفۂ بغداد تک پہنچا اور صحیح سلامت واپس لا۔

	کہ نگہدار آب ما را از خسان	یارب این گوہر بدان دریا رسان
ترجمہ	رکھہ کمینوں سے اسے یارب نگاہ	اور دے گوہر کو دریا مین پناہ

شرح یہ عورت کی مناجات کا مضمون ہے یعنے الہٰا ہماری پانی کو کمینوں رچوروں یا ٹہلیا توڑنیوالوں سے محفوظ رکھیو۔ اور اس بیش بہا گوہر ربانی کو اُس دریائے کرم رخلیفہ بغداد تک صحیح سالم پہنچا دیجیو نکتہ یہی حال نفس لوّامہ کا ہے کہ جب وہ دنیوی جہگڑون کو چہوڑ کر متوجہ بسوے سیر الے اللہ ہوتا ہے تو گوہر ایمان کی حفاظت۔ اور وصول تا باب رحمت مع الایمان چاہا کرتا ہے نیز اسمین اشارہ ہے کہ سالک کی عقل کو سیر الے اللہ کے وقت عاقبت بینی سے غافل نہ رہنا چاہیئے۔ جیسا کہ یہ مرد عرب غافل نہ تہا۔ اور نفس بہی عقل سکے بہروسہ پر نہ رہے جیسا کہ عورت اپنے شوہر کے بہروسہ پر نہ رہی بلکہ مصلے بچہا کر خود بہی دعا مانگنے لگی

	گرچہ شویم آگہ است و پُرفن است	لیک گوہر را ہزاران دشمن است
ترجمہ	ہے مرا خاوند گو پُرفن بہت	ہوتے ہین گوہر کے پر دشمن بہت

شرح ظاہری معنے ظاہر ہین اور باطنی مطلب یہ ہے کہ اگرچہ عقل نہایت درجہ کی دانا ہے لیکن پہر بہی شیطان اور نفس امارہ اُسکے دشمن ہین۔ جو راہ حق سے ہر دم بہکانے کے لیئے آمادہ ہین۔

	خود چہ باشد گوہر آب کوثر است	قطرۂ زان آب اصل گوہر است
ترجمہ	کیا ہے گوہر آب کوثر ہے وہ آب	سچ تو یہ ہے اصل گوہر ہے وہ آب

شرح عورت کہتی ہے کہ ہمارے پانی کے مقابلہ مین گوہر کیا چیز ہے کچہ بہی نہین یہ پانی آبِ کوثر اور اسکا ایک ایک قطرہ اصل گوہر ہے۔ یعنے گوہر ایسی قیمتی چیز نہین کہ اُس سے آپ ایمان کو تشبیہ دیجائے۔ بلکہ ایمان آب کوثر اور حقیقی خوبی ہے اسکو اصل گوہر کہا جائے تو بالکل بجا ہے۔

	از دعاہائے زن و زاری او	وز غم مرد و گرانباری او
ترجمہ	ہوگیا عورت کی رازی کا اثر	مرد کے محنت سنگاری کا اثر
	سالم از دزدان و از آسیب سنگ	برد تا دار الخلافہ بید رنگ
ترجمہ	بے غم دزدان و بے آسیب سنگ	جالیا بغداد اُسنے بے درنگ

شرح دونو شعر قطعہ بند ہین یعنے عورت کی دُعا و زاری کی برکت اور اپنی گرانباری کے حق المحنۃ کے باعث اعرابی چورون اور رہزنون سے بچا کر اُس ٹھلیا کو دار الخلافہ بغداد تک لے پہنچا یعنے خدا نے عورت کی سُن لی اور مرد کی محنت کو رایگان نہ کیا۔ باطنی معنے یہ ہین کہ عقل دنیوی جھگڑون سے الگ ہو کر بلا خوف دزد شیطان اور صدمۂ سنگ ماسوے اللہ موصل الی اللہ ہوگئی۔

	دید درگاہے پُر از انعامہا	اہل حاجت گستریدہ دامہا
ترجمہ	دیکھی اک درگاہ پُر انعام سے	جا بجا بچھے ہوے کچھ دام سے

شرح یعنے اعرابی نے بغداد پہنچکر خلیفہ کی عالیشان بارگاہ کو انعامات و احسانات سے پُر اور ضرورتمندونکو حال بچھائے یعنے وسائل حاجت برآری پیش کرتے ہوے دیکھا مطلب یہ کہ چونکہ اعرابی واصل الی اللہ ہوگیا تھا اسلیئے از راہ مکاشفہ اُسے لوگونکی حاجتین اور ضرورتمندون کی حاجت برآری کے وسائل نظر آنے لگے

	دمبدم ہر سوئے صاحب حاجتے	یافتہ زان در عطا و خلعتے
ترجمہ	اور دیکھے اہل حاجت ہر طرف	ہر طرف انعام خلعت ہر طرف

شرح یعنے اعرابی نے یہ دیکھا کہ اُس بادشاہ کے دربار سے ہر صاحب حاجت کو خلعت و انعام مل رہا ہے

	بہر گبر و مومن و زیبا و زشت	ہمچو خرشید و مطر نے چون بہشت
ترجمہ	یعنے وہ درگاہ بہر خوب و زشت	شکل باران تھی نہتی شکل بہشت

شرح یعنے اعرابی نے یہ دیکھا کہ بادشاہ کا کرم کافر مومن اور اچھے بُرے سب کیلیئے سورج اور مینہہ کی طرح عام ہے اور بہشت کی طرح مومنون یا نیکون کے لیئے خاص نہین۔ کیونکہ کرم خداوندی رزق و مال اور اولاد وغیرہ دینے کے اعتبار سے تمام مخلوق پر یکسان ہے۔

	دید قومے در نظر آراستہ	قوم دیگر منتظر برخاستہ
ترجمہ	دیکھا اک فرقہ کو باصد زیب وفر	حکم شہ کی منتظر قوم دگر

شرح یعنے اعرابی نے ایک گروہ کو بادشاہ کی نظرون مین آراستہ اور دوسرے گروہ کو منتظر حکم اور خدمت شاہی بجالانے کے لیئے ایستادہ دیکھا پہلا قسم وزرا و اُمرا مقربین بارگاہ الٰہی کا ہے اور دوسرا معمولی نوکرون اور خدمتگارون زہاد و عباد کا۔ جو طاعت کے لیئے ہر دم کمربستہ اور حکم یا اشارہ کا منتظر ہے

	خاص و عامہ از سلیمان تا بمور	زندہ گشتہ چون جہان از نفخ صور
ترجمہ	زندہ اُسمین اسطرح سب خاص و عام	صور سے جسطرح اُٹھین گے تمام

شرح یعنے اُس بادشاہ کی بارگاہ مین سلیمانی سے لیکر مور تک تمام خاص و عام اسطرح از سر نو زندگی پائے

ہوے تہے جسطرح جہان کو صور پہکنے سے نئی زندگی ملنے والی ہے یعنے اُسکے کرم سے ہر شخص کو حسب استعداد انعام و اکرام اور اضافی روح ملی ہوئی تہی - کوئی شخص محروم نہ تہا۔

	اہل صورت زان جواہر یافتہ	اہل معنی بحر نا دریافتہ
ترجمہ	اہل صورت کو جواہر مل گئے	اہل دلکو بحر نادر مل گئے

شرح ظاہری معنے یہ ہین کہ اہل صورت (طالبان دنیا) نے اُس بادشاہ کے دربار سے زر و جواہر اور انعامات حاصل کیئے اور اہل معنے (طالبان اخلاق حسنہ) اُسکی نیک طینی کے باعث دریائے انوار معانی کے مالک ہو گئے اور باطنی مطلب یہ ہے کہ بارگاہ آلہی سے اہل صورت نے حور و قصور حاصل کیے اور اہل معنی نے بحر نادر یعنے مرتبۂ وصول حق پایا۔ بعض نسخون مین جواہر یافتہ اور بحر نادر کی جگہ بحر معنے یافتہ ہے اور مطلب دونون کا ایک ہے۔ یعنے اہل صورت جواہر مین بٹے ہوے یعنے غرق جواہر تہے اور اہل معانی کو دریائے معنی ملگیا تہا

	آنکہ بے ہمت چہ با ہمت شدہ	وانکہ با ہمت چہ با نعمت شدہ
ترجمہ	تہا جو بے ہمت وہ با ہمت ہوا	اور جو با ہمت تہا با نعمت ہوا

شرح یعنے اعرابی نے یہ دیکہا کہ جو بے ہمت اُس ایوان مین داخل ہوا وہ بہت بڑا با ہمت ہو گیا۔ اور جو باہمت داخل ہوا وہ صاحب نعمت ہو گیا یعنے بے سامان باسامان ہو گیا اور باسامان رئیس اعظم بنگیا۔ باطنی مطلب یہ ہے کہ بے ہمت سالک عابد کامل بنگیا اور باہمت عابد مقرب خاص ہو گیا۔ نکتہ اگران تمام اشعار مین خلیفہ سے مراد اللہ تعالے ہے تو ظاہر ہے کہ اُسکا کرم جمیع مخلوق کو شامل ہے اور اگر رسو لخدا مراد ہین تو آپ رحمۃ للعالمین ہین اور اگر ورثاء رسول مراد ہین تو اُنکی دعا ہی جو بمنزلہ کرم ہے عام کو شامل ہے ہمنے تفہیم عام کے لیے تمام اشعار مین خلیفہ سے اللہ تعالے مراد لیا ہے۔ مگر ذوق سلیم گواہی دیتا ہے کہ اس سے رسولخدا اور اُنکے ورثاء یعنے اولیاء کامل اور مرشد بہی مراد ہو سکتے ہین۔

در بیان آنکہ چنانکہ گدا عاشق کرم و کریم ست کرم و کریم ہم عاشق گدا ست اگر گدارا صبر بیش بود کریم بر در او در آید و اگر کریم را صبر بیش بود گدا بر در او آید اما صبر گدا کمال گدا ست و صبر کریم نقصان کریم ست

ترجمہ اس بات کا بیان کہ جسطرح گدا کرم اور کریم کا عاشق ہے اسیطرح کرم اور کریم گدا کا عاشق ہے فقیر زیادہ صبر کرتا ہے تو کریم اُسکے دروازہ پر آجاتا ہے اور اگر کریم صبر کرتا ہے تو گدا اُسکے دروازہ پر چلا آتا ہے لیکن اتنی بات ہے کہ فقیر کا صبر کرنا کمال فقیر ہے اور کریم کا صبر کرنا نقصان کریم۔ کیونکہ فقیر ضرورتمند ہو کر صبر کریگا تو یہ فی الواقع اُسکا کمال ہے اور کریم صبر کریگا تو اظہار کرم نہونے سے اُسے نقصان پہنچیگا۔

	بانگ مے آید کہ اے طالب بیا	جود محتاج گدایان چون گدا
ترجمہ	آتی ہے آواز اے محتاج آ	ہے عطاو جود محتاج گدا

شرح یعنے اعرابی نے داخل بارگاہِ سعادت ہوکر یہ آواز سنی کہ اے طالب ادہر آ۔ تیری دستگیری کیجائیگی کیونکہ جسطرح گدا جود وسخا کا محتاج ہوا کرتا ہے اسیطرح جود وسخا گدا کا محتاج ہے۔ اور یہ احتیاج طرفین سے ایکسان ہے۔ گدا جود کا حاجتمند ہے اور جود گدا کا محتاج ہے۔

	جود محتاج ست و خواہد طالبے	ہمچنانکہ توبہ خواہد تائبے
ترجمہ	جود کو ہے اپنے طالب کی تلاش	جسطرح توبہ کو تائب کی تلاش

شرح یعنے جسطرح توبہ تائب کی تلاش مین ہے اسیطرح جود گدا کی تلاش مین ہے چونکہ اللہ تعالے کو تمام اعمال مین سے گنہگار کی توبہ بہت پسند ہے اسیلئے گویا توبہ تائب کی جستجو کرتی رہتی ہے۔

	جود مے جوید گدایان و ضعاف	ہمچو خوبان کائنہ جویند صاف
ترجمہ	جود کو یون ہے گدا کی جستجو	طالب آئینہ جیسے خوبرو

شرح یعنے جسطرح حسین اپنا جمال دیکھنے کو آئینہ کے طالب ہین اسیطرح اہل جود وکرم۔ اپنے جود وسخا کی اچھی صورت دیکھنے کو گدا کے خواہان ہین گدا نہو تو روے جود کرم ہرگز نہین نظر آسکتا۔ یا یہ کہ گدا نہو تو جُود خود اپنے چہرہ زیبا کو نہین دیکھہ سکتا۔ ضعاف جمع ضعیف ہے بمعنے ناتوان وگدا۔

	روئے خوبان زائنہ زیبا شود	روے احسان از گدا پیدا شود
ترجمہ	آئینہ ہے روئے خوبان کے لیے	اور گدا ہے روے احسان کے لیے

شرح یعنے جسطرح کسی حسین کا چہرہ آئینہ دیکھنے سے اور زیادہ حسین ہوجاتا ہے اسیطرح احسان وکرم کا چہرہ فقیر کے آنے سے چمک اُٹھتا ہے۔ مطلب یہ کہ گدا باعث آرایش جود وکرم ہے۔

	پس ازین فرمود حق در والضحےٰ	بانگ کم زن اے محمد بر گدا
ترجمہ	والضحےٰ مین ہے یہ۔ سُن اے شہ ونک	اے محمد سائلون کو مت جھڑک

شرح یعنے چونکہ احسان وکرم کا اظہار فقیر ہی کے سبب ہے اسلیئے اللہ تعالے نے سورہ والضحےٰ مین اپنے پیارے رسول کو سائل کو جھڑک دینے یا دہمکا دینے سے منع فرمایا ہے۔ وہ آیت یہ ہے وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ یعنے اے پیغمبر سائل کو ہرگز مت جھڑک کریم وہ ہے جو حتے الامکان سائل کا سوال پورا کرے۔ یا اس نرمی سے جواب دے کہ دینے سے زیادہ فقیر کا دِل خوش ہوجائے **فائدہ** اس آیت کے شان نزول مین بعض مفسرین نے یہ لکہا ہے کہ ایکبار آنسرور کائنات کے پاس حضرت عثمان کھجورون کی ٹوکری لائے اپنے

تناول فرمانا چاہا۔ اُسوقت ایک سائل آگیا۔ آپنے چند کہجورین دیدین۔ مگر چونکہ یہ کہجورین حضرت عثمان رضو
فقط آپ ہی کے کہلانے کی نیت سے لائے تہے اسلیئے اُنہون نے سائل کو قیمت دیکر پہر خرید لین اور اُنہے
پہر سوال کیا۔ رسولخدا نے پہر کہجورین دیدین اور حضرت عثمان نے پہر خرید لین اسیطرح تین مرتبہ ہوا بعدہ رسول اللہ
نے فرمایا کہ اے شخص تو سائل ہے یا بایع؟ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ

	چون گدا آئینۂ جود ست ہان	دم بود بر روئے آئینہ زیان
ترجمہ	ہے گدا آئینۂ لطف و کرم	آئینے پر کسلیئے کرتا ہے دم

شرح یعنے یہ ثابت ہوگیا کہ گدا آئینۂ جود و کرم ہے اور یہ خود ظاہر ہے کہ آئینہ پہونک مارنے سے مکدر اور اندہا ہوجاتا ہے۔ اور اسمین پہونک مار نیوالے کا نقصان ہے پس تو اسیطرح گدا پر پہونک مارنے (اُسے جہڑکنے یا اپنے دم وخم دکہانے اور تکبر کرنے۔ یا گالیان دینے) سے اپنا ہی نقصان متصور ہے کہ روئے احسان کا اظہار نہین ہوسکتا نکتہ اس مقام کی باطنی تحقیق یہ ہے کہ عالم کا مظہر اسما و صفات آلہی ہونا دو طرح ہے ایک یہ کہ اسماء کے آثار مظہر مین پائے جائین مثلاً بندہ مرزوق ہے اور خدا رزاق مرزوقیت رزاقیت کا اثر ہے یعنے اگر بندہ مین صفت مرزوقیت نہوتی تو خدا کی صفت رزاقیت کا ظہور نہوتا علی ہذا القیاس اور اسماء مین دوسری مظہریت یہ ہے کہ بندہ اُس اسم یا صفت کے ساتہ خود موصوف ہوجائے مثلاً زید نے خالد کو کچہ ہبہ کیا تو زید بہی واہب ہے اور اللہ تعالےٰ بہی کیونکہ اس صورت مین مظہر جس صفت کے ساتہ موصوف ہوگیا ہے وہ فی الواقع صفت آلہی ہے چونکہ زید موصوف ہوگیا ہے اسلیئے اُسکو بہی واہب کہین گے۔ اور چونکہ فی الواقع یہ صفت آلہی کا ظہور ہے اسلیئے واہب حقیقی اللہ تعالےٰ ہی ہے مولانا اِن ابیات مین اول معنے کی طرف اشارہ فرما رہے ہین۔ یعنے صفت جود گدا کی خواہان ہے تاکہ اُسپر احسان کرے اور اُسے محسن الیہ بنائے۔ اگر وہ محسن الیہ نہوتا تو اللہ تعالےٰ کے محسن ہونیکا ظہور غیر ممکن تہا اس لحاظ سے شعر کے یہ معنے ہوے کہ اگر گدا مین صفت گدائی نہوتی تو جود کا ظہور غیر ممکن تہا اسلیئے اللہ تعالےٰ نے سائل کے جہڑکدینے سے منع کردیا ہے کیونکہ اُسکو سوال کرنے سے مطلوب کے ملجانے کی اُمید ہوتی ہے اور مطلوب کے اُس تک پہنچ جانے سے دینے والے مین صفت جود حق کا اظہار ہوتا ہے

	آن یکے جودش گدا آرد پدید	وین دگر بخشد گدایان را مزید
ترجمہ	اک کرم کرتا ہے سائل کو پدید	بخشتا ہے دوسرا اُسکو مزید

شرح اس شعر مین جود اقدس اور جود مقدس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے یعنے اللہ تعالےٰ کا ایک جود تو یہ ہے کہ گدا یعنے ہر ممکن کو جو سراسر محتاج فیوض رحمانی تہا وجود یا عالم ہستی مین لایا اور ایک کو دوسرے

سے ممتاز کر دیا۔ دوسرا جود یہہ ہے کہ ممکنات کی حاجات اور سوالات کے مطابق انکو فیض پہنچایا۔ یعنے فقیرونکو خلعت ہستی کے سوا اور بہی بہت سے انعامات عطا فرمائے۔ اصطلاحات صوفیہ مین پہلے جود کا نام اقدس اور دوسرے کا مقدس ہے دوسرے معنے ہین کہ اے اہل کرم سائل کے آنے سے اللہ تعالےٰ تجہپر دو طرح کی مہربانیان کرتا ہے ایک یہ کہ گدا کو تیرے دروازہ پر لے آیا۔ دوسرے یہ کہ تیرے ہاتہ سے کچہ دلوادیا کیونکہ دینے والا تو نہین ہے بلکہ فی الواقع خدا ہی ہے

	پس گدایان آئینہ جود حقند		وانکہ باحق اند جود مطلقند
ترجمہ	ہین گدا آئینۂ جود خدا		جود مطلق ہین جو باحق ہین گدا

شرح یعنے وہ گدا جو اللہ تعالےٰ کو جواد مستقل اور اہل جود و کرم کو صفت جود کا مظہر سمجھتے ہین وہ جود حق کا آئینہ ہین جود و احسان کا جو بصورت جہرہ انہین کے سبب دکہائی دیتا ہے۔ اور وہ گدا جو اپنے صبر و تقوے کے باعث باحق اور خدا رسیدہ ہو گئے ہین خود جود مطلق ہین انہین کی برکت سے مینہہ برستا ہے اور انہین کے طفیل لوگون کو روزی ملتی۔ حدیث شریف مین لعلکم ترزقون بضعفائکم موجود ہے یعنے اے لوگو فقیرون اور ناتوانون کے ساتہ احسان کرتے رہا کرو کیا جب تمہین انہین کی بدولت روزی ملتی ہو۔

	وانکہ جز این دو ستاو خود مردہ است		او برین در نیست نقش پردہ است
ترجمہ	اور جو انکے سوا ہے مردہ ہے		وہ نہین اس در پہ نقش پردہ ہے

شرح حاجتمندون کی تین قسمین ہین اول یہ کہ کوئی شخص یہ سمجہکر اپنی حاجت خلقت کی طرف لیجائے کہ یہ احتیاج فی الواقع خالق کی طرف ہے اور خلقت سے جو کچہ فیض پہنچتا ہے وہ درحقیقت خالق کی جانب سے ہے۔ اسیلیئے عارف کے نزدیک تمام ممکنات جو محتاج فیضان الٰہی ہین آئینۂ جود حق ہین اور گزشتہ شعر کا پہلا مصرع پس گدایان آئینہ جود حقند + اسی پہلے قسم کی طرف اشارہ کر رہا ہے اور یہ مرتبہ سالک کا ہے دوسرا وہ شخص ہے جو مرتبۂ بقا تک ترقی کرکے اور واصل الی اللہ ہو کر متصف بجمیع صفات ہو گیا ہو اسوقت یہ شخص خود جود مطلق بنجاتا ہے اور اسکا فیض کسی خاص شخص کے لیے مخصوص نہین ہوتا بلکہ اسی کے طفیل عوام کو رزق ملتا ہے مینہہ برستا ہے یہ مرتبہ ابدال اور اقطاب کا ہے ایسے شخص گو بعض ضروری امور مین محتاج مخلوقات ہو جاتے ہین مگر فی الواقع وہ محتاج خالق ہین گویا باعتبار صورت اپنی احتیاج خلقت کی طرف لیجاتے ہین گزشتہ شعر کا دوسرا مصرع یہی معنے رکہتا ہے تیسرا گدائے دنیوی ہے جسکو ہم گدا کہتے ہین ایسا شخص مخلوق کو جواد مستقل سمجہکر اپنی حاجتین انکی طرف لیجاتا ہے اور جابجا دکہے کہاتا پہرتا ہے۔ چنانچہ یہ شعر اسی تیسری قسم کی طرف اشارہ ہے یعنے جو شخص مذکورہ شعر بالا کی ان دونو قسمون سے الگ ہے

کہ نہ تو محتاج الی اللہ یا سالک ہے اور نہ فقیر فانی فی اللہ اور قطب ہے۔ وہ فقیر دنیوی ہے جسکو صوفی محجوب کہتے ہین۔ ایسا آدمی مُردہ ہے اور اِسکا وجود عدم برابر ہے وہ دروازۂ الٰہی کا فقیر نہین ہے بلکہ گدائے درِ اغنیا اور خوان مگس اہل دولت ہے اُسکو ایسا سمجھنا چاہیئے جیسا کہ پردے پر نقش و نگار یا تصویر کہ صرف صورت ہی صورت ہوتی ہے اور باطنی اعتبار سے فی الواقع کچھ بھی نہین ہوتا **فائدہ** اعرابی درویش کے قصہ سے اس نصیحت عامہ کو یہ مناسبت ہے کہ فقیر الی اللہ ہمیشہ کامیاب ہوتا ہے۔

فرق میان آنکہ درویش ست بخدا و تشنۂ خداست و آنکہ درویش ست از خدا و تشنہ است بغیر

ترجمہ ایک شخص محتاج الٰہی اور عاشق خدا ہے اور ایک خدا سے غافل اور عاشق ماسوا ہے ان دونون کی فرق کا بیان

	لیک درویشے کہ اوتشنۂ خداست	ہست دایم از خدا ایش کار راست
ترجمہ	ہے مگر تشنہ خدا کا جو فقیر	کام اُسکے سب کے ہین سب دلپذیر
	لیک درویشے کہ تشنہ غیر شد	او فقیر و ابلہ بے خیر شد
ترجمہ	ہان مگر محتاج ہین جو غیر کے	کام کر سکتے نہین وہ خیر کے

شرح جو درویش عاشق الٰہی اور محتاج الی اللہ ہے خدا ہمیشہ اُسکے کام بنا رہتا ہے اور جو عاشق دنیا ہے وہ ظاہری و معنوی دو طرح سے محتاج اور بے وقوف اور نیکیون کا دشمن ہے ع اِسکی وہ مثل ہے نہ اِدہر کا نہ اُدہر کا۔

	نقش درویش ست اونے اہل جان	نقش سگ را تو مینداز استخوان
ترجمہ	نقش درویشان ہے کب ہے اہل جان	نقش سگ کو دے نہ ہرگز استخوان

شرح یعنے جو شخص دنیوی فقیر ہے وہ اہل جان یعنے صاحب معنے نہین بلکہ درویشون کی صورت مین بھیک منگا فقیر ہے ایسے کو کچھ دینا بے فائدہ ہے۔ شخص نقش سگ ہے اور نقش سگ وکتے کی تصویر کے آگے ہڈی ڈالنا بیوقوفی ہے کیونکہ اُسمین کہا لینے کی لیاقت ہی نہین بعض نسخون مین نقش سگ کے جگہ نفس سگ بفا وسین مہملہ ہے مطلب دونو کا ایک ہے مگر مولانا کے اِس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ بھیک منگے فقیرون کو کچھ نہ دینا چاہیئے۔ حالانکہ یہ خلاف شریعت و طریقت ہے۔ اسلیئے استخوان سے مراد بھیک نہین ہے بلکہ حرف درویشی ہے یعنے کتے کے آگے حرف درویشی نکہنا چاہیئے لیکن اس صورت مین بھی آدمی کو سگ کہا گیا لہذا یون کہنا چاہیئے کہ نفس موصوف ہے اور سگ اُسکی صفت مطلب یہ کہ نفس درویش ظاہری کے آگے جو سگ صفت ہے حرف درویشی نہ بیان کر کیونکہ وہ اِسکا اہل ہی نہین حدیث شریف مین موجود ہے کہ نالائقون کو علم کی باتین سکہانے والا ایسا ہے جیسا کہ خنزیر کے گلے مین موتیونکا کہنا

ڈالنے والا بعض نسخون مین منہ از (صیغہ نہی) کی جگہ بنہ از (صیغہ امر) ہے۔ یعنے بہک منگا فقیر چونکہ صاحب معنی نہین ہے بلکہ روٹیونکا طالب اور سگ دنیا ہے اسلیئے اسکے آگے ہڈی ڈالدیا کر۔

فقر لقمہ دارد او نے فقر حق ... پیشِ نقشِ مردہ کم نہ طبق

ترجمہ: ہے گدائے لقمہ کب محتاج حق ... مُردے کے آگے نہ رکہہ ہرگز طبق

شرح: یعنے بہک منگا فقیر لقمہ کا محتاج ہے فقیر الی اللہ نہین ہے ایسے نقش مردہ (ظاہری فقیر) کے آگے نعمت ظاہری (کہانا) اور نعمتِ باطنی (حرف درویشی) کے طبق نہ رکہہ اگر اس لفظ کو نہ طبق کہا جائے تو یہ معنے ہین کہ ایسے پیٹ کے بندے کے آگے کہانے کے تو طباق بہی کم ہین

ماہیِ خاکی بود درویش نان ... شکلِ ماہی لیک از دریا رمان

ترجمہ: خاک کی مچہلی ہے ہر درویش نان ... شکل ماہی اور دریا سے رمال

شرح: یعنے درویش نان (روٹیان مانگ کہانے والا فقیر) ایسا ہے جیسا ریگ ماہی کہ شکل مین مچہلی ہے لیکن دریا سے نفرت رکہتی ہے اسیطرح بہک منگا فقیر دریائے معرفت سے نفرت رکہتا ہے

نقش ماہی کے بود درویش آب ... آن ز بے آبی نمے گردد خراب

ترجمہ: نقش ماہی کب ہوا محتاجِ آب ... اُسکو بے آبی نہین کرتی خراب

شرح: یعنے جسطرح نقش ماہی (مچہلی کی تصویر) پانی کی محتاج نہین ہے اور خشکی مین رہنے سے خراب نہین ہوتی۔ اسیطرح روٹیون کا محتاج درویش تجلیات معرفت کی احتیاط نہین رکہتا۔

مرغ خانہ ست او نہ سیمرغ ہوا ... لوت نوشد او نہ نوشد از خدا

ترجمہ: گہر کی مرغی کب ہے سیمرغ ہوا ... ہے نجاست سربسر اُسکی غذا

شرح: لوت بمعنے طعامہائے لذیذ و قوت نفیس اور لوت پوت بمعنے اقسامہائے طعام لذیذ ہے یعنی بہک منگا فقیر گہر کی مرغی کی طرح ناپاک روزی کہاتا ہے یعنے نفس امارہ کی امان مین میٹہا ہوا لذیذ کہانے چکہتا ہے وہ آسمان معانی کا سیمرغ نہین ہے جو وجود فانی کی قید سے اُڑکر لذائذ دنیوی کا پابند نہ ہے اور اُسکی غذا صرف محبت الٰہی ہو بلکہ اسکی قوت چکنی چپڑی روٹیان ہین۔

عاشق حق ست او بہر نوال ... نیست جانش عاشق حسن و جمال

ترجمہ: عاشقِ اللہ ہے بہر نوال ... وہ نہین ہے عاشق حسن وجمال

شرح: یعنے ایسا فقیر لوگون سے عطا و بخشش حاصل کرنے کے لیئے زبردستی آپ کو خدا کا عاشق ظاہر کرتا ہے حالانکہ اُسکی روح ہرگز خدا کے حسن وجمال کی عاشق نہین ہے۔

	گر تو وہم میکند او عشق ذات	ذات نبود وہم اسماؤ صفات
ترجمہ	وہم مین اُسکے اگر ہے عشق ذات	ذات کب ہے وہم اسماؤ صفات

شرح یعنے ایسا فقیر اگر یون کہے کہ مین عاشق ذات ہون تو اُسکا یہ دعوے غلط ہے کیونکہ اُسنے وہم اسما وصفات الٰہی کو ذات تصور کر لیا ہے حالانکہ ذات وہم اسما وصفات نہین ہے بلکہ وہم اسما وصفات اور چیز ہے اور ذات اور چیز اسلیے جس شے کو اُسنے ذات تصور کیا ہے وہ ذات نہین ہے نکتہ وہم ایک قوت جسمانی ہے جو آخر دماغ کے وسط مین ہے اسکا کام اُن بعض چیزون کا ادراک ہے جو محسوسات سے متعلق ہون مثلاً ادراک شجاعت زید و سخاوت خالد لیکن وہم غیر محسوسات کے ادراک مین غلطی کرتا ہے اور غیر معلوم شے سے کچھ تعلق نہین رکھتا بس تو یہ فقیر لقمہ جو اپنے آپ کو عاشق ذات کہتا ہے ذات کی کیفیت تو اُسکو معلوم نہین فقط وہم اسما وصفات الٰہی کو جو اُسکے دماغ سے پیدا ہوا ہے۔ ذات تصور کرتا ہے نتیجہ یہ نکلا کہ اُسکا وہم اُسکا خدا ہے حالانکہ وہم مخلوق اور حادث ہے اور خدا قدیم اور غیر مخلوق۔ ذات ہرگز وہم سے تعلق نہین رکھتی کیونکہ حادث کا ہمسایہ حادث ہی ہوتا ہے آیندہ شعر مین وہم مخلوق کے یہی معنے ہین۔

	وہم مخلوق ست و مولود آمدست	حق نزائیدست او لم یولدست
ترجمہ	وہم ہے مخلوق و حادث اے فتا	اور لم یولد ہے وصف کبریا

شرح اس شعر کے وہی معنے ہین جو گذشتہ شعر مین بیان ہو چکے ہین۔ یعنے وہم ایک مخلوق و مولود (حادث و نوزائیدہ) شے ہے اور اللہ تعالے مخلوق یا حادث نہین ہے بلکہ قدیم اور ازلی ہے وہ اپنی شان مین خود فرماتا ہے لم یلد ولم یولد یعنے نہ اُسنے کسیکو جنا اور نہ وہ خود کسی سے پیدا ہوا مطلب یہ کہ قدیم حادث سے میل جول نہین رکھتا اسلیے حادث کے دلمین جو وہم پیدا ہوگا وہ حادث ہی ہوگا بس تو حادث کے خیالات و توہمات نے جس چیز کو خدا سمجھ رکھا ہے وُہ فی الحقیقت خدا نہین ہے اُسکا ادراک خیال و قیاس وگمان و وہم سے برتر ہے۔ اُسکی ماہیت وکیفیت کا خطرہ بھی دل مین نہین گذرتا۔

	عاشق تصویر و وہم خویشتن	کے بود از عاشقان ذوالمنن
ترجمہ	ہو جو عاشق وہم کی تصویر کا	ایسے کو ہوتا نہین عشق خدا

شرح یعنے جو شخص اپنے وہم کی تصویر اور خیالات کے بُت کا عاشق ہے وہ خدائے ذوالمنن کا عاشق نہین ہو سکتا۔ کیونکہ عاشقان الٰہی وہم و تصور سے پاک اور بالمشافہ حقیقی خداوند کے عاشق ہین۔

	عاشق آن وہم اگر صادق بود	آن مجازش تا حقیقت می کشد
ترجمہ	وہم کا عاشق بھی صادق ہو اگر	ہے مجازی تا حقیقت راہبر

شرح یعنے ہم وہم وخیال کے عاشق کو ہر حالت مین بُرا نہین کہتے بلکہ وہم اسماوصفات کا عاشق ہی اگر صادق ہے تو ایک دن عاشق حقیقی ہو جائیگا اور یہ عشق مجازی اُسکو حقیقی کی طرف کھینچ لیگا۔ **نکتہ** عاشق ذات حقیقی وُہ ہے جسکو جذبۂ احدیث اپنی طرف کھینچ لے اور اُسکو اسماوصفات اور جنت ونار کا کچھ لحاظ نہ رہے۔

	شرح میخواہد بیان این سخن	**لیک مے ترسم ز افہام کہن**	
ترجمہ	شرح کامل چاہتا ہے یہ سخن	مجکو ہے پر خوف افہام کہن	

شرح یعنے اس کلام (گفتگوئے عشق حقیقی) کا مفصل طور پر بیان کرنا بہت بڑے دفتر کو چاہتا ہے لیکن مین افہام کہن (سیچ پوچ اور بوسیدہ عقلون) سے خوف کرتا ہون کہ کہین لوگ اپنی کم فہمی کے باعث ملحد نہ بنجائین اور اپنے الحاد پر اس مثنوی کے کسی شعر کو دلیل نہ لے آئین۔ اسلیئے اس گفتگو کو طول نہین دیسکتا **نکتہ** صوفیونکا قول ہے اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ یعنے درویشی کی انتہا خدا ہے اور لَا یَذْکُرُ اللّٰهَ غَیْرُ اللّٰهِ یعنے درویش سوائے خدا کے خدا کا ذکر نہین کرتا نا فہمون کے نزدیک یہ دونو فقرے الحاد پر مبنی ہین مگر فی الواقع نہایت درست ہین کیونکہ انکے کمالِ فنا فی اللہ کے معنے نکلتے ہین عاشق صادق اور فنا فی اللہ اپنے تمام تصرفات کو فنا کرکے باقی بقا اللہ ہو جاتا ہے۔ ان باریک نکتون کی شرح سے دل لرزجاتا ہے اور قلم کانپ اُٹھتا ہے۔

	فہم ہائے کہنۂ کوتہ نظر	**صد خیال بد در آرد در فکر**	
ترجمہ	فہم کہنہ دیدہ کوتہ نظر	فکر بد لاتا ہے دلمین سر بسر	

شرح فِکَر بکسر الفاء وفتح الکاف جمع فکرت ہے اور فکر بکسر و بفتح اول وسکون ثانی بمعنے اندیشہ۔ یہان فِکَر بفتح الکاف جمع فکرت ہے بعض شاعرون نے جو قافیہ مین فکر بفتح الکاف باندہا ہے وُہ بلحاظ معنے جمع ہے البتہ فکر بسکون کاف (بمعنے اندیشہ) کو فکر بفتح الکاف باندہنا غلط ہے مطلب شعر یہ ہے کہ کوتہ نظر اور کم عقل آدمیون کی پُرانی اور بوسیدہ عقلین نافہمی اسرار کے باعث سو طرح کے بدخیالات اپنے اندیشون مین لاسکتی اور اہل اللہ کے کلام کو الحاد بتا سکتے ہین۔ اسلیئے ہمنے عشق حقیقی کے اسرار کے زیادہ شرح کرنی نامناسب سمجھی ہے

	بر سماع راست ہر کس چیر نیست	**طعمۂ ہر مُرغکے انجیر نیست**	
ترجمہ	ہر کوئی سمجھے گا یہ تقریر کب	لقمہ ہر طائر کا ہے انجیر کب	

شرح یہ شعر پہلے بھی گذر چکا ہے یعنے اسرار عشق حقیقی فی الواقع صحیح اور ماننے کی لائق ہی مگر ہر شخص اپنی کم فہمی کے باعث سچ بات کی سُننے کی طاقت نہین رکہتا جیسا کہ ہر طائر انجیر نہین کہا سکتا اور باز کا لقمہ چڑیا کے مُنہ مین نہین جاسکتا۔ اسیطرح ہر شخص مین اتنی طاقت نہین کہ سچی بات کو سنکر اُسے سمجھ لے۔ یا تہ کی بات معلوم کرے۔ بلکہ اکثر نافہم جو تصوف کے نکتون کو نہین سمجھتے صوفیہ کرام پر اعتراض کر بیٹھتے ہین۔

	خاصه مرغی مردهٔ پوسیدهٔ	پر خیالی اعمی بی دیدهٔ
ترجمہ	خاص وہ طائر کہ جو بوسیدہ ہو	مردہ ہو کم عقل ہو۔ بے دیدہ ہو

شرح یہ گذشتہ شعر سے متعلق ہے یعنے انجیر عموماً ہر طائر کی خوراک نہین بن سکتا۔ اور خاصکر ایسے جانور کے تو خواب مین بہی نہین آتا جو مر کر سڑ گیا ہو۔ پر خیال اور اندہا ہو یعنے جو شخص درویش کامل کی صورت بنا کر دنیا کماتا پہرتا ہو اور اپنے خیال مین عاشق حقیقی ہو کر حقیقت عشق سے اندہا ہو وہ ہرگز اسرار وحدت سنکر انکے واقعی معنے نہین سمجہ سکتا۔ بلکہ ایسا شخص جہل مرکب کی لاعلاج بیماری مین مبتلا ہے۔

	نقش ماهی را چه دریا و چه خاک	رنگ هندو را چه صابون و چه زاک
ترجمہ	نقش ماہی کو نہین دریا ضرور	سچ تو ہے زنگی کو صابن کیا ضرور

شرح یعنے جسطرح مچہلی کی تصویر کو دریا مین ڈالدیا جائے تو زندہ نہین ہوتی۔ اور خشکی مین رکہا جائے تو مرتی نہین اسیطرح نافہم اور کوتہ نظر آدمی کو اسرار بتائے جائین تو روحانی زندگی نہین ملتی اور نہ بتائی جائین تو شوق بیقرار کرکے ہلاک نہین کرتا۔ اسکی مثال ایسی ہے جیسا کوئی ہندو یعنے سیاہ فام آدمی لاکہہ صابن یا پہٹکری ملے مگر اسکے رنگ کی ازلی سیاہی ہرگز زائل نہین ہوتی۔ اسیطرح نافہم کو لاکہہ سمجہایا جائے لیکن اسکی اندرونی سیاہی کسیطرح نہین جہٹتی۔ اور تعلیم اسرار اسکو کسیطرح کا ظاہری و معنوی فائدہ نہین پہنچا سکتی۔ زاک اور زاج پہٹکری کو کہتے ہین

	نقش اگر غمگین نگاری بر ورق	او ندارد از غم و شادی سبق
ترجمہ	صورت غمگین ہے کاغذ پر اگر	شادی و غم کی نہین اسکو خبر
	صورتش غمگین و او فارغ از آن	صورتش خندان و او زان بی نشان
ترجمہ	شکل غمگین ہے پر اسکو غم نہین	شکل شادان ہے مگر خرم نہین

شرح یہ دونو شعر باہم متعلق ہین اور مطلب یہ ہے کہ اگر تو کسی کاغذ پر کوئی غمگین یا شادمان تصویر بنا دے تو وہ تصویر شادی و غم سے کچہ خبر نہ رکہے گی کیونکہ تصویر مین جان ہی نہین ہوتی کہ اسے شادی و غم کی کچہ خبر ہو غمگین تصویر کی ظاہری صورت غمگین اور شادمان کی ظاہری صورت شادمان معلوم ہوگی۔ مگر فی الواقع تصویر شادی و غم دونو سے فارغ ہے۔ بعینہ یہی حال نافہم اور دنیا کمانے والے فقیر کا ہے۔ وہ چاہے صوفیون کا لباس پہنکر اور یہ دکہانے کو کہ غم آخرت مین مبتلا ہے غمگین صورت بنا کر بیٹہ جائے چاہے یہ جتانے کو کہ عاشق الہی اور غم دنیا سے بالکل فارغ ہے شادمانی کا اظہار کرے مگر یہ دونو باتین خلاف واقع ہین۔ وہ غم آخرت اور عشق حقیقی کی شادمانی سے بالکل ناواقف ہے۔ اسکو ہمیشہ دنیا کمانے کا غم رہتا ہے دنیا ملگئی تو خوش ہوگیا اور نہ ملی تو غمگین رہا ایسے کو فقیر نہین کہتے۔

	دین غم و شادی کہ اندر دل خفی ست	پیش آن شادی و غم نقش دنی ست
ترجمہ	یہ غم و شادی کہ ہے دل مین نہان	اُسکے آگے ہیچ ہے سن میری جان

شرح مولانا نے فقط لفظ نقش کی مناسبت سے اور مطلب کی طرف انتقال کیا ہے۔ یعنے یہ دنیوی غم و شادی جو دنیا کے سبب دلمین مخفی ہے اُس اُخروی غم و شادی کے آگے ایک نقش دنی اور مٹنے والی چیز ہے۔ کیونکہ جب دنیا فانی ہے تو اُسکی غم و شادی بھی فانی ہین جیسا سبب ہوتا ہے ویسا ہی مسبب ہوتا ہے لیکن اتنی بات ہے کہ جو بالکل دنیا مین منہمک ہے وہ حقیقی موت کے باعث خود بھی فنا ہو جاتا ہے اور اُسکے ساتھ اُسکے غم و شادی بھی مگر گناہ باقی رہجاتا ہے بخلاف تارک دنیا کہ اُسکی شادی و غم اختیاری موت یعنے مرتبۂ فنا کے باعث حقیقی موت سے پہلے مٹ گئی ہین۔ نتیجہ یہ نکلا کہ دنیا کے غم و شادی کو لاشے سمجھنا چاہیئے بعض نسخون مین یہ شعر اسطرح ہے دین غم و شادی کہ اندر دل خطیست۔ پیش آن شادی و غم خرنقش نیست ؛ خط بمعنے نقش بے اعتبار و فانی ہے مطلب دونو نکا ایک ہے۔

	صورت غمگین نقش از بہر ماست	تا کہ مارا یاد آید راہ راست
ترجمہ	ہے ہمارے واسطے شکل غمین	تا کہ راہ راست سوجھے بالیقین
	صورت خندان نقش از بہر تست	تا از ان صورت شود معنی درست
ترجمہ	صورتِ خندان ہے تیرے واسطے	تا کہ ہو معنے درست اس شکل سے

شرح یہ دونو شعر باہم متعلق ہین۔ پہلے شعر مین لفظ ما سے انسان کامل اور دوسرے مین تو سے اہل غفلت مراد ہین۔ اور مطلب یہ ہے کہ نقش غم و شادی جو مثلاً کسی کاغذ پر ہو گو بظاہر بیکار سی چیز ہے مگر اسمین ایک بہت بڑا فائدہ بھی ہے وہ یہ کہ غمگین تصویر ہمارے یعنے انسان کامل کے لیئے ہے اُنکو اس سے راہ راست یاد آجاتی ہے وہ صورت مغموم سے متاثر ہو کر غم آخرت مین منہمک ہو جاتے ہین۔ اور دنیوی غم کو دل سے نکالدیتے ہین اور اے شخص صورت نقش شادی تیرے یعنے اہل غفلت کے لیئے ہے تا کہ اس صورت سے باطنی حالت درست ہو جائے یعنے صورت شادی سے متاثر ہو کر سرور عقبے کا خیال تیرے دلمین پیدا ہو۔ اور تو حصۂ اُخروی حاصل کرے۔

	نقشہائے کاندرین حمامہاست	از برون جامہ کن چون جامہاست
ترجمہ	نقش جو زیبایش حمام ہین	صُفۂ حمام مین ہین جام ہین

شرح دوسرے مصرع مین جامہا مخفف جامہ ہا ہے بمعنے کپڑے لسبب اجتماع دو ہمجنس جامہ کی ہائے ہوز حذف کیگئی۔ اور بضرورت قافیہ کے یہ میم ساکن کیا گیا جامہ کن وہ جگہ جہان حمام مین داخل ہوتے وقت

کپڑے اُتارے جاتے ہین اورجسکو صُفۂ حمام کہتے ہین. نیز حمام سے دنیا اور نقشہائے حمام سے وجود ظاہر انسانی مراد ہے یعنے یہ نقش وصورت اور یہ وجود ظاہر انسانی جو عالم دُنیا مین موجود ہے اسکی مثال ایسی ہے جیساکہ نہانے والے کے کپڑے کہ جامہ کن اور صف حمام سے باہر رہتے ہین اور حقیقت حمام کو نہین دیکھہ سکتے علے ہذا القیاس نقش اور صورت ظاہری عالم معنے کی حقیقت کو معلوم نہین کرسکتے کیونکہ صورت ظاہری ادراک حقیقت کی طاقت ہی نہین رکھتی

	تابرونی جامہا بینی وبس	جامہ بیرون کن درآای ہمنفس
ترجمہ	جام بیرون کا نظارہ کچہ نہین	اندر آ۔ کپڑے اتار اے ہمنشین

شرح یہ گزشتہ شعر سے متعلق ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ اے شخص جب تک تو باہر ہے یعنے ادراک حقایق ومعانی کی طرف متوجہ نہین ہے تو یہ سمجہ کہ فقط کپڑون یعنے نقش اور صورت ظاہری ہی کو دیکھہ سکیگا جس سے کچہ فائدہ نہین اسیلئے تجکو چاہیئے کہ کپڑے اُتار دے اور حمام مین داخل ہو یعنے صورت اور وجود ظاہری کو فنا کرکے حقیقت دنیا اور ماہیت اشیا کو معلوم کر اُسوقت آنکھین کھلینگی اور تو دنیا کو لاشے سمجھیگا۔ بعض شارحین نے گزشتہ شعر مین جامہا بمعنے شیشہا وآئینہا کہا ہے اسصورت مین بلا تکلف قافیہ صحیح ہے اور معنے یہ ہین کہ وجود انسانی دنیا مین ایسا ہے جیسا کہ جامہ کن کے باہر شیشے اور آئینے لگے ہوے ہوتے ہین رچنانچہ نہانے والون کی ترغیب کے لیے اکثر حامیون کی دکانون پر آئینے وغیرہ نصیب ہوا کرتے ہین(اسشخص جبتک تو باہر رہیگا فقط آئینون کے دیکھنے سے حمام کا حال معلوم نہین کرسکتا۔ اسیطرح دنیا کے نقش اور ظاہری صورت سے اُسکی حقیقت اور ماہیت معلوم نہین ہوسکتے بلکہ وجود ظاہری کو فنا کرکے اسکی حقیقت کو دیکھنا چاہیئے۔ اسوقت دنیا لاشے اور بے حقیقت معلوم ہوگی

	زانکہ جامہ را دران سوراہ نیست	تن زجان۔ جامہ زتن اگاہ نیست
ترجمہ	کپڑے والو نکا نہین اُسجا گزر	جان سے تن ہے تن سے جامہ بیخبر

شرح یعنے ایمخاطب ادراک حقیقت کے لیے کپڑا اُتار دنیا رترک وجود فانی(اسیلئے لازم ہے کہ کپڑے یعنے وجود فانی کو اُس طرف جانے کا رستہ نہین ملتا۔ کیونکہ جب تک وجود فانی اور فریب ہستی موجود ہے دنیا کے لاشے اور بے حقیقت ہونے کی حقیقت ہرگز نہین معلوم ہوسکتی اسکی مثال ایسی ہے جیساکہ بدن کو روح کی حقیقت معلوم نہین اور کپڑا بدن کی کیفیت سے آگاہ نہین۔ کیونکہ دونو خلاف جنس مین اسیطرح انکشاف خلایق اور وجود ظاہری مین باہم مخالفت ہے بعض نسخون مین تن زجان وجان زتن اگاہ نیست ہے اس صورت مین شعر کے یہ معنے ہوئے کہ بلاترک وجود انکشاف حقیقت ہرگز نہین ہوسکتا۔ کیونکہ اہل ظاہر کا بدن حقیقی روح سے اور روح اُنکے بدن سے واقف ہی نہین ہے۔ یا اسیلئے کہ گرفتاران ہستی موہوم کی روحین

کثافت وظلمت مین بمنزلہ بدن ہین اس لحاظ سے گویا روح انکے بدنون سے متعلق ہی نہین ہوئی۔ وہ بالکل بیجان اور مُردہ کے مانند ہین۔ اور یہ بات بہت ٹہیک ہے کہ جو لوگ خدا سے غافل ہین وہ مردہ ہین۔

پیش آمدن نقیبان و دربانان خلیفہ از بہر اکرام اعرابی و پذیرفتن ہدیہ او

ترجمہ بادشاہ کے نقیبون اور دربانون کا اعرابی کی تعظیم واستقبال کے لیئے آنا اور اسکا ہدیہ قبول کرنا

شرح اسکا باطنی مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے رسول اور خلفاء رسول کی وساطت سے مومنین کے تہوڑے تہوڑے نیک عملون کو جو ہدیۂ فقیر کے مانند ہین قبول فرماکر انکے بدلے مین بڑے بڑے ثواب اور درجات عنایت فرماتا ہے۔ اور یہ صرف اسکا احسان اور محض کرم ہے کہ ایسے ناچیز ہدیہ کو قبول کرلیتا ہے۔

	آن عرابی از بیابان بعید	بر در دار الخلافت چون رسید
ترجمہ	کرکے طے جنگل وہ مرد پارسا	شاہ کے دار الخلافت مین گیا
	پس نقیبان پیش اعرابی شدند	بس گلاب لطف بر رویش زدند
ترجمہ	سامنے آئے نقیب اسکے شتاب	اور چہڑکا مہربانی سے گلاب

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین یعنے اعرابی درویش سفر دراز طے کرکے جب دار الخلافۂ بغداد مین پہنچا تو بادشاہ کے نقیب استقبال کے لیئے آئے اور حسب رسم اہل فارس اسکے چہرہ پر گلاب چہڑکا یعنے نہایت مہربانی سے پیش آئے بعض نسخون مین بر جیبش زدند ہے۔ جیب بمعنے گریبان ہے شاید مسافر کے گریبان پر گلاب پاشی اہل بغداد کا دستور ہوگا۔ باطنی مطلب یہ ہے کہ سالک جب واصل بحق ہوجاتا ہے تو خدا کے مقرب اسکا استقبال کرتے ہین اور جب وہ متوجہ ذات ہوتا ہے تو تجلی صفات اُسپر متوجہ ہوتی ہے اور مقربان حضرت خداوندی الطاف الٰہی کو اُسپر نثار کرتے ہین۔ نقیب لغت مین معرّف یعنے چوبدار کو کہتے ہین جو مقرب سلاطین ہوتا ہے

ترجمہ	حاجت او فہم شان شد بیمقال اُسکی حاجت جان لئے بے قیل و قال	کار ایشان بد عطا پیش از سوال کام اُنکا تہا عطا قبل از سوال
ترجمہ	پس بدو گفتند یا وجہ العرب اور پہر بولے کہ یا وجہ العرب	از کجائی چونی از راہ و تعب کیئے حال راہ احوال تعب

شرح یعنے نقیبون نے ازراہ حسن اخلاق اعرابی کی مزاج پرسی کی اور یہ کہا کہ اے شریف عرب تو کہانکا رہنے والا ہے اور کہان سے آیا ہے اور سفر مین تیری حالت کیسی رہی شاید تو نے رستے مین تکلیف اُٹہائی ہوگی۔

	گفت وجہم گر مرا وجہے دہید	بے وجوہم چون پس پشتم نہید
ترجمہ	بولا وہ ہون اوجہ عزت دو اگر	ورنہ مین ہون خوار عالم سر بسر

شرح یعنے اعرابی درویش نے نقیبون سے کہا کہ مین اُسی حالت مین شریف عرب ہوسکتا ہون کہ تم مجھے

آبرو دو یعنے سبوے آب کو بادشاہ تک پہنچادو۔ اور اگر پس پشت پھینکدو یعنے میرے حال پر توجہ نہ کرو تو مین سراپا بے آبرو ہون۔ ذلیل ہون۔ اس بارگاہ سے محروم ہوکر چلا جاؤنگا۔

اے کہ در رو تان نشان مہتری ست	فر تان خوشتر زِ زرِّ جعفری ست
ترجمہ ہے عیان تم مین نشان مہتری	ہے تمہاری دید زرّ جعفری

شرح اعرابی کہتا ہے کہ اے نقیبو تمہارے چہرون مین بزرگی وسعادت کے آثار پائے جاتے ہین اور تمہارے پیشانیون کا نور میرے نزدیک خالص سونے سے زیادہ محبوب ہے۔ فرّ بمعنے شان وشوکت ونور وپرتو ہے یہان پچھلے معنے مراد ہین۔ یعنے تمہارے چہرے کا پرتو نہایت جلوہ گر ہے۔

اے کہ یک دیدار تان دیدارہا	اے نثار دیدتان دینارہا
ترجمہ کیا مبارک آپ کے دیدار ہین	جن پہ صدقے درہم ودینار ہین

شرح یعنے اے نقیبو تمہارے نورانی چہرون اور اخلاق مین ایسی کشش ہے کہ تمہین جو شخص ایکبار دیکھہ لیتا ہے وہ ہزار بار دیکھنے کا مشتاق ہوجاتا ہے یا یہ معنے ہین کہ تمہین ایکبار دیکھہ لینا ایسا ہے جیسا کسی نے بیشمار آدمیون کو دیکھہ لیا۔ کیونکہ تم مین کا ہر شخص عالمِ اکبر اور مجمع صفات کثیرہ ہے تمہاری دولت دیدار پر ہزارون دینار نثار کردینے چاہئین۔ دینار تمہاری دولت دیدار کے سامنے بالکل بے قدر چیز ہین۔

اے ہمہ ینظر بنور اللہ شدہ	از برِ شہ بہرِ بخشش آمدہ
ترجمہ سب کے سب ہو ناظران نور رب	اور بخشش کے لیئے آئے ہو سب

شرح یعنے اے نقیبو تم خدا کے نور سے دیکھتے ہو اور بادشاہ کے پاس سے لوگون پر بخشش کے لیئے آئے ہو

تا زنید آن کیمیا ہائے نظر	بر سرِ مسہائے اشخاصِ بشر
ترجمہ کیمیا سے بڑہ کے ہے سب کی نظر	جس سے کندن بنگیا جسمِ بشر

شرح یعنے اے نقیبو تم اسلیئے آئے ہو کہ اپنی نظر کیمیا اثر سے اجسام بشر کے تانبے کو کندن بنا دو یعنے صفات بشریت کو صفات ملکوتیت سے بدلدو۔ اشخاص بمعنے اجسام یا افراد ہے۔ اور ان اشعار سے صاف ظاہر ہے کہ معنوی طور پر نقیبون سے انبیا واولیا مراد ہین جو مقربان بارگاہ الٰہی ہین اور جنکی نظر کیمیا کا اثر رکھتی ہے

من غریبم از بیابان آمدم	بر اُمیدِ لطفِ سلطان آمدم
ترجمہ آیا ہون طے کرکے مین راہِ بعید	لائی ہے الطاف سلطان کی اُمید

شرح اعرابی کہتا ہے کہ مین مسافر ہون اور لطف بادشاہ کی اُمید پر بہت دور سے آیا ہون میری حالت قابل رحم ہے۔ تم میری مدد کرو اور میرے تحفہ کو بادشاہ تک پہنچادو۔

بوئے لطف او بیابانہا گرفت	ذرہ ہائے ریگ ہم جانہا گرفت
ترجمہ تا بیابان لطف اُسکا عام ہے	ذرہ ذرہ شاہد انعام ہے

شرح یعنے بادشاہ کے لطف واحسان کی خوشبو جنگلون تک پہیلگئی ہے یعنے اُسکا لطف عام ہے اور ریت کے ذرّون نے جانین حاصل کرلی ہین ۔ یعنے اُسکے لطف نے جمادات مین اضافی روح ڈالدی ہے پہر افسوس کہ جسمین حقیقی روح موجود ہو وہ لطف وکرم سے محروم رہے ۔ مطلب یہ کہ سب پراس بادشاہ کا لطف وکرم عام ہے ۔

تا بدینجا بہر دینار آمدم	چون رسیدم مست دیدار آمدم
ترجمہ مجکو کہینچا تہا یہان دینار نے	مست لیکن کردیا دیدار نے

شرح اعرابی کہتا ہے کہ اے نقیبو مین مال وزر حاصل کرنے کے لیئے آیا تہا لیکن جب یہان پہنچا تو تمہارے دیدار کی شراب سے مست ہوکر مال وزر وغیرہ سب چیز کو بہول گیا اسیطرح سالک جنت وحور وقصور کے لیئے نیک عمل کیا کرتا ہے لیکن حالت وصال مین مست دیدار الٰہی ہوکر ماسوے اللہ کو بالکل بہول جاتا ہے ۔

بہر نان شخصے سوے نانوا دوید	داد جان چون حسن نانوا را بدید
ترجمہ نان بائی تک گیا اک بہر نان	دیدی اُسکی صورت زیبا پہ جان

شرح اعرابی کہتا ہے کہ میری ایسی مثال ہے جیسا کہ کوئی شخص روٹی کے لیے نان بائی کی طرف دوڑا لیکن نان بائی کا حسن دیکہکر اپنی جان دیدی اور روٹی کو بہول گیا ۔ نانوا و نانبا ۔ بمعنے خبّاز ۔ و نانبائی ہے

بہر فرجہ شد یکے تا گلستان	فرجۂ او شد جمال باغبان
ترجمہ سیر کرنے اک گیا تا گلستان	ہو گیا محو جمال باغبان

شرح یعنے میری ایسی مثال ہے کہ ایک شخص سیر وتفریح کے لیئے باغ مین گیا لیکن باغبان کے حسن وجمال کی تفریح کے مقابلہ مین گل وبلبل سب کو بہول گیا بعض نسخون مین فرجہ بجیم منقوطہ بمعنے تفرج ہے ۔

ہمچو اعرابی کہ آب از چہ کشید	آبحیوان از رخ یوسف چشید
ترجمہ جسطرح اک شخص پانی کو گیا	آبحیوان رُخ یوسف پلا

شرح یعنے میری مثال اُس اعرابی (دہقانی شخص) کی سی ہے جو پانی کہینچنے کنوین پر آیا اور اُسے مشاہدہ روئے حضرت یوسف کا آبحیوان ملگیا ۔ حضرت یوسف کے کنوین مین گرنے اور نکلنے کا قصہ مشہور ہے ۔

رفت موسے کآتشے آرد بدست	آتشے دید او کہ او آتش برست
ترجمہ آگ کو موسےٰ گئے دیکہی وہ شے	جسکے آگے آگ بالکل خاک ہے

شرح یعنے حضرت موسے کوہ طور کے قریب آگ کی تلاش مین تہے مگر اِس جستجو مین اُنہون نے ایسی آگ

(تجلی الٰہی) دیکھی کہ اُس ظاہری آگ کو بہول گئے جسکی تلاش مین تہے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎ خدا کی دین کا موسٰے سے پوچھیے احوال ؛ کہ آگ ڈہونڈہنے جایئں پیمبری مجائے ؛ یہ قصہ مختصر طور پر اسطرح ہے کہ حضرت موسٰے جب مصر سے بہاگ کر حضرت شعیب کے وطن (شہر مدین مین) جا رہے تو شعیبؑ نے اپنی صاحبزادی (صفورہ) سے انکا نکاح کر دیا۔ اور دس برس مدین مین رہکر موسٰے مع اپنی اہلیہ کے پہر مصر کی جانب روانہ ہوے۔ اور وادی طور مین مقام کیا اُسدن اتفاقًا نہایت مینہ برسا اور بڑی سخت سردی پڑی۔ اور چونکہ حضرت صفورہ کی مدت وضع حمل تمام ہوگئی تہی اسلیئے دوزہ شروع ہو گیا۔ سردی سے بچنے کے لیے آگ کی ضرورت ہوئی۔ حضرت موسٰے اضطراب مین آگ ڈہونڈنے نکلے اور وادی کوہ طور کی طرف نگاہ کی تو بامین جانب ایسی آگ نظر آئی جسمین دہوان نہ تہا۔ آپ اپنی اہلیہ کو تسلی دیکر اور سوکہی گہاس جمع کرکے آگ کے قریب گئے مگر آگ درخت پر چڑہ گئی۔ اور وہان سے آواز آئی کہ اے موسے مین تیرا رب ہون چنانچہ حضرت موسے کو اُسوقت سے پیغمبری ملگئی۔ اور پہر توریت ملی۔ اور آپ اولوالعزم اور بڑے مرتبہ کے رسول بنائے گئے۔

	جست عیسے تا رہد از دشمنان		بودش آن جستن بچارم آسمان
ترجمہ	دشمنون سے بہاگ کر عیسٰے نبی		آسمان پر جا رہے سُن اے غبی

شرح یعنے حضرت عیسے دشمنون سے نجات پانے کے لیئے بہاگے تہے مگر یہ بہاگنا گویا چوتہے آسمان پر تشریف لیجانے کا مقدمہ تہا جب یہود حضرت عیسٰے کے قتل کے ارادہ سے آئے تو آپ ایک حجرہ مین داخل ہو گئے اور اللہ تعالٰے نے اُنکو آسمان کی طرف اُٹہا لیا جب حجرہ توڑکر کچھ لوگ اندر داخل ہوے تو ایک شخص حضرت عیسٰے کی شکل بن گیا۔ یہود نے اُسی کو سولی دیدی پہر یہ شک پڑا کہ اگر ہمنے عیسٰے کو سولی دی ہے تو وہ شخص کہان گیا اور اگر اُسکو قتل کیا ہے تو عیسے کہان ہین۔ اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔ کہ یہود نے حضرت عیسے کو ہرگز قتل نہین کیا۔ اور نہ سولی دی۔ بلکہ خدا نے اُنہین اپنی طرف اُٹہا لیا ہے۔

	دام آدم دانۂ گندم شده		تا وجودش خوشۂ مردم شده
ترجمہ	دام آدم دانۂ گندم ہوا		اُنکا ہونا خوشۂ مردم ہوا

شرح یعنے حضرت آدم کو گو دانہ گندم نے وجود بشریت مین پہنسا لیا تہا۔ لیکن انجام کار اُنکا وجود خوشۂ مردم ہو گیا۔ یعنے اُنسے لاکہون انبیا اور اولیا پیدا ہوے۔ اگر حضرت آدم گیہون کہا کر جنت سے نہ نکلتے تو اسقدر انبیا و اولیا ہرگز پیدا نہوتے اعرابی کہتا ہے کہ مضمون اشعار بالا کے مطابق میرے سفر کی ابتدا تحصیل مال دنیوی پر مبنی تہی مگر انتہا مین مجھے معنوی خزانہ ہاتہ لگ گیا۔ فائدہ بہت سے کام ایسے ہوتے ہین کہ اُنکی ابتدا کچھ اور ہوتی ہے اور انتہا کچھ اور اسلیئے حدیث شریف مین ہے کہ العبرۃ بالخواتم یعنے ہر نیک و بد کا اعتبار اُسکے انجام پر ہے

	باز آید سوے دام از بہر خور	ساعد شہ یابد و اقبال و فر
ترجمہ	باز بہر حرص آیا دام مین	بازوے شہ ملگیا انعام مین

شرح یعنے باز (شکاری جانور) ابتدا مین لقمہ کے لیئے جال مین پہنستا ہے مگر انتہا مین بادشاہون کے ہاتہہ پر بیٹھکر شان وشوکت اور اقبال و مرتبہ حاصل کرلیتا ہے بعض نسخون مین ساعد شہ یابد و با صد خطر ہے لفظ خطر بمعنے شوکت و عظمت ہے ۔ اسیطرح اعرابی تحصیل روزی سکے نیت سے گیا تہا ۔ مگر وہان پہنچکر مقبول بارگاہ سلطانی ہوگیا ۔ اور اُسے اُسکی اُمید سے بہت زیادہ دولت وکامیابی حاصل ہوگئی

	طفل شد مکتب پے کسب ہنر	بر امید مرغ با لطف پدر
ترجمہ	طفل مکتب مین گیا بہر ہنر	لیگئی اُمیدِ الطافِ پدر

شرح لفظ بالطف پدر مکتب شد کے متعلق ہے ۔ یعنے لڑکا باپ کی لطف وکرم سے اِس اُمید پر کہ باپ مجہے کہیلنے یا دل بہلانے کے لیئے جانور (لال بلبل کبوتر وغیرہ) دلادیگا علم حاصل کرنے کے لیئے مکتب یا مدرسہ مین چلاجاتا ہے ۔ گو اُسے مدرسہ کی قید اور اُستاد کی صورت بُری معلوم ہوتی ہے مگر اسکا انجام اچہا ہوتا ہے جو آیندہ شعر مین مذکور ہے ۔ یعنے وہی لڑکا پڑہ لکہکر ایک دن بڑا عہدہ دار اور صدر الصدور بنجاتا ہے ،

	پس ز مکتب آن یکے صدرے شدہ	ماہگانہ دادہ و بدرے شدہ
ترجمہ	رفتہ رفتہ بن گیا صدر جہان	ماہیانہ سے ہوا بدر جہان

شرح یعنے وہی لڑکا جو مکتب کو جیلخانہ سے بدتر سمجہتا تہا جب فارغ التحصیل ہوکر نکلتا ہے تو صدر نشین (یعنے عالیشان) ہوجاتا ہے اور اُستاد کو دو چار آنے مہینا دیکر آسمان علوم کا ماہِ کامل بنجاتا ہے ۔

	آمدہ عباس حرب از بہر کین	بہر قمع احمد و استیز دین
ترجمہ	آئے تہے عباس بہر حرب وکین	تا اکہاڑین بیخ اسلام متین

شرح حرب بمعنے کارزار و دشمن جنگجو ہے ۔ یہان دوسرے معنے مراد ہین یعنے حضرت عباس جو نہایت جنگجو تہے دین حق سے کینہ ظاہر کرنے اور رسولخدا کو اُکہاڑ دینے کے لیئے آئے تہے لیکن انجام کار خود اسلام لے آئے اُنکا قصہ یہ ہے کہ عباس جنگ بدر مین کفار کے ہمراہ ہوکر لڑنے کے لیئے آئے ۔ اور اہل اسلام کے ہاتہ اسیر ہوئے جب اُنسے فدیہ مانگا گیا تو یہ کہا کہ میرے پاس کچہ نہین ہے رسولخدا نے فرمایا کہ تو نے ام الفضل کو روانگی کے وقت تہیلی دی تہی عباس یہ سوچکر کہ اِس راز کو بجز خدا کے اور کوئی نہین جانتا تہا رسول اللہ نے بیشک ازراہ معجزہ خبر دی ہے ۔ ایمان لے آئے ۔ **فائدہ** ام الفضل حضرت عباس رضؓ کی اہلیہ کا نام تہا ۔ اور عرب مین یہ دستور تہا کہ قیدیون کو کچہ بدلا لیکر چہوڑ دیا کرتے تہے فدیہ بدلے کو کہتے ہین ۔

	گشت دین را تا قیامت پشت و رو		در خلافت او و فرزندان او
ترجمہ	دین کے لیکن ہو گئے پشت و پناہ		وہ اور اُنکی پشت سے نکلے جو شاہ

شرح پشت و رو بمعنے مُعین و پشت پناہ کے اور لفظ در خلافت او گشت کا فاعل ہے یعنے حضرت عباس رض اپنی خلافت معنوی مین اور اُنکی اولاد کے لوگ اپنی خلافت صوری مین دین کے معاون ہوے اور تا قیامت کے یہ معنے ہین کہ جب عباس رض کی اولاد کی خلافتِ صوری جاتی رہی تو معنوی قایم ہوگئی۔ اور یہ خلافت تا قیامت باقی رہیگی بعض نے قیامت سے واقعۂ کربلا مراد لیا ہے جو خلفائے عباسیہ کی زوال کا باعث ہوا۔ کیونکہ تغیر سلطنت بھی قیامت صغرے سے کم نہین ہوتا۔ بادشاہت بدلجانے کے موقع پر بڑی بڑی خونریزیان ہوتی ہین اور بہت سی جانین تلف ہوجاتی ہین

	آمدہ عُمرؓ بحربِ مصطفےٰ		تیغ در کف بستہ بس میثاق ہا
ترجمہ	بہرِ جنگِ مصطفےٰ آئے عمر		لیکے تلوار اور پیمان باندہ کر
	گشت اندر شرع امیر المومنین		پیشوا و مقتدائے اہل دین
ترجمہ	شرع مین ٹہرے امیر المومنین		ہوگئے خود پیشوائے اہل دین

شرح یعنے حضرت عمر رض ابتدا مین کفار سے عہد و پیمان کر کے اور کمر مین تلوار باندہ کے رسول خدا سے لڑنے کے لیئے آئے اور آخر کار اسلام لاکر پیشوائے اہل دین اور خلیفۃ المسلمین و امیر المومنین ہوگئے آپ کی نسبت رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمر نبی ہوتے۔ مگر نبوت مجھپر ختم ہوگئی ہے۔ حضرت عمر کے اسلام لانے کا قصہ یہ ہے کہ اُنسے پہلے اُنکی بہن اور بہنوئی سعید بن زید ایمان لے آئے تھے ایک روز یہ دونو اپنے گہر مین سورہ طٰہٰ پڑہ رہے تھے یکایک عمر رض آگئے اور اپنے بہنوئی کو پکڑ لیا۔ اُنکی بہن نے چھڑانا چاہا عمر نے اُنکو مارا لیکن بعد مین نادم ہوئے اور یہ کہا کہ جو صحیفہ تم پڑہ رہے تھے مجکو دو بہن نے کہا کہ تم پہلے غسل کرلو اُسکو بلا طہارت مس نہین کرتے آپنے غسل کیا اور صحیفہ لیکر پڑہا اور یہ فرمایا کہ یہ نہایت اچھا کلام ہے خباب بن ارت جو اُنکی بہن کے مکان مین خوف عمر رض سے چھپے ہوے تھے اُنکو مائل باسلام پاکر باہر نکل آئے۔ آپنے فرمایا کہ اے خباب مجھے رسول خدا کے پاس لیچل چنانچہ آپ خدمت رسول مین پہنچکر مشرف باسلام ہوگئے۔ اس واقعہ سے ایک دن پہلے رسولخدا نے یہ دعا کی تہی۔ الہٰذا ابو جہل یا عمر بن الخطاب کے اسلام لانے سے اپنے دین حق کی تائید کر۔ چنانچہ یہ دعا حضرت عمر کے حق مین مستجاب ہوگئی۔

	آن علف کش سوئے ویرانہا شدہ		بیخبر بر گنج ناگہ بر زدہ
ترجمہ	ایک گھسیارہ جو جنگل مین گیا		ملگیا ناگاہ گنج بے بہا

شرح اعرابی کہتا ہے کہ میری وہ مثل ہے کہ کوئی گھسیارہ ویرانہ مین گیا۔ اور ناگاہ اُسکا ہاتہ خزانہ پر جا پڑا

تشنہ آمد سوئے جوئے آب در — دید اندر جوئے خود شمس و قمر

ترجمہ — تشنہ کام اک شخص آیا سوئے نہر — ہو گئی دید قمر سے لہر بہر

شرح یعنے میری وہ مثل ہے کہ کوئی پیاسا صاف پانی سمجھکر نہر کی طرف آیا مگر پانی مین اُسے چاند سورج ملگئے جو پانی سے کہین زیادہ باآب وتاب تھے اور وہ اُنکے ملنے کی خوشی مین پانی کو بھول گیا۔ پہلے مصرع مین لفظ در زائد ہے۔ جوئے آب سے مقام حاجت اور شمس و قمر سے مطلوب کا حاجت سے زیادہ ملجانا مراد ہے

من برین در طالب چیز آمدم — صدر گشتم چون بدہلیز آمدم

ترجمہ — طالب دنیا تھا مین اس در سے قدر — بنگیا اس آستان پر آکے صدر

شرح اعرابی کہتا ہے کہ مین یہان طالب دنیا بنکر آیا تھا۔ لیکن بعنایت الٰہی مقرب بارگاہ سلطانی ہو گیا۔

آب آوردم پہ تحفہ بہر نان — بوئے نانم برد تا صدر جنان

ترجمہ — تحفتاً لایا تھا پانی بہر نان — جسکی بو نے کر دیا صدر جنان

شرح صدر جنان (مسند جنت) سے صحبت عارفین مراد ہے یعنے مین اپنے اعمال کے قبول ہونے کی اُمید پر طالب جنت تھا لیکن جب اُسکے باب رحمت پر آیا تو مشاہدۂ جمال بے کیف نصیب ہو گیا۔ اور دنیا کے بدلے دولت دین ملگئی۔ گویا مجھے دنیا طلبی دین تک اور روٹیون کی خوشبو صدر مقام تک لیگئی۔

نان برون راند آدمی را از بہشت — نان مرا اندر بہشتے در سرشت

ترجمہ — نکلے آدم خلد سے جس نان سے — خلد مین پہنچا دیا اُسنے مجھے

شرح اعرابی کہتا ہے کہ جس گیہون نے آدمؑ کو بہشت سے نکالا تھا اسی نے مجھے بہشت مین داخل کر دیا کیونکہ روٹی جسطرح خدا سے دور کر دینے کا باعث ہے اسیطرح اُس سے قریب بھی کر دیتی ہے جبکہ بہیٹ مین جاکر قوت عبادت کا سبب بنجائے مطلب یہ کہ مین روٹی کا طالب تھا مگر اسکے بدلے مین مجھے معنوی روزی ملگئی

رستم از آب و ز نان ہمچون ملک — بے غرض گردم برین در چون فلک

ترجمہ — آب و نان سے دور ہون شکل ملک — اب کرونگا رقص مانند فلک

شرح اعرابی کہتا ہے کہ مین بارگاہ سلطانی مین پہنچکر فرشتون کی طرح فکر آب و نان (تلاش معاش) سے بالکل فارغ ہو گیا ہون اور آیندہ سے بےفکر ہو کر حالت مسرت مین فلک کی طرح رقص کرتا رہونگا معنوی مطلب یہ ہے کہ مین واصل قرب حق ہو کر متعلقات کونیہ اور قیود جسمانیہ سے بالکل آزاد ہو گیا ہون۔ اب مجھے نہ دنیوی دولت سے غرض ہے نہ لذائذ جنت سے بعض نسخون مین بے غرض گردم برین در چون فلک ہے یعنے مین باب محبت الٰہی پر بلاغرض حصول ثواب و عذاب ہمیشہ فلک کی طرح رقص کرتا رہونگا۔ فلک کی تشبیہ بغرض گردش مین ہے

بلکہ گردش کی ہمیشگی مین ہے یعنے مین بحالت مسرت ہمیشہ آسمان کی طرح رقص کرتا رہونگا اور بےفکر ہوکر زندگانی کرونگا

	بے غرض نبود بگردش در جہان		غیر جسم و غیر جان عاشقان	
ترجمہ	بے غرض ہین گردشین کسکی یہان		ماسوائے جسم و جان عاشقان	

شرح یعنے سارے جہان مین کوئی شخص ایسا نہین جسکی نقل وحرکت بے غرضانہ اور بلا نیت حصول فائدہ دنیوی یا اخروی صرف خدا کے لیئے ہو۔ البتہ عاشقان الٰہی کی جسمانی اور روحی حرکتین محض خدا کے لیئے ہوتی ہین کیونکہ وہ فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہین اسلیئے سوائے خدا کی اور کوئی چیز انکا مقصود دلی ہو ہی نہین سکتی۔

	عاشقان کل نہ این عشاق جزو		ماند از کل آنکہ شد مشتاق جزو	
ترجمہ	عاشق کل کب ہوے عشاق جز		دور ہین کل سے جو ہین مشتاق جز	

شرح یعنے بےغرض حرکت اُن لوگون کی ہوتی ہے جو عاشقان کل (طالبان ذات الٰہی) ہین عاشقان جزو (مجازی عشاق) اس حرکت سے ناآشنا ہین بلکہ وہ غرض حظِ نفس کے لیئے معشوقون کے کوچون مین چکر لگایا کرتے ہین۔ اور عاشق جزو ہوکر کل سے محروم ہین۔

دربیان آنکہ عاشق دنیا بر مثال عاشق دیوار ایست کہ بر وے آفتاب تافتہ و او جہد نکرد تا فہم کند کہ این تاب و رونق از دیوار نیست از قرص آفتاب ست در آسمان چہارم۔ لاجرم کلی دل بر دیوار نہاد و چون پرتو آفتاب با آفتاب پیوست او محروم ماند۔ وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ

ترجمہ اس بات کا بیان کہ عاشق دنیا کی ایسی مثال ہے جیسا کہ کوئی شخص اُس دیوار پر عاشق ہے جسپر سورج کی چمک پڑتی ہے۔ لیکن وہ اتنا نہین سمجھتا کہ یہ چمک دیوار کی نہین بلکہ سورج کی ہے جو چوتھے آسمان مین ہے اُسنے اپنی کم فہمی کے باعث دیوار سے دل لگا لیا۔ مگر جب آفتاب کا عکس غروب کے وقت آفتاب سے جا ملا تو دیوار کا عاشق محروم رہگیا۔ اور وہ آیت حیل بینہم وبین ما یشتہون کما فعل باشیاعہم من قبل کا مصداق ہوگیا۔

شرح سورۂ سبا مین یہ آیت موجود ہے وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ كَمَا فُعِلَ بِأَشْيَاعِهِمْ مِنْ قَبْلُ یعنے قیامت کے دن کفار اور اُنکی خواہش ایمانی یا کفار اور اُنکے معبودون یعنے بتون کی مابین جنکو وہ بڑی خواہش سے پوجتے تھے پردہ ڈالا جائے گا۔ یعنے محشر مین جب کفار عام مومنین کے درجون کو دیکھینگے تو ایمان کی خواہش کرینگے مگر اسوقت ایمان اور اُنکی خواہش ایمانی کے مابین پردہ ہوگا یعنے ایمان نہ لاسکینگے کیونکہ اسکا وقت نکلگیا ہے۔ یا یہ کہ محشر مین اُنکے بت اُنکی مدد نہ کرسکینگے۔ اسی طرح عاشقان دنیا مرنے کے بعد معلوم کرلینگے کہ دنیا کی خوبصورتی فقط اسلیئے تھی کہ اُسمین نور حق کا فیضان ہوتا رہتا ہے جبکہ یہ نور موت کے سبب اُنسے منقطع ہوجائیگا

تو پہر اندہیری گور سے دنیا مین آنے کی خواہش کرینگے تاکہ اصلی نور کو پہچان لین۔ مگر پہر آنا غیر ممکن ہوگا۔ اُنکین اور اُنکی اُس خواہش مین دوری ہو جائیگی۔ یا معنے ہین کہ جسطرح غافل کے لیے دیوار حجاب بنی ہوئی ہے اور وہ نور شمس کو نور دیوار جانتا ہے۔ یہی حال اُس شخص کا ہے جسنے دنیا کے نقش و نگار سے دل لگا رکھا ہے جب آفتاب روح غروب ہو جائے گا تب معلوم ہوگا کہ کُلُّ شَیۡءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجۡہَہٗ اور اس بات کا یقین کامل ہو جائے گا کہ پہلی حالت اُسکے اور مقصود اصلی کے مابین حائل اور دیوار بنی ہوئی تہی کہ اُسنے دنیا سے دل لگایا اور اُسکو فانی نسمجھا۔ انہی معنون کو مولانا آیندہ بیان فرماتے ہین۔

	چونکہ جزوے عاشق جزوے شود	زود معشوقش بسوئے کُل رود
ترجمہ	ہو گیا جب جزو عاشق جزو کا	جزو فوراً جانب کُل جا رہا

شرح یعنے جب جزو کُل کو چہوڑ کر کسی اپنے جیسے جزو کا عاشق ہوگا تو انجام کار پشیمانی اُٹھائیگا کیونکہ جزو کُل کی طرف رجوع ہو کر فانی ہو جائیگا۔ اور اسوقت عاشق جزو کے پاس بجز حسرت و یاس اور کچہ نہ رہیگا۔

	ریش گاؤ و بندۂ غیر آمداو	غرقہ شد کف در ضعیفے در زداو
ترجمہ	سر بسر احمق ہے بندہ غیر کا	ڈوبتے کا گہاس سے کیا ہو بہلا

شرح یعنے عاشق جُز احمق اور بندۂ غیر اللہ ہے اور اُسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی شخص ڈوبتے وقت کسی کمزور چیز کو ہاتہ مین تہام لے۔ لیکن ڈوبتے کو تنکے کا سہارا جان بچانے کے لئے کافی نہین ہوسکتا بعض نسخون مین ضعیفے کی جگہ حشیشے ہے یعنے گہاس مطلب دونو نسخون کا ایک ہے۔

	نیست حاکم تا کند اشیار او	کار خواجہ خود کند یا کار او
ترجمہ	وہ نہین حاکم کہ کچہ بخشے اُسے	خواجہ کی یا جزو کی خدمت کرے

شرح یعنے معشوق مجازی یا وہ چیز جس سے ڈوبنے والے نے مدد چاہی ہے بذاتہ حاکم یا کسی چیز پر قادر نہین ہے کہ اُسکی مدد کرے یا اُسے کچہ دیسکے بلکہ جسطرح ڈوبنے والا محکوم و عاجز ہے وہ شے بہی محکوم خداوندی ہے اب فرمائیے کہ محکوم اپنے حاکم و خواجہ کا فرمان بجالائے یا اِس ڈوبنے والے کا۔ مطلب یہ کہ عاشق مجازی کا معشوقِ مجازی خود محکوم حکم رب ہے جب اللہ تعالےٰ اُسکو فنا کردیگا تو یہ معشوق عاشق کا کہا نہ مانیگا کہ اپنے آپ کو فنا ہونے دے۔ بلکہ خواجہ کا حکم مانے گا اور عاشق کے پاس حسرت چہوڑ جائیگا۔ اسلیئے عاشق مجازی کو چاہیئے کہ مجازی کو چہوڑ کر عشق حقیقی اختیار کرے۔ اور ایسی معشوق کو چاہے جسکو فنا نہو

	فازن بالحرۃ پئے این شد مثل	فاسرق الدرۃ بدین شد منتقل
ترجمہ	کر زنا بیگم سے ہے ضرب المثل	اور چرا موتی مثل ہے منتقل

شرح عرب مین یہ مثل مشہور ونتقل رزبان زد خاص وعام) ہے کہ اِذَا زَنَیْتَ فَازْنِ بِالْحُرَّۃِ وَاِنْ سَرَقْتَ فَاسْرِقِ الدُّرَّۃَ یعنے بجھے زنا کرنا ہو تو کسی بیگم یا خوبصورت عورت سے کر لونڈیون باندیون کی طرف نہ دیکھہ اور چوری کرتے ہو تو سچے موتی چرایا کر پیسے ٹکے کی چوری نہایت ذلیل بات ہے نکتہ اِس ضرب المثل سے زنا اور چوری کی اجازت مراد نہین ہے۔ کیونکہ مثال اور مثل مین یہ فرق ہے کہ مثال مین ممثل اور ممثل بہ کی مساوات جمیع صفات مین شرط ہے مثلاً ہمنے زید کو شیر کے مانند کہا تو اِس مثال کے یہ معنے ہین کہ زید اور شیر صفات شجاعت مین دونو برابر ہین۔ اور مثل مین یہ مساوات شرط نہین ہے۔ بلکہ اکثر ضرب المثلین لفرض المحال ہوتے ہین۔ مطلب شعر یہ ہے کہ آدمی ہر کام مین اعلے درجہ کی چیز کو اختیار کرے اسیطرح عشق بہی اعلے درجہ کا اختیار کرنا چاہیئے جسکا نام حقیقی عشق ہے۔ اور جو تمام صفتون مین اعلے درجہ کی صفت ہے۔

	بندہ سوئے خواجہ شد او ماند زار	بوے گل شد سوئے گل او ماند خار
ترجمہ	مر گیا معشوق اب عاشق ہے زار	بوئے گل جاتی رہی۔ باقی ہے خار

شرح یعنے عشق مجازی مین جب معشوق فنا ہو جاتا ہے تو عاشق محزون ومغموم اور زار زار ہو کر رہجاتا ہے جسطرح بوئے گل جب گل کی طرح چلی جاتی ہے تو بجز الم خار کے اور کچہ باقی نہین رہتا۔

	ہمچو آن ابلہ کہ تاب آفتاب	دید بر دیوار و حیران شد شتاب
ترجمہ	جسطرح احمق کوئی دیوار پر	سخت حیران ہو چمک کو دیکھکر
	عاشق دیوار شد کاین با ضیاست	بیخبر کاین عکس خورشید سماست
ترجمہ	اور عاشق اس سے ہو دیوار کا	اور نہ سمجھے عکس خرشید سما

شرح یعنے عاشق دنیا کی ایسی مثال ہے کہ جیسا کسی بیوقوف نے دیوار پر آفتاب کی چمک دیکھی اور دیوار کو پُرضیا سمجھکر اُسپر عاشق ہو گیا اور اُسکو یہ معلوم نہوا کہ یہ چمک خُرشید فلک کا عکس ہے۔ دیوار اپنی ذات مین چمک دمک نہین رکھتی۔ یہ دونو شعر قطعہ بند ہین۔ اور اسی لیے ملا کر لکھے گئے ہین۔

	چون باصل خویش پیوست آن ضیا	دید بر دیوار و حیران شد قفا
ترجمہ	ملگئی جب اصل سے بالکل ضیا	عاشق دیوار حیران رہگیا
	او بماندہ دور از مطلوب خویش	سعی ضایع رنج باطل پائے ریش
ترجمہ	ہو گیا مطلوب سے وہ اپنے دور	رہگیا پر رنج باطل بے شعور

شرح یہ دونو شعر بہی قطعہ بند ہین یعنے جب آفتاب کی چمک اپنی اصل سے جاملی۔ اور سورج چھپ گیا تو وہ بیوقوف نوجوان جو دیوار کا عاشق تہا اپنے مطلوب سے دور رہنے کے باعث حیران رہگیا اور عشق

دیوار کے متعلق اسکی کوشش ضایع اور محبت مین محنت اُٹھانی باطل اور دوڑ دہوپ سب بیکار ہوگئی اور پانو مفت مین زخمی ہوے۔ عاشقان دنیا کا بعینہٖ یہی حال ہے کہ انجام کار اُنکی محنت بالکل برباد جاتی ہے۔

	ہمچو صیادے کہ گیرد سایۂ	سایہ کے گردد ورا سرمایۂ	
ترجمہ	جیسے ہو صیاد کوئی سایہ گیر	سایہ سے ہوتا ہے کب وہ مایہ گیر	

شرح یعنے عاشق دنیا کی دوسری مثال یہ ہے کہ کوئی شکاری شکار کی جگہ اُسکے سایہ کو پکڑ لے یہ سایہ صیاد کے لیئے سرمایہ (نفع پہنچانیوالی پونجی) نہین ہو سکتا۔ کیونکہ سایہ شکار کا کام نہین دسکیتا۔

	سایۂ مرغے گرفتہ مرد سخت	مرغ حیران گشتہ بر شاخ درخت	
ترجمہ	سایۂ طائر کو پکڑا اُسنے سخت	اور اُس طائر نے لی راہِ درخت	

شرح یعنے صیاد نے مُرغ کے سایہ کو مضبوط پکڑ لیا مگر مُرغ درخت کی ٹہنی پر بیٹھکر تعجب سے یہ کہنے لگا کہ

	کاین مُدِمّغ بر کہ مے خندد عجب	اینت باطل اینت پوسیدہ سبب	
ترجمہ	اور کہا ہنستا ہے یہ کیون یا عجب	ہے یہ باطل ہے یہ بوسیدہ سبب	

شرح یعنے مُرغ حیران ہوکر یہ کہتا ہے کہ یہ شکر صیاد ہنستا کیون ہے اگر سایے کا پکڑ لینا اِسکے لیئے باعث خوشی ہے تو یہ سبب بالکل نامعقول اور نکما ہے کیونکہ سایہ کے شکار سے اُسکو کسیطرح کا فائدہ نہین ہوسکتا

	ور تو گوئی جزو پیوستہ کلست	خار میخور خار مقرون گلست	
ترجمہ	گر کہے تو جزو کو ہے وصلِ کل	کانٹے کہا جا۔ کانٹے ہین مقرون گل	

شرح مولانا قدس سرہ نے اِس سے پہلے عشق جُزو یا جُزو یعنے عشق مجازی وعشق متعیّن با متعین کو مذموم کہا ہے اسپر معترض یہ کہتا ہے کہ جزو بہی تو کل کے ساتہ متصل ہے کیونکہ ہر متعین مظہر اوصاف الٰہی ہے پہر عشق جزو مذموم کیون ہونے لگا اِسکا جواب دوسرے مصرع مین ہے یعنے اے معترض اگر تیرے نزدیک عشق جزو گویا عشق کل ہے تو دیکہہ کانٹا پہول کا جزو اور اُس سے پیوستہ ہے۔ پہر کیا معنے کہ تو پہول کو کہاتا ہے اور کانٹے کو نہین کہاتا۔ اور کانٹے سے وہ کام نہین لیتا جو پہول سے لیتا ہے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ کل اور جزو مین تیرے نزدیک بہی کچہ نہ کچہ فرق اور امتیاز ضرور ہے اور یہی ہمارا مقصود تہا۔

	جزو یکرو نیست پیوستہ بہ کل	ورنہ خود باطل شدی بعث رسل	
ترجمہ	اک سبب سے جُز نہین مقرون کل	ورنہ ہو جاتا عبث بعثِ رُسل	

شرح لفظ یکرو بمعنے یک وجہ ہے یعنے جزو ایک وجہ سے کل کے ساتہ پیوستہ نہین ہے اور وہ وجہ جزو کے امکانیت اور بشریت اور متعین ہونے کی ہے۔ گو دوسری وجہہ سے پیوستہ ہے اور یہ وجہہ

مظہریت یعنے تعینات کے مظہر الٰہی ہونے کی ہے مطلب یہ کہ جزو بہمہ وجوہ کل سے پیوستہ نہین ہے اگر بہمہ وجوہ پیوستہ ہوتا تو رسولون کا آنا نعوذ باللہ باطل ہٹہرتا۔ کیونکہ جس حالت مین کہ ہر شخص واصل الٰہی ہوتا تو رسولون کے آنے کی ضرورت ہرگز نہ رہتی۔

چون رسولان از پے پیوستن آمد ۔ پس چہ پیوندد شان چون یکتن اند
ترجمہ: ہین ملانے کے لئے ہمارے رسول ۔ اور ملانا واصلون کا ہے فضول

شرح یہ گزشتہ شعر کی دلیل ہے یعنے اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ جزو۔ اپنے کل سے بہمہ وجوہ پیوستہ ہین تو رسولون کا آنا باطل ٹہرتا ہے اسلیئے کہ رسول لوگون کو واصل بحق کرنے کے لیئے تشریف لائے ہین اور جبکہ جزو اپنے کل سے خود ہی پیوستہ فرض کر لیئے گئے ہین تو ملے ہوؤنکا ملانا فعل عبث ٹہرتا ہے حالانکہ خدا کا کوئی فعل عبث نہین ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جزو کلی طور پر کُل سے پیوستہ نہین ہین۔

این سخن پایان ندارد اے غلام ۔ روز بیگہ شد حکایت کن تمام
ترجمہ: یہ سخن بے انتہا ہے لا کلام ۔ ہو چکا ہے وقت قصہ کر تمام

سپردن عرب ہدیہ خود را بغلامان خلیفہ و شرح آن ہم
ترجمہ: اعرابی درویش کا اپنے تحفے (سبوے آب) کو غلامان خلیفہ بغداد کے سپرد کرنا اور اُسکا حال

با نقیبان حال خود را آن عرب ۔ چون بگفت و دید ہنگام طلب
ترجمہ: اُس عرب نے نوکرون سے اپنا حال ۔ کہدیا۔ دیکہا جو ہنگام سوال
آن سبوے آب را در پیش داشت ۔ تخم خدمت را دران حضرت بکاشت
ترجمہ: تہا سبوے آب جو زیر بغل ۔ آگے آ رکہا جانکر حسنِ عمل

شرح دونو شعر قطعہ بند ہین یعنے جبکہ اعرابی درویش نے نقیبون سے اپنا حال کہدیا اور قرینہ سے یہ بات معلوم کر لی کہ مانگنے کا وقت اور سوال کا موقع بہی ہے تو اُس سبوے آب کو خدمت سلطانی مین پیش کر دیا۔ کیونکہ جو شخص موقع پر چوک جاتا ہے وہ ضرور ناکامیاب رہتا ہے۔

گفت این ہدیہ بران سلطان برید ۔ سائل شہ را ز حاجت وا خرید
ترجمہ: اور کہا لیجاؤ اُس سلطان کے پاس ۔ دو مدد سائل کو تم اے خوش اساس

شرح یعنے اعرابی نے نقیبون سے یہ کہا کہ اس تحفہ کو بادشاہ کی خدمت مین لیجاؤ اور سائل بارگاہ سلطانی کو یعنے مجہے قید حاجت سے نجات دلواؤ اور اپنے احسان و کرم کے بدلے مین خرید لو مرہون منت بنالو۔ کسے را از حاجت واخریدن فارسی محاورہ ہے یعنے کسیکی حاجت برآری کرنی اور سوال پورا کر دینا۔

	آب شیرین و سبوئے سبز و نو		زاب بارانے کہ جمع آمد بہ گو
ترجمہ	آب شیرین ہے نئی ہے یہ سبو		مینہ کا پانی اسمین ہے اے نیک خو

شرح گو بفتح کاف فارسی بمعنے مغاک یعنے جنگل کا وہ گڑھا جسمین مینہ کا پانی جمع ہو جاتا ہے اعرابی کہتا ہے کہ یہ شیرین پانی ہے اور نئی سبز ٹہلیا ہے۔ اور اسمین آب باران ہے جو گڑھے مین جمع ہو گیا تھا نکتہ اسمین یہ نکتہ ہے کہ جب اُسنے بیابان ریاضت کو قطع کرکے اپنے سبوئے وجود کو آب محبت الٰہی سے بھر لیا جو صحرائے مجاہدات سے حاصل ہوا تھا تو اُسکو بلا عیب جانا اور یہ گمان کیا کہ ایسا پانی نایاب ہے اسلیئے خادمان سلطان کے آگے پیش کر دیا۔

	خندہ مے آمد نقیبان را ازان		لیک پذرفتند آن را ہمچو جان
ترجمہ	اُسکے اس کہنے پہ ہنستے تھے رسول		مثل جان لیکن کیا اُسکو قبول

شرح نقیبون کو اعرابی کے ہدیہ پیش کرنے سے ہنسی آتی تہی۔ کیونکہ اُنہون نے قرینہ سے معلوم کر لیا تہا کہ اعرابی نے خلیفہ کے آبجیات اور فراتِ عنایات کو نہین دیکھا اور یہ خیال نہین کیا کہ گڑھے کا پانی آب جاری کا مقابل نہین ہو سکتا۔ لیکن با اینہمہ حسن اخلاق کے باعث اُسکے ہدیہ کو قبول کر لیا۔

	زانکہ لطف شاہ خوب با خبر		کردہ بود اندر ہمہ ارکان اثر
ترجمہ	کیونکہ لطفِ بادشاہ با خبر		کر چکا تہا سب نقیبون مین اثر

شرح یعنے اُس حقیر ہدیہ کے قبول کرنے کی وجہ یہ تہی کہ نیک سیرت اور با خبر بادشاہ کے الطاف اور حسن اخلاق نے اُن تمام ارکان سلطنت اور خادمان بارگاہ کے دلون مین نیک اثر ڈال رکھا تہا۔ نوکر آقا کی حالت کا عکس ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ اسکی تمثیلین آیندہ شعرون مین موجود ہین۔

	خوئے شاہان در رعیت جا کند		چرخ اخضر خاک را خضرا کند
ترجمہ	خوئے شہ ہوتی ہے سب مین جاگزین		آسمان سے سبز ہوتی ہے زمین

شرح یعنے بادشاہون کی خصلت رعایا مین ضرور جاگزین ہو جاتی ہے اسلیئے حدیث مین آیا ہے کہ اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِہِمْ (ادمی اپنے بادشاہون کے دین پر ہوا کرتے ہین) چونکہ آسمان زمین کے لیئے بمنزلہ بادشاہ ہے اسلیئے اپنی سبزی کے اثر سے اُسے بہی سر سبز کر دیتا ہے۔

	شہ چو حوضے دان حشم چون لولہا		آب از لولہ رود در کولہا
ترجمہ	حوض ہے شہ اور حشم ہین ٹونٹیان		ٹونٹیون سے آب ہوتا ہے روان

شرح کولہا جمع کول بمعنے مغاک۔ یعنے جنگل کا وہ گڑھا جسمین پانی جمع ہو جاتا ہے۔ یعنے بادشاہ پانی کے حوض

کی اور ارکان دولت ٹونٹیون کی مانند ہین پانی حوض کی ٹونٹیون مین سے گڑہون مین جایا کرتا ہے اسیطرح حسن اخلاق کا صاف پانی بادشاہون سے ارکان سلطنت کو اور ارکان سے رعایا کو ملتا ہے یہ شعر مضمون شعر گزشتہ کی دلیل ہے یعنے جیسا بادشاہ ہوتا ہے ویسے ارکان دولت ہوتے ہین۔ اور ارکان کا اثر رعایا پر پڑتا ہے

	چونکہ آب جملہ از حوضے ست پاک	ہر یکے آبے دہد خوش ذوقناک
ترجمہ	چونکہ ان سب کا ہے منبع حوض پاک	اسلیئے ہے سب کا پانی ذوق ناک

شرح یعنے چونکہ بادشاہ اور ارکان دولت کا پانی ایک ہی پاک حوض (فیضان کرم و لطف الٰہی) سے آتا ہے اسلیئے شیرین اور بامزہ ہے۔ اور اس سے ہر ایک کو فیض پہنچتا ہے کوئی پیاسا محروم نہین جاتا۔

	ور دران حوض آب شورست و پلید	ہر یکے لولہ ہمان آرد پدید
ترجمہ	اور جو اُسکا آب ہے شور و پلید	ٹونٹیون سے بہی وہی ہوگا پدید

شرح یعنے اگر حوض مین کہاری یا ناپاک پانی ہے تو ٹونٹیون مین سے بہی ناپاک ہی نکلیگا۔ مطلب یہ کہ اگر بادشاہ خود بدخُلق اور تند خو ہے تو اُسکے ارکان اور رعایا کے لوگ بہی ضرور بدمزاج اور بدخصلت ہونگے۔ الغرض نیکی بدی مین بادشاہ کا اثر ارکان و رعایا پر ضرور پڑتا ہے۔

	زانکہ پیوست ست ہر لولہ بحوض	خوض کن در معنئ این حرف خوض
ترجمہ	کیونکہ ہر ٹونٹی ملی ہے حوض سے	خوض سے اِس حرف کو سُن خوض سے

شرح یعنے ٹونٹیون مین سے ناپاک پانی نکلنے کی یہ وجہ ہے کہ ہر ٹونٹی حوض سے اتصال رکھتی ہی اور اُس سے ملی ہوئی ہے بس تو جیسا حوض کا پانی ویسا ٹونٹی کا۔ اے شخص تو اس حوض کی تشبیہ مین نہایت خوض کرکے راز مخفی کو سمجہ۔ وہ یہ ہے کہ پچہلے شعر مین جس بادشاہ کو حوض سے تشبیہ دیگئی ہے وہ دل ہے اور خدام جنکو ٹونٹیون سے تشبیہ دیگئی ہے وہ جوارح اور اعضا ہین۔ اگر دل مین صلاحیت ہے تو اعضا سے بہی اعمال صالح صادر ہونگے اور اگر دل بگڑا ہوا ہے تو اعمال بہی خراب ہونگے۔ چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ بدن مین ایک گوشت کا لوتہڑا ہے جب وہ صلاحیت پر آجاتا ہے تو تمام بدن صلاحیت پر آجاتا ہے اور جب وہ بگڑجاتا ہے تو تمام بدن بگڑجاتا ہے۔ یا خوض کرنے کے قابل راز مخفی یہ ہے کہ حوض اسمائے الٰہی ہین اور اُن کا ہر مظہر ٹونٹے کے مانند ہے اگر کسی مظہر مین اسم لطیف یا محسن یا حلیم یا ہادی کا ظہور ہے تو مظہر بہی ایسا ہی ہوگا۔ اور اگر ضار یا مُضل کا ظہور ہے تو مظہر بہی ویسا ہی ہوگا۔ خوض سے انہی معنون کی طرف اشارہ ہے۔ یعنے اے مخاطب اسبات کو خوض کرکے سمجہ لے کہ تمام مظاہر مین تاثیر اسمائے الٰہی موجود ہے۔

	لطف شاہنشاہِ جان بے وطن	چون اثر کردست ہین در کل تن
ترجمہ	دیکھ لے تو تن مین روحِ بے وطن	ہو گئی ہے حاکم جملہ بدن

شرح یہ مضمون سابق کی تمثیل ہے۔ اور جان بے وطن سے روح مراد ہے جسکا وطن اصلی بدن نہین ہے لیکن اسنے تمام بدن مین اپنا اثر کر رکھا ہے۔ مثلاً سلاست نطق اور قوت سمع اور حدت بصر اور جودت رفتار اور شدت بطش اور استقامت حرکات سب روح کے اثر اور اُسکے حکومت کے باعث ہین۔ اسیطرح کل رعایا مین بادشاہ کا اثر ہوا کرتا ہے۔ رعایا نیکی بدی مین ویسی ہی ہوتی ہے جیسا کہ بادشاہ ہوتا ہے۔

	لطف عقل خوش نہاد و خوش نسب	چون ہمہ تن را در آرد در ادب
ترجمہ	لطف عقل خوش صفات و نیکذات	تن کو دیتی ہے ادب اے خوش صفات

شرح یعنے عقل جو خوش نہاد (مبارک و نیک) اور خوش نسب (مقبول الٰہی) ہے تمام بدن کو حالت ادب اور سنجیدگی مین لے آتی ہے۔ یعنے ایمان و حیا و طاعات اور جمیع آداب جو انسان مین پائے جاتے ہین کُل کے کُل آثار عقل ہین یہ اُسی گزشتہ مضمون کی دوسری مثال ہے۔

	عشق شنگِ بیقرار و بے سکون	چون ہمہ تن را در آرد در جنون
ترجمہ	سچ ہے عشقِ بیقرار و بے سکون	تن مین آکر بخشتا ہے جنون

شرح عشق بمعنے معشوق ہے یعنے معشوق شوخ و شنگ و مطبوع و بیقرار و ہرجائی عاشق کو مجنون بنا دیتا ہے۔ نیز ممکن ہے کہ شنگ و بیقرار عشق کی صفت ہو یعنے عشق کہ مطبوع عاشقان الٰہی اور انکو بیقرار و بے سکون کرنیوالا ہے دیوانہ کر دیتا ہے مطلب یہ کہ جسطرح عشق زبردست مؤثر ہے اور عاشق متاثر۔ اسیطرح بادشاہ کے اخلاق اثر ڈالنے والے ہین اور رعایا کے اخلاق اُسکا اثر قبول کرنیوالے یا اُسی مضمون گزشتہ کی تمثیلین بیان ہو رہی ہین لفظ شنگ کو لفظ معشوق محذوف کی صفت مانا جاوے تو یہی معنے درست ہین

	لطف آب بحر کو چون کوثر ست	سنگریزہ اش جملہ دُرّ و گوہر ست
ترجمہ	لطف آب بحر ہے کوثر نمط	سنگریزے اُسکے ہین گوہر نمط

شرح یعنے آب دریائے شیرین کا یہ اثر ہے کہ اُسکے تمام سنگ ریزے بھی دُرّ و گوہر ہین۔ اور یہ اثر پانی کی شیرینی کا ہے کہ سنگریزون کو گوہر بنا دیتا ہے یہان دریا سے مرشد کامل اور آب بحر سے اُسکے کلمات مراد ہین جو سنگریزون یعنے اہل دنیا کو بھی گوہر معانی بنا دیتے ہین۔

	ہر ہنر کاستا بدان معروف شد	جان شاگردان بدان موصوف شد
ترجمہ	جو ہنر رکھتا ہے کامل اوستاد	اچھے شاگردون کو ہو جاتا ہے یاد

شرح یعنے جس ہنر کے ساتھ اُستاد مشہور ہوتا ہے شاگرد بہی اُسکے ساتھ موصوف ہوجاتے ہین۔ یہ صحبت واخلاق کا اثر ہے بلکہ شاگردونکا اُستادی کام تب ملجاتا ہے اور وہ خود اُستاد کامل ہوجاتے ہین ؎

	پیش اُستاد اصولی ہم اصول	خواند آن شاگرد حیست باحصول
ترجمہ	یعنے ہو جو واقف علم اصول	اُسکے شاگردون کو ہوتا ہے حصول

شرح یعنے اگر کوئی اُستاد علم اصول حدیث یا اصول فقہ سے ماہر ہے تو اُسکا ذہین اور ہوشیار شاگرد جسکو حصول علم کا شوق ہوگا ضرور علم اصول کو حاصل کریگا۔ اور اُستاد کی طرح اصولی بنجائیگا۔

	پیش اُستاد فقیہ آن فقہ خوان	فقہ خواند نے اصول و نے بیان
ترجمہ	فقہ دان سے پڑھتے ہین سب فقہ خوان	پڑہ نہین سکتا کوئی علم بیان

شرح یعنے اگر اُستاد علم اصول سے واقف نہین بلکہ علم فقہ کا ماہر ہے تو شاگرد اُس سے علم فقہ ہی حاصل کرسکتا ہے۔ علم اصول اور علم بیان کی تحصیل نہین کرسکتا۔ کیونکہ اُستاد خود ہی ان علمون سے ماہر نہین ہے

	پیش اُستادے کہ او نحوی بود	جان شاگردش ازان نحوی شود
ترجمہ	اور جو اُستاد سے پڑھتا ہے نحو	نحو مین شاگرد ہو جاتا ہے محو

شرح یعنے ایسے اُستاد کی تعلیم سے جو علم نحو کا ماہر ہو شاگرد نحوی ہوسکتا ہے اصولی یا فقیہ نہین بن سکتا نکتہ ان تمام اشعار مین اُسی مضمون کی تمثیلین ہین کہ جیسا بادشاہ ہوتا ہے ویسی ہی رعایا ہوجاتی ہے۔

	باز اُستادے کہ آن محو رہ ست	جان شاگردش ازان محو شہ ست
ترجمہ	لیک وہ کامل کہ ہے جو محو راہ	ہوتے ہین شاگرد اُسکے محو شاہ

شرح یعنے اےمخاطب یہ تو تونے سمجھ لیا کہ ظاہری علوم کے اُستاد سے شاگرد کو ظاہری علوم ہی حاصل ہوسکتے ہین مگر اسکے بعد یہ بہی سمجھ لے کہ وہ اُستاد کہ محو راہ عشق حقیقی اور فانی فی اللہ ہے وہ اپنی شاگرد کو بہی محو شہنشاہ حقیقی کردیتا ہے۔ کیونکہ شاگرد اُس علم سے ضرور ماہر ہوسکتے ہین جسکے اُنکا اُستاد ماہر ہے۔

	زین ہمہ انواع دانش روز مرگ	دانش فقر ست ساز راہ و برگ
ترجمہ	علم ہون سارے ولیکن روز مرگ	علم درویشی ہے بیشک ساز و برگ

شرح یعنے مرنے کے دن علم فقر اور علم محو ذات ہی توشہ عقبےٰ ہوگا دیگر علوم ہرگز کام نہ آئینگے کیونکہ جابر رض سے یہ حدیث منقول ہے کہ العلم علمان علم فی القلب فذلک العلم النافع وعلم علی اللسان فذلک حجۃ اللہ علی ابن آدم یعنے علم دو طرح کے ہین ایک علم باطنی اور دوسرا علم زبانی یعنے ظاہری۔ پہلا علم نفع رسان ہے اور دوسرا خود آدمی پر حجت اور باعث نقصان آخرت ہے۔ کیونکہ علوم ظاہری بلا عمل کسی کام کے نہین ہوتے۔

پس علم صرف و نحو اصلاح کلام کا آلہ ہے اور فقہ و اصول جواز عمل اور عدم جواز کی تعلیم کرتا ہے وہ شخص جو علم نحو و فقہ پڑھ کر عمل نہ کرے کسی کام کا نہین حضرت علیؑ کا قول ہے العلم نقطة کثرہا الجاہلون یعنے علم ایک نقطہ ہے جسکو جاہلون نے بڑھا دیا ہے اس سے علم وحدت مراد ہے۔ کیونکہ وحدت منافی کثرت ہے۔ اور اللہ تعالے ادراک عقول سے منزہ ہے اور الفاظ و حروف سے اسکی معرفت حاصل نہین ہو سکتی۔ کیونکہ یہ سب حادث ہین قدیم حادث سے ہرگز نہین پہچانا جاتا علم محو اور فنائے ذات حق چونکہ قیل و قال اور نزاع و جدال سے پاک ہے اسلیئے اس سے معرفت حاصل ہو سکتی ہے اور یہی علم بعد مرگ کام آئیگا۔

ماجرائے مرد نحوی در کشتی با کشتیبان و جواب دادن او

ترجمہ: ایک عالم نحوی کی حکایت کشتی مین کشتیبان کے ساتھ اور کشتیبان کا جواب

	آن یکے نحوی بکشتی در نشست	رو بکشتیبان نمود آن خود پرست
ترجمہ	ہو گیا کشتی مین اک نحوی سوار	اور کشتیبان سے بولا بدشعار
	گفت ہیچ از نحو خواندی گفت لا	گفت نیم عمر تو شد در فنا
ترجمہ	کچھ پڑھی ہے نحو؟ وہ بولا نہین	بولا آدھی عمر کھو دی بالیقین

شرح یعنے ایک علم نحو جاننے والا عالم جو خود پرست (اپنے علم پر متکبر) تھا اتفاقاً کشتی مین بیٹھا اور ملاح سے یہ کہنے لگا کہ تونے کچھ علم نحو بھی پڑھا ہے یا نہین۔ ملاح نے جواب دیا کہ مینے کچھ نہین پڑھا۔ نحوی نے طنز سے کہا کہ افسوس تیری آدھی عمر بالکل برباد گئی کہ تونے علم نحو کا ایک حرف بھی نہ پڑھا۔

	دل شکستہ گشت کشتیبان ز تاب	لیک آندم گشت خاموش از جواب
ترجمہ	چپ رہا ملاح کھا کر پیچ و تاب	رہ گیا خاموش ہو کر لاجواب

شرح تاب بمعنے حرارت دل و اضطراب ہے یعنے کشتیبان نحوی کا طعنہ سنکر اضطراب قلب کے باعث دل شکستہ ہو گیا اور اسوقت نحوی کو کچھ جواب نہ دیسکا۔ کیونکہ اسکا اعتراض حسب ظاہر بالکل بجا تھا۔

	باد کشتی را بگردابے فگند	گفت کشتیبان بدان نحوی بلند
ترجمہ	لیگئی کشتی ہوا گرداب مین	کشتی والے نے کہا یہ آب مین
	ہیچ دانی آشنا کردن بگو	گفت نے اے خوش جواب خوب رو
ترجمہ	تیرنا کچھ تجکو آتا ہے بتا	بولا وہ نحوی نہین مین جانتا

شرح یعنے تھوڑی دیر کے بعد ہوا نے کشتی کو بھنور مین ڈالدیا اسوقت ملاح نے کہا کہ اے نحوی تجھے کچھ تھوڑا بہت تیرنا بھی آتا ہے یا نہین۔ نحوی نے جواب دیا کہ اے معقول جواب دینے اور اچھی صورت والے

شارح - مین تیرنا بالکل نہین جانتا - بلکہ صرف علم نحوہی سے واقف ہون۔

	گفت کل عمرت اے نحوی فناست	زانکہ کشتی غرق در گرداب ہاست
ترجمہ	یہ کہا اُسنے کہ تیری عمر سب	ہو گئی فانی کہ کشتی ڈوبی اب

شرح یعنے نحوی نے جب یہ کہا کہ مین تیرنا نہین جانتا تو کشتیبان نے جواب دیا کہ اے نحوی گو علم نحو کے نہ پڑہنے سے میری آدہی عمر ضایع ہوئی ہے۔ مگر افسوس تیراک نہونے سے تیری ساری عمر ضایع ہو گئی۔ کیونکہ کشتی عنقریب ڈوبنے والی ہے۔ اسوقت علم نحو ہرگز کام نہ دیسکے گا

	محو مے باید نہ نحو اینجا بدان	گر تو محوی بے خطر در آب ران
ترجمہ	نحو کی جا چاہیئے ہے محو لیس	تو ہے گر واقف تو چل اے ہمنفس

شرح یہان سے بطور نتیجۂ حکایت مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے محو لغت مین مٹجانے اور اصطلاحات صوفیہ مین جیتے جی مر جانے۔ اوصاف بشری سے معدوم ہونے اور فنا فی اللہ ہو رہنے کو کہتے ہین مولانا کا یہ مطلب ہے کہ دریائے محبت الٰہی مین محو ہو جانا کام دیتا ہے صرف و نحو یعنے علوم ظاہری بالکل بکار ہین اے شخص اگر تو محو ہونا جانتا ہے تو بلا خوف دریا مین چلا جا۔ ورنہ اُس نحوی کی طرح ہلاکت کا اندیشہ ہے نکتہ نحوی اور کشتیبان کا یہ مختصر سا قصہ اس مضمون کی تمثیل ہے کہ وقت مرگ بجز علم فقر و فنا او محو ذات کے اور کوئی علم کام نہین آسکتا۔ جیسا کہ اُس نحوی کا علم کشتی کے ڈوبتے وقت کچہ کام نہ آیا

	آب دریا مُردہ را بر سر نہد	ور بود زندہ ز دریا کے رہد
ترجمہ	تیرتا ہے مُردہ بیشک آب پر	اور زندہ ڈوبتا ہے سر بسر

شرح یعنے دریا مُردے کو اپنے سر پر رکہ لیتا ہے (اوپر تیرا دیتا ہے) اور زندہ شخص بہنور مین جا پہنسے تو اُسکی رہائی ناممکن ہے۔ اسیطرح دریائے محبت الٰہی اُس عاشق کو تیرا دیتا ہے جو موتوا قبل ان تموتوا پر عمل کرکے مرنے سے پہلے مر چکا ہے۔ اور جو انانیت و ہستی کا مدعی ہے وہ ضرور ڈوبجاتا ہے جیسا وہ متکبر نحوی ڈوب گیا۔ اسلیئے طالب حق کو علم نحو کی جگہ علم محو سیکہنا فرض ہے۔

	چون بمُردی تو ز اوصاف بشر	بحر اسرارت نہد بر فرق سر
ترجمہ	چہوڑدے گر تو ہی اوصاف بشر	بہر ہو تو اور راز کے دریا کا سر

شرح یعنے جب تو اوصاف بشری سے کنارہ کرے گا تو دریائے اسرار الٰہی تجکو اپنے سر کی مانگ پر بٹہا لیگا۔ تیری تعظیم کریگا۔ اور تجہے ڈوبنے سے بچائے گا کیونکہ اسحالت مین تو قطرہ کی طرح دریا مین جائیگا اور یہ ظاہر ہے کہ دریا قطرہ کو نہین ڈبویا کرتا۔

	ایکه خلقان را تو خر مے خوانده	این زمان چون خر برین یخ مانده
ترجمه	تو گدہا اور دن کو کہتا تہا گر	مرتے دم خود ہو گیا مانند خر

شرح یعنے اے عالم علوم ظاہری تو جو از راہ تکبر اورونکو بیوقوف یا گدہا کہتا تہا اسوقت (وقت مرگ) تو خود ایسا ہو گیا ہے جیسا کہ برف پر گدہا کہ چلنے سے عاجز ہو جاتا ہے اسیطرح تو سیر جنت دیدار الٰہی سے عاجز ہے

	گر تو علامهٔ زمانی در جہان	نک فنائے این جہان بین وین زمان
ترجمه	تو ہے علامہ جہان کا میری جان	ہے فنا ہونے کو لیکن یہ جہان

شرح یعنے اگر تو علامۂ زمان ہے تو اس دنیا اور زمانہ کی فنا ہونے کو دیکہہ اور آخرت کا تدارک کر اور وہ علم سیکہہ جو وقت مرگ کام آئے اس علم کا نام علم خدا دانی یعنے علم تصوف و معرفت ہے۔

	مرد نحوی را ازان در دوختیم	تا شمارا نحو محو آموختیم
ترجمه	اسلیئے ہے قصۂ دانائے نحو	تا بتا دین ہم جہان کو راہ محو

شرح دوختن بمعنے سینا ہے اور یہان اس لفظ سے ملا دینا اور پیوند کرنا مراد ہے یعنے ہمنے اعرابی درویش کے حکایت سے نحوی کے قصہ کو اسلیئے ملا دیا ہے کہ طالبین کو قاعدۂ محو سکہائین۔ یعنے انکو یہ معلوم ہو جائے کہ جو شخص قاعدۂ محو اور طریقہ فنائے ذات نہین جانتا وہ ڈوبیگا جیسا کہ یہ نحوی جو تیرنا نہین جانتا تہا دریا مین ڈوب گیا۔ اور ڈوبتے وقت اُسکے علم ظاہری (نحو) نے اُسے کچہ کام نہ دیا۔

	فقه فقه و نحو نحو و صرف صرف	در کم آمد یابی اے یار شگرف
ترجمه	فقہ ہو یا نحو ہو یا علم صرف	خود کو لاشے جان اے یار شگرف

شرح اس شعر کے معنے دو طرح ہو سکتے ہین۔ اول یہ کہ پہلے مصرع مین اضافت عام کی لسوئے خاص ہے۔ کیونکہ لفظ فقہ لغت مین بمعنے فہم ہے اور اصطلاح مین مسائل شرعیہ مع دلائل کو کہتے ہین اور نحو لغت مین بمعنے قاعدہ و مثال و قصد ہے۔ اور اصطلاح مین ایک علم ہے جس سے ترکیب کلمات عرب کے احوال باعتبار اعراب معلوم ہوتے ہین۔ اور صرف لغت مین بمعنے تغیر و تبدیل ہے اور اصطلاح مین ایک علم ہے جس سے بنائے کلمہ کے احوال معلوم ہوتے ہین۔ پس تو پہلے لفظ فقہ و نحو و صرف سے لغوی معنے مراد ہین اور دوسرے سے اصطلاحی یعنے اے شخص علم فقہ کی سمجہ۔ اور علم نحو کا قاعدہ اور علم صرف کی تغیر و تبدیل تو اپنی تواضع اور اپنے آپ کو ناقص ظاہر کرنے یا فانی سمجہنے مین حاصل کریگا۔ دوسرے مصرع مین کم آمد بمعنے نقصان ہے اور اگر گم آمد ہے تو بمعنے فنا ہے۔ مطلب یہ کہ ان تمام علمونکا مقصود یا مفہوم فروتنی یا فنا کے باعث حاصل ہوگا۔ جس شخص مین یہ دونو باتین نہون خواہ وہ کیسا ہی عالم ہے مگر یہ سمجہیئے کہ اُسنے اپنے

علم کے اصلی مقصود کو نہین سمجھا۔ کیونکہ جمیع علوم کا مطلب اصلی معرفت اور فنائی الذات ہے۔ دوسرے معنے یہ ہین کہ فقہ کی فقہ اور نحو کی نحو اور صرف کی صرف سے ان علمون کا خلاصہ مراد ہے یعنے اے طالب ان تمام علوم کا خلاصہ تیرے لیئے باعث نقصان ہے کیونکہ علوم ظاہری آخرت مین کام نہ آئینگے۔ مگر فقہ کی نسبت جو علم آخرت ہے یہ معنے اُسیوقت درست ہونگے کہ فقیہ اپنی فقہ پر عمل نہ کرتا ہو۔

	آن سبوئے آب دانشہائے ماست	وان خلیفہ دجلۂ علم خداست	
ترجمہ	وہ سبو گویا ہمارا علم ہے	اور وہ دجلہ خدا کا علم ہے	

شرح یعنے اے مخاطب تو اس اعرابی کے قصہ کو صرف کہانی خیال نہ کر۔ بلکہ یہ تو تیرے حال کا خلاصہ ہے اسکو اپنی ذات پر مطابق کرلے اور یہ سمجھ لے کہ اُس پانی کی ٹھلیا سے ہمارے ظاہری علوم مراد ہین جو دریائے علم الٰہی کے مقابلہ مین قطرہ سے بھی کم ہین۔ اور خلیفہ سے اللہ تعالٰے اور دجلہ سے دریائے علم الٰہی مقصود ہے پس تو نتیجہ یہ نکلا کہ ہم اپنے قطرۂ علم کو جو باران فیض الٰہی سے ہم مین موجود ہوگیا ہے، اور جو بحر علم الٰہی کے روبرو بالکل ہیچ ہے قابل قدر سمجھکر لایق ہدیۂ بارگاہ الٰہی جانتے ہین۔ اور اپنے علم پر مغرور ہوئے بیٹھے ہین۔ حالانکہ ہمارا علم دریائے علم الٰہی کے مقابلہ مین قطرہ سے بھی کم ہے۔

	ما سبوہا پر۔ بدجلہ مے بریم	گرنہ خر دانیم ما خود را۔ خریم	
ترجمہ	سوئے دجلہ لیجلے ہین ہم سبو	خر نہین تو کیا ہین ہم اے زشت خو	

شرح یعنے اگر ہم پانی کی ٹھلیین بھرکر دجلہ کی طرف لے جائین۔ اور پھر اپنے آپ کو گدہا یا بیوقوف نہ سمجھین تو یہ خود ہمارا گدہاپن اور بخت بیوقوفی ہے یعنے اگر ہم اپنے علم پر مغرور ہون اور یہ نسمجھین کہ ہمارا علم بہ نسبت علم الٰہی سراسر جہل ہے تو یہ ہماری محض بیعقلی ہے۔ اللہ تعالٰے خود فرماتا ہے وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا۔ یعنے اے لوگو تمہین بہت تھوڑا سا علم دیا گیا ہے نکتہ مولانا قدس سرہ نے اس سے پہلے سبو سے بدن اور آب سبو سے حواس انسانی مراد لیئے تھے۔ اور یہان سبو سے علم انسانی اور دجلہ سے بحر علم الٰہی مراد لیا ہے۔ اسکا سبب یہ ہے کہ اس قصہ کا وہ نتیجہ بھی درست ہے اور یہ بھی۔ چونکہ ان دو شعرون سے پہلے علوم ظاہری کی بحث ہوچکی ہے اس مناسبت سے یہ دوسرا نتیجہ نہایت اعلے درجہ کا ہے

	آن عرب بارے بدان معذور بود	کوز دجلہ غافل وبس دور بود	
ترجمہ	وہ عرب اسواسطے معذور تھا	یعنے دجلہ سے نہایت دور تھا	

شرح لفظ بارے بمعنے حاصل کلام ہے یعنے اعرابی اپنے غفلت کے سبب معذور تھا اور اپنے واقعی جہل کے سبب اپنے علم وعمل کو اچھا جانکے بارگاہ الٰہی مین ہدیتاً لیگیا تھا مغرور نہ تھا۔ یہی باعث ہے

کہ اُسکا ہدیہ قبول ہوگیا۔ اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر عالم اپنے علم وعمل پر مغرور ہوگا تو ہرگز مقبول بارگاہ نہوسکیگا بلکہ ہلاک ہوجائیگا۔ کیونکہ تکبر ایسی صفت خاص ہے جسکو اللہ تعالے بجز اپنی ذات کے اور کسیکے لیئے پسند نہیں کرتا۔

	گر ز دجلہ باخبر بودے چو ما	او نبردے آن سبورا جا بجا
ترجمہ	وہ اگر دجلہ سے ہوتا باخبر	کیون لیئے پہرتا سبو کو در بدر

شرح لفظ ما سے علما مراد ہین۔ یعنے اگر اعرابی دجلہ کے حال سے ہماری طرح واقف ہوتا یعنے اگر ہمسے عالمون کی طرح یہ بات معلوم ہوتی کہ دریائے علم الٰہی بے پایان ہے تو وہ سبو کو منزل بمنزل اپنے ہمراہ لیکر بغداد کا قصد ہرگز نہ کرتا بلکہ اس سے نادانستگی مین ایسا ہوا اور اُسکا بہولاپن ہی اُسکے ہدیے کی قبولیت کا باعث ہوگیا۔ نکتہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ جو شخص باوصف علم ایسا کرے گا وہ ہرگز مقبول نہوگا یعنے متکبر عالم دولت قبولیت سے بالکل محروم رہیگا۔

	بلکہ از دجلہ اگر واقف بدے	آن سبورا بر سر سنگے زدے
ترجمہ	بلکہ دجلہ کا اگر ہوتا شعور	توڑ دیتا اپنی ٹہلیا کو ضرور

شرح یعنے اعرابی اگر دجلہ کے حال سے واقف ہوتا تو اس ٹہلیا کو پتہر پر دے مارتا۔ توڑ دیتا یعنے بلا اعتماد علم وعمل فقیر بنکر بارگاہ الٰہی مین جاتا۔ کیونکہ وہان تکبر وخود پسندی سراسر ناپسند ہے۔

	آن سبوئے تنگ پُر ناموس ورنگ	شد حجاب بحر زن آن را بسنگ
ترجمہ	اُس سبو مین پُر ہے بس ناموس ورنگ	اِس حجاب بحر کو لازم ہے سنگ

شرح یعنے اے مخاطب تیرا سبوئے جسم وعلم جو ناموس ورنگ (تکبر ومایۂ قلیل) سے پُر ہے تیرے حق مین باعث حجاب دریائے حقیقت ہے اُسکو توڑ دے اور دریا سے حائل متکبر کو وصال حقیقی نصیب نہین ہوتا۔ اُسکا تکبر اُسمین اور جلوۂ شاہد حقیقی مین پردہ بنا رہتا ہے۔

	قبول کردن خلیفہ ہدیہ را وعطا فرمودن باکمال بے نیازی ازان ہدیہ وسبو
ترجمہ	بادشاہ بغداد کا اُس ہدیے کو قبول فرمالینا اور بے ضرورت اُس ہدیہ اور ٹہلیا کا صلہ دینا

	چون خلیفہ دید واحوالش شنید	آن سبورا پر ز زر کرد و مزید
ترجمہ	بادشاہ نے حال اُسکا جب سُنا	اُس سبو کو یکلخت پُر زر کردیا

شرح یعنے بادشاہ نے اعرابی کا حال سُنکر اور اُسکا ہدیہ دیکھکر اُسکی ٹہلیا کو سونے سے بہر دیا اور خلعت وغیرہ بطور مزید احسان مرحمت کیا۔ کیونکہ اہل کرم اور قدردان تہوڑی سی چیز کے صلہ مین بہت کچھ دیدیا کرتے ہین اور اللہ تعالے اپنی شان مین خود لفظ شاکر فرماتا شاکر بمعنے قدردان ہے۔

	واو خلعتہا ے و بخشش ہائے خاص	آن عرب را کرد از فاقہ خلاص
ترجمہ	خلعتین دین اور دیا انعام خاص	بخ فاقہ سے کیا اُسکو خلاص

شرح یعنے بادشاہ نے خلعتین اور انعام دیکر اُس اعرابی درویش کو فقر و فاقہ اور محتاجی سے نجات دلوادی

	پس نقیبان را بفرمود آن قباد	آن جہان بخشش و آن بحر داد
ترجمہ	پھر نقیبون سے کہا یہ شاہ نے	بحر بخشش شاہ عالیجاہ نے
	کاین سبوئے زر بدست او دہند	چونکہ وا گردد سوئے دجلہ اش برند
ترجمہ	دہ سبوئے زر عرب کو سونپ دین	اور راہ دجلہ سے رخصت کرین

شرح دونو شعر قطعہ بند ہین اور قباد بمعنے عادل ہے اور اُس بادشاہ کا نام ہے جسنے اول لقب کے اختیار کیا تہا اور جسکو کیقباد کہتے ہین یعنے خلیفۂ بغداد نے جو اپنے وقت کا کیقباد اور جہان جود و سخا اور دریائے کرم و داد تہا نقیبون سے یہ کہا کہ یہ زر سے بہرا ہوا ٹہلیا اعرابی کو دیدین اور جب واپس جانا چاہے تو اُسے دجلہ یعنے دریا کے رستے سے روانہ کرین

	از رہِ خشک آمدست و از سفر	از رہِ دجلہ اش بود نزدیک تر
ترجمہ	کرچکا ہے خشک رستے سے سفر	وا رہ دجلہ سے رخصت کرین

شرح بادشاہ کہتا ہے کہ یہ اعرابی خشکی کے رستے سے دور و دراز کا سفر کرکے آیا ہے خشکی کے رستے سے بہیرہا ہے اسلئے اِسے دجلہ کے رستے سے روانہ کرنا چاہیے تاکہ جلدی سے اپنے گہر پہنچ جائے

	چون بکشتی در نشیند ربخ راہ	خود فراموشش شود این جایگاہ
ترجمہ	بیٹہکر کشتی مین بالکل رنج راہ	بہول جائے گا یہ مرد داد خواہ

شرح یعنے بادشاہ کہتا ہے کہ جب اعرابی کشتی مین بیٹھے گا تو اُسمین بیٹہکر رنج راہ بہول جائے گا اور نہایت آرام پائے گا۔ این جایگاہ کا اشارہ کشتی کی جانب ہے۔

	ہمچنان کردند و دادندش سبو	پُر زر و بردند تا دجلۂ دو تو
ترجمہ	آخرش لائے بجا احکام شاہ	لیگئے اُس شخص کو دجلہ کی راہ

شرح دو تو بمعنے دو تہ سے مراد دو سمت ہے۔ یعنے نقیبون نے حسب فرمان بادشاہ اعرابی کی ٹہلیا کو سونے سے بہردیا۔ اور اُسکو دجلہ تک لیگئے جو بغداد کی دو سمت بہ رہا تہا۔ دو تو صفت دجلہ ہے۔

	چون بکشتی در نشست و دجلہ دید	سجدہ میکرد از حیا و مے خمید
ترجمہ	بیٹہکر کشتی مین دجلہ دیکہکر	ہوگیا شرمندہ دل مین سر بسر

شرح یعنے جب اعرابی نے کشتی مین بیٹھکر دجلہ کو دیکھا تو اپنی کامیابی پر سجدۂ شکر یہ ادا کیا اور اس شرم سے کہ باوجودیکہ خلیفہ کے ملک مین میٹھے پانی کا دریا بہ رہا ہے۔ اور پہر اُسنے میرے لائے ہوے پانی کو قبول کرلیا ہے اپنی گردن جھکائی اور اپنی حرکت پر سخت نادم و دلمین شرمندہ ہوکر از روے خجالت یہ کہا کہ

	کلکے عجب لطف آن شہ وہاب را	وین عجب تر کو ستد آن آب را
ترجمہ	اور کہا ہے لطف اُس وہاب کا	ہوگیا جو لینے والا آب کا

شرح پہلے مصرع مین لفظ را قایم مقام اضافت لطف ہے۔ یعنے اعرابی کشتی مین بیٹھکر از روے شرم وحیا یہ کہتا تہا کہ اس کریم بادشاہ کی مہربانی عجیب ہے اور پہر اُس ٹھلیا کے پانی کو قبول کرلینا اس سے بہی عجیب تر ہے لطف شاہ کا عجیب ہونا اسلیئے ہے کہ اُسکا کرم عام تہا اور عجیب تر ہونا اسلیئے کہ اُسنے ایسے ناکارہ ہدیہ کو قبول کرلیا

	چون پذیرفت از من آن دریاے جود	اینچنان جنس دغل را زود زود
ترجمہ	ہے یہ سلطان بحر صد جود ازل	جسنے لے لی مجھسے یہ جنس دغل

شرح یعنے اعرابی کو اِس بات پر تعجب تہا کہ اُس دریائے بخشش یعنے خلیفہ بغداد نے میری کھوٹی جنس کو کیونکر قبول کرلیا۔ اور اُس ناکارہ ہدیہ کے صلے مین اسقدر انعام واکرام سے مالامال کیون کردیا۔

	کُلّ عالم را سبو دان اے پسر	کان پُر از لطف و خوبی تا بسر
ترجمہ	سارے عالم کو سبو جان اے پسر	لطف و خوبی سے جو پُر ہے سربسر
	قطرۂ از دجلۂ خوبیّ اوست	کان نمے گنجد زپُرّی زیر پوست
ترجمہ	ہے مگر یہ قطرۂ خوبیّ دوست	جو سما سکتا نہین ہے زیر پوست

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین۔ دوسرے شعر مین پُرّی بمعنے کثرت و وسعت ہے اور پوست سے مراد پردہ ہے یعنے نتیجۂ قصہ یہ ہے کہ اے مخاطب تو اس سارے جہان کو جو لطف و خوبی سے پُر ہے ٹھلیا سمجھ۔ مگر یہ بہی یقیناً جان لے کہ جہان مین جسقدر خوبیان ہین وہ سب اللہ تعالے کے دریائے خوبی کا قطرہ ہین کیونکہ اللہ تعالے کا لطف و خوبی اور علم و وسعت کے سبب پردہ مین نہین رہ سکتا تہا اسلیئے اُسنے ممکنات کو پیدا کیا۔ تاکہ انکے واسطہ سے لطف و خوبی کا اظہار ہو پس تو ممکنات مین جو کچھ لطف و خوبی ہے وہ اُسی بحر خوبی کا ایک قطرہ ہے اسلیئے انسان کو اپنے علم پر نازان نہونا چاہیئے۔

	گنج مخفی بُد زپُرّی چاک کرد	خاک را تابان تر از افلاک کرد
ترجمہ	گنج مخفی تہا۔ کیا پردے کو چاک	چرخ سے زائد ہوی پُر نور خاک

شرح یہ شعر اس حدیث قدسی کی طرف اشارہ ہے کہ کُنتُ کنزاً مخفیاً الے آخرہ۔ یعنے اللہ تعالے فرماتا ہے

کہ مین خزانۂ پوشیدہ کے مانند تہا پس مینے اپنی معروفت کو محبوب رکہا اور مخلوق کو پیدا کر دیا۔ یہ حدیث اگرچہ سنداً ضعیف ہے۔ مگر معنےً صحیح ہے یعنے اللہ تعالےٰ گنج مخفی کے مانند تہا۔ لیکن اُسنے اپنے کمال صفات اور کثرت انعام کے سبب پردۂ غیب کو چاک کیا۔ اور خاک یعنے آدم یا حقیقت انسانی کو افلاک سے زیادہ تابان کر دیا یعنے خاک کو مظہر اسماء وصفات بنا کر افلاک سے بدرجہا زیادہ روشنی عنایت فرمائی

	گنج مخفی بد ز پری جوش کرد	خاک را سلطان اطلس پوش کرد
ترجمہ	گنج پنہان سر بسر پر جوش ہے	خاک اک سلطان اطلس پوش ہے

شرح جوش بمعنے ظہور ہے۔ اور خاک سے وہی آدم یا حقیقت انسانی مراد ہے جو گزشتہ شعر مین تہی یعنے اللہ تعالےٰ خزانۂ مخفی کی مانند تہا اُسنے کثرت انعام کے باعث ظہور فرما کر آدم کو بادشاہ اطلس پوش دستلبس بہ لباس مظہریت خود بنادیا اور اُسے اپنی خلافت کا خلعت عنایت فرما کر تمام موجودات مین ممتاز کر دیا

	ور بدیدے شاخے از دجلۂ خدا	آن سبو را او فنا کر دے فنا
ترجمہ	دیکہتا گر شاخ دریائے خدا	تو سبو کو اپنے کر دیتا فنا

شرح شاخ سے دریا کی نالی مراد ہے یعنے وہ شخص جسنے اپنے کوزۂ وجود کو آب علم سے پُر جانا تہا اگر بحر علم الٰہی کے ایک جدول دیکہہ لیتا تو اپنے کوزۂ وجود کو فنا کر دیتا کیونکہ دریا کے آگے قطرہ کی کیا حقیقت ہے

	آنکہ دیدندش ہمیشہ بیخودند	بے خودانہ بر سبو سنگے زدند
	ہین جو بینا مست ہین اے نیک خو	پہینک مارا سنگ پر اپنا سبو

شرح یعنے جن لوگون نے دریائے علم الٰہی کی ایک شاخ کو بہی دیکہہ لیا ہے وہ بیخود یعنے فنا فی اللہ ہو گئے ہین اور اُنہون نے اپنے وجود فانی کی ٹہلیا پر بیخودی کے عالم مین پتہر مار دیا ہے یعنے قید جسم سے بالکل نجات پائے ہوئے ہین۔ یہ اولیاء اللہ کا مرتبہ ہے۔

	اے ز غیرت بر سبو سنگے زدہ	وان سبو زاشکست کامل تر شدہ
ترجمہ	یہ سبو جس وقت ٹکڑے ہو گیا	اور کامل ہو گیا جس اے فتا

شرح اشکست حاصل مصدر ہے بمعنے شکستن (توڑنا یا ٹوٹنا) یعنے اے مخاطب جس شخص نے اپنے سبوے وجود فانی کو توڑ دیا ہے اُسکا سبو ٹوٹجانے سے اور زیادہ کامل یعنے پختہ ہو گیا ہے۔

	خم شکستہ آب ازان ناریختہ	صد درستی زین شکست انگیختہ
ترجمہ	کچہ نہین ہے آب کے گرنے کا ڈر	ہے درستی ٹوٹنے مین سر بسر

شرح یعنے سبوئے وجود کے ٹوٹنے سے اُسکے پختہ ہو جانے کا یہ باعث ہے کہ سبو تو ٹوٹ گیا

ہے مگر اسکا پانی نہین گرا۔ یعنے فنائے وجود سے آب عقل وعرفان ضایع نہین ہوا بلکہ کامل طور پر حکمت وایمان وعرفان اور ذوق محبت الٰہی اور مرتبہ استغراق دریائے وحدت حاصل ہوگیا ہے۔

	جزو جزوِ جسم بر رقص ست وجال	عقل جزوی را نمودہ این محال
ترجمہ	جزو جزو جسم کو آتا ہے حال	عقل جزوی دیکھہ لے ہے یہ محال

شرح یعنے ایسے فنا کی حالت مین بدن کا ایک ایک ٹکڑا رقص اور وجد کرنے لگتا ہے لیکن یہ وجد عقل جزوی کو دکہلائی دیا ہو؟ یہ محال ہے! کیونکہ جب قطرہ دریا سے ملگیا تو اُسی کی صفتین اسمین بہی آگئین اور عقل جزوی چونکہ بحر ذات کا ادراک نہین کرسکتی لہذا قطرہ کی حالت سے بہی واقف نہین ہوسکتی

	نے سبو پیدا درین حالت نہ آب	خوش بہ بین واللہ اعلم بالصواب
ترجمہ	اب سبو معلوم ہوتا ہے نہ آب	دیکھہ لے واللہ اعلم بالصواب

شرح یعنے حالت استغراق مین نہ وجود کی خبر رہتی ہے نہ علوم کی بلکہ مرتبۂ فناء الفنا، حاصل ہوجاتا ہے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ ہمنے جو کچہ کہا ہے اُسکو غور سے دیکہہ ہمین اپنے کشف سے یونہی معلوم ہوا ہے آیندہ اللہ اعلم بالصواب حقیقت اشیا اور واقعی حال کو خدا ہی خوب جانتا ہے۔

	چون در معنے زنی۔ بازت کنند	پر فکرت زن کہ شہبازت کنند
ترجمہ	طالب معنیٰ ہو تا در باز ہو	فکر کا پر مار تا شہباز ہو

شرح یعنے انجا طب جسوقت تو عالم معنی کا دروازہ کہٹ کہٹائیگا تو کارکنان قضا وقدر تیرے لئے ضرور باب رحمت کہولدینگے کیونکہ یہ قول بالکل ٹہیک ہے کہ مَنْ قَرَعَ بَاباً وَلَجَ جسنے دروازہ کہٹ کہٹایا وہ ضرور گہر مین داخل ہوگیا اسلئے اے شخص فکر وصال الٰہی کے پر لگا کر عالم صورت سے عالم معنی کی طرف پرواز کر ایسے حال مین تو شہباز یعنے سلطان طیور حضرت قدس دافر ملائکہ ہوجائیگا۔

	پر فکرت شد گِل آلودہ گران	زانکہ گِل خواری۔ ترا گِل شد چو نان
ترجمہ	فکر ہے تیرا گِل آلودہ گران	تو ہے گِل خوار اور گِل ہے تیری نان

شرح یعنے تیرے فکر وعقل کا معنوی پر گِل آلود ہوکر (مٹی مین لتہڑ کر) بوجہل ہوگیا ہے۔ اسلئے یہ پر بہاری ہونیکے سبب تجکو آسمان معنے کی طرف نہین اُڑا سکتا۔ اور اسکا یہ سبب ہے کہ تو مٹی کہانے والا ہے تونے مٹی کو روٹی سمجہ رکہا ہے اسکی تشریح آیندہ شعر مین ہے۔

	نان گِل ست و گوشت کمتر خور ازین	تا نمانی ہمچو گِل اندر زمین
ترجمہ	نان گِل ہے گوشت گِل ہے بس نہ کہا	تا نہ شکل گِل رہے بے مدعا

شرح یعنے ہمنے جو تجھے مٹی کہلانے والا کہا ہے اِسکا یہ مطلب نہین کہ اے شخص تو فی الواقع بہی ظاہری مٹی کہایا کرتا ہے بلکہ یہ مدعا ہے کہ تیری تمام غذائین مٹی سے پیدا ہوی ہین اسلیئے گوشت بہی مٹی ہے اور روٹی بہی۔ اس مٹی کو کم کہایا کر ورنہ توبہی مٹی کی طرح زمین پر پڑا رہیگا۔ کیونکہ گوشت روٹی مین اجزائے ارضی ملے ہوے ہین۔ تاثیر سفلیات تجکو بہی سفلی بنا دیگی اور بمقتضائے الجنس الے الجنس یمیل جو شخص مٹی زیادہ کہائیگا۔ یعنے لذائذ دنیوی کو محبوب رکہیگا وہ معنوی بلندی کو چہوڑ کر ہمیشہ پستی کی طرف مائل رہیگا اسلیئے سالکان طریقت کو غذا کم کہانی چاہیئے۔ البتہ طالب دنیا اور غافل کو نہ پیٹ بہر کر کہانا کسیطرح کا فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ بہوکا رہنا اُسکے لیئے مفید ہے چنانچہ آیندہ اشعار انہی معنونکیطرف اشارہ کرتے ہین۔

	چون گرسنہ میشوی سگ میشوی	تند و بدپیوند و بدرگ میشوی
ترجمہ	بہوگ جب لگتی ہے سگ ہوتا ہے تو	تند و سرکش تیز رگ ہوتا ہے تو

شرح تند بمعنے تیز و سرکش و بدپیوند بمعنے غضبناک و دشمن و بدرگ بمعنے بدخصلت و بداصل ہے یعنے اے طالب جب تو زیادہ بہوکا ہوتا ہے تو بدخصلت کُتے کی طرح پہاڑ کہانے کو دوڑتا ہے۔ اسلیئے زیادہ بہوک آفت الٰہی ہے۔ جو انسان مین قوت حیوانیت بڑہا کر اُسے انسانیت سے خارج کردیتی ہے۔

	چون شدی تو سیر مردارے شدی	بیخود و بیحس چو دیوارے شدی
ترجمہ	ہوگیا جب سیر تب مردار ہے	بیخود و بیحس ہے اِک دیوار ہے

شرح یعنے جب تو پیٹ بہر کر کہا لیتا ہے تو مرے ہوے جانور کی مانند ہوجاتا ہے تو تہہ بنجاتا ہے لمبی تان کر اسطرح سوتا ہے کہ گویا کسیکا کفنایا ہوا اخبارہ رکہا ہے۔ یعنے ایسا بیخود اور بیحس و حرکت ہوجاتا ہے کہ جیسے کوئی دیوار بعض نسخون مین بیخبر بے پا چو دیوارے شدی ہے اسصورت مین بے پا دیوار سے گری ہوئی دیوار مراد ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ زیادہ کہانا باعثِ مصیبت ہے بس تو متوسط درجہ کی پابندی چاہیئے آدہے پیٹ کہانا قوے اور حواس کو بہی قایم رکہے گا۔ اور طاعات و عبادات مین بہی اچہی طرح مدد دیگا۔ سالک کے لیئے روزہ رکہہ لینا سب سے بہتر ہے

	پس دمے مردار و دیگر دم سگی	چون کنی در راہ شیران خوش تگی
ترجمہ	ہے ابہی مردار ابہی کتا ہے تو	کسطرح پہر شیر بن سکتا ہے تو

شرح یعنے گزشتہ دو شعرون کا نتیجہ یہ ہے کہ تو پیٹ بہر کر مردا یا دیوار بنجاتا ہے اور بہوک کی حالت مین کتا ہوجاتا ہے۔ کیونکہ حالت سیری مین رطوبت غالب ہوکر غفلت پیدا کرتی ہے اور حالم گرسنگی مین یبوست غلبہ پاکر غضبناک بنا دیتی ہے بس تو جب کہ دونو حالتین ضرر رسان ہین تو شیران بیشۂ

توحید و عرفان کے رستے مین تو ہرگز نہین دوڑ سکتا۔

	الت اشکار خود جز سگ مدان	کمترک انداز سگ را استخوان
ترجمہ	ہے شکاری سگ۔ ترا نفس اے بشر	ہڈیان اسکو ندے سن باخبر

شرح اشکار بمعنے شکار مین الف زائد ہے چنانچہ اشکم بمعنے شکم مین اور سگ سے مراد نفس امارہ ہے یعنے لذائذ دنیا کے شکار کرنے کا ذریعہ بجز نفس امارہ کے اور کسچیز کو نہ جان۔ اسلیئے اسکے آگے ہڈیان کم ڈالا کر یعنے لذائذ مین محو نہو تا کہ یہ کتا حملہ نہ کرسکے کیونکہ جب کتا ہڈیان کہا کہا کر سیر ہو جائیگا تو زیادہ سرکش ہوگا بعض نسخون مین جز سگ مدان کی جگہ خرسگ مدان ہے خرسگ موٹے تازے کتے کو کہتے ہین جس سے وہی نفس حیوانی مراد ہے۔ یہ کتا زیادہ غذا کہانے سے سرکش ہو جاتا ہے۔ اسلیئے غذا متوسط ہونی چاہیئے۔ چنانچہ اسی متوسط درجہ کی غذا کہانے کا فائدہ آیندہ شعر مین بیان ہوا ہے۔

	آن عرب را بے نوائی مے کشید	تا بدان درگاہ و آن دولت رسید
ترجمہ	اُس عرب کو بے نوائی لیگئی	بے نوائی مال و دولت دیگئی

شرح یعنے وہ اعرابی درویش نہ تو حد سے زیادہ پیٹ بہرا تہا اور نہ حد سے زیادہ بہوکا اسلیئے درگاہ شہنشاہ حقیقی تک پہنچ گیا۔ اور دولت معرفت حاصل کرلی۔ اسیطرح جو لوگ لذائذ دنیوی کو چہوڑ دیتے ہین انکا نفس امارہ پہلے لوامہ پہر ملہمہ پہر مطمئنہ بنکر شیر بیشۂ معرفت بنجاتا ہے۔

	در حکایت گفتہ ایم احسان شاہ	در حق آن بے نوائے بے پناہ
ترجمہ	ہین حکایت مین رقم احسانِ شاہ	جسنے ایسے بے نوا کو دی پناہ

شرح یعنے اگرچہ ہمنے اس قصہ مین حسب ظاہر اعرابی درویش کی بینوائی اور عطائے خلیفۂ بغداد کا ذکر کیا ہے لیکن۔ اس سے معنوی طور پر۔ وہ دولت معرفت مراد ہے جو بطور عطیۂ خداوندی طالبان صادق کو ملتی ہے۔ کیونکہ اہل اسرار کا کلام ظاہری معنو پر محمول نہین ہوتا۔ بلکہ اِسکا ظاہر کچہ اور ہوتا ہے اور باطن کچہ اور

	ہرچہ گوید مرد عاشق بوئے عشق	از دہانش مے جہد در کوئے عشق
ترجمہ	بس عاشق ہے ہمیشہ سوے عشق	آتی ہے باتون سے اُسکی بوئے عشق

شرح لفظ بوئے عشق مے جہد کا فاعل ہے اور مے جہد بمعنے ظاہر شود یعنے عاشق کے مُنہ سے جو بات نکلتی ہے اُس سے عشق کی خوشبو ظاہر ہوتی ہے۔ اور سامع کو کوچۂ عشق مین لیجاتی ہے۔ کیونکہ چمچے مین وہی آتا ہے جو دیگ مین ہوتا ہے۔ یہ اشعار اس بات کی دلیل ہین کہ اہل اسرار اور اولیاء اللہ کی باتین ظاہری معنو پر محمول نہین ہوا کرتین۔ بلکہ وہ ایسے باطنی مطالب سے پُر ہوتی ہین جو ہر شخص کی سمجھ مین نہین آسکتی۔

گر بگوید فقہ فقر آید ہمہ | بوئے فقر آید ازان خوش دمدمہ

ترجمہ: گر کہے وہ فقہ اسکو فقر جان | بوئے فقر آتی ہے اُس سے میری جان

شرح یعنے عاشق آلہی- اگر لفظ فقہ مُنہ سے کہیگا تو اس سے فقر کی خوشبو آئیگی فقہ سے علوم ظاہر اور فقر سے علوم راہ سلوک و طریقت مراد ہین- اسکی مثال خود یہ مثنوی ہے کہ اسکے ظاہری حکایتین علوم ظاہر یعنے قصص مین سے ہین مگر باطنی طور پر تمام قصّون سے راہِ سلوک کی خوشبو آتی ہے جس سے دماغ روح معطر ہوتا ہے خوش دمدمہ بمعنے کلمات لطیف ہے- جنکے سُننے سے روح تروتازہ ہو جاتی ہے-

ور بگوید کفر آید بوئے دین | آید از گفت شکش بوئے یقین

ترجمہ: گر کہے وہ کفر آئے بوے دین | اُسکے شک سے آتی ہے بوے یقین

شرح یعنے عاشق آلہی کی زبان سے بالفرض کوئی کفر کا کلمہ بھی نکلجائیگا تو اُس سے عین دینداری اور شکیہ باتون سے بالکل عین الیقین ہونے کی خوشبو آئیگی- کیونکہ اُسکا باطن دین اور یقین سے پر ہے گو باعتبار ظاہر بعض کلمات حدِ شرع سے باہر معلوم ہوتے ہون لیکن باعتبار باطن اسرار توحید سے بھرے ہوتے ہین- اسکی مثال حضرت بایزید بسطامی کا یہ قول ہے **سبحانی ما اعظم شانی** یعنے پاکیزگی ہے میرے لیے مین کسقدر بڑی شان والا ہون نیز حضرت جنید بغدادی رح کا یہ قول **لیس فی جبتی سوی اللہ** یعنے میرے جبہ مین سوائے خدا کے اور کوئی نہین- یہ الفاظ بظاہر کلمات کفر معلوم ہوتے ہین مگر فی الواقع عین دین اور توحید پر مبنی ہین کیونکہ اہل فنا بمقتضائے حدیث بی ینطق وبی یسمع ناطق بنطق حق ہوتے ہین اس حدیث کی مفصل شرح پہلے گزرچکی ہے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ سامعین اولیاء اللہ کے اُن کلمات کو بھی جو بطور شک اُنکی زبان سے نکلین یقینی سمجھا کرین ایسے اقوال کو مجذوب کی بڑ سمجھنا سخت غلطی ہے کیونکہ عاشق کا کلام مجذوب کی بڑ سے الگ ہوا کرتا ہے اسیلئے اس شعر مین کفر سے مراد وہ کفر نہین جو ضد ایمان ہے- بلکہ کفر بمعنے ستر ہے- مطلب یہ کہ اولیاء اللہ کے مخفی اشارات و کلمات رجنکو شطحیات کہتے ہین) اگر غور سے دیکھا جائے تو رندانہ نہین ہوتے بلکہ عین توحید و یقین ہوتے ہین- چنانچہ اُنہون نے صنم سے مقصود اصلی اور ترسا سے عالم تجرد اور عقد زُنار سے عقد کمر خدمت اور کفر سے ستر وحدت حق از کثرت مراد لیا ہے علے ہذا القیاس تصوف کی اور بہت سی خاص اصطلاحین ہین جنکے متعلق ایک الگ رسالہ لکھا جائیگا

ور بگوید کژ نماید راستی | اے کژی کہ راست را آراستی

ترجمہ: گر کہے وہ کج تو عین دین ہے | اس کجی سے راست کو تزئین ہے

شرح یعنے عاشق اگر کوئی ٹیڑھی بات کریگا تو وہ فی الواقع مستند ہی ہوگی- اے کجی تو کسقدر قابل تعریف ہے

کہ تو نے راست کو آراستہ کر دیا ہے یعنے دین ویقین کو زینت دے رکھی ہے۔

	کفِ گر گز بحر صافی خاست است	اصل صاف آن فرع را آراست است
ترجمہ	جھاگ ہے یہ موج بحر صاف کی	فرع کو اُس اصل سے زینت ملی

شرح اس شعر مین عاشق الٰہی کے ایسے کلام کو جو بظاہر خلاف شرع ہو ٹیڑھا ہے یا مکدر جھاگ سے اور عاشق یا اُس کے کلام کے باطنی مفہوم کو دریائے صاف سے تشبیہ دیگئی ہے۔ یعنے وہ مکدر جھاگ (مثلاً کلمۂ کفر) جو دریائے صاف یعنے عاشق الٰہی کی زبان سے نکلا ہے اُسے فی الواقع مکدر نسمجھ بلکہ اصل صاف (عاشق کے دل یا باطنی مفہوم) نے اُس فرع یعنے جھاگ کو بھی صاف کر دیا ہے۔ گو تجھے وہ جھاگ مکدر نظر آرہا ہے مگر فی الواقع باطنی آنکھون والون کو اُس سے نور یقین حاصل ہوتا ہے جو مثال کفر کی ہے وہی کژ کی سمجھنی چاہئے کیونکہ کفر اور کژ مین کچھ فرق نہین۔ اس مثال کو ہم گزشتہ شعر مین بیان کر چکے ہین۔

	آن کفش را صافی و محقوق دان	ہمچو دشنام لب معشوق دان
ترجمہ	جھاگ کو تو صافی و محقوق جان	شکل دشنام لب معشوق جان

شرح محقوق۔ بمعنے لایق و مقبول و برحق ہے یعنے اے مخاطب اُس مکدر جھاگ کو مقبول اور برحق خیال کر۔ یا ایسے کلام کو جو بظاہر خلاف شرع ہو کسی معشوق کے مُنہ کی گالی سمجھ جو ظاہر مین گالی ہے مگر باطن عاشق مین نہایت با لطیف اور شیرین ہے معشوق کی گالیون کے مزے عاشق ہی کا دل جانتا ہے۔ اسیطرح کلمات اولیاء اللہ کا لطف اُنہین کو آتا ہے جو خود بھی تھوڑا بہت عشق الٰہی رکھتے ہین

	گشت این دشنام نا مطلوب او	خوش ز بہر عارض محبوب او
ترجمہ	ہے لب معشوق کی گالی عزیز	اُسکے چہرہ کے سبب اے باتمیز

شرح ضمیر او دونو مصرعون مین اگر عاشق کی طرف راجع ہے تو یہ معنے ہین کہ گالی جو نامرغوب عاشق تھی عاشق عارض محبوب ہونے کے سبب اُسے مرغوب ہوگئی ہے کیونکہ وہ حسین ہے اور عارض خوبصورت رکھتا ہے اسلئے حسین کی ہر ادا پیاری ہے اور اگر دونو ضمیرین معشوق کی طرف ہین تو یہ مطلب ہے کہ معشوق کے مُنہ سے جو نامرغوب گالی نکلتی ہے۔ یہ اُسکے عارض محبوب اور روئے حسین کے سبب عشاق کے نزدیک شیرین ہوگئی ہے ؎ تیری گالی مین بھی مٹھائی ہے ۔ ہمنے کس کس مزے سے کھائی ہے۔

	از شکر گر شکل نانے مے پزی	طعم قند آید نہ نان چون مے مزی
ترجمہ	روٹی شکر کی پکائے تو اگر	لطف قند آئیگا اُسمین سر بسر

شرح لغت مین مزیدن بمعنے مکیدن ہے یعنے چوسنا۔ مطلب یہ کہ اگر تو شکر کو روٹی کی شکل بنا کر